بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

علمِ حدیث
اور
پاکستان میں اس کی خدمت

محمد سعد صدیقی

ریسرچ آفیسر

شعبۂ تحقیق قائداعظم لائبریری

باغ جناح ○ لاہور

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب :—— علم حدیث اور پاکستان میں اس کی خدمت

مؤلف :—— محمد سعد صدیقی

طبع اول :—— ۱۹۸۸ ء

تعداد :—— ۱۱۰۰

مطبع :—— سراج محمدی پریس، لاہور (۷)

طابع :—— ملک سراج الدین اینڈ سنز، لاہور (۸)

ناشر :—— شعبہ تحقیق قائداعظم لائبریری ——

—— باغ جناح لاہور

کتابت :—— دارالکتابت، حضرت کیلیانوالہ (گوجرانوالہ)

قیمت :—— 100/= روپے

انتساب

امیر المومنین فی الحدیث

الشیخ الامام ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل

البُخاری

کی نذر

محمد سعد صدیقی

Marfat.com

علمِ حدیث .....

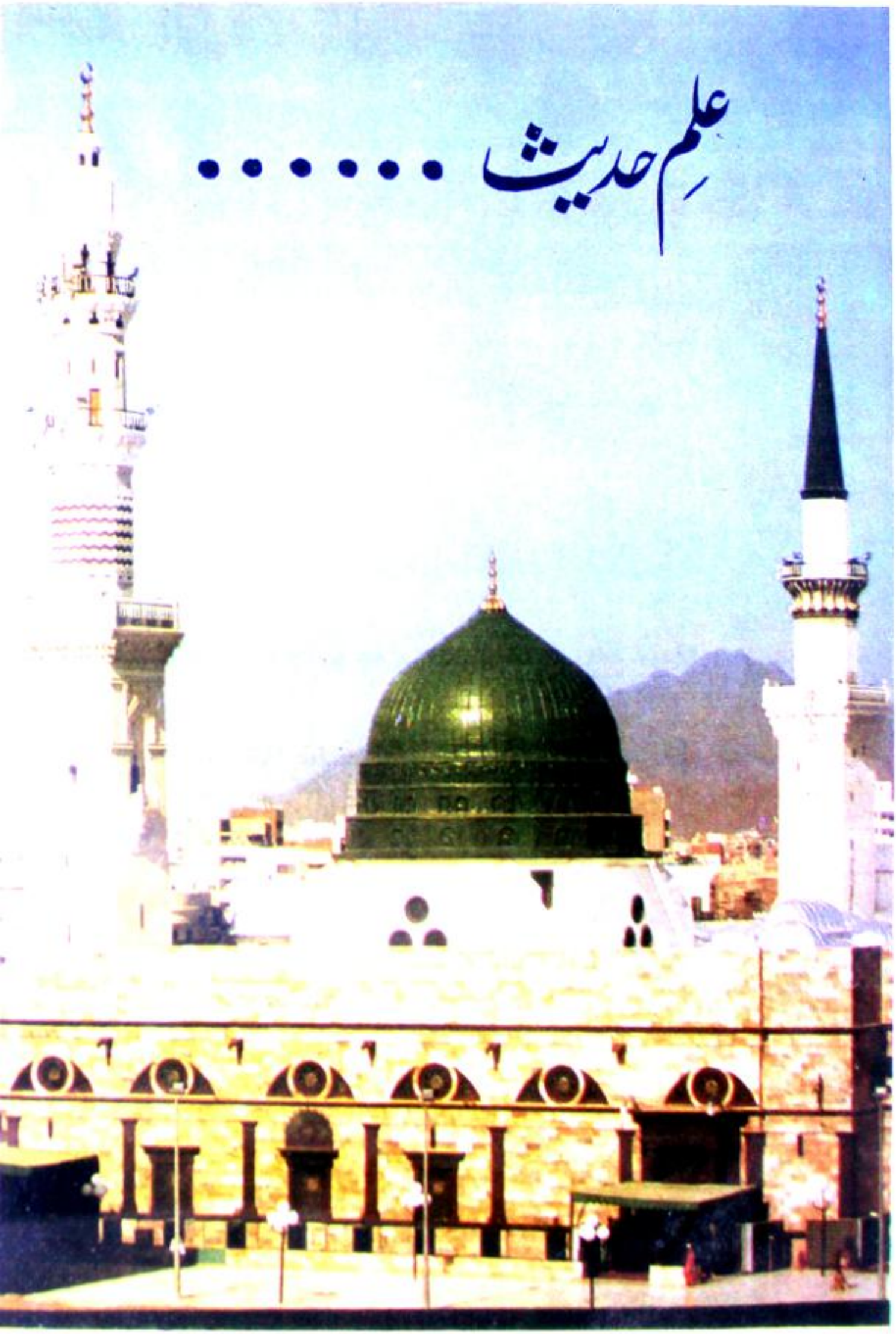

.... اور پاکستان میں اسکی خدمت

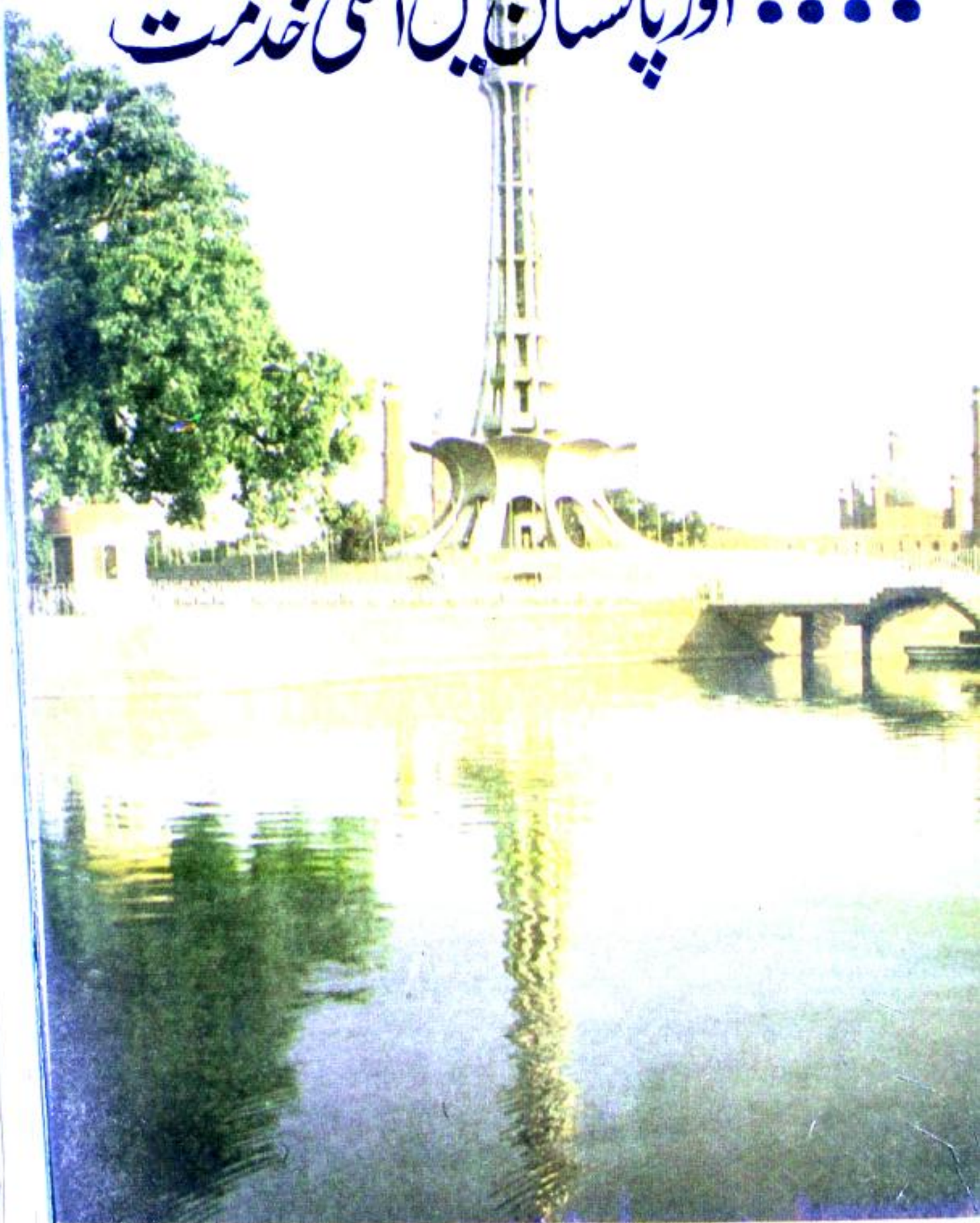

Marfat.com

مشمولات

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	حرف اول	۳۴
۲	تقریظ مولینا محمد مالک کاندھلوی	۳۶
۳	تقریظ مولینا سید محمد متین ہاشمی	۳۹
۴۔	تقریظ مولینا مفتی محمد حسین نعیمی	۴۰
۵۔	حرف آغاز	۴۲
	باب اوّل ـــــ حدیث کا مفہوم	
۱۔	حدیث کا لغوی مفہوم	۵۳
۲۔	حدیث کا اصطلاحی مفہوم	۵۶
۳۔	حدیث کے مترادفات	۶۰
۴۔	وحی کی تعریف	۶۱
۵۔	وحی کی اقسام	۶۳
	باب دوم ـــــ حجیت حدیث	
۱۔	حجیت حدیث پر طلب دلیل	۶۵
۲۔	حجیت حدیث پر دلائل قرآنی	۶۷
۳۔	اللہ پر ایمان	۶۷
۴۔	عصمت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم	۷۰
۵۔	مقام انبیاء علیہم السلام	۷۱

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۶-	اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۷۲
۷-	نبی کریمؐ کی زندگی، ایک اسوۂ کاملہ	۷۶
۸-	جامعیتِ اسوۂ رسولؐ پر ایک دلیل عقلی	۷۸
۹-	حفاظت وحی کے لیے نبی کریمؐ کا اہتمام	۸۰
۱۰-	نبی کریمؐ کی شان میں گستاخی پر حبط اعمال	۸۲
۱۱-	وہ جرائم جن پر حبط اعمال کی سزا متعین ہے	۸۴
۱۲-	مقصود نزولِ قرآن	۸۶
۱۳-	اوامر و نواہی رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۸۸
۱۴-	آیت کے شانِ نزول کا حکم	۸۹
۱۵-	ائمہ مفسرین کی آراء	۹۰
۱۶-	احادیث سے دلائل	۹۲
۱۷-	مطیع و عاصی کا امتیاز	۹۲
۱۸-	اطاعت رسولؐ دراصل اطاعت الٰہی ہے	۹۳
۱۹-	ملٰئکۃ کی گواہی	۹۴
۲۰-	انبیاءؑ سابقین پر آپ کی فضیلت	۹۵
۲۱-	صدیق اکبرؓ کا عمل	۹۷
۲۲-	صحابہ کے اجتماعی اتباع کی مثالیں	۹۹
۲۳-	عقلی دلائل	۱۰۰
۲۴-	اللہ اور رسولؐ کے درمیان تفریق	۱۰۰
۲۵-	نبی کریمؐ، صدوق امین	۱۰۱
۲۶-	قاصد کی تشریح	۱۰۲
۲۷-	قرآن کا کلام الٰہی ہونا	۱۰۲

arfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۸۔	احادیث متواترہ کی حجیت	۱۰۳
۲۹۔	صحابہ کرامؓ کا نبی کریمؐ سے تعلق	۱۰۴
۳۰۔	صحابہ کرامؓ کی زندگیاں، اتباعِ نبوی کا عملی نمونہ	۱۰۶
۳۱۔	حدیث کی حجیت قرآن پر عمل کے لیے ضروری ہے	۱۰۶
۳۲۔	فرائض نبوت	۱۰۷
۳۳۔	تاریخی حقائق کی حیثیت	۱۰۸
۳۴۔	معیاراتِ روایت	۱۰۹
۳۵۔	معیار برھانی	۱۰۸
۳۶	معیار وجدانی	۱۰۹

باب سوم ——— اقسام حدیث

۱۔	حدیث کی بنیادی اقسام	۱۱۱
۲۔	تقسیم اوّل	۱۱۲
۳۔	حدیث مقبول	۱۱۲
۴۔	حدیث مقبول کی اقسام	۱۱۳
۵۔	متواتر	۱۱۳
۶۔	متواتر کی اقسام	۱۱۳
۷۔	حدیثِ متواتر کے راویوں کی کم از کم تعداد	۱۱۵
۸۔	حدیث متواتر کا حکم	۱۱۷
۹۔	خبر مشہور	۱۱۷
۱۰۔	مشہور و مستفیض میں فرق	۱۱۸
۱۱۔	خبر عزیز	۱۱۹

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۲	خبر غریب	۱۱۹
۱۳	اوصافِ راوی کے اعتبار سے اقسام	۱۲۰
۱۴	راوی کی شرائط	۱۲۱
۱۵	راوی کے اوصاف	۱۲۲
۱۶-	حدیث صحیح	۱۲۲
۱۷-	صحیح لذاتہ	۱۲۳
۱۸-	صحیح لغیرہ	۱۲۵
۱۹-	حسن لذاتہ	۱۲۶
۲۰-	حسن لغیرہ	۱۲۸
۲۱-	ضعیف	۱۲۹
۲۲-	موضوع	۱۲۹
۲۳-	اقسامِ سند	۱۳۱
۲۴-	سندِ عالی	۱۳۱
۲۵-	مسند	۱۳۲
۲۶-	متصل	۱۳۲
۲۷-	مرفوع	۱۳۲
۲۸-	موقوف	۱۳۲
۲۹-	مرسل	۱۳۳
۳۰-	منقطع	۱۳۳
۳۱-	معضل	۱۳۳
۳۲-	معنعن	۱۳۳
۳۳	مدلس	۱۳۳

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۴-	معنعن	۱۳۳
۲۵-	راوی پر طعن و جرح کے اعتبار سے اقسام	۱۳۵
۳۶-	معلل	۱۳۵
۳۷-	مدرج	۱۳۵
۳۸-	مقلوب	۱۳۵
	باب چہارم ـــــ تاریخ و تدوین حدیث	
۱-	نبی کریمؐ کے زمانہ میں تدوین حدیث	۱۳۷
۲-	اصحاب صفہ	۱۳۸
۳-	نبی کریمؐ کی عظمت، صحابہؓ کے قلوب میں	۱۳۸
۴-	املاءت نبوی	۱۴۲
۵-	کتاب الصدقۃ	۱۴۲
۶-	صحیفہ عمرو بن حزم	۱۴۲
۷-	مراسیل نبویؐ	۱۴۳
۸-	تحریری ہدایات برائے قضاۃ و عمال	۱۴۴
۹-	صحابہ کرامؓ کے تالیف کردہ مجموعہائے حدیث	۱۴۵
۱۰-	حضرت ابوبکر صدیقؓ	۱۴۵
۱۱-	حضرت عمر فاروقؓ	۱۴۶
۱۲-	حضرت عبداللہ بن عباسؓ	۱۴۶
۱۳-	صحیفہ علیؓ بن ابی طالب	۱۴۶
۱۴-	صحیفہ الصادقۃ	۱۴۷
۱۵	حضرت ابوہریرۃؓ	۱۴۹

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۶۔	حضرت انسؓ	۱۴۹
۱۷۔	حضرت عبید ابن ابی رافعؓ	۱۴۹
۱۸۔	حضرت جابر بن عبداللہ	۱۵۰
۱۹۔	عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ	۱۵۰
۲۰۔	عبداللہ بن زبیرؓ	۱۵۱
۲۱۔	دیگر مجموعات	۱۵۱
۲۲۔	صحابہ کرامؓ کی قوتِ حافظہ	۱۵۲
۲۳۔	نبی کریمؐ کی جانب سے کتابت کا حکم	۱۵۳
۲۴۔	تابعین کے مرتب کردہ مجموعات	۱۵۶
۲۵۔	عمر بن عبدالعزیزؒ کا حکم	۱۵۷
۲۶۔	ابن شہاب زہریؒ	۱۵۷
۲۷۔	زہریؒ کا مقام	۱۵۷
۲۸	دیگر مجموعات	۱۵۹
۲۹	تیسری صدی میں علم حدیث	۱۶۰
۳۰۔	چوتھی صدی میں علم حدیث	۱۶۱
	باب پنجم ——— علم حدیث برصغیر میں	
۱۔	برصغیر کی خوش بختی	۱۶۴
۲۔	ابن خلدون کی رائے	۱۶۵
۳۔	انطاکی کی رائے	۱۶۶
۴۔	برصغیر میں علم حدیث کی ابتداء	۱۶۶
۵۔	محمد بن قاسم کا سندھ میں داخلہ	۱۶۷

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۶۔	دورِ اوّل	۱۶۸
۷۔	دوسری صدی ہجری / آٹھویں صدی عیسوی	۱۶۸
۸۔	مفضل بن ابی مہلب	۱۶۹
۹۔	ابوعبداللہ مکحول	۱۶۹
۱۰۔	اسلم بن سندھی	۱۷۰
۱۱۔	عباس بن سندھی	۱۷۰
۱۲۔	عمرو بن مسلم الباہلی	۱۷۰
۱۳۔	محمد بن عبدالرحمٰن البلیمانی	۱۷۱
۱۴۔	محمد بن ابراہیم بلیمانی	۱۷۲
۱۵۔	ابوموسیٰ اسرائیل بن موسیٰ البصری	۱۷۳
۱۶۔	ابوحفص الربیع بن بسیح البصری	۱۷۳
۱۷۔	ابومعشر نجیح بن عبدالرحمٰن السندی	۱۰۵
۱۸۔	عبدالرحمٰن بن عمرو سندھی	۱۷۶
۱۹۔	سندھی بن شاس البصری	۱۷۶
۲۰۔	عبدالرحیم بن حماد السندی	۱۷۷
۲۱۔	عبدالرحمٰن بن سندھی	۱۷۷
۲۲۔	تیسری صدی ہجری / نویں صدی عیسوی	۱۷۷
۲۳۔	رجاء بن السندی	۱۷۷
۲۴۔	الفضل بن السکین السندی	۱۷۸
۲۵۔	سہل بن عبدالرحمٰن	۱۷۸
۲۶	ابومحمد خلف بن سالم	۱۷۹
۲۷	موسیٰ بن سندی الجرجانی	۱۱۰

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۸	ابو عبداللہ محمد بن رجاء السندی	۱۸۰
۲۹	محمد بن ابی معشر نجیح	۱۸۱
۳۰	حافظ عبد بن حمید الکسی السندی	۱۸۱
۳۱	الحسین بن محمد بن ابی معشر نجیح	۱۸۳
۳۲	فتح بن عبداللہ سندھی	۱۸۳
۳۳	احمد بن سندھ بن فروخ	۱۸۳
۳۴	قاسم بن معشری	۱۸۴
۳۵	حبیش بن سندھی قائنی	۱۸۴
۳۶	سندھی بن ابان	۱۸۵
۳۷	احمد بن سندھی الباغی الرازی	۱۸۵
۳۸	اسمٰعیل بن سندھی	۱۸۵
۳۹	احمد بن سندھی بن الحسن	۱۸۶
۴۰	سندھی بن عبدویہ کلبی	۱۸۶
۴۱	ابو بکر بن محمد بن رجاء السندی	۱۸۶
۴۲	اسمٰعیل بن محمد بن رجاء السندی	۱۸۷
۴۳	مہروک بن رائق	۱۸۷
۴۴	داؤد بن محمد بن ابی معشر	۱۸۷
۴۵	ابو جعفر السندی	۱۸۸
۴۶	ابو محمد الہندی البغدادی	۱۸۸
۴۷	دور اول کی خدمات پر تبصرہ	۱۸۸
۴۸	دور ثانی	۱۹۰
۴۹	چوتھی صدی ہجری / دسویں صدی عیسوی ۔ محدثین دیبل	۱۹۰

arfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۵۰	ابو جعفر محمد بن ابراہیم الدیبلی	۱۹۱
۵۱	الحسین بن محمد بن اسد الدیبلی	۱۹۱
۵۲	ابو العباس احمد بن عبداللہ بن سعید الدیبلی	۱۹۱
۵۳	ابراہیم بن محمد الدیبلی	۱۹۲
۵۴	محمد بن محمد بن عبداللہ الدیبلی	۱۹۲
۵۵	حسن بن محمد بن اسد الدیبلی	۱۹۲
۵۶	خلف بن محمد الدیبلی	۱۹۳
۵۷	احمد بن ہارون الدیبلی	۱۹۳
۵۸	ابو القاسم شعیب بن محمد بن احمد الدیبلی	۱۹۴
۵۹	محدثین منصورہ	۱۹۴
۶۰	ابو الفضل محمد بن عبدالعزیز الہاشمی المنصوری	۱۹۴
۶۱	ابو العباس محمد بن محمد الحسن المنصوری	۱۹۵
۶۲	ابو جعفر عبداللہ بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن عیسیٰ بن ابی جعفر المنصوری	۱۹۵
۶۳	احمد بن محمد بن سالم المنصوری	۱۹۵
۶۴	ابو احمد عبداللہ بن جعفر بن مرۃ المنصوری	۱۹۶
۶۵	احمد بن سندی الحداد	۱۹۶
۶۶	ابراہیم بن علی بن السندی	۱۹۷
۶۷	ابراہیم بن سندی بن شاہک	۱۹۷
۶۸	ابراہیم بن عبدالسلام السندی البغدادی	۱۹۷
۶۹	محمد بن علی بن احمد الباسیانی	۱۹۸
۷۰	احمد بن القاسم العدل البیع ابن السندی	۱۹۸
۷۱	احمد بن محمد الحسین	۱۹۸

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۷۲	پانچویں صدی ہجری / گیارہویں صدی عیسوی	۱۹۸
۷۳	حسن بن حامد بن حسن الدیلمی	۱۹۹
۷۴	نصر اللہ بن احمد بن السندی	۱۹۹
۷۵	شیخ محمد اسمٰعیل اللاہوری	۱۹۹
۷۶	جعفر بن الخطاب قصداری	۲۰۰
۷۷	سیبویہ، العاص ابوالقاسم علی بن محمد الحسینی	۲۰۰
۷۸	ہبۃ اللہ بن سہل السندی	۲۰۱
۷۹	چھٹی صدی ہجری / بارہویں صدی عیسوی	۲۰۱
۸۰	ابوالحسن علی بن عمر لاہوری	۲۰۱
۸۱	محمود بن محمد اللاہوری	۲۰۲
۸۲	ابوالقاسم محمد بن خلف لاہوری	۲۰۲
۸۳	بختیار بن عبداللہ الفصاد الہندی	۲۰۳
۸۴	بختیار بن عبداللہ الہندی	۲۰۳
۸۵	ابوالفتوح عبدالصمد بن عبدالرحمٰن لاہوری	۲۰۴
۸۶	سید مرتضیٰ کوفی	۲۰۴
۸۷	عمرو بن سعید اللاہوری	۲۰۴
۸۸	ساتویں صدی ہجری / تیرہویں صدی عیسوی	۲۰۴
۸۹	حسن بن محمد صاغانی لاہوری	۲۰۴
۹۰	تعارف مشارق الانوار	۲۰۵
۹۱	رتن بن کرپال بن رتن الہندی	۲۰۶
۹۲	رتن بن کرپال کا دعویٰ صحابیت	۲۰۷
۹۳	ائمہ اسماء الرجال کی رائے	۲۰۹

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۹۴	واقعہ رتن کے اضطرابات	۲۱۱
۹۵	شیخ زکریا بن محمد الملتانی	۲۱۲
۹۶	قاضی منہاج السراج جزجانی	۲۱۳
۹۷	کمال الدین زاہد	۲۱۴
۹۸	محمود بن خیر البلخی	۲۱۴
۹۹	رضی الدین بدالیونی	۲۱۴
۱۰۰	ابو تومہ بخاری	۲۱۵
۱۰۱	دورِ ثانی کی خدمات پر تبصرہ	۲۱۵
۱۰۲	دورِ ثالث	۲۱۸
۱۰۳	آٹھویں صدی ہجری / چودھویں صدی عیسوی	۲۱۹
۱۰۴	مولانا جلال الدین الرومی	۲۱۸
۱۰۵	شیخ نظام الدین اولیاء	۲۱۸
۱۰۶	نظام الدین العلامی الہاشمی	۲۱۹
۱۰۷	محمود بن یوسف الکہرانی	۲۱۹
۱۰۸	شیخ جمال الدین الاچی	۲۱۹
۱۰۹	شیخ عبدالعزیز الاردبیلی	۲۲۰
۱۱۰	شمس الدین محمد بن یحییٰ	۲۲۱
۱۱۱	شیخ نصیر الدین چراغ دہلی	۲۲۱
۱۱۲	سید جلال الدین بخاری	۲۲۱
۱۱۳	شیخ علی بن شہاب الہمزانی	۲۲۲
۱۱۴	شیخ محمد بن محمد الدمراجی	۲۲۲
۱۱۵	نویں صدی ہجری / پندرہویں صدی عیسوی	۲۲۳

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۱۶	قاضی حسین شیرازی	۲۲۳
۱۱۷	مظفر بن شمس بلخی	۲۲۳
۱۱۸	سید محمد گسو دراز	۲۲۳
۱۱۹	محمد بن ابی بکر الدمیانی	۲۲۴
۱۲۰	جمال الدین کشمیری	۲۲۵
۱۲۱	احمد بن عبداللہ الشیرازی	۲۲۵
۱۲۲	یحییٰ بن عبدالرحمٰن ابی الخیر الہاشمی	۲۲۵
۱۲۳	خضر بن حسین البلخی	۲۲۶
۱۲۴	محمد بن حسین پٹنی	۲۲۶
۱۲۵	مولانا سواجگی الکردی	۲۲۶
۱۲۶	تیسرے دور کی خدمات پر تبصرہ	۲۲۷
۱۲۷	دور رابع	۲۲۷
۱۲۸	دسویں صدی ہجری / سولھویں صدی عیسوی - دور نشاط	۲۲۷
۱۲۹	شیخ راجح بن داؤد گجراتی	۲۲۷
۱۳۰	شیخ بلال المحدث	۲۲۸
۱۳۱	محمد بن محمد بن عبدالرحمٰن	۲۲۸
۱۳۲	محمد بن محمد الایجی	۲۲۹
۱۳۳	ابو القاسم بن احمد المکی	۲۲۹
۱۳۴	شیخ سعد الدین اللاری	۲۲۹
۱۳۵	عبدالعزیز ابھری	۲۳۰
۱۳۶	محمد بن عمر مصری	۲۳۰
۱۳۷	شیخ رکن الدین سندھی	۲۳۱

arfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۴۰	قاضی عبداللہ بن ابراہیم سندھی	۲۲۱
۱۴۱	میر سید عبدالاول	۲۲۲
۱۴۲	شیخ علی بن حسام الدین المتقی البرہانپوری	۲۱۱
۱۴۱	تعارف کنز العمال	۲۲۴
۱۴۱	شیخ عبدالملک گجراتی	۲۲۷
۱۴۲	شیخ مبارک ناگوری	۲۲۶
۱۴۴	خواجہ میر کلاں ہروی	۲۲۶
۱۴۵	شیخ عبداللہ بن سعدالدین	۲۲۷
۱۴۶	شیخ محمد طاہر پٹنی	۲۲۸
۱۴۷	شیخ عبدالمعطی اکبر الکی	۲۱۸
۱۴۸	مولانا طیب سرسی	۲۲۹
۱۴۹	شیخ بن عبداللہ بن عیدروس	۲۲۹
۱۵۰	شیخ عبداللہ انصاری سلطان پوری	۲۳۰
۱۵۱	شیخ عبدالنبی بن احمد گنگوہی	۲۳۰
۱۵۲	شہاب بن احمد عباسی	۲۳۱
۱۵۳	شیخ رحمت اللہ بن عبداللہ	۲۳۱
۱۵۴	میر ابوالعیش سمارنی	۲۳۲
۱۵۵	مولانا وجیہ الدین گجراتی	۲۳۱
۱۵۶	شیخ جمال محمد گجراتی	۲۳۲
۱۵۷	مولانا اوباش سندھی	۲۳۱
۱۵۸	مولانا اثیر الدین کابانی	۲۳۱
۱۵۹	محمد بن احمد نہروالی	۲۳۳

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۶۰	ابراہیم بن احمد البغدادی	۲۴۴
۱۶۱	شیخ جمال الدین برہانپوری	۲۴۵
۱۶۲	مولانا ضیاء اللہ مدنی	۲۴۵
۱۶۳	مولانا عبدالرحمٰن ٹھٹھوی	۲۴۵
۱۶۴	مولانا محمد لاہوری	۲۴۵
۱۶۵	دور رابع کی خدمات پر تبصرہ	۲۴۶
۱۶۶	دور خامس	۲۴۸
۱۶۷	گیارہویں صدی ہجری / سترہویں صدی عیسوی	۲۴۸
۱۶۸	مولانا عبدالرحمٰن محدث سرہندی	۲۴۸
۱۶۹	شیخ ابراہیم المحدث اکبر آبادی	۲۴۸
۱۷۰	شیخ ضیاء اللہ اکبر آبادی	۲۴۹
۱۷۱	شیخ بہلول دہلوی	۲۴۹
۱۷۲	شیخ عبداللہ سندیلوی	۲۴۹
۱۷۳	شیخ امین بن سہارنپوری	۲۴۹
۱۷۴	مولانا رفیع الدین سہارنپوری	۲۵۰
۱۷۵	شیخ احمد بن عبدالاحد سرہندی، مجدد الف ثانی	۲۵۰
۱۷۶	سید سعد اللہ سلونی	۲۵۲
۱۷۷	شیخ عبدالقادر عبدالعیدروس	۲۵۲
۱۷۸	شیخ عبداللہ بن حضرمی	۲۵۳
۱۷۹	شیخ حسین بن باقر الحسینی ہروی	۲۵۳
۱۸۰	محمد صدیق بن شریف	۲۵۳
۱۸۱	عبدالنبی شطاری گجراتی	۲۵۴

۲۰۱۸ء

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۸۲	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	۲۵۴
۱۸۳	تعارفِ تصانیف شیخ عبدالحق	۲۵۵
۱۸۴	شیخ ابورضا بن اسمٰعیل دہلوی	۲۵۹
۱۸۵	جعفر بن علی گجراتی	۲۵۹
۱۸۶	ضیاء الدین جونپوری	۲۵۹
۱۸۷	شیخ محمد سعید سرہندی	۲۵۹
۱۸۸	مفتی نورالحق دہلوی	۲۶۰
۱۸۹	شیخ معصوم بن احمد سرہندی	۲۶۰
۱۹۰	سید جعفر بن بلال۔ بدر عالم	۲۶۰
۱۹۱	شیخ احمد بن عبداللہ بیجاپوری	۲۶۱
۱۹۲	شیخ اسمٰعیل بیجاپوری	۲۶۱
۱۹۳	شیخ سلیمان بن احمد کردی	۲۶۱
۱۹۴	شیخ عبدالملک بن عبداللطیف گجراتی	۲۶۱
۱۹۵	خواجہ سیف الدین سرہندی	۲۶۱
۱۹۶	عبدالنبی اکبر آبادی	۲۶۲
۱۹۷	سید غضنفر بن جعفر گجراتی	۲۶۲
۱۹۸	قاضی خوب اللہ جونپوری	۲۶۲
۱۹۹	مرزا جان برکی	۲۶۲
۲۰۰	حصہ پاکستان	۲۶۳
۲۰۱	یعقوب بن حسن صرفی کشمیری	۲۶۳
۲۰۲	طاہر بن یوسف سندھی	۲۶۴
۲۰۳	حاجی محمد کشمیری	۲۶۴

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۰۴	حمید الدین ۔ قاضی عبد اللہ سندھی	۲۶۵
۲۰۵	شیخ منور بن عبد المجید لاہوری	۲۶۵
۲۰۶	قاضی محمد اکرم نصر پوری	۲۶۶
۲۰۷	تعارف اسعاف النظر	۲۶۷
۲۰۸	مولانا علم اللہ امیٹھوی	۲۷۰
۲۰۹	شیخ جوہر نات کشمیری	۲۷۱
۲۱۰	محمد بن علی بن خالون العاملی	۲۷۱
۲۱۱	شیخ عیسیٰ بن قاسم سندھی	۲۷۱
۲۱۲	قاضی نصیر الدین برہانپوری	۲۷۲
۲۱۳	شیخ حیدر بن فیروز حنفی کشمیری	۲۷۳
۲۱۴	شیخ موسیٰ بن جعفر کشمیری	۲۷۳
۲۱۵	شیخ فتح محمد برہانپوری	۲۷۳
۲۱۶	عبد اللہ ملا سعد اللہ	۲۷۴
۲۱۷	خواجہ معین الدین	۲۷۴
۲۱۸	سید محمد جعفر بدر عالم	۲۷۴
۲۱۹	شیخ اسمٰعیل فتح اللہ لاہوری	۲۷۵
۲۲۰	مولانا جمال الدین برہانپوری	۲۷۵
۲۲۱	بابا داؤد مشکوتی	۲۷۵
۲۲۲	مولانا یعقوب البنانی	۲۷۶
۲۲۳	بارہویں صدی ہجری / اٹھارویں صدی عیسوی	۲۷۶
۲۲۴	شیخ محمد بن جعفر گجراتی	۲۷۶
۲۲۵	شیخ محمد اعظم سرہندی	۲۷۷

arfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۲۶	شیخ محمد صادق گجراتی	۲۵۸
۲۲۷	شیخ مبارک بن نخرالدین بلگرامی	۲۶۰
۲۲۸	مولانا فرخ شاہ سرہندی	۲۶۱
۲۲۹	شیخ عبدالاحد سرہندی	۲۶۸
۲۳۰	امین الدین بوپوری	۲۷۶
۲۳۱	مولانا جاراللہ سائمنوری	۲۷۹
۲۳۲	سید عبدالجلیل حسینی	۲۷۹
۲۳۳	عبدالمقتدر بہاری	۲۷۹
۲۳۴	مولانا محمد عتیق بہاری	۲۷۹
۲۳۵	سیف اللہ بخاری دہلوی	۲۸۰
۲۳۶	عبدالوہاب منورآبادی	۲۸۰
۲۳۷	شیخ نورالدین گجراتی	۲۸۰
۲۳۸	شیخ قطب الدین سرہندی	۲۸۰
۲۳۹	مولانا فخرالدین دہلوی	۲۸۱
۲۴۰	مولانا شیخ الاسلام دہلوی	۲۸۱
۲۴۱	شیخ محمد بن عبدالرحمٰن	۲۸۲
۲۴۲	حصہ پاکستان	۲۸۲
۲۴۳	مولانا عنایت اللہ شال کشمیری	۲۸۲
۲۴۴	ابوالحسن کبیر سندھی	۲۸۲
۲۴۵	تعارف بالبیفات ابوالحسن	۲۸۴
۲۴۶	حاشیہ بخاری	۲۸۵
۲۴۷	حاشیہ مسلم	۲۸۶

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۴۸	حاشیہ ترمذی	۲۸۶
۲۴۹	حاشیہ سنن نسائی	۲۸۸
۲۵۰	حاشیہ سنن ابن ماجہ	۲۸۹
۲۵۱	شیخ محمد افضل سیالکوٹی	۲۹۱
۲۵۲	شیخ محمد قائم سندھی	۲۹۱
۲۵۳	علامہ محمد معین ٹھٹھوی	۲۹۱
۲۵۴	شیخ ابوطیب سندھی	۲۹۲
۲۵۵	شیخ محمد حیات سندھی	۲۹۳
۲۵۶	مولانا عبدالولی کشمیری	۲۹۳
۲۵۷	مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھائی	۲۹۴
۲۵۸	پانچویں دور کی خدمات پر تبصرہ	۲۹۴
۲۵۹	نقشہ سند شاہ ولی اللہ	۲۹۶
۲۶۰	دور سادس	۲۹۸
۲۶۱	بارہویں صدی ہجری	۲۹۸
۲۶۲	شیخ شاہ ولی اللہ دہلوی	۲۹۸
۲۶۳	شیخ محمد عاشق پھلتی	۳۰۰
۲۶۴	مرزا جانجاناں دہلوی	۳۰۱
۲۶۵	مولانا فخر الدین دہلوی	۳۰۱
۲۶۶	حصہ پاکستان	۳۰۲
۲۶۷	ابوالحسن سندھی (صغیر)	۳۰۲
۲۶۸	تیرہویں صدی ہجری / انیسوی صدی عیسوی	۳۰۲
۲۶۹	حصہ ہند	۳۰۲

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۷۰	مرتضیٰ بن محمد بلگرامی	۳۰۲
۲۷۱	مولانا خیر الدین سورتی	۳۰۳
۲۷۲	شیخ صفدر بن حسین اورنگ آبادی	۳۰۴
۲۷۳	شیخ نثار علی ظفر آبادی	۳۰۴
۲۷۴	شیخ احمد بن محمد حسینی	۳۰۴
۲۷۵	مولانا تحور علی نگینوی	۳۰۵
۲۷۶	شیخ رفیع الدین مراد آبادی	۳۰۵
۲۷۷	قاضی ثناء اللہ پانی پتی	۳۰۶
۲۷۸	مولانا قطب الہدیٰ بریلوی	۳۰۶
۲۷۹	مولانا محمد مخدوم لکھنوی	۳۰۷
۲۸۰	سلام اللہ سرہندی	۳۰۷
۲۸۱	مولانا سراج احمد رامپوری	۳۰۷
۲۸۲	شاہ رفیع الدین دہلوی	۳۰۸
۲۸۳	شاہ عبد العزیز محدث دہلوی	۳۰۸
۲۸۴	مولانا غلام محمد سورتی	۳۰۹
۲۸۵	شیخ ثناء اللہ سنبھلی	۳۰۹
۲۸۶	مفتی الٰہی بخش کاندھلوی	۳۱۰
۲۸۷	شیخ بہر علی انبہاری	۳۱۰
۲۸۸	شیخ ابو سعید دہلوی	۳۱۰
۲۸۹	شیخ امین کاکوروی	۳۱۱
۲۹۰	مرزا حسن علی شافعی	۳۱۱
۲۹۱	شیخ امام الدین امروہی	۳۱۲

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۹۲	مولانا محمد علی رامپوری	۳۱۲
۲۹۳	عبدالخالق دہلوی	۳۱۲
۲۹۴	شیخ اسحٰق بن محمد افضل دہلوی	۳۱۲
۲۹۵	مولانا عبداللہ مدراسی	۳۱۳
۲۹۶	مولانا وجیہ الدین سہارنپوری	۳۱۳
۲۹۷	مولانا محمد علی لکھنوی	۳۱۴
۲۹۸	مولانا ولایت علی صادق پوری	۳۱۴
۲۹۹	شیخ عبداللہ الہ آبادی	۳۱۴
۳۰۰	مولانا سخاوت علی جونپوری	۳۱۵
۳۰۱	مولانا فرحت حسین عظیم آبادی	۳۱۶
۳۰۲	مولانا حسین احمد ملیح آبادی	۳۱۶
۳۰۳	شیخ عبدالحق بنارسی	۳۱۷
۳۰۴	مولانا کرامت علی دہلوی	۳۱۷
۳۰۵	مولانا محبوب علی دہلوی	۳۱۸
۳۰۶	شیخ محسن بن یحییٰ ترہتی	۳۱۸
۳۰۷	قاضی صبغۃ اللہ مدراسی	۳۱۸
۳۰۸	حصہ پاکستان	۳۱۹
۳۰۹	سید محمد شاہ ہمدانی	۳۱۹
۳۱۰	شیخ احمد بن مصطفیٰ اکشیری	۳۱۹
۳۱۱	مولانا عبدالعزیز ہاردی	۳۲۰
۳۱۲	مولانا جلال الدین برہانپوری	۳۲۰
۳۱۳	چھٹے دور کی خدمات پر تبصرہ	۳۲۱

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۳۱۴	دور سابع	۳۲۲
۳۱۵	تیرھویں صدی ہجری (القیہ ۱۷ سال)	۳۲۳
۳۱۶	حصہ ہند	۳۲۳
۳۱۷	محدثین کے اسماء گرامی	۳۲۳
۳۱۸	حصہ پاکستان	۳۲۵
۳۱۹	مولانا مصطفیٰ بن طیب رفیقی	۳۲۵
۳۲۰	چودھویں صدی ہجری	۳۲۶
۳۲۱	حصہ ہند	۳۲۶
۳۲۲	محدثین کے اسماء گرامی	۳۲۶
۳۲۳	ساتویں دور کی خدمات پر تبصرہ	۳۳۱

باب ششم ـــــ پاکستان میں علم حدیث کی خدمت

۱	برصغیر میں علم دین کی اشاعت	۳۳۲
۲	مولانا محمد حسین اسرائیلی بن عبدالستار	۳۳۴
۳	مولانا قاضی عبدالقادر ہزاروی	۳۳۵
۴	مولانا فیض عالم بن ملا جیون ہزاروی	۳۳۵
۵	مولانا محمد ایوب بن لطیف اللہ محدث پشاوری	۳۳۶
۶	مولانا سید عبداللہ ملک شاہ بن حبیب شاہ عباسی	۳۳۷
۷	مولانا عبدالعزیز بن عبدالسلام عثمانی ہزاروی	۳۳۷
۸	مولانا عبدالعزیز محدث سہالوی	۳۳۸
۹	تعارف نبراس الساری فی اطراف البخاری	۳۳۹
۱۰	مولانا محمد بن عبداللہ بگھلولی	۳۴۰

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۱	مولانا شبیر احمد عثمانی	۳۴۱
۱۲	تعارف فتح الملہم شرح صحیح مسلم	۳۴۱
۱۳	مقدمہ فتح الملہم	۳۴۲
۱۴	اسلوب شرح	۳۴۳
۱۵	افضلیتِ مدینہ منورہ کی بحث	۳۴۴
۱۶	فتح الملہم پر علامہ زاہد الکوثری کی رائے	۳۴۸
۱۷	تعارف فضل الباری شرح اردو صحیح بخاری	۳۴۹
۱۸	مولانا اشفاق الرحمٰن بن عنایت الرحمٰن کاندھلوی	۳۵۱
۱۹	تعارف الطیب السندی	۳۵۲
۲۰	تعارف حاشیہ موطا امام مالک	۳۵۳
۲۱	تعارف کتاب علم حدیث	۳۵۴
۲۲	مفتی عبد الحفیظ بن مولانا عبد المجید حقانی	۳۵۵
۲۳	قاضی عبد السبحان علوی	۳۵۶
۲۴	مولانا احمد علی لاہوری	۳۵۷
۲۵	مولانا سید داؤد غزنوی	۳۵۷
۲۶	حافظ محمد ادریس طوروی	۳۵۸
۲۷	مولانا نصیر الدین غورغشتوی	۳۵۹
۲۸	سید انوار الحق کاکاخیل	۳۵۹
۲۹	مولانا سید احمد شاہ بخاری	۳۶۰
۳۰	مولانا خیر محمد جالندھری	۳۶۰
۳۱	مولانا عبد الحامد قادری بدایونی	۳۶۱
۳۲	محمد انوری	۳۶۲

arfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۳۳	مفتی احمد یار خان نعیمی	۳۶۲
۳۴	تعارف نعیم الباری فی الشراح البخاری	۳۶۳
۳۵	محمد نذیر صاحب حق بن فضل احمد سوانی	۳۶۴
۳۶	مولانا شیر زمان ہزاروی	۳۶۵
۳۷	مولانا محمد ادریس کاندھلوی	۳۶۵
۳۸	تعارف تحفۃ القاری بحل مشکلات البخاری	۳۶۶
۳۹	شبہائے ایمان کی تفصیل	۳۶۷
۴۰	تعارف التعلیق الصبیح علی مشکوٰۃ المصابیح	۳۶۸
۴۱	گناہِ کبیرہ وصغیرہ کی بحث	۳۶۹
۴۲	کلمتان خفیفتان علی اللسان کی تشریح	۳۷۱
۴۳	تعارف کتاب حجیت حدیث	۳۷۳
۴۴	مولانا ظفر احمد عثمانی	۳۷۴
۴۵	تعارف اعلاء السنن	۳۷۵
۴۶	وجہ تالیف اعلاء السنن	۳۷۶
۴۷	مقدمۂ اعلاء السنن	۳۷۸
۴۸	عورت کی دیت کی بحث	۳۷۹
۴۹	مولانا عبدالرحمٰن بن سید امیر مردانی	۳۸۰
۵۰	مولانا سید ابوبکر غزنوی	۳۸۰
۵۱	مولانا سید محمد یوسف بنوری	۳۸۱
۵۲	تعارف معارف السنن شرح سنن الترمذی	۳۸۲
۵۳	مولانا اکبر علی بن احسان علی سہارنپوری	۳۸۵
۵۴	مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی	۳۸۵

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۵۵	تعارف کتاب سنت کی آئینی حیثیت	۲۸۶
۵۶	مولانا محمد محترم فہیم عثمانی	۲۸۷
۵۷	تعارف کتاب حضلات وحجیت حدیث	۲۸۸
۵۸	مولانا سید احمد سعید کاظمی	۲۸۹
۵۹	پروفیسر حامد الرحمٰن صدیقی	۲۹۰
۶۰	مولانا حبیب الرحمٰن صدیقی	۳۱۱
۶۱	مولانا خلیل الرحمٰن نعمانی	۲۹۱
۶۱	مولانا سید بادشاہ گل	۲۹۲
۶۲	مولانا قاضی زاہد الحسینی	۳۱۳
۶۳	مولانا سرفراز خان صفدر	۲۹۴
۶۴	مولانا شمس الحق افغانی	۲۹۴
۶۶	مولانا عبدالرحمٰن صدیقی	۲۹۵
۶۷	تعارف ترجمہ صحیح مسلم	۲۹۵
۶۸	مولانا عاشق الٰہی بلند شہری	۲۹۶
۶۹	مولانا قاضی عبدالحمید ہزاروی	۲۹۷
۷۰	مولانا عبدالرشید نعمانی	۲۹۸
۷۱	قاضی عبدالکریم بن قاضی نجم الدین کلاچوی	۳۹۹
۷۲	مفتی عزیز احمد قادری	۲۹۹
۷۲	مولانا غلام رسول بن چوہدری بنی بخش	۴۰۰
۷۴	مولانا محمد تقی عثمانی	۴۰۰
۷۵	تعارف تکملہ فتح الملہم	۴۰۱
۷۶	مولانا محمد رفیع عثمانی	۴۰۲

arfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۷۷	تعارف کتاب کتابت حدیث عہد رسالت و عہد صحابہ میں	۴۰۳
۷۸	مولانا محمد طاہر بن غلام نبی مردانی	۴۰۵
۷۹	مولانا محمد مالک کاندھلوی	۴۰۶
۸۰	تعارف تجرید صحیح مسلم اردو ترجمہ صحیح مسلم	۴۰۷
۸۱	مولانا سید محمود احمد رضوی	۴۰۸
۸۲	تعارف فیوض الباری شرح بخاری	۴۰۹
۸۳	دیگر خدمات	۴۰۱
۱۴	اختتام	۴۰۲
۱۵	اشاریہ	۴۱۰
	رجال	۴۱۱
	خواتین	۴۲۸
	اصطلاحات	۴۳۹
	ماخذ و مصادر	۴۴۷

حرفِ اوّل

ملک میں تعلیم و تحقیق کے اعلیٰ پیمانہ پر فروغ کے لیے لاہور میں ایک تحقیقی اور حوالہ جاتی لائبریری "قائداعظم لائبریری" کا قیام ڈھائی سال قبل عمل میں آیا۔ لائبریری میں ایک شعبہ تحقیق بھی قائم کیا گیا ہے جس کے ارکان لائبریری میں تحقیق کے لئے آنے والوں کی رہنمائی کے علاوہ مقالات، مضامین اور کتب تالیف کرنے کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ اس شعبہ کی جانب سے اس مختصر مدت میں دو مختصر کتابچے شائع کیے جا چکے ہیں اور اب اس شعبہ کی پہلی باقاعدہ کتاب مراحل طباعت کیلئے تیار ہے۔

شعبہ تحقیق کے ایک فاضل رکن محمد سعد صدیقی صاحب نے "علم حدیث اور پاکستان میں اس کی خدمت" کے عنوان پر ایک کتاب مرتب کی ہے جو گرانقدر قیمتی علوم و معارف پر مشتمل ہے اور پاکستان کے علماء نے از ابتداء تا حال علم حدیث کی تصنیف و تالیف کے میدان میں جو بیش بہا خدمات سرانجام دی ہیں، ان کا اس کتاب سے بخوبی علم ہوتا ہے۔ یہ کتاب جہاں اہل علم کی رہنمائی اور محققین کی تحقیق کے لئے مددگار ثابت ہوگی، وہاں اس نوجوان نسل کے لیے مطالعہ کا ایک قیمتی اثاثہ ثابت ہو گی۔ جو مغرب اور اہل مغرب کے اعتراضات سے مرعوب ہو کر دین میں شکوک و شبہات پیدا کرتے ہیں۔ اور علم حدیث کی تدوین، تاریخ اور اس کی حجیت پر پیدا ہونے والے نظریات سے متأثر نظر آتے ہیں۔ اس کتاب سے ان شکوک و شبہات اور نظریات کی ایسے دلائل و حقائق سے تردید کی گئی ہے کہ جن سے ان غلط نظریات کا علمی انداز کے ساتھ ابطال ہوتا ہے۔

اس کتاب پر ملک کے تین ممتاز علماء کرام، مولانا محمد مالک کاندھلوی، مولانا مفتی محمد حسین نعیمی اور مولانا سید محمد متین ہاشمی صاحب مدظلہم العالی سے جو علم و تحقیق اور خصوصاً علم حدیث میں ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں، آراء لی گئی ہیں۔ تینوں علماء نے مسودہ کا جستہ جستہ مطالعہ کیا اور اپنی تحسینی رائے کا اظہار فرمایا۔ میں اس پر ان حضرات کا بصمیم قلب ممنون ہوں۔ قائداعظم لائبریری اہل علم کے استفادہ

کے لئے اسے شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔ اس کتاب کی تالیف میں جن حضرات کا علمی تعاون مولف کے ساتھ رہا، میں ان حضرات کا بھی تہہ دل سے شکور ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس خدمت کو قبول فرمائیے۔ دنیا میں علم و تحقیق کے اضافہ کا باعث اور آخرت میں نجات کا سبب بنائے۔ آمین یا رب العالمین۔

انعام الحق

۳۰ر جنوری ۱۹۸۷ء

ایئر کموڈور (ریٹائرڈ) / ڈائریکٹر جنرل پبلک لائبریریز

پنجاب لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

مولانا محمد مالک کاندھلوی — شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علیٰ
سید خلقہ سیدنا ومولانا محمد والہ واصحابہ اجمعین

یہ بات محتاج بیان نہیں ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ دین اسلام کی اساس و بنیاد ہے اور سنت رسول ﷺ ہی قرآن حکیم کی تفسیر ہے۔ اس بناء پر امت کے لئے حدیث رسول ﷺ ہی معیار ہدایت اور ذخیرہ سعادت اور باعث نجات وفلاح ہے۔

قرون اولیٰ سے آج تک حدیث کے موضوع پر مختلف حیثیتوں سے اہل علم کتابیں اور مقالے مرتب کرتے رہے ہیں اور ان میں بعض تصانیف اپنے معیار تحقیق کے لحاظ ایسی عظمت و برتری اور قبولیت کی حامل ہوئیں کہ تاریخ ان پر ہمیشہ فخر کرتی رہے گی۔

مجھے عزیزم مولوی حافظ محمد سعد صدیقی فاضل علوم اسلامیہ الشہادۃ العالیۃ اور ایم اے اسلامیات کی مرتب کردہ کتاب "علم حدیث اور پاکستان میں اس کی خدمت" دیکھ کر بڑی ہی مسرت ہوئی۔ میں نے متعدد ابواب سے اس کا مطالعہ کیا۔ الحمد للہ کتاب کا اسلوب نہایت ہی اعلیٰ اور معیار تحقیق کا بہترین پیکر ہے۔ موصوف سلمہ نے بڑی ہی کاوش سے اس موضوع پر مرتب کردہ کتابوں کے گرانقدر ذخیرہ سے وہ تحقیقی مواد جمع کیا ہے جو انشاء اللہ آئندہ نسلوں کے لئے علم حدیث کی خدمت کے تعارف میں روشنی کا ایک بلند مینار ثابت ہوگا

مجھے اس بات سے بے حد خوشی ہوئی کہ ہر باب میں گرانقدر نقول مستند حوالوں سے جمع کرکے ان نقول و حوالوں سے مستنبط ہونے والے نتائج و حقائق پر بھی کلام کیا ہے۔ اور حدیث کی حجیت و تدوین اور برصغیر میں علماء اسلام نے جو خدمات انجام دیں تاریخی نوعیت سے اس کو بھی دلائل و حقائق کیساتھ مرتب کیا

میں ان ابواب کے مطالعہ سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں یہ کتاب اپنی جامعیت اور افادیت میں ایک امتیازی مقام رکھتی ہے۔

مؤلف سلمہٗ کی اپنی کم عمری میں ایسی عظیم علمی خدمت بلاشبہ قابل قدر ہے۔ قائد اعظم لائبریری کے واسطے یہ بات انتہائی سعادت اور فخر کا باعث ہوگی کہ وہ اس کتاب کو شائع کر کے اہل علم کے لئے ایک نادر علمی ذخیرہ فراہم کر دے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے میرے دل میں یہ بات آئی ہے کہ میں قائد اعظم لائبریری کے بورڈ کو یہ مشورہ دوں کہ اس تالیف کی افادیت کو دیکھ کر اس شعبہ کے معیار کو اور زائد بلند کرے۔ اور مزید موضوعات پر ایسی تحقیقی کتابوں کی تالیف کے لئے ضروری اقدامات کرے۔ تاکہ یہ ادارہ پاکستان میں معیار تحقیق کے لحاظ اپنا عظیم مقام دنیا میں پیش کر سکے۔

بہر کیف میں مؤلف سلمہٗ کو مبارکباد کا پیغام دیتے ہوئے لائبریری کو بھی ہدیہ تہنیت پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں خدا تعالیٰ اس تالیف کو قبول فرمائے اور اہل علم کو منتفع فرمائے

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بندہ ناچیز

محمد [illegible] عفی عنہ

۱۰ ربیع الثانی سنہ ۹۰ھ مطابق ۱۲ [illegible]

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

تقریظ

مولانا سیّد محمد متین ہاشمی،

ڈائرکٹر مرکز تحقیق (ریسرچ سیل) دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری لاہور

مولانا محمد سعد صدیقی (اللہ ان کی عمر دراز کرے اور اپنی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانے کی انہیں توفیق دے) کی تالیف "علم حدیث اور پاکستان میں اس کی خدمت" کے مسودے کو جستہ جستہ دیکھنے کا شرف حاصل ہوا اور میں اس امر کو اپنے لئے باعثِ سعادت تصور کرتا ہوں۔ اگرچہ کتاب کا موضوع پاکستان میں علم حدیث کی خدمت سے متعلق ہے جس پر گفتگو پانچویں باب سے شروع کی گئی ہے تاہم ابتدائی چار ابواب میں حدیث سے متعلق مباحث، حجیت حدیث اور تاریخ حدیث، فنی مباحث اور مختلف ادوار میں متحدہ ہندوستان کے علماء کی خدمات کے تذکرے نے کتاب کی اہمیت کو دوچند کر دیا ہے۔ بالخصوص حجیت حدیث پر فاضل مؤلف نے جو دلائل دیے ہیں۔ انہیں مُسکِت کہا جا سکتا ہے۔ نیز ضمناً حدیث کی اقسام اور مصطلحات کے تذکرے نے کتاب کو نہ صرف عام قارئین کے لئے بلکہ اہلِ علم کے لئے بھی نہایت مفید اور معلوماتی بنا دیا ہے۔ مسودے کے مطالعے کے بعد کامل طمانیتِ قلب سے بحمد اللہ میں یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ کتاب میں جدید ریسرچ کے تقاضوں کو کافی حد تک ملحوظ رکھا گیا ہے جس کے باعث کتاب مفید ہونے کے ساتھ ساتھ حوالے کی کتاب بھی بن گئی ہے۔ عام طور پر ایسا ہمت کم ہوتا ہے اور ایک ایسے نوجوان سے جس نے حال ہی میں قلم سنبھالا ہے۔ اور تصنیف و تالیف کے میدان میں قدم رکھا ہے اس بات کی کم توقع کی جاتی ہے۔ میں اس کے سوا اور کیا کہہ سکتا ہوں کہ ذالك فضل اللہ یؤتیہ من یشآء۔

مجھے اس کتاب سے ایک جدید عہد کی خوشبو مل رہی ہے۔

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

اگر فاضل مؤلف کی موجودہ محنت کا سلسلہ جاری رہا اور اس کتاب کی تالیف میں تحقیق و جستجو نیز مواد کی ترتیب کا جو انداز اختیار کیا گیا ہے باقی رہا تو انشاء اللہ العزیز یہ نوجوان مؤلف بہت جلد اپنے پیشرو ؤں کے برابر آجائیگا بلکہ ان سے آگے بڑھ جائیگا۔ اخیر میں میں ایک مرتبہ پھر فاضل مؤلف کی صحت و سلامتی اور درازیٔ حیات کے لئے بارگاہِ رب العزت میں دست بدعا ہوں تاکہ وہ آئندہ بھی اسی طرح دین قیم کی گراں قدر خدمات سرانجام دیتے رہیں اور جو شمع ان کے بزرگوں نے جلائی تھی۔ اس کی لو میں مدھم نہ ہونے پائیں۔ آمین

سید محمد متین ہاشمی

ڈائریکٹر مرکز تحقیق، ریسرچ سیل،

دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری نسبت روڈ لاہور

مورخہ ۲۰ جنوری ۸۰ء

Marfat.com

تقریظ

مفتی محمد حسین نعیمی - مہتمم واستاد الحدیث جامعہ نعیمیہ لاہور

تعلیمات اسلامیہ کے ماخذ کی حیثیت سے قرآن کریم کے بعد اگرچہ سنتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام ہے لیکن اسلام کے احکامات اور دین کی تشریحات نیز مذہب حقہ کی تفصیلات کے پیش نظر احادیث مبارکہ وسیع تر۔ جامع تر۔ کامل تر ہدایت ہیں۔ قرآن کریم کے فرمودات کے اجمال کی واضح تشریح اقوال و افعال رسول سے ہی ممکن ہے قرآن عظیم کے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے لئے احادیث نبویہ ازبس ضروری ہیں یہی وجہ ہے کہ علماء اسلام نے جسقدر توجہ احادیث کی روایت اور ان کی نشر واشاعت کے لئے جو جدوجہد کی ہے کسی دوسرے علوم کے لئے نہیں کی۔

علم حدیث بڑا وسیع علم ہے اس کے ہر پہلو پر بڑی تحقیقات ہوئی ہیں اور اس کی متعدد جہات پر فقہائے اسلام نے بڑی کاوشیں کی ہیں اسی سلسلے میں مولانا العزیز محمد سعد صدیقی صاحب نے بڑی محنت اور انتہائی گہرے مطالعہ کے ساتھ احادیث مبارکہ کے مختلف پہلوؤں پر مشتمل یہ کتاب تالیف کی ہے اس میں نہایت مفید اور گرانقدر معلومات درج ہیں اس کتاب میں چھ ابواب ہیں ہر باب اپنی نوعیت کے لحاظ سے انتہائی افادیت کا حامل ہے پہلا باب علم حدیث سے متعلق اس کے مرادی معنی اور اصطلاحی مفہوم پر مشتمل ہے دوسرے باب میں حدیث کی عظمت اس کے درجے کی وضاحت اور حدیث کی حجیت کے سلسلے میں قوی دلائل درج کئے گئے ہیں۔

تیسرے باب میں علوم احادیث کی تفصیلات اور اس کے جملہ اقسام کی تعریفات کا بیان ہے۔ چوتھے باب میں علم احادیث کا تاریخی ارتقاء اور احادیث کی تدوین کے مختلف مراحل کا ذکر ہے پانچویں باب میں برصغیر میں علوم اسلامیہ کی اور بالخصوص علم حدیث کی خدمات کو سات ادوار پر تقسیم کر کے ہر دور میں خدماتِ حدیث پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور اس دور کو قیام پاکستان پر ختم کیا ہے چھٹے باب میں ان خدمات جلیلہ کا تذکرہ ہے جو پاکستان کے قیام کے بعد اس حکومت خداداد میں علماء نے

پاکستان نے حدیث مبارک کے سلسلے میں خدمات انجام دی ہیں۔ مولانا محمد سعد صدیقی صاحب کی یہ کاوش قابل قدر اور لائق تحسین ہے احادیث رسول کی واقفیت کا شوق رکھنے والے افراد کے لیے یہ کتاب معلومات کا ایک گرانقدر ذخیرہ ہے۔ مولیٰ تعالیٰ بطفیل سید کونین ﷺ اس کتاب کی ترتیب و تبویب پر جو محنت کی گئی ہے اسکو قبول فرمائے اور مولانا محمد سعد صدیقی صاحب کے لیے دارین میں کامرانی کا ذریعہ بنائے اور اس کے قارئین کے لیے وسیلہ رشد و ہدایت ٹھہرائے۔

مفتی [illegible]

[illegible]

۱۸ [illegible]

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حرفِ آغاز

حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت دعا کرتے ہوئے بارگاہِ الٰہی سے جو سوال کرتے ہیں۔ اس کو قرآن کریم نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

"ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم یتلوا علیھم آیاتک ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم۔" (۱)

(اے ہمارے رب ان لوگوں میں انہی میں سے ایک رسولؐ مبعوث فرما جو ان کے سامنے تیری آیات کی تلاوت کرے، ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے۔ اور ان کے نفوس کا تزکیہ کرے۔)

اللہ کی ربوبیت اور اس کی عزت و حکمت کے ذکر کے ساتھ اللہ کے خلیل نے یہ دعا کی اور اللہ کے ذبیح نے اس پر آمین کہا۔ بارگاہ ربوبیت میں اس دعا کو قبولیت کا شرف حاصل ہوا اور حضرت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کی اولاد میں سے محمد بن عبداللہ ﷺ کو عالمِ انسانیت کے سامنے تلاوت آیات، تعلیم کتاب و حکمت اور تزکیۂ نفوس کے لیے نبی آخر الزماں بنا کر نہ صرف مبعوث فرمایا۔ بلکہ حضرت ابراہیم کی زبان سے نکلنے والے مقاصدِ نبوت کا اعلان بھی قرآن کریم میں کر دیا۔

"لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم آیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین۔" (۲)

بیشک اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پر یہ احسان کیا کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا۔ جو ان کے سامنے آیات اللہ کی تلاوت کریگا۔ ان کے نفوس کا تزکیہ کریگا۔ اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیگا۔ بلاشبہ یہ لوگ اس سے قبل صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔

محمد بن عبداللہ ﷺ کی عمر مبارک کے چالیس سال گزرنے کے بعد آپؐ کو غارِ حراء میں خلعت

---

(۱) ۲: البقرۃ ۱۲۹ (۲) ۳: آل عمران: ۱۶۴۔

Marfat.com

نبوت عطا کی گئی مقاصد نبوت میں سے اولین مقصد ــ تلاوتِ آیات کا حکم پہلی وحیِ الٰہی میں ہوا۔

إقرأ باسم ربك الذی خلق ۔ (۳)

(پڑھو اپنے اس رب کے نام سے جس نے انسانیت کو پیدا کیا۔)

فرائض نبوت، کوئی آسان فرائض نہ تھے، رسالت کی ذمہ داریاں کوئی سہل ذمہ داریاں نہ تھیں تبلیغ واشاعتِ دین اور تنفیذ احکام کی تفویض کوئی معمولی امر نہ تھا، قرآن کریم کا اعجاز عقولِ انسانی کو حیران کر دینے والا تھا۔ نبی کریمؐ کی پیشانی عرق آلود ہوئی اور آپؐ نے اپنی رفیقۂ حیات، ہمدم و غمگسار۔ سے ارشاد فرمایا۔

زملونی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ زملونی (۴)

بارگاہ الٰہی کی جانب سے پہلی وحی میں پہلی ذمہ داری سپرد ہونے کے بعد زمانہ فترہ شروع ہوا۔ اور زمانہ فترہ کے بعد دوسری ذمہ داری عائد کی گئی۔

یا ایہا المدثر قم فأنذر ۔ (۵)

اے چادر اوڑھنے والے کھڑا ہو جا اور قوم کو عذاب الٰہی سے ڈرا دیجئے۔

و أنذر عشیرتك الأقربین ۔ (۶)

(اپنے اقرباء کو ڈرایئے)

اب آپؐ پر تعلیم کتاب و حکمت اور تزکیہ نفوس کی ذمہ داریاں بھی عائد ہو گئیں اور آپؐ نے ان کو سرانجام دینا شروع کر دیا، اہل مکہ کی تکالیف بھی سامنے آئیں، ان کی عداوتوں اور معاشرتی انقطاع کا سامنا بھی ہوا۔ ان کی طرف سے لالچ بھی دیا گیا۔ ذہنی و جسمانی اذیتیں اور تکالیف بھی دی گئیں۔ طائف کے اوباش نوجوانوں کی طرف سے سنگ باری بھی کی گئی لیکن آپؐ کو فرائض نبوت کی [illegible] سے کوئی [illegible] روک سکی۔ نہ کوئی لالچ راہ میں حائل ہو سکا نہ تکالیف و مصائب کا [illegible] سے عزم [illegible] کوہ کے پایہ استقلال میں کوئی تزلزل لا سکا

مکہ مکرمہ میں اشاعت و تبلیغ دین ممکن نہ رہی تو بارگاہ الٰہی کی جانب سے یثرب کی جانب ہجرت کا حکم ہوا۔

۳۔ ۹۶: علق [illegible] الصحیح ج ۱: ص ۲۱۳ [illegible] المدثر [illegible] الشعراء: ۲۱۴

مدینہ منورہ کے بعد نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے مسجد نبوی کی بنیاد رکھی، اور اس طرح مسجد نبوی کی صورت میں اسلام کی سب سے پہلی درسگاہ اور تربیت گاہ صفہ کی شکل میں پہلا "دارالحدیث" اور اصحاب صفہ کی شکل میں سب سے پہلے "شیوخ الحدیث" اس عالم رنگ و بو میں منصہ ظہور پر آئے۔

تعلیم کتاب و حکمت اور تزکیہ نفوس کا کام ایک منظم شکل میں انجام پانے لگا۔ اصحاب صفہ کی شان یہ تھی کہ ان کا شغل و مشغلہ، معاش و معاد سب کچھ یہ تھا کہ آیاتِ قرآنیہ کو یاد کریں۔ اور بارگاہِ نبوت سے ملنے والی اس کی توضیحات و تفصیلات اور احکام کا مذاکرہ کریں۔ شب و روز نبی کریم ﷺ کی سیرت کا بغور مطالعہ کریں اور اپنی زندگی اس کے مطابق گزاریں۔ اور آئندہ نسلوں کو تعلیماتِ نبوی سے آگاہ کریں۔ مکی دور کے ۱۳ اور مدنی دور کے ۱۰ سال انہی فرائض نبوت کی تکمیل میں گزرے۔ حجۃ الوداع میں سوا لاکھ تربیت یافتگان نبوت کی ایک عظیم جماعت تیار ہو چکی تھی۔

وہ انسانیت کہ جو بفحوائے ارشاد الٰہی قبل از نبوت و رسالت گہری اور کھلی گمراہی میں مبتلا تھی۔ اس کو اسی گمراہی سے نکالنے کے لیے اس ۲۳ سالہ زندگی میں وقتاً فوقتاً احکام جاری کیے جاتے رہے اور وقت اخیر گمراہی سے بچے رہنے کے لئے خطبہ حجۃ الوداع میں ایک طریقہ بتا دیا کہ اس طریقہ پر جب تک امت عمل پیرا رہے گی، گمراہی سے بچی رہے گی۔

قد ترکت فیکم ما ان اعتصمتم بہ فلن تضلوا ابداً کتاب اللہ وسنۃ نبیہ (۷)

(اور میں تم میں ایک ایسی چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ تم اسے اگر مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے یعنی اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت کو۔)

حجۃ الوداع کے موقع پر تکمیل دین اور اتمام نعمت اسلام کا اعلان ہوا اور نبی کریم ﷺ کو جبکہ دین میں لوگ فوج در فوج داخل ہو رہے ہوں مخلوق سے کسی قدر منقطع ہو کر تسبیح و تحمید میں مشغول رہنے کا حکم دیا گیا۔

نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد صحابہ کرامؓ نے اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں خواہ اس کا تعلق حکومت و مملکت سے ہو یا ذاتی زندگی سے، اقتصاد سے ہو یا سیاست سے، قرآن کریم اور سنتِ نبویؐ کو حرزِ جاں بنایا اور گمراہی سے بچے رہے۔

---

(۷) بخاری (۸) ۵: المائدہ: ۳ (۹) ۱۱۰: نصر: ۳۔

صحابہ کرامؓ نے اپنی زندگی میں دو حیثیتوں سے علم حدیث کی تعلیم و اشاعت کا فریضہ سرانجام دیا۔ ایک جانب حدیث کی درسگاہیں قائم کی گئیں اور تلامذۂ علوم حدیث ان سے بہرہ اندوز ہوتے رہے۔ دوسری جانب صحابہ کرامؓ کے قلوب میں حدیث و سنت کی عظمت اسقدر راسخ تھی کہ وہ نہ صرف اپنی زندگی متشکل حیثیت بھی سنت کے خلاف نہ گزارتے۔ بلکہ دوسرے کسی شخص سے بھی یہ گوارہ نہ کرتے کہ وہ اقوال یا افعال نبویؐ کے خلاف کسی حرکت کا ارتکاب کرے۔ ایسے شخص کو وہ بلا امتیاز ٹوک دیا کرتے اور بلا لحاظ مرتبہ و عہدہ مخالفتِ اقوالِ نبیؐ پر اعلان انقطاع کر دیتے۔ نبی ﷺ کی احادیث صحابہؓ براہ راست قولاً اور عملاً تابعین میں منتقل ہوئیں۔ تابعین نے صحابہ کرامؓ سے اقوال نبیؐ کا سماع بھی کیا۔ ان کے مرتب کردہ مجموعہ ہائے احادیث سے استفادہ بھی کیا اور ان کے اعمال کا گہرا مطالعہ بھی جو کہ بلا اقوال و اعمال نبیؐ کا آئینہ تھے۔

خلفاء راشدین کے زمانہ میں عموماً اور دورِ فاروقی و عثمانی میں خصوصاً تعلیمات نبیؐ کی اشاعت کے ساتھ سلطنتِ اسلامیہ کی حدود کو بھی پھیلایا گیا۔

حضرت عثمانؓ غنی نے علوم نبوت کی حفاظت و تدوین کے لیے یہ اہتمام کیا کہ [illegible] مدینہ منورہ میں رکھا اور مملکتی و حکومتی ذمہ داریوں کا مسئول تو جوان صحابہؓ کو بنایا۔ اس دور کی [illegible] تھی کہ مسلمان جو ملک فتح کرتے تھے، فاتح جابر نہ ہوتے تھے۔ بلکہ وہاں کے لوگوں [illegible] تھے۔ اسلامی تہذیب و تمدن اور علوم اسلامیہ کی اشاعت کرتے۔

محمد بن قاسم کی سرکردگی میں جب سلطنت اسلامیہ سندھ کے [illegible] و تمدن کے خلاف جہاد کیا گیا۔ اور علوم نبویہ کی اشاعت کی گئی۔ علوم قرآنیہ کا [illegible] اور اہل اسلام کی پاکیزہ سیرت اور بلند کردار نے اہل سندھ کے قلوب میں ایک انقلاب [illegible] ہندو مت کے ستائے ہوئے متلاشی حق لوگ بہ صدق دین اسلام میں داخل ہوتے [illegible] کی تعمیل کے لیے شام و حجاز کے اساتذہ علمیہ بھی گئے۔ چنانچہ ان دنوں [illegible] تقریباً تمام محدثین سندھ سے منسوب ہیں۔ سندھ میں اس تحریک کی ابتداء [illegible] علوم نبویہ کی اشاعت و تبلیغ سندھ سے نکل کر بیرونی دنیا میں [illegible] علم حدیث کی ترقی زیادہ تر بیرونی ممالک میں ہوئی جہاں سے [illegible]

Marfat.com

سندھ کو ملا کر برصغیر میں علوم نبویہ کی اشاعت کی ابتداء یہاں سے ہوئی۔ پاکستان کے لیے یہ اعزاز ایک عالی مرتبت اور بلند پایہ اعزاز ہے جس پر اہل پاکستان جسقدر بھی فخر کریں کم ہے۔

اللہ نے حضرت آدمؑ کو زمین میں اپنا خلیفہ بنایا اور پھر آدمؑ کے دو صلبی بیٹے ہابیل اور قابیل کو پیدا فرمایا جن میں سے ایک کو اپنا مطیع اور فرمانبردار اور دوسرے کو نافرمان بنایا۔ ابتدائی تخلیق میں اضداد کا یہ لحاظ سنت اللہ کا مظہر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو عالم اضداد بنایا ہے۔ اللہ نے سماوات کی تخلیق کی تو زمینوں کو بھی پیدا کیا۔ اسی نہج پر بلندی کو بھی تخلیق کیا اور پستی کی تکوین بھی فرمائی۔ اللہ نے انوار بھی پیدا کیے اور بحر ظلمات بھی بنائے۔ دن اور رات، خشکی و تری، حرارت و برودت پیدا کیے۔

انسان کو تخلیق الٰہی میں سب سے اشرف اور ممتاز مقام دیا گیا، چنانچہ انسانوں میں بھی ایک عالم اضداد قائم کیا گیا۔ صفات و خصوصیاتِ انسانی میں اضداد کی ایک دنیا تخلیق کی گئی، ہدایت و گمراہی، دیانت و خیانت، تقویٰ و فجور، محبت و نفرت، دوستی و عداوت بغض و اخوت، خیر خواہی و بدخواہی اطاعت و نافرمانی، تکبر و تواضع، عزت و ذلت جیسی اضداد تخلیق فرمائیں۔ کیونکہ ان میں سے ہر اچھی خصلت کی بنیاد ایمان اور ہر بری صفت کی اساس کفر ہے۔ اور یہ اعلان بارگاہ الٰہی کی جانب سے کر دیا گیا ہے

فمنکم کافر و منکم مؤمن۔ (۱۰)

(تم میں سے کچھ لوگ کافر ہوں گے اور کچھ مؤمن)

گویا سنت اللہ یہ ٹھہری کہ ہر اچھی چیز کے مقابلہ میں بری چیز بھی پیدا فرمائی کہ اچھی چیزیں میں پنہاں خوبیاں نکھر کر سامنے آئیں اللہ کی سنت ایک اٹل اور ناقابل تغیر حقیقت ہوتی ہے۔ ارشاد الٰہی ہے۔

ولن تجد لسنت اللہ تبدیلاً۔ (۱۱)

(اور تو اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہ پائیگا۔)

اللہ کی اس سنت کے پیش نظر اس عالم رنگ و بو میں انبیاء علیہم السلام بھی مبعوث ہوئے اور نمرود و فراعین بھی پیدا ہوئے۔ ابوبکرؓ و عمرؓ بھی پیدا کئے گئے اور ابوجہل اور ابولہب جیسے رؤساء کفر بھی تخلیق کیے گئے، مفسرین قرآن نے قرآن کریم کی تفاسیر و توضیحات بیان کیں۔ محرفین قرآن نے

---

(۱۰) ۶۴: التغابن: ۲۔ (۱۱) ۳۳: الاحزاب: ۶۲۔

arfat.com

قرآن کریم میں تحریفات کی ناپاک کوششیں کیں، عقل و خرد کو حرفِ آخر سمجھنے والے معتزلہ و فلاسفہ پیدا ہوئے تو ان کے مقابلہ کے لئے متکلمین و فقہا و محدثین بھی تخلیق کئے گئے۔ اکبر جیسا بادشاہ پیدا ہوا تو مجدد الف ثانی جیسا محی السنہ بھی احیاء سنت کے لئے متعین کیا گیا۔ علیٰ ھذا القیاس کبار محدثین پیدا ہوئے تو منکرین حدیث اور مخالفین سنت بھی صفحہ ہستی پر نظر آئے کیونکہ اس دنیا میں کوئی ماہیل کی اولاد ہے اور کسی کا شجرۂ نسب قابیل سے ملتا ہے۔

انکار حدیث کے اس فتنہ کا بانی انگریز مستشرق گولڈزیہر ہے۔ اس نے بعض بے وقعت اور بودے دلائل سے انکارِ حدیث کیا۔ زیہر کا زہر پھیل کر برصغیر میں بھی داخل ہوا۔ اور یہاں بھی کچھ لوگ اس کے دلائل سے متاثر اور اس فتنہ میں مبتلا ہوئے۔

ان لوگوں کے دلائل کی بنیاد آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کے غلط انگریزی اور اردو تراجم کے علاوہ اس بات پر ہے حدیث کا ایک حصہ نقل کر دیا اور باقی کو ترک کر دیا۔ اسی اساس و بنیاد پر یہ لوگ اس فتنہ کو پروان چڑھاتے ہیں، ایک بادی النظر انسان کہ جو عربی زبان کی گہرائیوں اور گیرائیوں سے ناواقف ہے۔ ان دلائل سے متاثر ہو جاتا ہے۔ از روئے مثال صرف ایک حوالہ دینا کافی ہوگا جس پر [illegible] کے ارشاد کا ایک حصہ نقل کیا گیا ایاکم و کثرۃ الحدیث اکثرۃ روایات سے بچو۔

اس روایت کو انکارِ حدیث کی بنیاد بنایا گیا اور اس کو نقل کرنے سے قبل یہ تمہید باندھی گئی کہ [illegible] کثرت سے نقل کرنے کی مخالفت کی ہے [illegible] فرمان کا یہ ترجمہ کہ [illegible] یعنی حدیثوں سے خبردار رہو جن کو لوگ مجھ سے منسوب کریں گے۔ روایت کے اس قدر حصہ کو نقل کر کے نقل روایات اور کثرۃ احادیث کی ایک بنیاد فراہم کی گئی اور [illegible] اس دعویٰ کو ثابت کرنے کی سعی کی گئی کہ نبی کریم بذات خود اپنے اقوال و ارشادات اور افعال و سنن کی اشاعت و نقل کے خواہاں تھے۔ لیکن اسی روایت کے دوسرے حصے سے نقل سے گریز کیا گیا کہ وہ حصہ احادیث کی حقانیت و صحت پر دلالت کرتا تھا۔ ابو قتادہ کی یہ روایت مسند دارمی میں نقل کی گئی جس کا متن کچھ اس طرح ہے

"یا ایھا الناس ایاکم و کثرۃ الحدیث عنی فمن قال علی
فلا یقل الا حقا او صدقا من قال علی ما لم اقل فلیتبوا

ل: ۲۳: المومنون: ۳

Marfat.com

فلیتبوأ مقعدہ من النار۔" (۱۳)

اے لوگوں میری نسبت باتیں نقل کرو پس جو کوئی نقل کرے وہ صرف حق اور صحیح بات نقل کرے اگر کوئی شخص ایسی بات جان بوجھ کر مجھ سے منسوب کریگا۔ جو میں نے نہیں کہی۔ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنانے والا ہوگا۔

روایت کے دوسرے حصّہ میں اس بات کی تاکید کی جارہی ہے کہ صرف حق و صداقت پر مبنی بات ہی نقل کی جائے کیونکہ جھوٹ بولنا یا جھوٹ بات نقل کرنا یوں بھی موجب لعنت الٰہی ہے جب اس کی نسبت خاتم الرسلؐ کی جانب ہو تو غضب الٰہی اور لعنت خداوندی میں مزید اضافہ ہو جاتا صحابہ کرامؓ کی زندگیاں، نبی کریمؐ سے ان کا تعلق اور ان کے دلوں میں آپؐ کی جو عظمت تھی، اس کے بعد کیا یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ صحابہ کرامؓ نے نبی کریم ﷺ کے اس اساسی اور بنیادی ارشاد سے صرفِ نظر کیا ہو گا نبی کریم ﷺ کی اتنا کید و وعید کے بعد تمام روایات کی حقانیت و صداقت کی ضمانت ملتی ہے گویا ان لوگوں کا طریقہ وہی ہے جو اہل کتاب کے متعلق قرآن نقل کرتا ہے۔

و یقولون نؤمن ببعض و نکفر ببعض۔ (۱۴)

آیات و روایات کی ان من مانی تاویلات، ان کے نقل میں قطع و برید من گھڑت ترجموں اور خواہشات نفسانی کے مطابق مفاہیم نے بعض ایسے لوگوں کو متاثر کیا جن کی نظر ان خرابیوں تک نہ پہنچ سکی یا ابتداءً وہ کسی نہ مذہب کا شکار تھے اور اس قسم کی تاویلات و تحریفات نے حدیث کے متعلق ان کی بدگمانی کو پختہ کر دیا۔

محدثین امت نے ان لوگوں کا بھرپور مقابلہ کیا اور علم حدیث کی تاریخ، تدوین، عظمت و فضیلت اور اس کا علمی و تاریخی مقام و ضاحت و تفصیل اور علمی و تحقیقی دلائل کے ساتھ امت کے سامنے رکھ دیا۔ علم حدیث کی ان خدمات میں اہل برصغیر کا ایک حصّہ وافر ہے۔ بلکہ اگر یہ کہہ دیا جائے تو بے جا نہ ہو گا کہ حجاز و بغداد کے بعد علمی میدان میں دین کی جو خدمت برصغیر میں ہوئی۔ دنیا کے کسی خطہ میں شاید ہی ہوئی ہو

---

(۱۳) دارمی، ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمن سنن الدارمی، (۲۴۳) (ملتان، نشر السنۃ)، ج ۱: ص ۶۷ تحقیق و تدوین یمانی، عبداللہ ہاشم۔

(۱۴) پ ۶: النساء: ۱۵۰۔

اور اس خدمت میں قطعہ پاکستان کا ایک عظیم حصہ ہے۔

برصغیر میں علم حدیث کی خدمات پر اب تک بہت سی کتب شائع ہو چکی ہیں لیکن پاکستانی محدثین کے نقطہ نظر سے کتب کی اشاعت نہیں ہوئی۔ اس لیے خیال پیدا ہوا کہ پاکستان کے حوالہ سے جو خدمات حدیث صفحۂ ہستی پر نظر آتی ہیں، ان کا تعارف و جائزہ پیش کر دیا جائے۔ مجھے اپنی علمی بے بضاعتی، فہم و صلاحیت کی کمی، اور اس کے مقابلہ میں موضوع کی عظمت و وسعت کا پورا پورا اندازہ ہے۔ لہٰذا جو کچھ کاوش کی گئی وہ منزل نہیں نشانِ منزل ہے۔

برصغیر میں علم حدیث کی خدمات کا ایک دور شاہ ولی اللہ سے قبل کا ہے۔ یہ دور اگرچہ متعدد محدثین پر مشتمل ہے اور علم حدیث کی خدمات کے حوالہ سے برصغیر کا خطہ وافر بھی رہا لیکن ایک سلسلہ سند جو علم حدیث میں اہم، بنیادی اور اساسی حیثیت رکھتا ہے، موجود نہ تھا۔ شاہ ولی اللہ کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ انہوں نے علم حدیث کی خدمات میں ایک سلسلہ سند، اور ایک نظم و ضبط قائم کیا۔ اور اس وقت پاکستان کے تمام محدثین کا سلسلہ سند برصغیر میں شاہ ولی اللہ پر منتہی ہوتا ہے۔ معدودے چند افراد اس سے مستثنیٰ ہوں گے۔ ان افراد میں بھی اکثریت ایسے افراد کی ہوگی جو علم حدیث میں کسی سلسلہ سند سے وابستہ نہ ہوں گے۔

شاہ ولی اللہ کی سند کے سات سلاسل ہیں اور ساتوں سلسلوں سے یہ سند امام صحاح ستہ امام مالکؒ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ تک پہنچتی ہے۔

امام بخاری اور امام ابوداؤد تک ۱۳ وسائط، امام نسائی تک ۱۴ وسائط، امام مسلم تک [illegible]
امام ترمذی اور ابن ماجہ تک ۱۲ وسائط اور امام مالک تک ۱۰ وسائط سے شاہ ولی اللہ [illegible]

اس لحاظ سے شاہ ولی اللہ کی سب سے مختصر سند امام بخاری کی سند ہے جو ۱۲ وسائط سے نبی کریم ﷺ تک پہنچتی ہے۔ اسی طرح امام ابوداؤد اور امام مالک کی سند ۱۹ وسائط، امام مسلم کی ۲۰، امام ابن ماجہ کی ۲۱، امام ترمذی کی ۲۲ سندوں سے حضورؐ تک پہنچتی ہے۔

ائمہ اسماء الرجال و محدثین کے نزدیک افضل ترین سند کم سے کم وسائط والی ہوتی ہے جبکہ صوفیاء اور عارفین کے نزدیک سند میں جتنے محدثین کا اضافہ ہوتا جاتا ہے، سند کی فضیلت و وقعت [illegible]

---

(۱۵) محمد شفیع مفتی، الاز ہار، الی علی ایاد فاضلہ الجنی، کراچی، ادارۃ المعارف، ۱۳۹۳ھ، ص ۱۰۔ مفتی صاحب نے شاہ ولی اللہ کی تمام سندیں نقل کی ہیں۔ جن کو شاہ ولی اللہ کے رکب میں ایک نظر سے دیکھا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

چلی جاتی ہے۔

اس لحاظ سے اب پاکستان میں جس کے پاس شاہ ولی اللہ تک سند محفوظ اور اس کے وسائط منضبط ہوں تو وہ اپنی سند میں نبی کریم ﷺ تک کے وسائط کو شمار کر سکتا ہے۔

یہ کتاب چھ ابواب میں منقسم ہے باب اول میں علم حدیث کے اصطلاحی مفہوم اور اس کے متعلقات پر بحث کی گئی ہے۔ باب دوم حجیت حدیث پر مشتمل ہے جس میں منکرین حدیث کی طرف سے کیے گئے اعتراضات کے جوابات کے علاوہ حدیث کی حجیت پر قرآنی، حدیثی اور عقلی دلائل جمع کیے گئے ہیں، باب سوم میں علم حدیث کی اصطلاحات پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ باب چہارم سے تاریخ و تدوینِ حدیث کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔

اس باب میں عہد نبوی، صحابہ و تابعین کے دور کے بعد ائمہ صحاح ستہ کے ادوار پر کلام کیا گیا ہے۔ باب پنجم میں برصغیر میں علم حدیث کی خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس جائزہ میں اس بات کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ حصہ پاکستان میں ہونے والی خدمات تفصیل کے ساتھ اور دوسرے حصّہ میں ہونے والی خدمات کا اختصار کے ساتھ جائزہ پیش کیا جائے۔

اس باب کو مختلف ادوار میں تقسیم کیا گیا ہے۔ دورِ اول دوسری صدی ہجری / آٹھویں صدی عیسوی سے چوتھی صدی ہجری / دسویں صدی عیسوی کے زمانہ پر مشتمل ہے۔ اس دور میں سندھ میں ہونے والی ان خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ جو ابتدائی دور میں انفرادی حیثیت میں سرانجام دی گئیں۔ دور ثانی چوتھی صدی ہجری سے شروع ہو کر ساتویں صدی ہجری / تیرھویں صدی عیسوی منتہی ہوتا ہے۔ اس دور میں خصوصاً دیبل قصدار اور منصورۃ کے محدثین علم حدیث کی خدمت میں مصروف نظر آتے ہیں دور رابع دسویں صدی ہجری پر مشتمل ہے۔ یہ دور دورِ نشاط کہلاتا ہے۔ اس دور میں علم حدیث کی خدمات میں شمالی حصّہ برصغیر جن میں ملتان، لاہور اور دہلی خصوصاً قابل ذکر ہیں کا نمایاں حصہ نظر آتا ہے۔ اس دور کی سب سے نمایاں شخصیت شیخ محمد بن طاہر پٹنی کی ہے۔ پانچواں دور گیارھویں صدی ہجری / سترھویں صدی عیسوی سے شروع ہوتا ہے۔ اور اس کی انتہا ۱۱۷۶ھ / ۱۷۶۲ء پر ہوتی ہے۔ جو شاہ ولی اللہ کا سنہ وفات ہے اس دور میں مجدد الف ثانی خدماتِ حدیث میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ خدماتِ حدیث میں چونکہ شاہ ولی اللہ نے ایک عظیم انقلاب برپا کیا، اس بنا پر ان کے سنہ وفات کو چھٹے دور کی بنیاد بنایا گیا۔ شاہ ولی اللہ

Marfat.com

نے علم حدیث کی خدمات میں جو نظم و ضبط پیدا کیا، اس کی ہمہ گیری نوعیت دیکھ کر عموماً لوگ شاہ ولی اللہ کو برصغیر میں علم حدیث کا موجد قرار دیتے ہیں۔ یہ دور ۱۲۸۰ھ / ۱۹۶۴ء پر منتہی ہوتا ہے جو قیام دار العلوم دیوبند کا سال ہے۔ اس دور میں برصغیر علم حدیث میں خود مختار ہو گیا، اب طالبان و تشنگان علم کو حصول علم کے لیے بلادِ عربیہ کے اسفار کی صعوبتوں کی ضرورت نہ رہی۔ دار العلوم دیوبند کے قیام سے شاہ ولی اللہ کا برپا کردہ یہ انقلاب مزید ترقی کرتا ہے اور پھر طالبانِ علم سفر کر کے ہند میں علم حدیث حاصل کرتے ہیں۔ ساتواں دور ۱۲۸۲ھ / ۱۹۶۱ء تا قیام پاکستان پر مشتمل ہے۔ یہ اس باب کا آخری دور ہے جس میں ان محدثین کے صرف اسماء گرامی دیئے گئے ہیں جنہوں نے خدماتِ حدیث میں نمایاں مقام پیدا کیا۔ اس دور پر اس باب کا اختتام ہوتا ہے۔

باب ششم میں پاکستان میں علم حدیث کی خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے

چونکہ محدثین کی ترتیب باعتبار زمانہ ہے، اس لیے کتاب کے اخیر "اشاریہ" میں "فہرست رجال" کے عنوان سے ایک فہرست دیدی گئی ہے جو حروف تہجی کے اعتبار سے ہے۔ فہرست رجال کے علاوہ اصطلاحات حدیث کی فہرست بھی دی گئی ہے۔ جائزہ کے دوران اختصار کے علاوہ دو امور کا لحاظ رکھا گیا ہے (۱) صرف عربی اور اردو کتب پر تبصرہ اور ان کے مؤلفین کی سوانح دی گئی ہے۔ فارسی اور انگریزی کتب کو زیر بحث نہیں لایا گیا۔

۲۔ صرف سو صفحات سے زائد کی کتاب پر تبصرہ پیش کیا گیا ہے۔

جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا جا چکا کہ اس کتاب کے تحقیق کے اعلیٰ ترین معیار پر پہنچنے کا دعویٰ ہے نہ اس کے حرف آخر ہونے کا یہ ایک طالب علمانہ کاوش ہے اور قارئین اس کاوش کو اسی نقطۂ نظر سے ملاحظہ فرمائیں اور علمی نامی دیکھیں۔ بلا تکلف مطلع فرمادیں کہ یہ علمی دیانت کا تقاضہ ہے۔

اس کتاب کی تالیف پر میں بارگاہِ رب العزت کا سراپا شکر و امتنان ہوں کہ اس کی دی ہوئی صلاحیت اور قوت سے یہ عظیم کام پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ اس خدمت کو میرے لیے علمی ترقی، دنیاوی سکون اور اخروی فلاح و کامیابی کا ذریعہ بنائے۔ اللہ تعالیٰ اس خادم المحدثین کو ان کے تلامذہ اور نسبت کی بدولت دارین کی عزت و سربلندی عطا فرمائے۔ اور تا حیات علوم قرآنیہ و تفسیر کی اخلاص کے ساتھ خدمت کا موقع عطا فرماتا رہے۔ آمین۔

اس کتاب کی ترتیب و تالیف میں جن حضرات نے علمی، عملی، اور نیک دعاؤں اور تمناؤں کے ساتھ تعاون کیا۔ ان کا بھی میں بصمیم قلب شکر گزار ہوں۔ خصوصاً محترم انعام الحق صاحب مدظلہ العالی ڈائرکٹر جنرل پبلک لائبریز پنجاب کہ جن کی سرپرستی کی بدولت اور دعاؤں کی برکت سے یہ عظیم خدمت سرانجام دی گئی۔ پروفیسر عبدالجبار شاکر صاحب کا بیحد ممنون ہوں کہ دورانِ تالیف نہ صرف انہوں نے اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا بلکہ اپنے ذاتی کتب خانے سے استفادہ کا موقع بھی عنایت فرمایا۔

ساتھ ہی میں ان ناظمین کتب خانہ کو بھی ہدیہ تشکر و امتنان پیش کرتا ہوں۔ کہ جن کے کتب خانوں سے اس کتاب کی تالیف میں استفادہ کیا گیا اور ان کا بھرپور تعاون ہر لحظہ و آن میرے ساتھ رہا ان حضرات میں قائداعظم لائبریری، پنجاب پبلک لائبریری اور ڈیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری کے ناظمین کے علاوہ انسٹی ٹیوٹ آف سندھالوجی سندھ یونیورسٹی کی ڈائرکٹر اور ناظم کتب خانہ، محترم ڈاکٹر غلام مصطفیٰ قاسمی صاحب ناظم اعلیٰ شاہ ولی اللہ اکیڈیمی حیدرآباد شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو دین و دنیا میں ترقیاں عطا فرمائے۔ اور طالبان و تشنگان علم کی خدمت کی زیادہ سے زیادہ ہمت و قوت سے نوازے۔

اپنی معروضات اس التماس پر ختم کرتا ہوں کہ قارئین کرام اپنی خصوصی دعاؤں میں راقم کو یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ علوم نبوت کی اشاعت کا کام تاحیات لیتا رہے۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت و ھو رب العرش العظیم

محمد سعد صدیقی

۳۰/ نومبر ۱۹۸۶ء

arfat.com

الحمد لله رب العلمین والعاقبة للمتقین والصلوٰة والسلام
علیٰ خیر خلقه محمد واله واصحابه اجمعین اما بعد۔
اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔
وما ینطق عن الھوٰی ان ھو وحیٌ یُوحی

باب اوّل

فصل اوّل:

حدیث کا لغوی مفہوم:

لفظِ حدیث کے لغوی مفہوم میں علمائے لغت نے بہت سی چیزیں بیان کی ہیں جن سے حدیث کے لغوی مفہوم کے تعین علم حدیث کے اصطلاحی و لغوی مفہوم کے درمیان مناسبت پیدا کرنے میں رہنمائی حاصل ہوگی۔

اولاً حدیث کے لغوی مفہوم کے بارہ میں علمائے محدثین اور علمائے امت کی تحقیقات کا جائزہ لیا جائے اور یہ دیکھا جائے کہ ان میں قدرِ مشترک کیا چیز ہے؟

زبان عربی دنیا کی واحد زبان ہے کہ جس میں یہ خوبی پائی جاتی ہے کہ کسی مادہ میں جسقدر بھی تغیرات اور اشتقاقات ہوتے ہیں۔ ان تغیرات کی بنا پر اگرچہ ظاہری مفہوم میں کچھ نہ کچھ تبدیلی ہوتی نظر آتی ہے، مگر مادۂ اصل میں جو مفہوم اور معنی پائے جاتے ہیں۔ ہمیشہ برقرار رہتے ہیں۔ اور مشتقات میں قواعد وضوابط کے تحت ظاہری تبدیلی آتی رہتی ہے کہ مادہ اصل میں فلاں حروف بڑھانے سے مفہوم میں یہ اضافہ ہوگا۔ فلاں باب میں سے جانے سے معنی میں یہ تبدیلی رونما ہوگی لیکن مادہ اصل میں جو مفہوم پایا

جاتا ہے وہ اپنی جگہ کسی نہ کسی صورت میں برقرار رہتا ہے ۔

لہٰذا حدیث کے لفظ پر علمائے لغت نے جسقدر تحقیقات فرمائی ہیں، ان میں قدر مشترک تلاش کرنا ہمارا علمی فریضہ ہے کیونکہ ایک ہی لفظ کی تحقیقات مختلف پیراؤں اور صورتوں میں بیان ہوگی ۔

لفظ حدیث کا مادہ ح ۔ د ۔ ث، عین کلمہ یعنی دَ فتح (زبر) کے ساتھ اس کا مضارع یحدث عین کلمہ کے ضمہ (پیش) کے ساتھ ہے اسطرح یہ لفظ باب نصر نصیر سے ہے ۔

اس لفظ کے مفہوم پر کلام کرتے ہوئے لسان العرب کے مؤلف ابن منظور بیان کرتے ہیں۔

"حدث: الحدیث. نقیض القدیم و الحدوث نقیض القدمة " (۱)

(حدث: حدیث، قدیم کی ضد ہے اور حدوث (مصدر) قدامت کی ضد ہے)"

اس بیان سے یہ چیز سمجھ میں آئی کہ حدیث کے معنیٰ نئے اور جدید کے ہیں۔ اس پر فاضل مؤلف نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث سے استدلال کرتے ہیں جس میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" کل محدثة بدعة و کل بدعة ضلالة ۔ " (۲)

(ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے) حدیث مذکورہ میں لفظ محدثة کی وضاحت کرتے ہوئے ابن منظور لکھتا ہے ۔

الحدث: الامر الحادث المنکر الذی لیس بمعتادٍ ولا معروفٍ فی السنة "

(حدث وہ ناپسندیدہ اختراع ہے کہ جو نہ تو تمام زندگی میں مروّج ہو اور نہ ہی سنت میں اس کا کوئی مقام ہو)

لفظ حدث کے مختلف استعمالات پر بحث کرتے ہوئے ابن منظور نے حدثان کے معنی ابتدا کے معنیٰ جوانی اور انسانی عمر کے ابتدائی حصہ اسی طرح احداث اس بارش کو کہتے ہیں کہ جو موسم کے ابتدائی دنوں میں برسے لفظ حدث کی دال کو اگر ہم مشدد پڑھیں یعنی اسے باب تفعیل میں لے جائیں تو اس کا تلفظ حدّث ہوگا، اس کا مفہوم یوں بیان کیا۔

" و رجل حدیث مثل فسیق ای کثیر الحدیث "

---

(۱) ابن منظور، لسان العرب، قاہرہ ۔ دار المعارف، ج ۲ ص ۹۲۷ ۔

(۲) ابن ماجہ، محمد بن یزید: سنن ابن ماجہ، مقدمہ (۴۶) ج ۱: ص ۱۸ :

Marfat.com

(حدیث اس آدمی کو کہا جاتا ہے، جو زیادہ باتونی ہو)

(۳) ویقال للرجل الصادق الظن "محدث بفتح الدال المشددة"

(جس شخص کے متعلق سچا ہونے کا گمان ہو۔ اسے محدث کہتے ہیں)

الحدیث کا لغوی و اصطلاحی مفہوم بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر محمود الطحان لکھتے ہیں۔

(۴) الحدیث لغة: الجدید و یجمع علی احادیث خلاف القیاس

(حدیث لغت میں نئے کو کہتے ہیں، اس کی جمع احادیث خلاف قاعدہ آتی ہے۔)

(۵) الیاس انطون نے حدیث کا مفہوم روی یعنی نقل کرنا، بیان کرنا لکھا ہے۔

عربی انسائیکلو پیڈیا کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ حدیث کا لغوی مفہوم خبر ہے۔ الحدیث کا مفہوم لغوی الموسوعہ میں ہر خبر اور اصطلاحی مفہوم ہر وہ خبر جو نبی کریم ﷺ سے منسوب ہو۔ (۶)

اسلامی انسائیکلو پیڈیا میں بھی حدیث کا لغوی مفہوم نقل، بیان و بات چیت قرار دیا گیا ہے۔ (۷)

اردو دائرہ معارف میں حدیث کے لفظ کی وضاحت یوں کی گئی ہے۔

"لفظ حدیث کے بنیادی معنی ہیں کوئی خبر، یا کوئی بیان، یا کوئی نئی بات، خواہ وہ مذہب سے متعلق ہو یا دنیاوی معاملات سے، اسی سے حدوث، حادثہ حادث جیسے الفاظ بنے ہیں۔ (۸)

ان بیانات میں قدر مشترک یہ ہے کہ حدث، یا حدیث اس شئے کو کہا جاتا ہے جس کا وجود قدیم اور ازلی نہ ہو بلکہ نیا ہو۔ ایک زمانہ گزرنے کے بعد اس کا عدم وجود میں آنا ثابت ہو۔ وہ کوئی خبر ہو، واقعہ ہو، گفتگو ہو یا بیان، بنیادی طور پر "نیا" کا مفہوم سب میں پایا جاتا ہے۔

لفظ حدیث کے لیے انگریزی میں متبادل لفظ مختلف اہل لغت نے

---

(۴) ابن منظور، لسان، ج ۲، ص ۹۸، ۹۸۰ء، عثمان، محمود الطحان، مصطلح الحدیث، بیروت، ۹۸۰ء، ص ۱۴

(۵) قاموس الیاس العصری، بیروت، ۹۸۰ء، ص ۱۳۰، (۶) الموسوعۃ العربیۃ الاسلامیۃ، ج ۱، ص ۹۸۰

(۷)

(۸) اردو دائرہ معارف اسلامیہ، لاہور، دانشگاہ پنجاب، ۱۹۷۱ء، ج ۰، ص ۹۷۲

Marfat.com

بیان کیئے ہیں۔

اُردو میں حدیث کا ترجمہ نیا اور جدید کے الفاظ سے کیا جاسکتا ہے اور باب تفعیل کی صورت میں گفتگو، بیان، اور سچی بات سے محدّث سچا شخص اور محدّث بیان کرنے والا کے الفاظ سے اس مفہوم کی ادائیگی ہوسکتی ہے

حدیث کے لغوی مفہوم کے سلسلہ میں چند چیزیں اختصار کے ساتھ مختلف اہل لغت سے پیش کردی ہیں تفصیل کلام کے لئے قارئین اصل مراجع سے، جن کی طرف نشاندہی کردی گئی ہے، رجوع فرمائیں۔

حدیث کا اصطلاحی مفہوم

لفظ حدیث کی کچھ لغوی وضاحت کے بعد کہ جس سے لغتِ حدیث کے سمجھنے میں مدد ملی ہوگی۔ اب حدیث کے اصطلاحی معنی بیان کیئے جائیں گے۔ اس سلسلہ میں علماء محدثین، اہل لغت کے علاوہ کتب اصول فقہ سے بھی حدیث کی تعریف اس کے اصطلاحی معنیٰ، اس کے مشمولات پر تحقیق کی جائیں گی۔ ڈاکٹر محمود الطحان لکھتے ہیں۔

الحدیث: ب . اصطلاحًا ما اضیف الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قولٍ او فعلٍ او تقریرٍ او صفۃٍ (۱۰)

حدیث: اصطلاحی معنیٰ میں وہ چیز جو نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کی جائے۔

اس تعریف میں بنیادی طور پر چار چیزیں حدیث کی اصطلاح میں داخل ہوگئیں۔

۱۔ آپ کا قول،

۲۔ آپ کا فعل

۳۔ صحابہ کرامؓ کا وہ قول یا فعل جس کو آپؐ نے علم ہونے کے باوجود منع نہیں فرمایا۔

۱۰۔ ڈاکٹر طحان، تیسیر۔ ص ۱۴۰

Marfat.com

(۴) آپ کی صفات

نورالدین عتر نے آپؐ کی صفات کو پھر دو قسموں میں منقسم کرکے حدیث کی تعریف کو زیادہ جامع بنا دیا۔

"ما اضیف الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قول او فعل او تقریر او وصف خلقی او خلقی" (۱۱)

حدیث ہر وہ قول، فعل، تقریر اور عادت و سیرت ہے کہ جس کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف کیجائے۔

یہ تعریف پہلی تعریف سے زیادہ جامع ہے کیونکہ اس میں آپؐ کی صرف عادات کا تذکرہ تھا لیکن دوسری تعریف میں خلقی اور خلقی کی تقسیم کرکے جہاں آپؐ کی عادات کو حدیث میں شامل کرلیا وہاں آپؐ کی ان خوبیوں کو بھی شامل کرلیا جو فطری اور پیدائشی طور پر آپؐ میں ودیعت کردی گئی تھیں یا جن صفات سے متصف ہونے میں آپؐ کے اپنے فعل و اکتساب کو دخل نہ تھا۔

مثلاً آپؐ کے چہرے کا خوبصورت ہونا، آپؐ کے دانتوں کا ہموار ہونا۔ آپ کے متناسب جسم کا مالک ہونا جو ہر قسم کے عیب اور بدصورتی سے پاک ہے۔ یہ تمام صفات بھی اس تعریف کے ذریعہ حدیث میں داخل ہوگئیں۔ گویا حدیث میں آپؐ کے قول، فعل، تقریر اور صفات کے علاوہ آپؐ وہ خلقی صفات بھی داخل ہوگئیں جن کو علمائے سیر بیان کرتے ہیں۔

ابن حجر کی کتاب شرح نخبۃ الفکر کی شرح میں علی بن سلطان نے حدیث کی تعریف اور اس کے اصطلاحی معنیٰ کے ضمن میں ایک اور چیز کا اضافہ کیا ہے کہ جس کی بنا پر حدیث میں وہ اقوال و افعال جو آپؐ نے اپنی زندگی میں سرانجام دیئے، ان کے داخل ہونے کے ساتھ وہ اقوال و افعال بھی آگئے جن کو نبی کریم ﷺ نے انجام نہیں دیا اور آپؐ کا انجام نہ دینا دلیل ہو اس بات کی کہ یہ کام شرع میں ناجائز ہے۔ اسی طرح آپؐ کی بیداری کی حالت کے احکام و افعال کے علاوہ اس کی تعریف کے مطابق آپؐ کے رؤیا اور خواب بھی ہیں اور حدیث میں داخل ہیں، اور یہ بات اس اصول پر مبنی ہے کہ انبیاء کے خواب وحی خداوندی ہوا کرتے ہیں اور شریعت میں حجت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ فرمایا۔

وفی اصطلاحھم قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفعلہ وتقریرہ ووصفتہ حتی فی الحرکات السکنات فی الیقظۃ والمنام" (۱۲)

---

(۱۱) عتر، نورالدین، ال منہج الحدیث فی علوم الحدیث، دمشق، دارالفکر، ۱۹۷۱ء، ص ۲۷ و ۲۸۔ القاری، علی بن سلطان، شرح نخبۃ الفکر، کوئٹہ، ۱۳۹۰ھ، ص ۱۰

اصطلاح محدثین میں نبی کریم ﷺ کا قول، فعل، تقریر، آپ کی صفات حتیٰ کہ آپ کے وہ تمام کام جو آپ نے بیداری میں سرانجام دیئے یا حالتِ نوم میں)

اس طرح حالت نوم میں آپ کے رؤیا اور خواب کے علاوہ آپ کے سونے کی کیفیت، آپ کے سونے کے اوقات بھی حدیث میں داخل ہو گئے اور سکنات میں وہ تمام امور آ گئے جن کے انجام دینے سے آپ رُک گئے اور آپ کا یہ رکنا اور اس کام کو ساری زندگی میں ایک مرتبہ بھی سرانجام نہ دینا اور اس کے متعلق کوئی حکم نہ دینا یہ تمام امور بھی حدیث کا حصہ بن گئے۔

ایسے امور جن پر نبی کریم ﷺ نے خود عمل نہیں فرمایا۔ لیکن اس پر عمل کرنے سے روکا بھی نہیں اگرچہ دنیاوی زندگی میں سرانجام دینا تو جائز ہیں لیکن ان کو دین میں داخل کرنا اور دین کا ایک جزو سمجھنا اور اس کے ثبوت پر دلیل پیش کرنا کہ نبی کریم ﷺ کے اقوال و افعال میں کہیں اسکی ممانعت نہیں ملتی۔ حدیث کی اس جامع تعریف کی رو سے غلط ہو گیا۔

حدیث کی یہ تعریفات تو وہ تھیں جن کو علمائے محدثین نے اپنی کتب حدیث میں بیان کیا ہے۔ ان تمام تعریفات پر غور کرنے کے بعد جو چیزیں لفظ حدیث کی مشمولات سمجھ میں آتی ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) آپ کے اقوال۔
(۲) آپ کے افعال
(۳) تقریر۔ (اس کی وضاحت گزر چکی)
(۴) آپ کی صفاتِ کسبیہ و وہبیہ۔
(۵) آپ کی تمام عادات و کیفیاتِ بیداری و حالتِ نوم۔
(۶) آپ کے تمام رؤیا اور خواب۔

علمائے اصولین کے ہاں مصادر اسلامی میں دوسرا مصدر "سنت" ہے اصولین سنت کو حدیث کے مترادف قرار دیتے ہیں۔ البتہ علمائے اصولین کے نزدیک آپ کے اقوال، افعال اور تقریرات داخلِ تعریف ہیں آپ کی عاداتِ خُلقیہ اور خِلقیہ اس میں داخل نہیں۔ مثلاً سیف الدین ابی الحسن الاحکام میں لکھتے ہیں۔

"واما فی الشرع فقد تطلق علیٰ ما کان من العبارات نافلۃ منقولۃ عن النبی۔

علیہ السلام وقد تطلق علی ما صدر عن الرسول من الادلۃ الشرعیۃ مما لیس بمتلوّ ولا ھو معجز ولا داخل فی المعجز ویدخل فی ذلک اقوال النبی علیہ السلام، وافعالہ وتقاریرہ۔ (۱۳)

(شرع اسلام میں سنۃ کے لفظ کا اطلاق ان تمام امور پر ہوگا جو نبی کریم ﷺ سے منقول ہیں اسی طرح ان دلائل پر بھی ہوگا جو نبی کریم ﷺ سے قولاً یا عملاً ثابت ہوئے لیکن وہ قرآنی نہیں ہیں)

(اس طرح لفظ سنت میں آپ کے تمام اقوال، افعال، اور تقاریر شامل ہوں گی، علامہ خضری بک لفظ سنت کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

یطلق اللفظ السنۃ علی ما جاء منقولا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قول او فعل او تقریر ویطلق فی مقابلہ البدعۃ " (۱۴)

(سنت کے لفظ کا اطلاق نبی کریم ﷺ سے منقول ہر قول، فعل اور تقریر پر ہوتا ہے اور اس لفظ کی ضد بدعت ہے۔)

ان دو تعریفوں پر تجزیاتی غور سے معلوم ہوگا کہ آپ کے افعال عبادیہ یعنی جو افعال آپ نے عبادت کے طور پر انجام دیئے، اگر وہ آپ کے ساتھ مخصوص نہیں تھے، وہ بھی حجت ہیں اور امت کے واسطے ان پر عمل کرنا اگر نبی کریم ﷺ نے مواظبت کے ساتھ کیا تو واجب بصورت دیگر سنت و مستحب ہوگا لیکن آپ کے ایسے افعال جو عبادت کے طور پر تھے مگر آپ کے ساتھ مخصوص تھے مثلاً چاشت کی نماز کا واجب ہونا، تہجد کا واجب ہونا، ان امور پر امت کے لیے عمل لازم و واجب نہیں۔ دیگر آنکہ وہ امور جو آپ نے عادت کے طور پر سرانجام دیئے لیکن امت کو ان کے اختیار کرنے کا حکم نہیں فرمایا ایسے امور جواز کے ضمن میں ہوں گے۔ جن کا کرنا راجح ہوگا۔ اور نہ کرنے میں کوئی حرج نہ ہوگا۔

خضری بک کی تعریف کے آخیر میں بدعت کے لفظ سے سنت کی تعریف مزید واضح ہوگئی کہ ہر

---

(۱۳) آمدی، سیف الدین ابی الحسن، الاحکام فی اصول الاحکام، بیروت، ۱۹۸۰ء، ج ۱، ص ۲۴۱ (۱۴) خضری بک محمد اصول الفقہ، بیروت، ۱۹۶۹ء، ص ۲۱۴

Marfat.com

قول نبی ﷺ فعل نبی اور رسول ﷺ کی تقریر حجت ہے لیکن ان تین چیزوں کے سوا امت میں دین بن کر جو بھی چیز داخل ہوگی وہ بدعت متصور ہوگی اور بدعت کا حکم حدیث کی رو سے گزر چکا۔ علمائے سیر و تاریخ بھی علم حدیث کے شمولات کم و بیش یہی شمار کرتے ہیں جو محدثین و اصولیین کی تعریفات سے مستفاد ہیں۔

حدیث کے مترادفات

حدیث کے مترادفات یا متقاربات میں الاثر، السنۃ، الخبر کو شمار کیا گیا ہے لیکن علماء محدثین نے ان کے درمیان کچھ فرق بیان کیا ہے

واما السنۃ: فھی لغۃً السیرۃ والطریقۃ المعتادۃ حسنۃ کانت او قبیحۃ "

وفی اصطلاح المحدثین: تطلق السنۃ علی ما أضیف إلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم خاصۃ عند بعضھم، والاکثر أنھا تشمل ما اضیف الی الصحابی او التابعی "

(سنت: لغت میں عادات اور طریقہ زندگی کو کہتے ہیں چاہے وہ اچھی ہو یا بُری اور محدثین کی اصطلاح میں سنت بعضوں کے نزدیک صرف اس چیز کو کہتے ہیں جو نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب ہو اور اکثر کے نزدیک جو صحابہؓ یا تابعی کی طرف منسوب ہو)

خبر و اثر کی تشریح کرتے ہوئے عتر لکھتے ہیں۔

واما الاثر، فقد خصہ فقہاء خراسان بالموقوف اصطلاحًا. ومنھم جماعۃ خصوا المرفوع بالخبر[15]

(اثر کو فقہاء خراسان نے اصطلاحاً موقوف کے ساتھ مخصوص کیا ہے اور ان میں ایک جماعت ایسی ہے کہ جس نے خبر کو مرفوع کے لیے مخصوص کیا ہے)

معلوم ہوا کہ سنت اور حدیث تو علمائے جمہور کے نزدیک مترادف المعنیٰ ہیں یعنی نبی کریم ﷺ کے اقوال، افعال، تقریرات اور احوال پر سنت و حدیث کا اطلاق ہوتا ہے۔ البتہ خبر و اثر کے مفہوم میں محدثین نے اختلاف بھی کیا ہے اور اسے لفظ حدیث کے متقارب قرار دیا ہے نہ کہ مترادف چنانچہ نور الدین عتر کے بقول فقہائے خراسان کے نزدیک صرف موقوف پر لفظ اثر کا اطلاق ہوتا ہے۔

(١٥) عتر، منہج النقد، ص ٢٨

arfat.com

حافظ ابو عمرو بن صلاح نے مقدمۃ ابن صلاح میں لکھا ہے کہ حدیث کا اطلاق احادیث مرفوعہ پر ہوتا ہے۔ اگر قرینہ ہو تو اس کی وجہ سے موقوف روایت پر اطلاق کیا جا سکتا ہے البتہ الخبر کے متعلق اکثر اصولیین اور محدثین کا رجحان یہی ہے کہ یہ غیر مرفوع روایت کیلئے ہوتا ہے۔

ڈاکٹر طحان لکھتے ہیں۔

الخبر اصطلاحا فیہ ثلاثۃ اقوال وھی

۱۔ ھو مرادف الحدیث۔ ای معناھما واحد اصطلاحا

۲۔ مغایرۃ فالحدیث ماجاء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم و الخبر ماجاء عن غیرہ

۳۔ اعم منہ ای ان الحدیث ماجاء من النبی صلی اللہ علیہ وسلم و غیرہ ھذا و من غیرہ [illegible]

اخبر کے اصطلاحی معنی میں تین اقوال ہیں، مترادف یعنی معنی ایک، مغایر یعنی کریم ﷺ کے قول کو حدیث آپ کے علاوہ کے قول کو خبر، عام ہے یعنی حدیث نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص اور خبر عام ہے۔ گویا خبر کے بارہ میں محدثین کے تین اقوال ہو گئے جن میں سے ایک میں خبر و حدیث کو مترادف دوسرے میں متغایر اور تیسرے میں متقارب قرار دیا گیا ہے۔

الاثر کے متعلق بھی ڈاکٹر محمود نے دو اقوال نقل کیے ہیں کہ

۱۔ حدیث کا مترادف ہے۔

۲۔ صحابہ و تابعین کے اقوال و افعال مراد ہیں

اس بحث سے یہ نتیجہ نکلا کہ حدیث کا لفظ نبی کریم ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے، اثر کا لفظ صحابہ و تابعین کے ساتھ مخصوص ہے جبکہ خبر کا لفظ عام ہے۔ اس کا اطلاق اقوال و افعال نبی پر بھی ہوتا ہے صحابہ و تابعین کے اقوال و افعال پر بھی جبکہ خبر کا مفہوم اس لحاظ سے وسیع تر ہو جاتا ہے کہ محدثین کی روایت کو بھی خبر کہا جاتا ہے۔

وحی کی تعریف

علم حدیث اور اس کی اصطلاحات پر بحث و گفتگو کرنے سے قبل یہ جاننا ضروری ہے

۱۔ طحان، تیسیر مصطلح الحدیث، ص ۱۴، ۱۵

Marfat.com

کہ وحی کا لغوی مفہوم کیا ہے، اس کے اصطلاحی معنی کیا ہیں؟ اور اس کے مصداقات کیا ہیں۔

علامہ ابن منظور لکھتے ہیں

"الوحی الأشارة، والکتابة، والرسالة والألهام والکلام الخفی" (۱۷)

(وحی اشارہ، کتابت، پیغام، الہام یا خفیہ گفتگو کو کہتے ہیں۔)

گویا وحی کے لغت کو حاصل کرنے کے لیے خفیہ کا ہونا ضروری ہے کیونکہ اشارہ پیغام، الہام تمام چیزیں اپنے معنی کے اندر پوشیدگی رکھتی ہیں۔

اور یہ کلام کے ساتھ تو خفیہ کی قید صراحۃً مذکور ہے۔

امام راغب نے وحی کی اصل بیان کرتے ہوئے سرعت کی قید لگائی ہے۔ فرمایا

"وحی: اصل الوحی الأشارة السریعة" (۱۸)

(وحی: وحی کی اصل ایک فوری اشارہ ہے)

یہ تعریف خفا کے معنیٰ کو خود بخود متضمن ہے کہ اشارہ ہو اور وہ بھی سرعت اور جلدی کے ساتھ کہ اس کو صرف وہی سمجھے اور اخذ کر سکے جس کی طرف کیا جا رہا ہے اس کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اس کو دیکھ سکے نہ سمجھ سکے۔

علامہ ابن حجر لکھتے ہیں۔

"والوحی لغة الأعلام فی خفاء، والوحی ایضاً الکتابة والمکتوب والبعث والإلهام والأمر والإیماء والإشارة والتصویت شیئاً بعد شیءٍ:

وقیل: اصله التفهیم، وکل ما دللت به من کلام او کتابة او رسالة او اشارة فهو وحی وشرعاً الإعلام بالشرع۔" (۱۹)

(وحی لغت میں کسی بھی خفیہ علامت کے تعین کو کہا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں وحی یکے بعد دیگرے لکھنے کو لکھی ہوئی چیز کو، الہام کو کسی خاص معاملہ کو، اشارہ اور خاموشی کو بھی کہتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ اس کی اصل سمجھنا ہے۔ اور ہر وہ چیز جس پر کسی کلام کے ذریعہ، کتابت کے ذریعہ پیغام

---

(۱۷) ابن منظور، لسان العرب ج ۱۵ ص ۳۷۹ (۱۸) راغب، ابی القاسم، الحسین بن محمد الاصفہانی، المفردات فی غریب القرآن (بیروت)

(۱۹) ابن حجر، احمد بن علی العسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری (بیروت۔) ج ۱: ص ۹

arfat.com

رسانی یا اشارہ کے ذریعہ دلالت کی جائے، وہ وحی ہے۔ اور شرعاً کسی شرعی اشارہ کو کہتے ہیں۔

ابن حجر کی وحی کے بارہ میں یہ تحقیق نہایت جامع معلوم ہوتی ہے، اس میں جو چیزیں وحی کے مصداقات میں شامل ہوئیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) خفیہ اشارہ۔

(۲) کتابت۔

(۳) مکتوب۔

(۴) رسالت۔

(۵) الہام

الاعلام بالشرع کہہ کر یہ بیان کر دیا کہ جب یہ تمام چیزیں مشروع ہو جائیں تو وہ وحی شرعی ہوگی۔

علامہ عینی نے درج بالا چیزوں کے علاوہ کلام نفسی کو بھی وحی میں داخل کیا ہے۔

فرمایا!

وحیت الیہ الکلام و اوحیت وھو ان تکلمہ بکلام تخفیہ [illegible]

(وحی اس کلام کو کہا جاتا ہے جو خفیہ طریقہ سے تو کسی سے کرتا ہے)

وحی کے اصطلاحی معنیٰ علامہ عینی جامع الفاظ میں بیان کرتے ہیں اور ان کے یہ الفاظ وحی کی [illegible] تعریف کے لئے بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں۔

وفی اصطلاح الشریعۃ ھو کلام اللہ المنزل علی النبی صلی اللہ علیہ [illegible]

(اصطلاح شریعت میں وحی کے معنیٰ اللہ کے اس کلام کے ہیں جو کسی نبی پر نازل ہو)

حاصل کلام یہ نکلا کہ بنیادی طور پر وحی کے معنی کلام خفیہ کے ہیں خواہ یہ کلام خفیہ بذریعہ الہام ہو یا بذریعہ اشارہ اور جب یہی خفیہ اشارہ بذریعہ فرشتہ کسی نبی پر ہوتا ہے تو وہ کلام وحی اصطلاحی بن جاتا ہے۔

بنیادی طور پر وحی کی دو اقسام ہیں۔

(۱) وحی متلو

---

(۲۰) عینی بدر الدین العلامہ۔ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری (دمشق [illegible] ج ۱ ص ۲۱۱ تا ۲۱۲)

Marfat.com

(۲) وحی غیر متلو:

وحی کی جو صورتیں قرآن کریم نے بیان کی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

ما کان لبشر أن یکلمه الله الا وحیاً أو من وّرآء حجاب أو یرسل رسولاً فیوحی باذنه مایشآء (۲۲)

(کسی بھی انسان کے لیے ممکن نہیں کہ وہ اللہ سے گفتگو کرسکے سوائے ان صورتوں کے کہ وحی ہو یا پردہ کے پیچھے یا ایک پیغام بر اللہ بھیجے اور وہ نازل کردے اللہ کی اجازت سے جو اللہ چاہے)

اس آیۃ کریمہ پر غور کرنے سے وحی کی جو صورتیں سامنے آتی ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) وحیا: اس سے مراد یہ ہے کہ جب اللہ کوئی بات نازل کرنا چاہتا ہے تو وہ براہ راست نبی کے دل پر اس بات کو اتار دیتا ہے اس میں درمیان میں کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔

(۲) أو من وّرآء حجاب۔ کانوں سے صرف آواز سنے، متکلم دکھائی نہ دے۔

(۳) أو یرسل رسولاً۔ قاصد کے توسط سے وحی آئے۔

پہلی صورت تو الہام نبوی کی ہے اور یہ وحی غیر متلو ہوتی ہے کہ ایک چیز نبی علیہ السلام کے دل میں القاء فرمادی اور نبی نے اس کو اپنے الفاظ میں بیان کر دیا۔

گویا ثابت ہوا کہ نبی کی گفتگو میں اگرچہ الفاظ نبی کے اپنے ہوتے ہیں لیکن وہ معانی و مفاہیم منزل من اللہ ہوتے ہیں۔ لیکن وحی متلو کی صورت میں الفاظ بھی منزل من اللہ ہوتے ہیں اور معانی بھی۔ اس کی صورت وہ ہے کہ فرشتہ آکر آپ کے سامنے تلاوت کرتا ہے اور آپ فرماتے ہیں کہ وہ تلاوت سے فارغ ہوتا ہے کہ تو اس کلام کو اپنے دل میں محفوظ کئے ہوئے ہوتا ہوں۔

وقد وعیت عنه ما قال (۲۳)

خلاصہ مقصود یہ ہوا کہ حدیث بھی وحی الٰہی ہے اگرچہ اس کے الفاظ نبی کریم ﷺ کے الفاظ ہوتے ہیں لیکن معانی و مفاہیم کے اعتبار سے یہ القائے ربانی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کے قلب پر اتارتے ہیں۔ اس اعتبار سے جہاں ایک طرف ہم قرآن کو حجت اور مصدر شرعی مانتے ہیں دوسری طرف ہمیں حدیث کو بھی بحیثیت وحی الٰہی، حجت ماننا ہوگا۔

اس پر تفصیلی کلام انشاء اللہ آئندہ باب میں آئے گا۔

---

(۲۲) ۴۲: الشوریٰ: ۵۱ (۲۳) بخاری، الجامع الصحیح۔ ج ۱: ص ۲: باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

باب دوم

حجیّتِ حدیث

حدیث کی تعریف، لغوی و اصطلاحی معنی اس کے مفاہیم و مترادفات پر تو گزشتہ باب میں کلام ہو چکا، باب زیر بحث میں حدیث کی تشریعی حیثیت اور اس کی حجیت پر بحث کی جائے گی۔

برصغیر میں ایک طبقہ ایسا پیدا ہوا ہے کہ جو حدیث کی حجیت سے منکر ہے اور اس کو کسی طور پر بھی شرعی ماخذ و مصدر کی حیثیت سے تسلیم کرنے کو تیار نہیں۔

بحیثیت ایک مسلمان، احادیث کی حجیت پر بحث کرنا ایسا ہی ہے کہ جیسے کوئی شخص سورج کے روشن ہونے پر دلائل دینا شروع کر دے۔

علمائے متکلمین نے لکھا ہے کہ کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرے، تو وہ صریحاً کافر ہے۔ لیکن اس کی نبوت پر دلیل و معجزہ مانگنا بھی کفر سے کمتر کوئی چیز نہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ پر سلسلہ نبوت و وحی ختم ہو چکا اب نظریہ و عقیدہ یہ ہے کہ کوئی نبی مبعوث ہو ہی نہیں سکتا۔

چنانچہ ایک مسلمان کو کسی طرح پر بھی یہ زیبا و جائز نہیں کہ وہ کسی مدعی نبوت سے اس کی نبوت کی دلیل یا معجزہ طلب کرے، اسی طرح کسی مدعی اسلام کے لئے یہ بات مناسب نہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کی کسی بات کی حجیت اور اس کے مطابق قرآن ہونے پر دلیل طلب کرے۔ لیکن بہت سے دنیاوی آسائش و لذات سے متاثر و مرعوب، اذہان، اپنی تفہم پسندی طلب ثابت و حجت اور اپنی انفرادیت قائم کرنے کے لئے ایسی راہ اختیار کرتے ہیں جو شرعی اصول و ضوابط سے ہٹ کر قرآن و سنت اور اجماع امت کے خلاف ہوتی ہے۔ اسی بنیاد پر تاریخ اسلام میں کئی ایک فتنے پیدا ہوئے۔ علمائے حق نے ان فتنوں کا جس طرح مقابلہ کیا، وہ تابناک باب ہے۔

اسلام اور اصول اسلام کے خلاف ان فتنوں کی ابتداء نبی کریم ﷺ کے دور سے ہی ہو گئی تھی جبکہ ایک طبقہ نے ارتداد کا راستہ اختیار کیا اور دوسرے طبقہ نے ایسے دعویٰ نبوت کی پیروی شروع

Marfat.com

کردی اور تیسرے طبقہ نے زلزلہ دینے سے انکار کی راہ اختیار کی۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان فتنوں کا بڑی ثابت قدمی، جرأت اور بہادری کے ساتھ مقابلہ کیا جس کے نتیجہ میں اسلام کے خلاف ہر سازش کامیاب نہ ہو سکیں۔ اگر اسلام کے خلاف یہ سازشیں اس زمانہ میں کامیاب ہو جاتیں تو شاید آج ۱۴ صدیاں گزرنے کے بعد اسلام کا نام و نشان بھی باقی نہ رہتا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی قائم کردہ مضبوط بنیاد پر حضرت عمر فاروقؓ نے حکومتِ اسلامی کی عمارت بلند کی اور اسلامی سلطنت کو وسیع تر کیا۔

حضرت عثمان غنیؓ کے دور میں پھر پُر آشوب فتنوں کا دور آیا جس کے نتیجہ میں جو جو واقعات تاریخ اسلام میں رقم ہوئے، ان سے کون واقف نہیں۔

فقہاء کے دور میں امام ابوحنیفہؒ کے زمانہ میں دہریوں کا ایک فتنہ کھڑا ہوا تھا جو سرے سے خدا کے وجود کے ہی منکر تھے، امامؒ نے ان کے خلاف علمی جہاد کیا۔

امام احمد بن حنبلؒ اور محمد بن نوحؒ کے زمانہ میں معتزلہ اور فلاسفہ کی جانب سے خلقِ قرآن کا فتنہ اٹھا اور اسے حکومتِ وقت کی جانب سے بھرپور حمایت بھی حاصل ہوئی۔

امام احمد بن حنبلؒ اور محمد بن نوحؒ نے جس طرح اس پُر آشوب دور میں اس فتنہ کا مقابلہ کیا تاریخ میں وہ واقعات سنہرے حروف سے بھی لکھے جائیں تو شاید۔

حق تو یہ کہ حق ادا نہ ہوا

والی بات صادق آئے

انگریز کی سو سال سے زائد حکومت اور ہندوانہ رسوم و رواج نے برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کو بیحد متاثر کیا۔ اس خطہ کے مسلمان دو واضح حصوں میں بٹ گئے۔ تعلیم یافتہ طبقہ انگریز سے متاثر و مرعوب ہوا اور اس رعب میں آکر اس نے دین میں ایسی تاویلات کا راستہ کھولا کہ جو صریحاً اساسِ دینی کے خلاف تھیں۔

یہ ایک طویل باب ہے جسے اسوقت میں چھیڑنا نہیں چاہتا اور نہ ہی اسوقت یہ میرا موضوع ہے۔ دوسرا طبقہ وہ تھا جو تعلیم عصر سے محروم تھا۔ اس نے ہندوؤں کے رسوم و رواج سے مرعوب

ہو کر دین میں بدعت، اختراع اور ہندوانہ رسوم کی بنیاد ڈال کر دین کے بنیادی عقائد و اعمال میں اسقدر تغیرات کیے کہ اصل دین چھپ کر رہ گیا اور لوگ انہی باتوں کو دین سمجھنے لگے۔ اس زمانے جب ترقی کی تو اکبر کا دین الٰہی معرض وجود میں آیا۔

لیکن سنت اللہ یہ رہی کہ جہاں اس نے فتنے پیدا کیے، فتنوں کی سرکوبی کے لیے علماء صلحاء اتقیا اور مجددین بھی پیدا فرمائے جنہوں نے دین کو ان آلائشوں سے پاک صاف کر کے بیان کر دیا اور عوام تک پہنچا کر اپنا فرض منصبی بخوبی سرانجام دیا۔ اب یہ ہماری بدقسمتی ہو گی اگر ہم اس کے باوجود فتنوں سے متاثر و مرعوب ہو جائیں۔

دین اسلام کے خلاف ان سازشوں اور فتنوں کا ایک باب انکار حدیث کی صورت میں ظہور میں آیا۔ یہ فتنہ پہلے طبقہ نے اٹھایا کہ جو انگریز سے متاثر و مرعوب تھا۔ اسی طبقہ نے ابتداء نبی اکرم ﷺ کی رسالت و نبوت کی عظمت کو کم کرنے کے لئے آپ کے بارہ میں جو آراء اختیار کیں۔ ان کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ نبی کریم بھی بالکل عام انسانوں کی طرح ایک انسان تھے آپ کے معجزات کو سائنسی انداز میں پیش کر کے ان کو عام معمول کی زندگی سے ہم آہنگ بنانے کی کوشش کی گئی اور یہی فتنہ جب پروان چڑھا تو اس نے انکار حدیث کی صورت اختیار کر لی۔

زیر بحث باب میں کوشش کی جائے گی کہ بیان کیا جائے کہ منکرین حدیث کے اعتراضات کی بنیاد کیا ہے۔ ان کے جوابات کیا ہیں اور حدیث کی حجیت پر قرآن، حدیث اور عقل سے کیا طرح دیئے جا سکتے ہیں۔

دلائل کے اس سلسلہ میں منکرین حدیث کے شبہات بھی نمونتاً ذکر کیے جائیں گے اور محدثین متقدمین کی تحقیقات و آراء کی روشنی میں ان شبہات کے جوابات دیئے جائیں گے۔

دلائل قرآنی

دلیل نمبر ۱۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جا بجا ایمان باللہ کے حکم کے ساتھ ایمان بالرسول کا بھی حکم دیا ان آیات سے یہ بات واضح طور پر سامنے آجاتی ہے کہ ایمان باللہ کی تکمیل ایمان بالرسول سے ہوتی ہے۔

"فآمنوا باللہ ورسلہ وان تؤمنوا وتتقوا فلکم اجر" (۱)

(ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر اگر تم ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیا تو تمہارے لیے بدلہ ہے۔)

"یا ایھا الذین آمنوا آمنوا باللہ ورسولہ" (۲)

(اے ایمان والوں اللہ اور اللہ کے رسول پر اپنا ایمان قائم رکھو۔)

"قد جاءکم الرسول بالحق من ربکم فآمنوا خیرا لکم" (۳)

(تمہارے پاس آیا اللہ کا رسول ﷺ حق کے ساتھ تمہارے رب کی جانب پس تم اس پر ایمان لاؤ یہ تمہارے حق میں بہتر ہوگا۔)

"فآمنوا باللہ ورسولہ ولا تقولوا ثلثۃ" (۴)

(اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ اور خدا کو تین نہ قرار دو)

فآمنوا باللہ ورسولہ النبی الامی الذی یؤمن باللہ (۵)

(ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے نبی امی پر جو خود بھی اللہ پر ایمان رکھتے ہیں)

ایمان کے معنیٰ علمائے اہل سنت نے ان الفاظ کے ساتھ بیان کیے۔

"ھو التصدیق بما علم مجیئ الرسول بہ ضرورۃ اجمالاً فیما علم اجمالاً وتفصیلاً فیما علم تفصیلاً" (۶)

(جن چیزوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے لانے کا واضح طور پر علم ہو جائے تو اجمالی چیزوں کی اجمالاً اور تفصیلی چیزوں کی تفصیل کے ساتھ تصدیق کرنے کو ایمان کہتے ہیں)

گویا ایمان کی بنیاد اسی بات پر ہے کہ انسان نبی کریم ﷺ کے ہر قول، فعل اور تقریر کی تصدیق کرے۔ ان کا انکار ایمان کے خلاف ہے اور انسان کو ایمان کی حدود سے نکالنے والا ہوگا۔

قرآن کریم اہل ایمان، نبی لوگوں کو تصور کرتا ہے کہ جو اللہ کے ساتھ اللہ کے رسول ﷺ پر بھی ایمان

---

(۱) ۳: آل عمران: ۱۷۹ (۲) ۴: النساء: ۱۳۶ (۳) ۴: النساء: ۱۷۰ (۴) ۴: النساء: ۱۷۱ (۵) ۷: الاعراف: ۱۵۸

(۶) عثمانی، شبیر احمد مولانا، فضل الباری شرح اردو صحیح بخاری، کراچی ۱۹۷۳ء، ج ۱ ص ۲۴۰

رکھتے ہوں ارشاد ہوا

"انما المؤمنون الذین آمنوا باللہ ورسولہ واذا کانوا معہ علیٰ امر جامع لم یذہبوا حتی یستاذنوہ ۔۔۔

(بلاشبہ مسلمان تو وہ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائیں اور جب رسول ﷺ کے پاس کسی ایسے کام پر ہوتے ہیں جس کے لیے جمع کیا گیا ہے تو ضرورت پڑنے پر) جب تک آپ سے اجازت نہیں لے لیتے جاتے نہیں۔)

ایمان کا مفہوم گذر چکا کہ ایمان محض اس چیز کو مان لینے کا نام نہیں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں بلکہ ایمان کی بنیاد ان تمام باتوں کی تصدیق ہے جو نبی کریم ﷺ کے ذریعہ سے ہم تک پہنچیں خواہ وحی متلو کی شکل میں یا وحی غیر متلو کی صورت میں ان تمام چیزوں کی تصدیق اور ان کو حجت ماننا ایمان ہے اس بات کو اگر فلسفیانہ نظر سے دیکھیں تو یہ کہا جائے گا کہ یہ موجبہ کلیہ ۔۔۔ یعنی ایمان تمام چیزوں کے ماننے کا نام ہے اور اس کی نقیض اور ضد سالبہ جزئیہ ہوتی ہے یعنی کسی ایک چیز کا انکار بھی کفر ہوگا اور اگر کوئی مجملیات من رسول میں سے ایک حصہ پر تو ایمان رکھتا ہے اور دوسرے کی حجیت کو تسلیم نہیں کرتا اس کا ایمان نامکمل ہے۔

قرآن کریم نے انبیاء سابقین اور مومنین کے ایمان کی حقیقت بیان فرماتے ہوئے کہا آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون کل آمن باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ لا نفرق بین احد من رسلہ۔

(ایمان رکھتے ہیں رسول اس چیز کا جو ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے اور مومنین بھی سب نے سب ایمان رکھتے ہیں اللہ کے ساتھ ان کے فرشتوں کے ساتھ اس کی کتابوں کے ساتھ کہ ہم اس کے پیغمبروں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے)

غرضکہ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر ایمان باللہ کے ساتھ ایمان بالرسول کو بھی ایمان کا جزء قرار دیا ہے مولانا بدر عالم صاحب لکھتے ہیں

"درحقیقت یہاں مولانا اسلم ایک شدید غلطی ایمان کے معنی سمجھنے میں پیش آئی اگر وہ ایمان کی حقیقت کو سمجھ لیتے تو اطاعت کو ایمان سے علیحدہ کرنے کی نہیں سکتے تھے۔ وہ یہ سمجھے ہیں کہ ایمان صرف

---

(۱) ۲۴: النور: ۶۲ (۲) ۲: البقرۃ: ۲۸۵

Marfat.com

زبان سے تصدیق کر لینے کا نام ہے، اور اس لیے ان کے نزدیک رسولؐ کا حق صرف تصدیق کر کے ادا ہو جاتا ہے۔ اور اس کے بعد اطاعت کی ضرورت نہیں رہتی۔ حالانکہ اگر وہ ذرا تحقیق کرتے تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ اولاً تو اطاعت کے بغیر ایمان ہی حاصل نہیں ہو سکتا، دوم قلبی تصدیق حاصل ہو جانے کے بعد یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اطاعت کا عہد دل میں نہ پیدا ہو جائے۔ جو شخص رسول ﷺ کی اطاعت کا عہد نہیں کرتا، یقیناً وہ دل میں اس کی تصدیق بھی نہیں رکھتا۔ اسی بنا پر ہرقل بادشاہ کو مسلمان نہیں کہا گیا حالانکہ اس نے آپؐ کی کھلی محفل میں تصدیق کر لی تھی اگرچہ اپنی قوم کی برہمی دیکھ کر بعد میں بات بنا دی تھی، اسی طرح ابوطالب کی تصدیق بھی ان کے اشعار سے ثابت ہوتی ہے۔ اس کے باوجود جمہور امت نے ان کا ایمان تسلیم نہیں کیا اس کی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے ہزار آپؐ کی تصدیق کی ہو لیکن جب ان دل نے معمولی انسانوں عار کی خاطر رسولؐ عربی کی اطاعت کرنا قبول نہیں کیا تو ان کو مسلمان کیسے کہا جائے؟(۹)

دلیل نمبر ۲: عصمت رسول اکرم ﷺ

قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے۔

والنجم اذا هوٰی ماضل صاحبکم وما غوٰی وما ینطق عن الهوٰی إن هُوَ إلّا وحیٌ یُّوحیٰ۔ (۱۰)

(قسم ہے (مطلق) ستارہ کی جب وہ غروب ہونے لگے۔ یہ تمہارے ساتھ کے رہنے والے (راہ حق) سے بھٹکے نہ غلط راستہ ہو لیے اور نہ آپؐ اپنی خواہش نفسانی سے بات بناتے ہیں۔ آپؐ کا ارشاد نری وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے)

اس آیۃ مبارکہ کو نقل کرنے کے بعد مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ فرماتے ہیں۔

یعنی جس طرح ستارہ اپنی ایک معین رفتار پر چلتا ہے۔ ذرہ برابر ادھر یا ادھر نہیں ہوپاتا اسی طرح نبی کریم ﷺ آسمان نبوت و رسالت کے ایک ستارے ہیں جو راہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مقرر فرما دی ہے۔ اس سے ذرہ برابر آگے پیچھے نہیں ہو سکتے۔ اور جس طرح ظاہری ستاروں کا نظام محکم ہے، اسی طرح بلکہ زائد باطنی اور روحانی ستاروں کا نظام محکم ہے۔" (۱۱)

اسلم جیراج پوری آیت کے بارے میں لکھتے ہیں: "آیت کا یہ مفہوم قرار دینا کہ نبی کریم ﷺ جو کچھ کلام کرتے

---

(۹) ص بدر عالم میرٹھی، ترجمان السنۃ، جمعیت حدیث لاہور ۱۹۷۹ ص ۶۱ (۱۰) ۵۳: النجم: ۱ تا ۴ (۱۱) محمد ادریس کاندھلوی، مولانا

جمعیت حدیث، لاہور، ترجمان شاہ اللہ ص ۲۸، ۲۹

تھے، وہ سب کا سب وحی تھا، صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ دعویٰ قرآن کے وحی ہونے کا تھا جس کا کفار انکار کرتے تھے، اسی کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ جو کچھ بولتے ہیں، وحی ہے۔ مگر میں ازواج مطہرات یا باہر دیگر حضرات سے جو گفتگو فرماتے تھے اس کے متعلق نہ وحی ہونے کا دعویٰ تھا، نہ کفار کو کوئی بحث تھی۔

جواب: اس کا تفصیلی جواب آیت وما آتاکم الرسول فخذوہ بیان کے ضمن میں آئیگا۔ دیگر یہ کہ مشرکین بلکہ اس بات کو تسلیم کرنے پر مجبور تھے کہ جو کلام نبی کریم ﷺ تلاوت کرتے ہیں، وہ کسی مخلوق کا کلام نہیں۔

دلیل نمبر ۳: مقام انبیاء قرآنی آیات و احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں انبیاء کا درجہ ملائکہ سے بڑھ کر اور ان سے افضل تر ہے۔ جبکہ ملائکہ کے بارہ میں یوں فرمایا گیا۔

لا یعصون اللہ ما أمرہم ویفعلون ما یؤمرون (۱۲)

(جو ان کو حکم دیا جائے، اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم دیا جائے اس کو بجا لاتے ہیں)

" وما یعلم جنود ربک إلا ھو۔ (۱۳)

(اور تمہارے رب کے لشکر کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا)

اس فضیلت و برتری کے باوجود زمین میں خلافت کے لیے اپنے نبی آدمؑ کو چنا اور ملائکہ کی تسبیح و تمجید اور عصمت کے باوجود آدم کو ان کے علم کی بنا پر فضیلت دی اور ملائکہ کو حکم دیا (۱۴) آدم کو سجدہ کرو، اور یہ بات بھی ہے کہ ہمیشہ جس چیز کو مسجود بنایا جاتا ہے وہ ہی سجدہ کرنے والی سے افضل ہوتی ہے۔ اور پھر ابلیس کو اس سجدہ سے انکار پر فرمایا۔

علیک لعنتی إلی یوم الدین۔ (۱۵)

انبیاء کی اس فضیلت کو مولانا مودودی یوں بیان فرماتے ہیں۔

" اہل سنت والجماعت کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام ملائکہ سے افضل ہیں کما قال تعالیٰ ان اللہ اصطفیٰ آدم ونوحا وآل ابراہیم وآل عمران علی العالمین وتحقیق اللہ تعالیٰ آدم، نوح، آل ابراہیم، آل عمران کو تمام جہانوں پر فضیلت دی۔

آگے چل کر مولانا آیت ومکان رفعناہ علیا نقل کرتے فرماتے ہیں

(۱۲) التحریم: ۶ (۱۳) المدثر: ۳۱ (۱۴) ص: ۷۳ (۱۵) آل عمران: ۳۳

اور حق تعالیٰ جل شانہ نے ان آیات میں انبیاء کرام کا نام بنام تذکرہ فرمایا اور اس کے بعد فرماتے ہیں
وکلا فضلنا علی العالمین (۱۶) اور ہر ایک کو ہم نے تمام جہانوں پر فضیلت دی اور
عالمین میں فرشتے بھی داخل ہیں۔

معلوم ہوا کہ انبیاء فرشتوں سے افضل ہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب انبیاء کرام علیہم السلام کے کلام اور فعل
والہام کے حجت ہونے میں شیطان کو بھی شبہ و تردد نہیں تو انبیاء کرام کے قول و فعل کے حجت اور واجب
العمل ہونے میں بھی کوئی شبہ و تردد نہ ہونا چاہیے" (۱۷)

دلیل نمبر ۴: اطاعت رسول

وما کان لمؤمن ولا مؤمنة إذا قضى الله و رسوله أمرا أن يكون لهم الخيرة
من أمرهم ومن يعص الله ورسوله فقد ضل ضلالا مبينا۔ (۱۸)

(کسی مسلمان مرد و عورت کو یہ اختیار نہیں کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اس کے کسی
معاملہ میں کوئی فیصلہ کیا ہے کسی کو بھی بذب کا مظاہرہ کرے۔
اور جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی وہ بلاشبہ کھلی گمراہ ہوا)

اس آیت کی تشریح و وضاحت کرتے ہوئے پرویز لکھتے ہیں۔

"لیکن اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لو کہ یہ اطاعت نظام خداوندی کی اطاعت ہے اگرچہ
اس نظام کے فیصلے رسول کی طرف سے صادر ہوتے ہیں اس سے رسول ﷺ کی ذاتی
اطاعت مقصود نہیں، رسول کی ذاتی رائے یا مشورہ سے تمہیں اختلاف کا حق حاصل ہے
اس اختلاف کا نام "معصیت خدا و رسول ﷺ" نہیں ہوگا، اس باب میں زید کا واقعہ ایک بین مثال
ہے اس نکتہ کی وضاحت کے لیے یہاں بیان کیا جاتا ہے" (۱۹)

گویا پرویز کے نزدیک ایک ہی رسول ﷺ کی دو حیثیتیں ہیں، ایک حیثیت نظام خداوندی
سے وابستہ ہونے کی اور دوسری حیثیت اس کی ذاتی، بالفاظ دیگر نبی کریم ﷺ کی پیغمبرانہ زندگی تو نظام

---

(۱۶) ۶: الانعام: ۸۶ (۱۷) محمد ادریس کاندھلوی مولانا، حجیت حدیث ص ۲۲۳، (۱۸) ۳۳: الاحزاب: ۳۶

(۱۹) پرویز، غلام احمد، مفہوم القرآن (لاہور) ص ۹۴، ۹۸۰۔

arfat.com

واحکام خداوندی کے تابع ہے لیکن اس کی ذاتی، عائلی زندگی اللہ کے نظام و احکام سے ہٹ کر یا اس کے منافی ہے۔ لہٰذا اس کی اتباع اور پیروی لازم نہیں یہ بات ان کے رسول ﷺ پر ایسا سخت الزام ہے کہ جو مشرکین مکہ باوجود سخت دشمنی و عناد کے، نبی کریم ﷺ پر نہیں لگاتے تھے۔ مشرکین مکہ بھی اس بات کو تسلیم کرتے تھے کہ آپ ہمیشہ سچ بولتے ہیں، امانت دار ہیں آپ کی زندگی صداقت و امانت کا پیکر ہے۔ لیکن صاحب مفہوم القرآن کے نزدیک نبی کی زندگی پیغمبر کی حد تک تو قابل تقلید ہے اس سے آگے وہ عام انسانوں کی مانند ہیں کہ ان سے معصیت و خلاف کا صدور ممکن ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نبی کی یہ حیثیت کہاں سے ثابت ہوتی ہے؟

قرآن نے تو نبی کو بامر خداوندی مطاع مطلق قرار دیا ہے اور یہ کہا۔

وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ۔ (۲۰)

(ہم نے رسول کو صرف اس لیے بھیجا ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے)

لو! رسول کی رسالت کا مقصد اور مراد یہ ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے اور اس کی جانب سے یہ بات یہ ہوتی کہ اگر اس کی اطاعت نہ کی جائے تو وہ مقصد جس کے لیے اسے بھیجا گیا فوت ہو جاتا ہے مزید ترقی کرتے یہ بھی فرما دیا گیا کہ رسول کی اطاعت ہی دراصل اللہ کی اطاعت ہے۔

ومن یطع الرسول فقد أطاع اللہ۔ (۲۱)

(جس نے رسول کی اطاعت کی گویا اس نے اللہ کی اطاعت کر لی)

"قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم"

(اے اللہ کے رسول آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو جس کے نتیجہ میں اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا اور تمہاری مغفرت کر دے گا)

لو! رسول کی اطاعت کرنے کا نتیجہ نہ صرف اللہ کی اطاعت کرنا ہے بلکہ اللہ سے اس کی محبت ثابت پیش کرتا ہے اور اس کے نتیجہ کے طور پر اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت کرنے لگتا ہے اور اس کی مغفرت کر دیتا ہے۔

آیات میں نبی ﷺ کی اطاعت کو اس کی زندگی کو اس کی سیرت و کردار کو ... قابل تقلید

---

(۲۰) ۴: النساء: ۶۴ (۲۱) ۴: النساء: ۸۰ (۲۲) ۳: آل عمران: ۳۱

Marfat.com

نہیں کیا گیا۔

اور مزید براں یہ بات صحابہ کیلئے ایک تکلیف مالایطاق کا درجہ رکھتی ہے، جب بھی نبی کریم ﷺ کوئی کلام فرمائیں، کوئی فعل سرانجام دیں، صحابہ کرامؓ ان سے پہلے دریافت کریں کہ یہ قول یا یہ فعل آپؐ کس حیثیت میں سرانجام دے رہے ہیں، آیا ہمارے لیے اس کا اتباع ضروری ہے یا نہیں، کسی صحابی کی سیرت سے اس بات کا ثبوت نہیں مل سکتا کہ اس نے نبی کریم ﷺ کی مخالفت اس وجہ سے کی ہو کہ نبی کا یہ قول ذاتی حیثیت میں تھا۔

رہا زید کا واقعہ، اس سے یہ استدلال کرنا کہ رسول کی ذاتی رائے یا مشورہ سے اختلاف کرنا جائز ہے، غلط استدلال ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے زید کو اختیار دیا تھا کہ تم اپنی بیوی کا ساتھ نبھاؤ اور یہ بات زید کی اور ان اہلیہ کی خیر خواہی میں کہی گئی تھی کہ طلاق اگرچہ شریعت نے بوقت ضرورت جائز کی ہے لیکن اللہ کے نزدیک پسندیدہ نہیں اس سے جب تک ہو سکے بچا جائے۔

لیکن اگر نبھانا اب قدرت سے باہر ہو گیا تو اس کی شریعت نے اجازت دیدی ہے چنانچہ زید نے طلاق کو اختیار کیا۔ اگر نبی ﷺ کے مشورہ سے مخالفت جائز ہوتی تو یہ شادی منعقد ہی نہ ہوتی۔

اور پھر اسی آیت میں صراحت کے ساتھ مطلقاً نبی ﷺ کی معصیت کو صریح گمراہی بیان کیا۔

قرآن کی آیت مطلق ہے۔ اس میں بلا قرینہ تقیید کرنا جائز نہیں۔

عجیب بات ہے جو لوگ اہل قرآن ہونے کے مدعی ہیں، ایک صحابیؓ کے عمل سے قرآن کی آیت کی تقلید کر رہے ہیں۔

یہ تو تھی اس آیت کی وہ تشریح و وضاحت جو پرویز صاحب نے کی،

اور اس کا جواب بھی ہو گیا۔

اب دیکھتے ہیں کہ دیگر مفسرین نے اس آیت تفسیر میں کیا اقوال اختیار کیے ہیں، حضرات قارئین خود فیصلہ و محاکمہ کر لیں کہ کسی کا قول مفہوم قرآنی کے زیادہ قریب ہے۔

اس آیت کی تشریح کے ضمن میں حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں۔

"فھذہ الآیۃ عامۃ فی جمیع الامور، وذلک انہ اذا حکم اللہ ورسولہ بشیٔ فلیس لاحد مخالفتہ ولا اختیار لاحد ھٰھنا ولا رأی ولا قول" (۲۳)

(۲۳) ابن کثیر اسمٰعیل القرشی۔ تفسیر آن العظیم لاہور، ۱۹۷۳ ج ۳۔ ص۔ ۴۹۰

(پس یہ آیت تمام امور پر حاوی ہے، اسطرح کہ جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کسی معاملہ میں اسکا فیصلہ کریں تو کسی کو بھی اس کی مخالفت کی گنجائش نہیں اور نہ کسی رائے اور قول کے اختیار کی۔)

یعنی اللہ اور اس کے رسولؐ کا فیصلہ کسی بھی مومن مرد و عورت کے لیے اسقدر اٹل ہے کہ اس کے نفاذ کے بعد اس کے لیے کوئی اور راستہ نہیں رہ جاتا سوائے اس کے کہ وہ اس پر بلا چون وچرا عمل کرے۔ مولینا کاندھلوی فرماتے ہیں۔

"ولا یخفیٰ ان ھذہ الایۃ الکریمۃ مشتملۃ علیٰ ذکر قضائین۔ قضاء اللہ وقضاء رسولہ فدل ذلک ان وقضاء الرسول حجۃ مستقلۃ سویٰ قضاء اللہ عز وجل۔ فلو کان قضاء اللہ وحکمہ کافیا لم یکن لذکر قضاء الرسول بعدہ معنیً۔ (۲۴)

(یہ بات پوشیدہ نہیں کہ یہ آیت کریمہ دو قسم کے فیصلوں پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فیصلے اور نبی کریم ﷺ کے فیصلے، اس سے معلوم ہوا کہ رسولؐ کا فیصلہ بھی بذات خود حجت ہے جو اللہ کے فیصلے کے علاوہ ہو۔ اور اگر صرف اللہ کا فیصلہ اور اسکا حکم کافی ہوتا تو اس کے ذکر کے بعد علیحدہ نبی کے فیصلہ کے ذکر کی ضرورت نہ تھی۔)

اور پھر صرف یہی نہیں کہ وہ یہ فیصلہ قبول کریں بلکہ یہ بھی ہے کہ وہ اس فیصلہ کو زبردستی طور پر دکھاوا اپنی طبیعت پر جبر و اکراہ کرتے ہوئے قبول نہ کریں بلکہ مکمل خوشی اور یکسوئی کے ساتھ اسے قبول کریں۔ اور ایسے لوگوں کے ایمان سے خارج ہونے کو خدا نے اپنی ربوبیت کی قسم کھا کر کہا جو نبی کریم ﷺ کے فیصلہ کو قبول کرنے میں اپنے دل میں کوئی تنگی محسوس کریں۔

فرمایا۔

"فلا وربک لا یؤمنون حتیٰ یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجًا مما قضیت ویسلموا تسلیما۔ (۲۵)

(اے رسول، ﷺ آپ کے رب کی قسم ایسے لوگ ہرگز مومن نہیں یہاں تک کہ اپنے

(۲۴) کاندھلوی، محمد ادریس، مولانا، مقدمۃ الحدیث

حجیت حدیث (غیر طبع) (۲۵) ۴: النساء: ۶۵

معاملات میں آپ کے فیصلہ پر دل میں تنگی محسوس نہ کریں اور ان کو بخوشی قبول کریں۔

یعنی اپنے تمام امور زندگی میں جب تک وہ نبی کریم ﷺ کے فیصلہ فرحت طبع کے ساتھ قبول نہ کریں دائرہ ایمان میں داخل نہ ہو سکیں گے۔ حدیث میں آیا

والذی نفسی بیدہ لا یؤمن أحدکم حتی یکون ھواہ تبعًا لما جئت بہ (۲۶)

(اس ذات عالی کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے کوئی شخص مؤمن نہیں ہو سکتا یہاں تک اس کی تمام خواہشات تابع نہ ہو جائیں ان احکام کے جن کو میں لیکر آیا ہوں۔)

دلیل نمبر ۵: نبی کریم ﷺ کی زندگی ایک اسوۂ کاملہ۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ أسوۃ حسنۃ۔ (۲۷)

(بیشک تمہارے لیے رسول کی ذات میں عمدہ نمونہ ہے۔ (۲۸)

راغب مفردات میں اسوۃ کا مفہوم ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں

وھی الحالۃ التی یکون الإنسان علیھا فی اتباع غیرہ ان حسنا وإن قبیحا۔ (۲۹)

اسوۃ انسان کی اس حالت کو کہتے ہیں جو کسی دوسرے کی اتباع اور پیروی میں وہ اپنے اختیار کرے خواہ وہ حالت اچھی ہو یا بری)

یعنی لفظ اسوۃ میں خود اتباع کا مفہوم پایا جاتا ہے پھر حسنۃ کی صفت کے بعد مزید اس میں تاکید پیدا کر دی گئی کہ اسوۃ بذات خود قابل اتباع اور پیروی کے لائق چیز ہے مزید یہ کہ وہ اگر اچھا بھی ہو خدا کی نظر میں تو اس کا اتباع عقلاً مزید واجب ہو جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کی زندگی کو اسی معنی میں امت کے لیے اسوۃ قرار دیا گیا ہے کہ اگر اللہ کی اتباع اور پیروی میں انسان کی جو حالت و کیفیت ہوتی ہے اس کا مشاہدہ کرنا ہے تو نبی کریم ﷺ کی زندگی میں کرو اور پھر

(۲۶) عامر قاری شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۲، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، (۲۷) ۳۳: الاحزاب: ۲۱ (۲۸) غلام احمد پرویز نے اس آیت کو واقعہ شان نزول کے ساتھ مخصوص کیا ہے، اس کا جواب آئندہ آئیگا مفہوم ص ۹۶۹ (۲۹) الاصفہانی، ابوالقاسم الحسین بن محمد بن المفضل، مفردات الفاظ القرآن: ۱۹۷۲، ص ۱۴۰۔

arfat.com

اس کا اتباع اور پیروی کرو تو گویا تم اللہ کی اطاعت اور پیروی کرنے والے ہو جاؤ گے۔ اردو میں اسوۃ کا ترجمہ نمونہ سے کیا جاتا ہے یعنی اگر تم کو خدا کی اطاعت و پیروی کا عملی زندہ اور مکمل نمونہ دیکھنا ہے تو رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں دیکھ لو ان کی زندگی اللہ کی اطاعت و پیروی کی ایک واضح اور مکمل تصویر ہے مولانا کاندھلویؒ لکھتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ نے حضرات انبیاءؑ کو محض اس لیے نہیں بھیجا کہ وہ فقط بندوں تک اللہ کا پیغام پہونچا کر اپنی منصبی خدمات سے فارغ ہو جائیں بلکہ وہ من جانب اللہ امت کے لیے معلم، ہادی، مصلح اور مربی بلکہ اسوۂ حسنہ بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ تاکہ ان کا ہر قول، ہر فعل ہر بیان و سکوت امت کے لیے حجت اور مشعل ہدایت ہو اور اللہ کے بندوں کو علم ہو جائے کہ خدا کی اطاعت اس طرح کرو جس طرح نبی ﷺ کو کرتے دیکھتے ہو۔"[۳۰]

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں۔

هٰذه الآية الكريمة أصل كبير في التأسي برسول الله صلى الله عليه وسلم في أقواله، وأفعاله، وأحواله ولهذا أمر تبارك وتعالى بالتأسي بالنبي صلى الله عليه وسلم يوم الأحزاب في صبره ومصابرته۔

"یہ آیت کریمہ ایک بڑی اصل ہے نبی کریم ﷺ کے اقوال، افعال اور احوال کی اتباع میں اسی لیے اللہ تعالیٰ نے احزاب کے دن مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صبر و استقامت کی اتباع کا حکم دیا۔"

یعنی اگرچہ آیت کا شان نزول ایک خاص محل اور واقعہ ہے لیکن یہ حکم محض اس واقعہ کے ساتھ خاص نہیں کہ نبی کریم ﷺ کی زندگی اس واقعہ میں قابل پیروی ہے باقی احوال میں نہیں بلکہ یہ حکم عام ہے زندگی کے ہر شعبہ و ہر حال میں نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کی اتباع لازم ہے آیت ہمارے لیے اس طرح دوسرا قابل غور امر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی زندگی کو ہمارے لیے نمونہ بنایا بالفاظ دیگر قرآن ایک تحریری دستاویز Theory ہے اور اس کی عملی شکل نبی ﷺ کی زندگی ہے جسے عرف عام میں Practical کہا جاتا ہے

---

(۳۰) کاندھلوی مولانا: حجیت حدیث، ص ۲۲۰-۲۲۱، ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج ۳، ص ۴۰۰

Marfat.com

قرآن انسانی زندگی کے لیے ایک مکمل اور جامع دستاویز ہے، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا قرآن کی طرح اس کا عملی نمونہ بھی جامع ہے یا نہیں۔۔۔؟

ابتداءً اس سوال کے جواب میں دو صورتیں اختیار کی جا سکتی ہیں۔

اثبات یا نفی۔۔۔

اگر ہمارا جواب نفی میں ہوتا ہے اور ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ نمونہ کامل نہیں تو اس میں دو احتمالات پیدا ہو جاتے ہیں۔

اول یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے مطابق یہ نمونہ ایک کامل و مکمل اور جامع نمونہ بنایا تھا مگر دنیا میں آنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ مکمل نہیں ہے۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کے علام الغیوب اور علم کی تمام وسعتوں پر حاوی ہونے سے انکار پر مبنی ہے۔

حالانکہ قرآن یہ کہتا ہے۔

یعلم مابین أیدیھم وماخلفھم ولا یحیطون بشیءٍ من علمہٖ الا بما شاء (۳۲)

(وہ جانتا ہے وہ تمام چیزیں جو ان کے سامنے ہیں، اور وہ تمام چیزیں جو ان کے پیچھے ہیں اور اس کے احاطۂ علمی سے کوئی چیز باہر نہیں سوائے اس کے جس کو وہ چاہے)

دوسرا احتمال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ یہ نمونہ مکمل و جامع نمونہ نہیں مگر اس سے زیادہ جامع نمونہ بنانے پر وہ نعوذ باللہ قادر نہ تھے۔ خدا کی صفتِ قدرت میں نقصان لازم آتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"ان اللہ علیٰ کلّ شیءٍ قدیر۔" (۳۳)

(بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے)

معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کے اسوۂ کو نامکمل مان کر اللہ کی دو صفات میں شک، تردد یا انکار کی صورت پیدا ہوتی ہے۔ اور جو شخص اللہ کی کسی ایک صفت میں شک و تردد رکھتا ہے، دائرہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات پر بلا کسی شک و تردد کے ایمان کامل ہو اور یقین صادق ہو، اور ایمان کا اعلیٰ مقام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات پر اسقدر پختہ

---

(۳۲) ۲: البقرہ ۲۵۵ (۳۳) ۲: البقرہ: ۲۰

یقین ہو کہ گویا وہ خدا کو دیکھ رہا ہے۔ ارشاد ہوا۔

ان تعبد اللہ کانک تراہ۔ (۳۴)

(عبادت کی معراج یہ ہے کہ تو اس طرح عبادت کرے کہ گویا تو خدا کو دیکھ رہا ہے،

اور یہ بات یقین کامل کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔

اگر ہمارا جواب اثبات میں ہو، ہم اسوۂ رسول کو کامل مان لیں تو ہمیں اس کی حجیت کو تسلیم کرنا ہوگا اس کے بغیر قرآن پر عمل تو درکنار، اس کا سمجھنا بھی مشکل بلکہ ناممکن ہو جائیگا۔ صحیح بخاری میں کتاب الصلوٰۃ کی ابتداء میں ایک طویل حدیث نقل کی گئی ہے جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ واقعہ معراج میں پنجگانہ نماز کی فرضیت کے بعد حضرت جبرئیلؑ آئے اور دو دن آپ کو نمازیں پڑھوائیں، پہلے دن تمام نمازیں شروع وقت میں اور دوسرے دن تمام نمازیں آخیر وقت میں پڑھوائیں اور ان کے بعد فرمایا۔

"بهذا أمرت"

اس کی تشریح کرتے ہوئے ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔

"والمعنى هذا الذي امرت به (بالفتح) ان تصليه كل يوم وليلة وروي بالضم اى هذا الذي أمرت بتبليغه لك۔ (۳۵)

(اور حضرت جبرئیلؑ کے اس لفظ کے معنی ت کے زبر کی صورت میں یہ ہیں کہ آپ کو بھی انہی اوقات میں نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے اور ت کے پیش کی صورت میں جو ایک روایت ہے، معنی یہ ہوں گے کہ مجھے آپ تک ان اوقات صلوٰۃ کو پہنچانے کا حکم اسی طرح کیا گیا تھا۔)

بہرحال صیغہ مخاطب کا ہو یا متکلم کا اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سنت اللہ یہی ہے کہ اپنے احکام و اوامر، عبادات و طاعات کے طریقے، اوقات اور آداب اس طرح سکھائے جاتے ہیں کہ ایک فرشتہ ان اعمال کو بجالا کر دکھاتا ہے اور اس کے وہ تمام اعمال حکم خداوندی کے تابع ہوتے ہیں اور نبی پر ان کا اتباع ایسے ہی واجب ہوتا ہے جیسے کسی قولی وحی کا۔

۳۴۔ بخاری، الجامع الصحیح، ج ۱، ص ۲۰، کتاب الایمان، باب سوال جبرئیل النبی عن الایمان، والاسلام والاحسان

۳۵۔ العسقلانی احمد بن علی بن حجر، فتح الباری شرح صحیح البخاری، لاہور، ۱۹۸۱ء، ج ۱، ص ۵، باب مواقیت الصلوٰۃ وفضلہا

یہ تو طریقہ تھا نبی کے لیے اپنے احکام کی وضاحت و تفصیل کا اور دوسرے عباد کے لیے یہ طریقہ متعین کیا گیا کہ انبیاء کے تمام اعمال و افعال کو امت کے لیے ہر حالت میں قابلِ تقلید بنا دیا اور واضح کر دیا کہ نبی کا کوئی قول، فعل، اللہ کے حکم سے ہٹ کر یا اس کا مخالف نہیں ہوتا۔ اور اس کی تمام حرکات و سکنات بیداری کی بھی حتیٰ کہ حالت نوم بھی صرف اور صرف اللہ کے حکم کے تابع ہیں اور جس طرح نبی پر اس فرشتہ معلم کی اتباع ضروری ہے کہ وہ بامرِ خداوندی نازل ہوا ہے۔ امت پر اسی نبی کی اتباع واجب و ضروری ہے کہ وہ بھی مامور من اللہ اور معصوم من اللہ ہے بلکہ گزشتہ اوراق میں آیاتِ قرآنیہ کی رو سے ثابت ہو چکا کہ انبیاء کا مقام فرشتوں سے بڑھ کر اور عالی تر ہوتا ہے تو جب فرشتے کی تقلید انبیاء کے لیے بحکم خداوندی خاص حالات میں ضروری ٹھہری تو انبیاء کی تقلید امت کے لیے بدرجہ اولیٰ ہر حالت میں واجب ہوگی۔

دلیل نمبر ۶: حفاظتِ وحی کیلئے نبی کریم ﷺ کا اہتمام:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

لا تحرك به لسانك لتعجل به إن علينا جمعه وقرآنه فإذا قرأناه فاتبع قرآنه ثم إن علينا بيانه۔ (۳۶)

(آپ قرآن کے ساتھ جلدی کرنے میں اپنی زبان کو حرکت نہ دیں۔ ہمارے ذمے ہے اس کو (آپ کے دل میں) جمع کرنا، پس جب ہم (فرشتے کی زبانی) پڑھ رہے ہوں تو آپ اس کی پیروی میں خاموش رہیں پھر ہم پر واجب ہے اس کا بیان)

اس آیۃ کریمہ پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ اس آیت سے مندرجہ ذیل رخوں سے حدیث کی حجیت ثابت ہوتی ہے۔

(۱) حضرت جبریلؑ جب وحی لے کر آتے تھے، وحی کی آپؐ کے سامنے تلاوت کرتے تو اس اہتمام اور فکر میں کہ کہیں وحی کے الفاظ ذہن سے نکل نہ جائیں آپؐ حضرت جبریلؑ کے ساتھ ساتھ تلاوت کرتے تاکہ وحی کے الفاظ پوری طرح ذہن نشین ہو جائیں اور ان میں کوئی شک و شبہ نہ رہے۔ چنانچہ آیت مبارکہ

(۳۶) ۷۵: قیامۃ: ۱۶، ۱۷، ۱۸۔

Marfat.com

میں آپ کو منع کیا گیا کہ آپ اس فکر میں حضرت جبرئیلؑ کے ساتھ نہ پڑھا کریں، یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اس کو آپ کے دل میں جمع کرائیں اور پھر آپ کی زبان سے ادا کروائیں۔

یعنی نبی کریم ﷺ وحی کے اخذ کرنے اور اسے محفوظ کرنے میں حد درجہ متفکر و محتاط تھے اور اہتمام کرتے تھے کہ شدید مشقت میں مبتلا ہو جاتے۔ کہ وحی کے الفاظ کے حفظ اور ان کے تحمل میں کوئی غلطی یا کمی بیشی نہ ہو۔ اور اس احتیاط کے لیے وہ اپنے جسم مبارک پر تکلیف بھی برداشت کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ کے اس طریقہ دعمول کو دیکھ کر یہ کیسے متصور ہو سکتا ہے کہ آپ نے قرآن کریم کے الفاظ، اس کے معانی، اسرار و رموز ضائع کر دیئے ہوں گے؟ مزید براں نبی کریم ﷺ سے یہ بھی ممکن نہیں کہ وہ ۲۳ سالہ دورِ نزولِ قرآن میں ایسے افراد تیار کرنے پر قادر نہ تھے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد قرآن کے متون اور آپ کی زبانی تشریحات اور آپ کے اعمال کو محفوظ نہ کر سکیں۔

۲۔ دوسرے رخ پر اگر اس آیت غور کیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے جو کام اپنے ذمہ لیے وہ یہ ہیں۔

۱۔ ان علینا جمعہٗ (آپ کے دل میں اُسے جمع کرنا)

۲۔ وقرآنہٗ (جمع کرنے کے بعد اسے زبان رسول ﷺ سے ادا کروانا)

۳۔ ثم ان علینا بیانہٗ (پھر اس کا بیان و وضاحت بھی ہمارے ذمے ہے)

یہاں اللہ تعالیٰ نے پہلی دو ذمہ داریوں کے درمیان واؤ کا لفظ اور دوسری اور تیسری کے درمیان ثم کا لفظ استعمال کیا ہے۔ واؤ اور ثم یہ دونوں حروف عربی زبان میں عطف کے لیے استعمال ہوتے ہیں اور عربی قواعد کا یہ اصول ہے کہ معطوف (جس کو عطف کیا جائے) معطوف علیہ کے (جس پر عطف کیا جا رہا ہے) کے علاوہ کوئی چیز ہوتی ہے۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ ایک ہی چیز کے دو عنوانوں کو معطوف اور معطوف علیہ بنا دیا جائے اس قاعدہ کی رو سے جمع قرآن، تلاوت قرآن اور بیان قرآن تین مختلف چیزیں ہو گئیں۔ اور تینوں چیزوں کو خدا نے اپنے ذمہ لیا، یعنی جس طرح خدا اس قرآن، اس کے الفاظ کی حفاظت کریگا۔ اسی طرح آپ کی زبانی بیان کردہ اس کی توضیحات، اور آپ کے عمل سے واضح شدہ اس کی صورتوں کی بھی حفاظت کریگا۔

واؤ اور ثم کے بارے میں علمائے اصولیین کا مسلک یہ ہے۔

"الواؤ للجمع المطلق وقیل ان الشافعی جعلہٗ للترتیب"

۳۰۔ الشاشی نظام الدین، اصول الشاشی، لاہور، مکتبہ مدینہ، ص ۵۲، ۵۳

Marfat.com

(واؤ محض جمع کے لیے آتا ہے اور کہا گیا ہے امام شافعی نے اس کو ترتیب کے لیے بھی استعمال کیا ہے)

ثمّ للتراخی لکنه عند ابی حنیفة یفید التراخی فی اللفظ والحکم وعندهما یفید التراخی فی الحکم" (۳۸)

(ثم تاخیر کے لیے ہوتا ہے لیکن امام ابوحنیفہ کے نزدیک لفظ اور حکم میں اور صاحبین کے نزدیک صرف حکم میں تراخی کے لیے ہے)

اس اصول کی رو سے معلوم ہوا کہ جمع و تلاوت کے درمیان تو کوئی تاخیر نہ ہوگی یعنی جیسے وحی نازل ہوگی بغیر کسی تاخیر کے آپؐ کے دل میں محفوظ ہو جائے گی اور آپؐ اس کو بلا تاخیر تلفظ کر سکیں گے لیکن اس کا بیان، تفسیر و وضاحت کچھ تاخیر کے بعد ہوگی۔ یہ بیان حدیث ہے، اللہ تعالیٰ نے جب تین چیزوں کو اپنے ذمہ لیا۔ یہ تصور ناممکن و محال ہے کہ وہ دو چیزوں میں تو اپنی ذمہ داری پوری کرے اور تیسری چیز یعنی بیان میں وہ ذمہ داری پوری کرنے پر قادر نہ ہو یا قدرت کے باوجود نہ کرے لامحالہ وہ الفاظِ قرانی کے ساتھ آپؐ کی زبان مبارک سے بیان کردہ تشریحات و توضیحات کی بھی حفاظت کرے گا۔

دلیل نمبر ۷: نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی پر حبط اعمال

نبی کریمؐ کی عظمت اور قدر و منزلت صحابہؓ اور پھر امت محمدیہ کے دل میں پیدا و ثابت کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ کے ساتھ تاکید فرمائی۔

یاأیها الذین آمنوا لاترفعوا أصواتکم فوق صوت النبی ولا تجهروا له بالقول کجهر بعضکم لبض أن تحبط أعمالکم وأنتم لاتشعرون.

(۳۹)

(اے ایمان والوں اونچی نہ کرو اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر اور اس سے نہ بولو تڑخ

(۳۸) ایضاً ——— ص: ۵۶

(۳۹) ۴۹: الحجرات ۲۰

Marfat.com

کر جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کے اوپر کہیں ضائع ہو جائیں تمہارے کام اور تم کو خبر ہی نہ ہو۔)

آیہ مبارکہ میں امت کو یہ ہدایت دی گئی کہ اپنی آوازیں نبی کریم ﷺ کی آوازوں سے اونچی نہ کریں اور اگر انہوں نے اس چیز کا ارتکاب کیا تو ساری زندگی میں جسقدر بھی نیکیاں کی ہوں گی، بلا تاخیر ختم کر دی جائیں گی اور افرادِ امت کو اس کا احساس تک نہ ہو گا۔

آدمی جب کسی دوسرے شخص کی آواز سے اپنی آواز بلند کرتا ہے تو گویا وہ اس کی آواز کو دبا رہا ہے، اس کی بات کی اہمیت کو کم کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

آواز کو دبانا محض یہی نہیں کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے زور سے بولنے کی ممانعت ہے بلکہ نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد آپ کی کسی درجہ میں بھی توہین کرنا۔ آپ کے ارشادات کو غیر اہم سمجھنا اور ان کی حجیت سے انکار کرنا یہ تمام باتیں اس آیت کے ضمن میں آگئیں۔ کیونکہ آواز اونچی کرنے سے نبی کریم ﷺ کو اذیت پہنچتی ہے اور آپ کے ارشادات کی اہمیت کو کم کرنا بھی آپ کو اذیت پہنچانے کے مترادف ہے۔

علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں۔

فاذا رفع أصواتهم فوق صوته سببًا لحبوط اعمالهم، فكيف تقديم آرائهم وعقولهم وأذواقهم. و سياستهم و معارفهم على ما جاء به ورفعها عليه؟ اليس هذا اولى ان يكون محبطا لاعمالهم۔ (۴۰)

(جب اپنی آوازیں نبی کریم ﷺ کی آواز سے اونچی کرنا سبب بن سکتا ہے، اعمال کی برباری کا تو کیا اپنی رایوں، عقلوں، تمناؤں، سیاستوں اور معرفتوں کو ان چیزوں پر بلند کرنا جو نبی کریم ﷺ لائے، کیا یہ اعمال کے برباد کرنے کا زیادہ بڑا سبب نہیں ہو سکتا۔)

ابن قیم کی مراد یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی آواسے اپنی آواز اونچا کرنا۔ بظاہر ایک معمولی امر ہے اس معمولی امر پر اسقدر بڑی سزا کہ انسانی زندگی کی تمام نیکیاں، اچھائیاں اور ان پر ملا ہوا اجر و ثواب اسقدر سرعت اور خاموشی کے ساتھ ختم ہو جائیگا کہ انسان کو پتہ نہیں چلے گا۔ اس سے ثابت ہوا کہ

(۴۰) ابن قیم؛

Marfat.com

نبی کریم ﷺ کی رائے کو اپنی رائے پر مقدم کرنا، اپنی عقل کو نبی کریم ﷺ کی عقل سے بلند تر سمجھنا، اپنے ذوق و فہم علمی کو نبی کریم ﷺ کے فہم و فراست، عقل و دانش سے اعلیٰ خیال کرنا، زیادہ بڑا جرم ہے اور یہ باتیں بطریق اولیٰ وجہ و سبب بن سکتی ہیں اعمال کی بربادی کا۔

قرآن کریم میں جن جن جرائم پر حبطِ اعمال کی سزا متعین کی گئی ہے وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ اللہ کے احکام کو ناپسند کرنا۔

ذٰلك بأنهم كرهوا ما أنزل الله فأحبط أعمالهم۔" (۴۱)

(یہ اس لیے کہ انہوں پسند نہ رکھا جو اتارا اللہ نے پھر برباد کر دیئے ان کے اعمال)

۲۔ اللہ کی ناپسندیدہ راہ پہ چلنا۔

ذٰلك بأنهم اتبعوا ما أسخط الله وكرهوا رضوانه فأحبط أعمالهم (۴۱)

(یہ اس لیے کہ وہ چلے اس راہ پر جس سے اللہ بیزار ہے۔ اور ناپسند کی اس کی خوشی پھر اس نے اکارت کر دیئے ان کے کیئے۔)

۳۔ مادہ پرستی

اولئك الذين ليس لهم في الآخرة الا النار وحبط ما صنعوا فيها وباطل ما كانوا يعملون (۴۲)

(یہ ہی ہیں وہ لوگ، جن کا آخرۃ میں کچھ نہیں سوائے آگ کے اور مٹ گیا جو کیا تھا دنیا میں اور تباہ و برباد ہوا جو کیا تھا)

۴۔ نفاق۔

سورۃ توبہ میں منافقین کے جرائم کو بیان کر کے ان کو اقوامِ سابقہ سے تشبیہ دی گئی اور ان کے نفاق و استہزائے دین پر سزا کا اعلان کیا۔

"أولئك حبطت أعمالهم في الدنيا والآخرة وأولئك هم الخسرون۔" (۴۳)

(وہ لوگ! مٹ گئے ان کے کیئے دنیا میں اور آخرت میں اور وہی لوگ پڑے ہیں نقصان میں)

---

(۴۱) ۴۷: محمد: ۹ ۲۸ (۴۲) ۴۷: محمد: ۲۸ (۴۳) ۱۶: ۹: التوبہ: ۶۹

۵۔ کفر:

اولئک لم یؤمنوا فاحبط اللہ اعمالھم۔ (۴۴)

(یہ لوگ ہیں جو ایمان نہ لائے، ضائع کر دیئے اللہ نے ان کے کام)

۶۔ شرک۔

ولو اشرکوا لحبط عنھم ما کانوا یعملون۔ (۴۵)

(اگر وہ لوگ شرک کرتے، البتہ ضائع ہوتا جو کچھ کیا تھا)

۷۔ ارتداد۔

ومن یرتدد منکم عن دینہ فیمت وھو کافر فاولئک حبطت اعمالھم فی الدنیا والاخرۃ۔ (۴۶)

(اور جو کوئی پھر لیگا تم میں سے اپنے دین سے پھر مر جائیگا کفر پر ہی تو ایسوں کے ضائع ہوئے عمل دنیا میں اور آخرت میں)

اس سے واضح ہوا کہ حبط کی سزا کوئی معمولی سزا نہیں بلکہ یہ ایسی سزا ہے کہ جو استہزائے دین، کفر شرک ارتداد اور نفاق جیسے کبائر پر دی جاتی ہے

سورۃ محمد میں ان مجرمین کو یکجا کیا گیا جن کے اعمال اللہ تعالیٰ حبط کر لیتا ہے۔

ان الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ وشاقوا الرسول من بعد ما تبین لھم الھدی لن یضروا اللہ شیئا وسیحبط اعمالھم (۴۷)

(اور جو لوگ منکر ہوئے اور روکا اللہ کی راہ سے اور خلاف ہوئے رسول سے بعد اس کے کہ واضح ہو چکی ان پر ہدایت، نہ بگاڑیں گے اللہ کا کچھ اور وہ ضائع کرے گا ان کے عمل)

معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کی آواز کو پست کرنا اور اپنی آواز کو بلند کرنا کفر، ارتداد، نفاق اور شرک کی طرح ایک عظیم جرم ہے کہ ان تمام جرائم پر ایک ہی سزا حبط اعمال اللہ تعالیٰ نے تعین کی ہے۔

اللھم احفظنا من کل ما یجھلنا۔

رفع صوت کی اتنی بڑی سزا کی علت دراصل یہ ہے کہ یہ موجب ہے ایذاء رسول ﷺ کا اور جو کام ایذائے رسول ﷺ کا موجب ہے اس پر حبط بھی سزا دی جاتی ہے۔

۴۴: الاحزاب ۲۸، ۴۵: الزمر ۶۵، ۴۶: البقرۃ ۲۱۷، ۴۷: محمد ۳۲

Marfat.com

مولانا محمد مالک کاندھلوی لکھتے ہیں۔

"رسول اللہ ﷺ کو اذیت پہنچانا یا ایسی کوئی حرکت کرنا جس سے آپؐ کے قلب مبارک پر تکدر واقع ہو، اصل ایمان ہی کی بربادی کا باعث ہے جیسا کہ سورۃ احزاب میں واضح طور پر اعلان فرمادیا گیا۔

"ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرۃ" (۴۸)

اور اللہ کی لعنت کے مورد کا مطلب یہ ہے کہ اللہ پھر اس کو اپنی رحمت، اور حق کی ہدایت سے یکسر محروم کر دیتے ہیں۔ شیطان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

علیک لعنتی إلیٰ یوم الدین (۴۹)

تیرے اوپر میری لعنت ہوتی رہے قیامت تک)

قیامت تک اسے لعنتِ خداوندی مورد قرار دیکر اپنی رحمت و ہدایت سے محروم کر دیا گیا۔ معلوم ہوا کہ جو لوگ اللہ کے رسول ﷺ کو اذیت پہنچاتے ہیں یا کسی طور سے آپؐ کے قلبی تکدر کا باعث بنتے ہیں، دراصل شیطان ہی کی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لیے خدا نے ان کے لیے بھی وہی سزا متعین کی جو خود شیطان کے لیے کی گئی۔ (۵۰)

دلیل نمبر ۸: مقصودِ نزولِ قرآن

اللہ تعالیٰ نے نزولِ قرآن کا مقصد یہی بیان کیا کہ مخلوق کی ہدایت کے لیے جو یہ کلام فصیح و بلیغ حکمت سے بھرپور اور ان خزائن سے معمور جو اب تک کتب سماویہ میں موجود تھے، نازل کیا گیا ہے اس سے مقصود یہ ہے کہ امت کے ہر فرد کی عقل و دانش اتنی پختہ اور علم و زہد و تقویٰ اسقدر راسخ نہ ہوگا کہ وہ اس کلام کی صحیح مراد کو اپنی عقل و فکر سے سمجھ سکے اور ہدایت حاصل کر سکے۔ ارشاد ہوا۔

"وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل إلیھم ولعلھم یتفکرون" (۵۱)

(ہم نے آپ پر اس لیے قرآن اتارا تاکہ آپؐ لوگوں کیلئے اس کتاب کے معانی بیان فرمائیں

---

(۴۸) ۳۳: الاحزاب: ۵۷ (۴۹) ۳۸: ص: ۷۸، (۵۰) محمد مالک کاندھلوی، مولانا معارف القرآن، لاہور، مکتبہ عثمانیہ، ج ۶، ص ۴۴۴

(۵۱) ۱۶: النحل: ۴۴۔

Marfat.com

کہ جو ان کی ہدایت کے لیے اتاری گئی) تاکہ اس کے بعد لوگ اس میں غور کریں)
یعنی قرآن کریم کے حقائق و دقائق، مجملات و مشکلات کی توضیح و تشریح امت کا ہر فرد کرنے سے قاصر ہوگا ان کی تفسیر کے لیے آپؐ کے اقوال و افعال ہی معتبر ہوں گے۔ آپؐ کے اقوال و افعال کو قرآن سے جدا کر کے اگر کوئی شخص محض زبان دانی اپنی عقل و فکر اور ذہن و دانش سے سمجھنے کی کوشش کریگا تو قرآن کے صحیح مفہوم اور معنیٰ و مراد کو نہیں سمجھ سکتا اور گمراہی کی راہ اختیار کریگا۔
جسطرح کوئی شخص طب کی کتاب کو محض زبان دانی کی بنا پہ نہیں سمجھ سکتا بلکہ اس کو وہ کتاب سمجھنے کے لیے بھی کسی طبیب و ڈاکٹر کی ضرورت ہوگی۔ اسی طرح طب روحانی کی کتاب قرآن کریم محض لسانی مہارت اور زبان پہ عبور حاصل ہونے سے کس طرح سمجھ میں آسکتی ہے۔
مولانا کاندھلویؒ لکھتے ہیں۔

"منکرین حدیث کا مقصد یہ ہے کہ جس طبیب روحانی (نبی کریم ﷺ) پر جس طب روحانی (قرآن کریم) کا نزول ہوا اور جس ذات بابرکات پر خدا کا فرشتہ طب روحانی کا صحیفہ لے کر اترا اس طب روحانی کے متعلق اس طبیب روحانی کی کوئی شرح اور تفسیر حجت اور معتبر نہیں اور ہماری لولی، لنگڑی اور لونجھی عقل جو روحانی حیثیت سے سل، دق جزام، مالیخولیا اور سرسام میں مبتلا ہے وہ آیت قرآنیہ کا جو الٹا سلٹا مطلب بیان کردے وہ سب معتبر و مستند ہے؟" (۵۱)

مزید براں یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ عرب عجمیوں سے بہت زیادہ عربی زبان میں عبور و مہارت رکھتے ہیں اور پھر خصوصاً اہل مکہ کی عرب دانی اور عربی پر عبور تو تاریخ میں ممتاز ہے۔ زمانہ جاہلیت کے ادباء اور شعراء کے تذکروں سے ادب عربی بھرا پڑا ہے پھر نبی کریمؐ ان عربوں میں بھی سب سے زیادہ فصیح اللسان تھے تو اگر ان لوگوں کی جو زبان عربی میں اسقدر ماہر تھے، خواہ وہ خود نبی کریم ﷺ ہوں۔ یا آپکے صحابہؓ ان کی قرآنی تشریح و وضاحت حجت و معتبر نہیں تو ہماری اپنی عقل اختراعی تفسیر و وضاحت کس طرح حجت ہو سکتی ہے۔؟
اس پر مستزاد یہ کہ نبی کریم ﷺ کی سنت اور صحابہ کے اقوال تفسیری کو جدا کر کے تو پورے قرآن پر

(۵۱) مہاجر اور انصار مولانا کاندھلوی صفحہ ۲۹۔

Marfat.com

عمل تو کیا قرآن کے ایک حکم پر بھی عمل نہیں ہو سکتا مثلاً قرآن میں نماز قائم کرنے کا حکم بارہا دیا گیا لیکن اس کی ہیئت اور اس کا طریقہ متعین نہیں کیا گیا۔ لہٰذا قرآن کے اس حکم پر عمل کرنے کے لیے ہمیں سنت کا سہارا لینا پڑیگا۔

دلیل نمبر۹: اوامر و نواہی رسولؐ

وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا واتقوا اللہ۔ (۵۳)

(جو تم کو رسول اللہ ﷺ نے دیا اس کو لے لو اور جس سے منع کیا، اس سے رک جاؤ)

اس آیت کی تشریح و وضاحت اور مفسرین کے اقوال نقل کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم منکرین حدیث کی جانب سے اس آیت پر کیے گئے چند اشکالات، جن کا خلاصہ و نچوڑ یہ ہے کہ یہ آیت عام نہیں اور حدیث وما نہاکم میں داخل ہے نہ کہ وما اتاکم اور وما نہاکم سے رک جانے کا حکم قرآن نے دیا۔

مقام حدیث میں اس اشکال کو ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا گیا ہے۔

یہ آیت مال غنیمت کی تقسیم سے متعلق اتری تھی، مگر محدثین و علمائے دین اس کے مورد کو خاص مانتے ہوئے، حکم کو عام قرار دیتے ہیں کہ یہی اصول ہے ..... حدیثیں ما اتاکم الرسول میں داخل ہیں کہ یعنی رسول اللہ ﷺ نے امت کو دی ہیں یا ما نہاکم میں داخل ہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو ان سے باز رکھا۔ (۵۴)

اس اشکال کو تین اجزاء میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

الف: یہ آیت مالِ فئی کے بارہ میں ہے عام حکم نہیں۔

ب۔ آتاکم سے مراد کسی مادی اور جسمانی چیز کا دینا ہوتا ہے، جبکہ نبی کریم ﷺ نے کوئی مجموعہ احادیث کتابی شکل امت کو نہیں دیا۔

ج۔ احادیث وما نہاکم میں داخل ہیں نہ کہ وما آتاکم میں۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ یہ آیت مال غنیمت سے متعلق ہے، اور اس کے شان

---

(۵۳) الحشر: ۷ (۵۴) مقام حدیث، کراچی، ۱۹۸۰ء، ص ۳۴۱

arfat.com

نزول میں ایک واقعہ نقل کیا جاتا ہے، مفسرین کے نزدیک اگرچہ اس آیت کا مورد خاص ہے لیکن ہر آیت کا مورد اس کا شانِ نزول ہوتا ہے، اس کے حکم کی علت نہیں ہوتا یعنی اگر اس خاص واقعہ کو اس حکم کی علت بنا لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جب وہ واقعہ نہ ہو تو اس آیت کا حکم ختم ہو جائے، حالانکہ آیت کا حکم ہمیشہ اگر الفاظ عام ہوں تو عام ہوتا ہے اور بلا کسی قرینہ کے، اس کی تخصیص اصولاً جائز نہیں ہوتی۔ اگر ہم ان تمام آیات کو شانِ نزول کے ساتھ خاص کر دیں جو کسی واقعہ کے وقوع پذیر ہونے پر نازل ہوئی ہوں تو قرآن کی ہمہ گیری اور عالمگیری حیثیت، یہ دعویٰ کہ قرآن قیامت تک کے لیے، اور یہ کہنا کہ قرآن ایک جامع کتاب ہے شکوک و شبہات پر مبنی ہو جائیگا۔ مثلاً آیت

قل اللھم ملک الملک توتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء (۵۵)

(اے نبی) آپ کہہ دیجئے کہ بیشک سلطنتوں کے مالک اللہ تعالیٰ ہیں وہ جس کو چاہیں بادشاہت عطا کر دیں اور جس سے چاہیں بادشاہت چھین لیں۔

اس آیت کے شانِ نزول کے متعلق مفسرین لکھتے ہیں کہ غزوہ احزاب کے موقع پر جس وقت خندقیں کھودی جا رہی تھیں، نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ اس کام میں مشغول تھے۔ ایک جگہ ایک چٹان نمودار ہو گئی جو صحابہ سے نہ ٹوٹتی تھی۔ صحابہؓ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، اور درخواست کی آپ اس پر ضرب لگائیں۔ آپ نے پہلی ضرب لگائی ایک روشنی نمودار ہوئی کہ جیسے اندھیرے میں چراغ روشن ہو گئے ہوں، آپ نے فرمایا مجھے حیرہ کے محلات دکھائے گئے ہیں۔ دوسری بار کدال مارنے پر روشنی ہوئی، آپ نے فرمایا مجھے اس روشنی میں روم کے سرخ محلات دکھائے گئے ہیں۔ یہ فرما کر پھر تیسری کدال ماری پھر ویسی ہی روشنی نمودار ہوئی۔ آپ نے فرمایا مجھے اس روشنی میں صنعاء یمن کے محلات دکھلائے گئے ہیں۔ اور مجھے جبرئیل امین نے خبر دی ہے کہ ان سب ممالک پر میری امت کا تسلط اور غلبہ ہوگا۔ کفار اور منافقین نے یہ سنا تو مذاق اڑانے لگے کہ تمہارا نبی بھی خوب ہے۔ یثرب میں بیٹھا ہے دشمن کے خوف سے خندق کھود رہا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے روم، حیرہ اور صنعاء کے محلات دکھلائی دیئے ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ آپ ان کفار کو کہہ دیجئے کہ سلطنتوں کا مالک خدا ہے

(۵۵) ۳۔ آل عمران: ۲۶۔

Marfat.com

جسے چاہے عطا کر دے اور جسے چاہے محروم کر دے۔ (۵۶)

اس شانِ نزول یہ مطلب نہیں کہ اللہ کی یہ صفت محض روم و فارس کی سلطنت مسلمانوں کو دلانے کے لیے ہے بلکہ یہ صفت عام ہے کہ اللہ قادرِ مطلق ہے جب چاہے، جسے چاہے، جس علاقہ کا چاہے حکمران بنا دے اور جب چاہے حکمرانی سے محروم کر دے۔

اگر اس آیت کے شان نزول کو ان صفات کی علت بنا دیا جائے تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ جب مسلمان روم و فارس پر فاتح بن کر حکمران ہو جائیں گے تو نعوذ باللہ اللہ کی یہ صفت مالکیت ختم ہو جائے گی۔

لہٰذا یہاں بھی یہی بات ہے کہ اگرچہ آیت کا شانِ ورود ایک خاص واقعہ اور ایک خاص چیز ہے لیکن الفاظ کے عموم کی وجہ سے یہ حکم عام ہے، اب جو بھی کام نبی کریم انجام دیں، جس کے کرنے کا حکم فرمائیں وہ سب کا سب ما آتاکم میں اور جس کام سے منع فرما دیں وہ مانھاکم میں داخل ہے۔

امام رازیؒ جو مفسرین میں ایک بلند مقام رکھتے ہیں اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

" والاجود ان تکون ھذہ الآیۃ عامۃ فی کل ما اتیٰ رسول اللہ ونھیٰ عنہ وامر، الفتیٰ داخل فی عمومہ۔ (۵۷)

(زیادہ بہتر یہ ہے کہ اس آیت کو عام پر محمول کیا جائے اور یہ کہا جائے جو کچھ نبی کریم ﷺ نے دیا بصورت امر یا بصورت نہی اور فتیٰ کا حکم اسی عموم میں داخل و شامل ہے)

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں۔

(۵۸)
أن مھما أمرکم بہ فافعلوہ ومھما نھاکم عنہ فاجتنبوہ فانہ یأمر بخیر وانما ینھی عن شر

(ان تمام کاموں کو سرانجام دو جن کا آپؐ نے حکم دیا اور ان تمام کاموں سے رک جاؤ جن سے آپؐ نے روک دیا چونکہ آپؐ ہمیشہ بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔)

یعنی آپؐ امت کے ہمدرد و خیر خواہ ہیں اور کیوں نہ ہوں قرآن آپؐ کی رحمتوں کو عالمین کے لیے بیان کرتا ہے۔ تو کیا آپؐ کی یہ رحمتیں، ہمدردیاں اپنے ماننے والوں، اپنے جاں نثاروں اپنے

(۵۶) کاندھلوی، محمد ادریس مولانا۔ معارف القرآن، لاہور، ۱۹۸۲، ج ۱۔ ص ۴۶۷، ۴۶۸ (۵۷) رازی، فخر الدین امام۔ التفسیر الکبیر، طہران ج ۲۹: ص ۲۸۶ (۵۸) ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج ۴: ص ۲۳۷

Marfat.com

مطیعین ومجبین کے لیے نہ ہونگی۔ لہٰذا آپ جو بھی حکم دیں گے، امت کی اس میں بھلائی ہوگی اور جس بات سے منع فرمائیں گے، اس کا انجام دینا امت کے لیے بھلائی کا سامان نہ ہوگا۔

علامہ آلوسی روح المعانی میں کشاف کی ایک اصولی دلیل نقل کرتے ہیں۔ فرمایا۔

وفی الکشاف الأجود أن تکون عامۃ فی ما أمر بہ صلی اللہ علیہ وسلم ونہی عنہ وأمر الفئی داخل فی العموم وذلک لعموم لفظ (ما) (۵۹)

(کشاف میں ہے کہ زیادہ بہتر یہ ہے کہ یہ آیت نبی کریم ﷺ کے ہر حکم اور نہی کے لیے عام ہو، اور فئی کا حکم اس عموم میں داخل ہو بوجہ لفظ "ما" کے عموم کے)

یعنی اصولاً ما کا لفظ عام چیز کے لیے بولا جاتا ہے اور جب تک اس عموم پر عمل ناممکن نہ ہو، اس کی تخصیص جائز نہیں۔

علمائے مفسرین کی ان تصریحات سے واضح ہوتا ہے کہ یہ آیت عام ہے اور اس کو عام پر محمول کرنا زیادہ بہتر ہے۔

مزید یہ کہ آیت کا سیاق وسباق بھی اسی بات کا متقاضی ہے کہ آخر میں حکم دیا جاتا ہے۔ واتقوا اللہ (اللہ کا تقویٰ اختیار کرو) یہ حکم عام ہے اور ہر حالت، ہر وقت، ہر زمانہ اور ہر کیفیت کے لیے ہے، خواہ، جنگ ہو یا امن، غربت ہو یا امارت، غلامی ہو یا حکومت اس بات کا کوئی دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اللہ کے تقویٰ کا حکم صرف اسی واقعہ کے ساتھ خاص ہے۔ ایک ہی آیت کے نصف کو خاص اور نصف کو عام ماننا اصول کے لحاظ غلط ہے۔

اشکال کا دوسرا جزو اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے کوئی مجموعہ احادیث امت کو نہیں دیا اس لیے ما آتاکم میں نہیں آسکتا۔ یہ اعتراض اسوقت صحیح تھا کہ جب کہ آتاکم کا لفظ محض کسی مادی اور جسمانی چیز کے دینے کے لیے استعمال ہوتا۔ یا پھر آتاکم کے لغت میں ایسے معنیٰ نہ پائے جاتے جس میں کوئی غیر مادی چیز داخل ہو سکتی ہو۔ حالانکہ اس کی وضاحت کرتے ہوئے امام راغب لکھتے ہیں۔

"والإتیان یقال للمجیئ بالذات وبالأمر وبالتدبیر، ویقال فی الخیر وفی الشر

---

(۵۹) آلوسی، ابی الفضل شہاب الدین السید، روح المعانی، بیروت، ج ۲۸ ص ۵۰

والأعیان والأعراض۔ (۶۰)

(اور اتیان کا لفظ بذاتِ خود آنے کے لیے کسی معاملہ یا تدبیر کے پیش نظر آنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ مزید اس کو خیر و شر، اجسام اور سامان کے آنے کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔)

گویا بالذات، اعیان اور اعراض ہیں تو مادی و جسمانی چیزیں اور امر، تدبیر، اور خیر و شر ہیں ایسے امور آگئے جو کسی قول یا خبر کا درجہ رکھتے ہیں۔ ان تمام کے لیے اتیان کا لفظ استعمال ہو سکتا ہے قرآن کریم میں یہ لفظ، کتاب، حسنہ، سیئہ، علم، حکمت ان سب کے لیے استعمال ہوا ہے۔

"خذوا ما آتیناکم بقوۃ و اذکروا ما فیہ لعلکم تتقون" (۶۱)

(مضبوط پکڑ لو اس کو جو ہم نے تم کو دیا (کتاب توراۃ) اور نصیحت حاصل کرو شاید تم تقویٰ والے ہو جاؤ)

وآتیناہ فی الدنیا حسنۃ وإنہ فی الآخرۃ لمن الصالحین۔ (۶۲)

(ہم نے انکو دنیا میں نیکی دی اور وہ آخرت میں بھی نیک لوگوں میں سے ہوں گے)

ففہمناہا سلیمٰن وکلاً آتینا حکماً وعلماً۔ (۶۳)

(پھر سمجھا دیا ہم نے سلیمانؑ کو وہ فیصلہ، اور دونوں کو دیا تھا ہم نے حکم اور سمجھ)

ولقد آتینا لقمٰن الحکمۃ ان اشکر للہ۔ (۶۴)

(اور ہم نے دی لقمان کو دانش تاکہ وہ اللہ کا شکر ادا کرے)

گویا قرآن نے جہاں کتاب کے لیے اتیان کا لفظ استعمال کیا ہے وہاں حکم، علم، حکمت کے لیے بھی استعمال کیا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ ساری تمام چیزیں مادی نہیں۔

ان توضیحات، تفصیلات اور تشریحات سے واضح ہو گیا کہ احادیث و ما آتاکم میں بھی اور میں داخل ہیں۔ یعنی آپؐ کے تمام اوامر، تمام افعال، اور وہ تمام چیزیں جن کے وقوع کے علم پر آپؐ نے کوئی نکیر اس وقت یا بعد میں نہیں فرمائی تمام کی تمام و ما آتاکم ہیں اور آپؐ کے تمام

---

(۶۰) الاصفہانی، مفردات ص ۸ (۶۱) ۷: الاعراف: ۱۷۱ (۶۲) ۱۶: النحل: ۱۲۲ (۶۳) ۲۱: الانبیاء: ۷۹

(۶۴) ۳۱: لقمان: ۱۲

Marfat.com

نواہی، وہ تمام امور جن سے آپؐ ساری زندگی پرہیز فرماتے رہے، اور وہ تمام امور جن کا انجام پانا آپؐ کے علم میں لایا گیا اور آپؐ نے اس سے منع فرمایا۔ یہ تمام وما نھاکم میں داخل ہیں۔

یہ چند آیاتِ قرآنیہ تھیں جو حجیت حدیث کی دلیل کے طور پر پیش کر دیں۔ خیال تو یہ تھا کہ ان تمام آیات پر منکرین حدیث کی طرف سے جو جو اشکالات کیے گئے ان تمام کو بھی نقل کیا جاتا اور سب کے بالتفصیل جواب دیئے جاتے لیکن طوالت کے خوف سے باز رہا۔ صرف چند اہم مبادیات واساسیات ذکر کر دیئے عموماً دوسری آیات پر اشکالات بھی انہی بنیادوں پر کیے جاتے ہیں۔

اب ان احادیث کا جائزہ لیا جائیگا کہ جو حجیت حدیث پر دلالت کرتی ہیں اور بعض صحابہؓ کے احوال وآثار بھی نقل کیے جائیں گے جس سے اندازہ ہو گا کہ صحابہ کے ہاں حدیث کی کسقدر عظمت تھی۔

دلیل نمبر ۱: مطیع وعاصی کا امتیاز

نبی کریم ﷺ کا ایک حدیث میں جسے امام بخاری نے نقل کیا جس میں نبی کریم ﷺ نے اپنی تمام امت کے جنت میں داخلہ کی بشارت دی لیکن منکر کو اس بشارت سے مستثنیٰ قرار دیا۔ فرمایا۔

کل امتی یدخلون الجنۃ إلا من ابیٰ قالوا یا رسول اللہ ومن یأبیٰ قال من أطاعنی دخل الجنۃ ومن عصانی فقد أبیٰ "

(۲۵۱)

(میرا ہر امتی جنت میں داخل ہو گا سوائے اس کے جس نے انکار کیا، صحابہؓ نے دریافت کیا انکار کرنے والوں میں کون داخل ہیں فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوا اور جس نے میری نافرمانی کی وہ منکر ہوا)

گویا اسلام وکفر، جنت میں داخلہ یا اس سے محرومی نبی کریم کی اطاعت یا نافرمانی پر منحصر ہے۔

دلیل نمبر ۲: اطاعت رسول اللہ ﷺ دراصل اطاعت الٰہی ہے۔

ابوہریرہؓ کی روایت مرفوعاً امام بخاری نے اپنی صحیح میں نقل کی ہے۔

"ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من أطاعنی فقد أطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ" (۲۵۲)

(۲۵۱) صحیح البخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ (۲۶۲۰) صحیح البخاری کتاب الاعتصام

(نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی)

منکرین حدیث کہتے ہیں کہ ہم صرف اس حدیث کو مانیں گے جس کی تائید میں کوئی آیت پیش کی جائے گی اس حدیث کی تائید میں ایک آیت پیش کی جاتی ہے۔

ومن یطع الرسول فقد أطاع اللہ۔ (۶۷)

(اور جو رسول کی اطاعت کرے تو گویا اس نے اللہ کی اطاعت کر لی۔)

ومن یعص اللہ ورسولہ فأن لہ نار جھنم خالدین فیھا أبدا۔ (۶۸)

(جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔ اس کے لیے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہنے والا ہوگا۔)

منقولہ بالا دونوں احادیث میں نبی کریم ﷺ نے اپنی اطاعت کرنے والے کو ناجی اور نافرمانی کرنے والے کو مستحق دوزخ بنایا ہے اور دونوں آیات بھی اسی کو ظاہر کر رہی ہیں۔

دلیل نمبر۳: ملئکۃ کی گواہی

امام بخاریؒ نے کتاب الاعتصام میں ایک حدیث نقل کی ہے جس میں چند فرشتوں کی اسوقت آمد بیان کی گئی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ حالتِ نوم میں تھے۔ ان فرشتوں نے نبی کریم ﷺ کی نیند کو کہا کہ ان کی آنکھ سوتی ہے اور دل جاگتا رہتا ہے۔ اور پھر نبی کریم ﷺ کو ایک مثال سے تشبیہ دی کہ کوئی شخص گھر بناتا ہے اور اس میں عمدہ دسترخوان پر نعمت ہائے خداوندی کھانے کے لئے چن دیتا ہے اور پھر لوگوں کو دعوت دیتا ہے، چنانچہ جو شخص دعوت کو قبول کرتا ہے، وہ اس گھر میں داخل ہو جاتا ہے اور اس میں موجود نعمتیں کھاتا ہے اور جو دعوت کو قبول نہیں کرتا وہ داخلہ سے بھی اور دسترخوان کی نعمتوں سے بھی محروم رہتا ہے۔

اس مثال کو بیان فرمانے کے بعد ان ملئکۃ نے مثل لہ یہ بیان کیا کہ وہ گھر جنت ہے۔ اور اس گھر کی طرف بلانے والے محمد ﷺ ہیں۔ اس مثال کو بیان کرنے کے بعد وہ ملئکۃ کہتے ہیں۔

---

(۶۷) ۴: النساء: ۸۰ (۶۸) ۷۲: الجن: ۲۳۔

Marfat.com

فمن اطاع محمد صلی اللہ علیہ وسلم فقد اطاع اللہ ومن عصی محمدا فقد عصی اللہ۔ (۶۹)

(پس جس نے محمد ﷺ کی اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور جس نے محمد ﷺ کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی)

اور ملئکۃ کے متعلق اللہ تعالیٰ عصمت کی گواہی دیتے ہیں۔

"لا یعصون اللہ ما أمرھم ویفعلون ما یؤمرون" (۷۰)

(وہ خدا کی (ذرا) نافرمانی نہیں کرتے کسی بات میں بھی اور جو کچھ ان کو حکم دیا جاتا ہے اس کو (فوراً) بجا لاتے ہیں)

یعنی ملئکۃ کا ہر قول و فعل، ہر حرکت و سکون اللہ کے حکم کے تابع ہے اور ذرہ برابر بھی ادھر ادھر نہیں ہو سکتی۔

اسی طرح ان کا یہ فرمانا کہ جس نے محمد ﷺ کی اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

ایک عجیب لطیف نکتہ ان کے قول میں یہ رکھا ہوا ہے کہ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی بلکہ یہ کہا کہ جس نے محمد کی اطاعت کی یعنی محمد مطاع مطلق ہیں ان کی ذات کی اتباع اور ان کے ہر حکم کی پیروی خواہ وہ بحیثیت نبی دیں۔ یا بحیثیت ایک انسان تمام کی پابندی ضروری ہے اسی طرح ذاتِ محمد ﷺ کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے۔

دلیل نمبر ۴: انبیاء سابقین پر آپ کی فضیلت:

نبی کریم ﷺ نے انبیاء سابقین پر اپنی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

ما من الأنبیاء نبی الا اعطی من الآیات ما مثلہ آمن او آمن علیہ البشر وانما کان الذی اوتیت وحیا اوحی اللہ الی فارجو انی اکثرھم تابعا یوم القیمۃ۔ (۷۱)

(ہر نبی کو جس قدر آیات دی گئی اسی قدر اس پر ایمان لایا گیا یا (اسی قدر) لوگ ایمان لائے اور مجھے تو وحی دی گئی ہے جو اللہ تعالیٰ نے میری طرف بھیجی ہے، اس لیے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میری پیروی کرنے والے لوگ بہت زیادہ ہوں گے۔

(۶۹) بخاری کتاب مذکور ج ۹ ص ۱۱۵ ۔ (۷۰) التحریم: ۶ (۷۱) بخاری کتاب مذکور ج ۹ ص ۳ کتاب الاعتصام بالسنۃ

Marfat.com

اس حدیث کی تائید میں درج ذیل آیت پیش کی جاسکتی ہے۔

"فاوحی الی عبدہ ما اوحیٰ" (۷۲)

(پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ پہ وحی نازل فرمائی جو کچھ نازل فرمائی)

اس آیت میں بھی نبی کریم ﷺ پر وحی کا نزول بیان کیا گیا ہے۔

لیکن سوال طلب بات تو یہ ہے کہ وحی تو انبیاءؑ سابقین پر بھی آئی تھی، قرآن کریم نے انبیاء پر وحی کا فرداً فرداً ذکر کیا ہے۔

واوحینا الی موسیٰ واخیہ۔ (۷۳)

(ہم نے موسیٰ پر وحی اتاری)

انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوحٍ والنبیین من بعدہ واوحینا الی ابراھیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب والأسباط وعیسیٰ وایوب ویونس وھٰرون وسلیمٰن۔ (۷۴)

بیشک ہم نے آپ پر وحی کی جیسے نوحؑ پر اور ان کے بعد کے نبیوں پر اور ہم نے وحی کی ابراہیم پر، اسمٰعیل پر، اسحٰق پر، یعقوب پر، اولاد یعقوب پر، عیسیٰ پر، ایوب پر، یونس پر، ہارون پر اور سلیمان علیہم السلام پر)

آیت قرانی کی رو سے مندرجہ بالا تمام انبیاءؑ پر اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی تو پھر نبی کریم ﷺ نے اپنے اوپر وحی کے نزول کو کس بنا پر خصوصیت اور اپنی امتیازی شان کے ساتھ ذکر کیا؟

ابن حجر عسقلانیؒ اس کی توجیہ یہ بیان کرتے ہیں۔

"أن القرآن اعظم المعجزات وأفیدھا وأدومھا لاشتمالہ علی الدعوۃ والحجۃ ودوام الانتفاع بہ إلی آخر الدھر۔ (۷۵)

(کہ قرآن کریم عظیم ترین معجزہ ہے، سب سے زیادہ مفید اور ہمیشہ رہنے والا اور اس وجہ سے وہ دعوت پر مشتمل ہے اور اسکی حجیت و منفعت دائمی ہے)

علامہ عینیؒ لکھتے ہیں۔

---

(۷۲) ۵۳: النجم: ۱۰ (۷۳) ۱۰: یونس: ۸۷ (۷۴) ۴: النساء: ۱۶۳

(۷۵) عسقلانی، فتح الباری ج ۱۲ ص ۲۴۸

ان کل نبی اعطی من المعجزات ما کان مثلہ لمن کان قبلہ من الانبیاء فآمن بہ البشر وانما معجزتی العظمیٰ فھی القرآن الذی لم یعط احد مثلہ فھذا ان اکثرھم تبعًا۔"

(ہر نبی کو ایسے معجزات دیئے کہ ان کی مثال ان سے قبل کے انبیاءؑ میں موجود تھی۔ چنانچہ ان پر لوگ ایمان لائے لیکن میرا معجزہ عظیم یہ قرآن کریم ہے کہ جس کا مثل کسی کو بھی نہیں دیا گیا۔ اس لیے میرے متبعین زیادہ ہوں گے۔)

یہ تو وہ امور تھے جو محدثین نے بیان کیے ان کے ساتھ ایک بات یہ بھی کہی جا سکتی ہے کہ انبیاء سابقین کو وحی کی صرف ایک قسم یعنی وحی متلو عطا کی گئی تھی لیکن مجھے اللہ تعالیٰ نے وحی کی دوسری قسم وحی غیر متلو بھی عطا کی ہے اور وہ میری احادیث ہیں۔ اور دلیل اس بات کی یہ ہے کہ صرف نبی کریم ﷺ ہی ایسے رسول ﷺ ہیں کہ جن کے بارہ میں قرآن یہ گواہی دیتا ہے۔ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحیٰ یعنی جو کلام وہ تلاوت کرتے ہیں وہ تو وحی ہے ہی حقیقت یہ ہے کہ جو بھی گفتگو نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں۔ جو بات بھی فرماتے ہیں، وہ وحی ہوتی ہے آپ اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کرتے اس قسم کی گواہی اللہ تعالیٰ نے انبیاء سابقین میں سے کسی کے لیے نہیں دی۔ کسی نبی اور رسول ﷺ کی گفتگو کو وحی قرار نہیں دیا۔

لہٰذا اس امتیازی شان کی بنا پر کہ نبی کریم ﷺ کو وحی متلو کے علاوہ وحی غیر متلو بھی دی گئی نبی کریم ﷺ نے یہ فرمایا کہ میرے ماننے والے، میری پیروی کرنے والے قیامت تک آنے والے انبیاء سابقین کے متبعین کے مقابلہ میں زیادہ ہوں گے۔

دلیل نمبر ۵: صدیق اکبرؓ کا عمل

تاریخ و حدیث کی روایات میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد جب حضرت ابوبکرؓ خلافت پر متمکن ہوئے تو منکرین زکوٰۃ کا فتنہ اٹھا۔ مدینہ میں بعض لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور استدلال یہ پیش کیا کہ قرآن نے خاص نبی کریم ﷺ کو زکوٰۃ لینے کا حکم دیا ہے اور اس کے متعلق

۹۲۔ عینی، بدر الدین ابی محمد، العلامہ، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، دار الفکر، ج ۱۲، ص ۲۵

نبی کریم ﷺ کو زکوٰۃ ادا کرنے والوں کیلئے دعا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا وصل علیھم ان صلوٰتک سکن لھم (۷۷)

(آپ ان سے ان کے مالوں میں سے صدقہ لیں جس سے آپ ان کو پاک صاف کر دیں گے اور ان کے لیے دعا کیجئے بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لیے موجب اطمینان ہو گی۔)

اس آیت سے وہ استدلال کرتے تھے کہ اب جبکہ نبی کریم ﷺ رحلت فرما گئے ہیں اب کسی کی دعا موجب اطمینان نہیں ہو سکتی اور جس کی دعا موجب اطمینان نہ ہو جو تزکیہ نہ کر سکے اسے زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایسے لوگوں سے قتال کا اعلان کیا اور جب فاروق اعظمؓ نے یہ بات فرمائی کہ آپؓ ایسے لوگوں سے کیسے قتال کریں گے جو کلمہ گو ہیں۔

آپؓ نے فرمایا۔

"واللہ لو منعونی عقالاً کانوا یؤدونہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقاتلتھم علی منعہ۔" (۷۸)

(اگر کسی نے اس رسی کے دینے سے انکار کیا جو وہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں دیا کرتا تھا تو خدا کی قسم میں اس سے ضرور قتال کروں گا۔)

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایسے موقع پہ اتنی ظاہری شدت کیوں اختیار کی، کیا رسی کے بغیر جانور کی زکوٰۃ ادا کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی، یا رسی کے بغیر زکوٰۃ ادا کرنے سے انسان کافر ہو جاتا ہے کہ اس سے قتال مؤمن کے لیے جائز ہو جائے۔ اگر فقہی اعتبار سے دیکھا جائے تو دونوں سوالوں کا جواب نفی میں آئیگا۔

لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ کی نظر اس سے کہیں زیادہ عمیق تھی۔ ان کے نزدیک ہر وہ کام جو نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں انجام دیا جاتا تھا اور نبی کریم ﷺ نے اس سے منع نہیں فرمایا، قانون کی حیثیت رکھتا ہے اور قانون پر عمل سے انکار کرنے والے باغی ہوتے اور باغیوں کی سزا قتل ہی ہے۔ خواہ وہ قانون جس کو توڑا جا رہا ہے۔ جس پر عمل سے انکار کیا جا رہا ہے کسی قدر معمولی کیوں نہ ہو۔ معلوم ہوا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے نزدیک نبی کریم ﷺ کے تمام اعمال حجت و قانون کی حیثیت رکھتے تھے۔

---

(۷۷) التوبہ ۱۰۳ (۷۸) بخاری، ج ۲ ص ۱۲۱ باب وجوب الزکوٰۃ، کتاب الزکوٰۃ۔

Marfat.com

دلیل نمبر ۶: صحابہ کرامؓ کے اجتماعی اتباع کی مثالیں

تمام صحابہ کرام بشمول حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ قرآن کے بعد مسائل کے لیے حدیث کو حجت مانتے تھے۔ اور اس بات کی تائید بارہا نبی کریم ﷺ خود بھی فرما چکے تھے۔ حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیج رہے تھے۔ اس وقت آپؐ نے پوچھا کہ تم کس چیز سے فیصلہ کرو گے کہا قرآن سے پوچھا اگر قرآن میں نہ ہو۔ کہا سنت رسولؐ سے کہا اگر سنت میں بھی نہ ہو تو کہا کہ پھر اجتہاد کروں گا۔ نبی کریم ﷺ نے خوش ہو کر جو کلمات فرمائے تھے وہ نقل کیے جا چکے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا منکرین زکوٰۃ کے خلاف اقدام نقل کیا جا چکا ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ اتباع سنت کا ایک واقعہ نقل کرتے ہیں۔

اتخذ النبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتماً من ذھب فاتخذ الناس خواتیم من ذھب فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انی اتخذت خاتماً من ذھب فنبذہ وقال لن البسہ ابداً فنبذ الناس خواتیمھم۔[1]

نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ سونے کی انگوٹھی پہنی تو لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں پہن لیں۔ پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے سونے کی انگوٹھی لی ہے اور پھر اسے اتار دیا اور فرمایا کہ آئندہ میں اسے ہرگز نہ پہنوں گا تو تمام لوگوں نے اپنی انگوٹھیاں اتار دیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کے نزدیک نبی کریم ﷺ کی اتباع اور پیروی دل و جان سے زیادہ عزیز تھی۔ وہ جیسا نبی کریم ﷺ کو کرتے دیکھتے خود بھی ویسا ہی کرتے اور جس کسی چیز سے نبی کریم ﷺ کو باز آتا دیکھتے خود بھی رک جاتے۔

مدینہ منورہ کی گلیوں میں شراب بہنا اور ایک نبی نماز نصف بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھنا اور نصف کعبۃ اللہ کی طرف کر کے پڑھنا اسی اطاعت رسولؐ کی بین مثالیں ہیں۔

یہ چند مثالیں تھیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام صحابہؓ کے نزدیک حدیث حجت تھی اور وہ قرآن کے بعد حدیث کو ہی سب سے بڑا مآخذ سمجھتے تھے۔

---

(۱) بخاری، مسلم، مشکوٰۃ ص ۳۷۰، کتاب اللباس، باب الامر بالخواتیم و اتخاذھا و نقشھا و ان نقشھا لا ینقش علیہ نقش النبی صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

اب چند عقلی دلائل پیش کیے جائیں گے جن سے یہ مسئلہ انشاء اللہ مزید واضح ہو جائیگا

دلیل نمبر ۱: اللہ اور رسولؐ کے درمیان تفریق۔

حدیث کی حجیت سے انکار کرنا اور قرآن پر حجیت کو ختم کر دینا اللہ اور اس کے رسولؐ کے درمیان تفریق پیدا کرنے کے مترادف ہے، اور اللہ اور رسول ﷺ کے درمیان تفریق پیدا کرنے والوں کے متعلق قرآن کہتا ہے۔

ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلاً اولئک هم الکافرون حقا " (۸۰)

(بیشک جو کفر کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور رسول ﷺ کے درمیان تفریق پیدا کریں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم کتاب کے کچھ حصہ پر تو ایمان اور کچھ حصہ پر نہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ ان کے درمیان کوئی راستہ نکالیں۔ بیشک یہ لوگ صریح کافر ہیں۔)

یعنی جو لوگ اللہ اور اس کے رسول میں جدائی پیدا کرتے ہیں، اللہ کو مطاع مانتے ہیں۔ رسول کو قابل اطاعت نہیں سمجھتے۔ اور اللہ اور رسول کے درمیان راستہ اختیار کرنا چاہتے ہیں ایسے لوگوں کے کفر میں قطعاً کوئی شبہ نہیں۔

اور اہل ایمان کی نشانی یہ ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ دونوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ دونوں کو مطاع مطلق مانتے ہیں۔ فرمایا۔

والذین آمنوا باللہ ورسلہ ولم یفرقوا بین احد منهم اولئک سوف یؤتیهم اجورهم وکان اللہ غفورا رحیما۔" (۸۱)

(اور جو لوگ ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اللہ اور رسول کے درمیان تفریق نہیں، اللہ ایسے لوگوں کو عنقریب اجر و ثواب دیں گے بیشک اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے مہربان ہیں)

---

(۸۰) ۴: النساء: ۱۵۰ (۸۱) ۴: النساء: ۱۵۲

arfat.com

دلیل نمبر۲: نبی کریم ﷺ صدوق وامین:

یہ بات عام زندگی میں مشاہدہ ہے کہ اگر کسی شخص کے متعلق اس کے شہر کے عام لوگ اس بات کی شہادت دیں کہ یہ شخص اپنی زندگی میں عموماً سچ بولتا ہے تو ایسے شخص کی بات قابل قبول ہوگی حتیٰ کہ عدالت میں اس کی گواہی قبول کی جائے گی اور اس کے متعلق یہی تصور کیا جائے گا کہ وہ سچائی سے منسوب جو بھی بات ہوگی وہ بھی صحیح اور سچی سمجھی جائے گی۔

اس حوالے سے جب نبی کریم ﷺ کی زندگی کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ اکثر اہل مکہ نہیں بلکہ تمام اہل مکہ آپ کو صدوق وامین کے لقب سے یاد کرتے حتیٰ کہ آپ کے دشمن بھی آپ کو سچا کہتے تھے۔ روایات میں ابتدائے اسلام کا ایک واقعہ یوں منقول ہے۔

تین سال تک آنحضرت ﷺ مخفی طور پر اسلام کی دعوت دیتے رہے پھر حکم خداوندی دعوت عام کا سلسلہ شروع ہوا اور آپ کوہ صفا پر چڑھے اور قبائل قریش کو نام بنام پکارا جب سب جمع ہو گئے تو ارشاد فرمایا۔

"اگر میں تم کو یہ خبر دوں کہ پہاڑ کے عقب میں ایک لشکر ہے جو تم پر حملہ آور ہونے والا ہے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے۔ سب نے یک زبان ہو کر کہا۔ بیشک ہم نے تو آپ سے سوائے صدق وسچائی کچھ دیکھا ہی نہیں"۔ (۸۲)

معلوم ہوا تمام اہل مکہ متفقہ طور پر آپ کو سچا مانتے تھے۔

ایسے شخص کی بات کو قبول نہ کرنا جس کے متعلق اس کے دشمن بھی سچا ہونے کی شہادت دیتے ہیں خلاف عقل بات ہے یعنی جو بات بھی اس سے منسوب ہوگی وہ سچی ہے۔

رہ گئی بات اس ذریعہ کی کہ جس ذریعے سے وہ ہم تک یعنی صاحب کتاب تک پہنچی وہ ذریعہ صحابہ کرام اور تابعین ہیں اور قرآن بھی ہمیں اسی ذریعہ سے پہنچا۔ جب ہم قرآن کو مانتے ہیں تو حدیث کے ماننے میں کیا اشکال ہو سکتا ہے جب کہ ہم تک پہنچنے کا دونوں کا ذریعہ ایک ہی ہے۔

---

(۸۲) ملاحظہ ہو: سیرت المصطفیٰ ج ۱ ص ۱۸۱ ۔ ابن ہشام، ابو محمد عبدالملک، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۹۷۰ء) ص ۲۵۶ ۔

Marfat.com

اور اگر یہ کہا جائے کہ قرآن تو نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں لکھ لیا گیا تھا۔

تو کہا جا سکتا ہے کہ نبی کریم امی تھے۔ آپ لکھنا پڑھنا نہ جانتے تھے۔ اور جب کوئی وحی نازل ہوتی تو فوراً کاتب وحی کو بلا کر لکھوا دیتے۔ اگر کاتب وحی کے دل میں ذرا بھی کھوٹ ہو تو وہ کتابت میں جو چاہے تبدیلی کر سکتا تھا۔ اگرچہ اس کی تبدیلی برقرار نہ رہتی مگر روایت میں اختلاف کا ثبوت مل جاتا۔ چنانچہ قرآن پر اس بات کے ایمان سے کہ یہ حرف بحرف ہم تک پہنچا ہے اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی صحابہ پر اعتماد کرنا پڑے گا اور جب صحابہؓ پر اعتماد کر لیا تو حدیث بھی انہوں نے ہی بیان کی اس کے قبول کرنے میں کیا تردد ہے۔

دلیل نمبر۳: قاصد کی تشریح

اگر کسی حکمران کے پاس کسی دوسرے بادشاہ کا قاصد آتا ہے اور اس بادشاہ کے نام کوئی تحریری پیغام لے کر آتا ہے۔ وہ بادشاہ پیغام وصول کرتا ہے اور اگر اس میں کوئی بات مجمل ہوتی ہے۔ کوئی مشکل ہوتی ہے، یا اس کی سمجھ سے بالاتر ہوتی ہے تو اس پیغام کی جو تشریح وہ قاصد کرتا ہے وہ تشریح سب سے زیادہ قابل اعتماد سمجھی جاتی ہے کہ اس بادشاہ کا نمائندہ خاص ہے۔ نہ کہ وہ تشریح وضاحت زیادہ معتبر ہو گی جو کہ مرسل الیہ خود کریں۔ چنانچہ اگر بقول منکرین حدیث۔ نبی کریم ﷺ کو مطاعِ مطلق نہ بھی مانا جائے اور آپ کی حیثیت محض ایک قاصد کی (نعوذ باللہ) بنا دی جائے۔ تب بھی وہ اللہ کے قاصد ہیں اور اللہ کا پیغام لے کر مخلوق کی طرف آئے ہیں۔ کیونکہ وہ اللہ کے خصوصی نمائندے ہیں اسلیئے اپنے لائے ہوئے پیغام کی جو وضاحت وہ خود کریں وہی سب سے زیادہ معتبر ہو گی۔

دلیل نمبر۴: قرآن کا کلام الٰہی ہونا۔

اگر حدیث کی حجیت سے انکار کر دیا جائے تو قرآن کا کلام الٰہی ہونا کسطرح معلوم ہو گا؟ علامہ شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں۔

"قرآن کو حجت مان کر سوال یہ ہوتا ہے کہ اس قرآن کا قرآن ہونا آخر ہمیں کیسے معلوم ہوا؟ اگر خود قرآن ہی سے معلوم ہوا کہ درحالیکہ ابھی خود قرآن کا قرآن ہونا ثابت شدہ نہ ہو۔

arfat.com

قرآن سے کسی چیز کا ثبوت کیسے ہو سکتا ہے؟ جسے تقدم الشئی علی نفسہ کہتے ہیں غیر قرآن ہی سے قرآن کا قرآن ہونا معلوم ہو سکتا ہے اور ظاہر ہے کہ وہ غیر قرآن بجز پیغمبر کی خبر کے اور کیا ہو سکتا ہے؟ جو منقول ہو کر بلا کم و کاست ہم تک پہنچے اور اسی کا نام حدیث ہے۔ اس لیے قرآن کا قرآن ہونا خود حدیث پر موقوف نکلا۔ (۱۲)

علامہ عثمانی کے اس پر حکمت کلام پر اگر تجزیاتی غور کیا جائے تو مندرجہ ذیل نتائج برآمد ہوتے ہیں:

الف: قرآن کا نزول شروع ہو گیا اور دورانِ قرآن کسی آیت میں یہ بتایا گیا کہ یہ قرآن ہے یہ ایک احتمال ہے جس میں خرابی یہ پائی جاتی ہے کہ دعویٰ یہ کیا جا رہا ہے کہ جس خبر نے یہ اطلاع دی ہے کہ یہ کلام الٰہی ہے ابھی تک اس آیت کا کلام الٰہی ہونا ثابت نہیں

ب: نتیجہ یہ نکلا کہ قرآن کا کلام الٰہی ہونا کسی ایسی بات سے معلوم ہونا چاہیئے جو قرآن میں داخل نہ ہو بلکہ قرآن سے باہر۔

ج: وہ قرآن سے باہر کی چیز نبی کریم ﷺ کے قول یا عمل کے سوا کچھ نہیں ہو سکتی۔

د: گویا قرآن کا یہ ثابت ہونا کہ یہ کلام الٰہی ہے اور منزل من اللہ ہے حدیث پر موقوف ہے۔

ہ: یہ اصول ہے عقل و فطرت کا کہ کوئی بھی قطعی چیز کسی ظنی خبر سے ثابت نہیں ہو سکتی ظنی کے ثبوت کے لیے کوئی قطعی خبر اور مخبر صادق ہونا چاہیئے۔ جس کی خبر میں کسی قسم کا کوئی شبہ نہ ہو معلوم ہوا کہ اگر حدیث کو ہم ظنی الثبوت مان لیں تو اس سے قرآن کا کلام الٰہی ہونا یقینی طور پر ثابت نہیں ہو سکتا۔ لامحالہ حدیث کو قطعی الثبوت ماننا پڑے گا۔

دلیل نمبر ۵: احادیثِ متواترہ کی حجیت

قرآن ہم تک طریق متواتر سے پہنچا اور ہم نے اس کو حجت مان لیا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ جو احادیث ہم تک طریق متواتر سے پہنچیں، ہم ان کو بھی حجت مانیں بصورت دیگر حالت یکساں کے باوجود حکم متفرق ہو جائیگا یہ ایک بات ہے کہ قرآن کا تواتر اعلیٰ درجہ کا تواتر ہے اس سے کمال یقین حاصل ہو جاتا ہے تو حدیث کے تواتر سے یقین محض حاصل ہو جاتا ہے کہ یا یقین تو حدیث مانتی ہے

(۱۲) عثمانی شبیر احمد علامہ، فضل الباری، کراچی ۱۹۷۲ء، ص ۱۰۱

Marfat.com

مگر فرق اس کی جو کیفیت ہے وہ یقین پر ایک اضافہ ہے اور اضافہ جب ہی تسلیم کیا جا سکتا ہے جب اصل تسلیم کر لیا جائے اصل کو تسلیم کیے بغیر اضافہ کو قبول کرنا ایسا ہی ہے کہ جیسے کوئی نیچے کی منزل منہدم کر کے اوپر کی منزل میں رہنے کا دعویٰ کرے۔ چنانچہ احادیثِ متواترہ کو تسلیم کرنا پڑیگا۔)

اب ایک قدم مزید آگے بڑھایئے کہ متواتر حدیث کی ایک قسم ہے یعنی حدیث مقسم ہے اور متواتر قسم ہے۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ کوئی شخص مقسم کو تسلیم نہ کرے اور قسم کو تسلیم کرے۔ کلمہ کو تسلیم نہ کرے مگر کلمہ کی ایک قسم اسم کو تسلیم کرلے یہ بات خلافِ عقل ہے پہلے مقسم (حدیث) کو تسلیم کرنا پڑے گا۔

اور جب ہم نے متواتر کو تسلیم کر لیا تو خبر واحد کو بھی تسلیم کرنا پڑیگا اس لیے کہ تمام ادیان کی بنیاد ایک ہی آدمی یعنی اللہ کے رسول ﷺ پر ہوتی ہے۔ تاریخ عالم میں کبھی یہ نہیں ہوا کہ اللہ دس بیس کی تعداد میں انبیاء ایک ہی وقت میں مبعوث فرماتے ہوں۔ لہٰذا خبر واحد کی حجیت کو بھی تسلیم کرنا ہوگا اب جب اعلیٰ ترین، متواتر اور خبر واحد حجت ہو گئیں تو درمیانی اقسام یعنی مشہور و عزیز خود بخود آگئیں۔ (۹۴)

دلیل نمبر ۶:

اصل میں حدیث کو شکوک و شبہات کی نگاہ سے اس لیے دیکھا جاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانۂ حیوٰۃ میں کوئی مجموعہ حدیث تیار نہ ہوا تھا۔ (۹۵)

اگر اس دعویٰ کو تسلیم کر لیا جائے تو حدیث کی حجیت متاثر نہیں ہوتی کیونکہ حفظ کا دارو مدار دو چیزوں پر ہوتا ہے۔

۱۔ قوتِ حافظہ (۲) تعلق و محبت

قوتِ حافظہ کے حوالہ سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے چند واقعات بیان کیے جا چکے اب دیکھتے ہیں کہ صحابہؓ کو نبی کریم ﷺ سے کسقدر تعلق تھا۔

۶ھ میں جب نبی کریم ﷺ اپنے جاں نثار صحابہ کرامؓ کے ساتھ عمرہ کیلئے جا رہے تھے۔

---

(۹۴) تفصیلات کے لیے دیکھئے۔ فضل الباری ج ۱ ص ۸۹، ۹۰ (۹۵) نبی کریم ﷺ کی حیاۃ مبارکہ میں تیار ہونے والے مجموعہائے احادیث کا بیان باب چہارم میں آئیگا۔

Marfat.com

حدیبیہ کے مقام پر آپؐ نے پڑاؤ کیا، اہل مکہ نے مکہ میں داخل ہونے سے منع کر دیا اور نبی کریمؐ سے بات چیت کرنے کے لیے عروۃ کو بھیجا۔ عروۃ نے صحابہ کرامؓ کے نبی کریمؐ سے شیفتگی عشق اور والہانہ عقیدت و محبت کے مظاہرے دیکھے کہ جب آپؐ کوئی حکم دیتے ہیں تو ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ سب سے پہلے میں اس حکم کو بجا لاؤں۔ جب کبھی آپ کے دہن مبارک سے تھوک یا بلغم نکلتا ہے تو وہ زمین پر گرنے نہیں پاتا ہاتھوں ہاتھ اس کو لے لیتے اور اپنے چہروں سے مل لیتے ہیں۔ جب آپؐ وضو فرماتے تو آپؐ کے مستعمل وضو پر بھی لوگوں کا یہی حال ہوتا تھا۔ قریب ہے کہ آپس میں لڑائیوں کی نوبت آ جائے۔ آپؐ کے جسم سے کوئی بال گرنے نہیں پاتا اس کو لے لیتے۔ جب آپؐ کلام فرماتے ہیں تو ایک سناٹا ہو جاتا ہے۔ گویا کہ ہر شخص سرتاپا گوش بر آواز نبیؐ ہے۔ یہ مناظر دیکھنے کے بعد جب عروۃ واپس مکہ پہنچا تو اس نے اپنے تاثرات یوں بیان کیے۔

"اے قوم واللہ میں نے قیصر و کسریٰ اور نجاشی اور بڑے بڑے بادشاہوں کے دربار دیکھے ہیں لیکن خدا کی قسم عقیدت و محبت، تعظیم و اجلال کا یہ عجیب و غریب منظر کہیں نہیں دیکھا"[۱۶]

ایک روایت میں عروۃ نے یہ بھی کہا کہ یہ ساتھی جو ان کا لعاب زمین پر گرنے نہیں دیتے ان کا خون زمین پر گرنا کسطرح برداشت کر سکتے ہیں۔

یہ ایک واقعہ اس اجتماعی عشق و محبت اور عظمت کا مظہر ہے جو صحابہ کرامؓ کے دلوں میں نبی کریمؐ کے لیے جاگزیں تھی۔

جب صحابہ کرامؓ کے عشق و محبت کا یہ عالم تھا کہ وہ آپؐ کا مستعمل اور لعاب تک ضائع نہ ہونے دیتے تھے تو وہ آپؐ کے اقوال سے، آپؐ معمولات سے کسطرح کسی غفلت کا برتاؤ کر سکتے تھے آج کے منکرین حدیث سے تو وہ عروۃ جو اسوقت غیر مسلم تھے زیادہ عقل و دانش کے مالک تھے کہ انہوں نے صحابہ کرامؓ کے عشق کے مظاہروں سے درج بالا نتیجہ اخذ کیا لیکن آج کے منکرین حدیث ان باتوں اور ان تاریخی روایتوں کے ثبوت کے باوجود یہ گمان کر بیٹھے ہیں کہ صحابہؓ نے نبی کریمؐ کے تمام اقوال ضائع کر دیئے ہوں گے۔

---

(۱۶) مولانا عبدالمصطفیٰ سیرت المصطفیٰ، ج ۲ ص ۳۱۶

دلیل نمبر ۷ :

آپ تو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ کیونکہ صحابہؓ نے حدیث نہیں لکھی اور محض حافظہ میں احتمال ہے خطاء کا۔ اس لیے حدیث حجت نہیں اگر اس سے ایک قدم اور آگے بڑھایا جائے اور یہ ثابت کیا جائے صحابہؓ نے ایک حدیث بھی نہیں لکھی اور نہ کوئی حدیث حفظ کی تب بھی حدیث کی حجیت متأثر نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ صحابہ کرام کی زندگیاں نبی کریم ﷺ کی پیروی اور اطاعت کا نمونہ اور عملی تصویر بنی ہوئی تھیں۔ آپ کی اطاعت و پیروی ان صحابہ کرامؓ کے لیے اپنی زندگیوں کا سب سے قیمتی متاعِ عزیز تھا۔ ۲ھ میں جب غزوۂ بدر کا معرکہ پیش آنے والا تھا، آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو جمع کیا اور ان سے مشورہ طلب کیا، اس موقع پر حضرت مقداد بن اسودؓ نے ایک پر اثر تقریر کی۔

"امض لما أمرك الله (تعالیٰ) فنحن معك والله لا نقول كما قالت بنو اسرائيل لموسى إذهب أنت وربك فقاتلا إنا ههنا قاعدون ولكن إذهب أنت وربك فقاتلا إنا معكما لمقاتلون۔ (۸۷)

(یارسولؐ اللہ جس چیز کا اللہ نے آپؐ کو حکم دیا ہے، اس کو انجام دیجئے، ہم سب آپؐ کے ساتھ ہیں۔ خدا کی قسم ہم بنی اسرائیل کی طرح ہرگز یہ نہیں کہیں گے کہ اے موسیٰ تم اور تمہارا رب جا کر لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں، ہم بنی اسرائیل کے خلاف یہ کہیں گے، کہ آپؐ اور آپؐ کا پروردگار جہاد و قتال کرے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ جہاد و قتال کریں گے)

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا منکرینِ زکوٰۃ کے خلاف اقدام کا ذکر گزر چکا وہ بھی آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کا ایک عظیم الشان نمونہ ہے۔

دلیل نمبر ۸ :

اگر حدیث کو حجت نہ مانا جائے تو قرآن پر عمل ناممکن ہے۔ مثلاً قرآن کریم نے جا بجا حکم دیا نماز کے قیام کا اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا، لیکن قرآن نے نماز یا زکوٰۃ کی ادائیگی کی تفصیلات

(۸۷) کاندھلوی، کتاب مذکور ج ۲ ص ۶۲

نہیں بتائیں۔ اگر محض لغت کی رو سے اس کے معنیٰ تلاش کیے جائیں تو ان دونوں مقامات پر عمل ناممکن و محال ہے۔

دلیل نمبر ۹:

منکرین حدیث کے انکار حدیث کی ایک بڑی علت اور پچھلی اس کی مدلل تردید گزر چکی دوسری بنیادی علت یہ ہے کہ ان کے نزدیک نبی کریمؐ کی حیثیت محض ایک رسول و قاصد کی سی ہے آپ کا کام محض اتنا ہے کہ آپ اللہ کا پیغام یعنی قرآن لوگوں کے سامنے تلاوت کر دیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نبی کا منصب یہ فرض کر دہ صرف قرآن کی تلاوت کی غرض سے آیا اور اس سے آگے اس کا منصب و مقام کوئی فریضہ و ذمہ داری نہیں۔ اس بات کے ثبوت کے لیے آپ کے پاس کیا دلیل ہے؟ اگر قرآن سے ہے تو ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین اور اگر قرآن سے نہیں تو دوسرا مرحلہ حدیث ہے اگر آپ مانتے نہیں تو لازماً تسلیم اس مرحلہ اجتہاد کا رہ جاتا ہے اور ایسا اجتہاد جو قرآن کی صریح آیات کے خلاف ہو ہرگز قابل قبول نہیں۔ اس کے برعکس اگر تعلیمات قرآنی پر غور کریں۔ تو معلوم ہوگا کہ نبیؐ کے فرائض میں تلاوت کے علاوہ اور بھی فرائض و ذمہ داریاں ہیں۔ ارشاد فرمایا۔

"لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم آیتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ۔ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین"[1]

بیشک اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا کہ ان میں ایک رسول انہی میں سے بھیجا جو ان کے سامنے اللہ کی آیات کی تلاوت کرتا ہے ان کو پاک کرتا ہے انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور اس سے پہلے وہ صریح گمراہی میں تھے۔

اس آیت پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ تلاوت کتاب کے بعد نبی کریمؐ کے فرائض یہ تھے

۱۔ تزکیہ نفوس۔

۲۔ تعلیم کتاب و حکمت۔

اور ان فرائض کی انجام دہی اور بجا لانے کا مقصد کیا ہے کہ ان تلاوت، تزکیہ اور تعلیم سے پہلے

---

[1] ۳: آل عمران: ۶۴

Marfat.com

یہ لوگ صریح غلطی میں مبتلا تھے۔ اس غلطی سے انکو نکالنا۔

اب سوچنے اور غور کرنے کی بات ہے کہ کیا یہ مقصد یعنی لوگوں کو گمراہی سے نکالنا محض تلاوتِ کتاب سے حل ہو جاتا ہے۔ کیا ان کو کتاب مبین سمجھانے کی اس کے رموز حکمتیں بتانے کی ضرورت نہ تھی قرآن سے تو یہی ثابت ہوتا ہے اب اگر اپنے آپ کو اہل قرآن کہنے والوں کو یہ بات سمجھ میں نہ آئے تو اس میں ان کی عقل و فہم کا قصور ہے۔ قرآن میں کوئی کمی نہیں۔

مولانا مودودی لکھتے ہیں۔

"جہاں تک قرآن کا تعلق ہے، وہ اس معاملہ میں بالکل واضح ہے کہ محمدؐ صرف نام بر نہیں تھے، بلکہ خدا کی طرف سے رہبر، حاکم، اور معلم بھی تھے۔ جن کی پیروی و اطاعت مسلمانوں پر لازمی تھی۔" (۸۹)

دلیل نمبر ۱۰:

"تاریخی حقائق کو تسلیم کرنا ہر اہل عقل و دانش کے لیے ضروری ہے۔ خصوصاً جبکہ تاریخی حقائق کو مرتب کرنے میں اس کی سند و اسناد میں دقت نظر کا مظاہرہ کیا گیا ہو۔ کتب تاریخ میں منقول تاریخ سب لوگوں کے لیے حجت ہے اس کا انکار کرنے والا کوئی پیدا نہیں ہوا تو پھر حدیث کے منکر کس طرح پیدا ہو گئے جبکہ حدیث نقل کرنے کے لیے محدثین کے جو معیار مقرر کیے ہیں، دنیا کی کسی تاریخ میں نہیں پائے جاتے، لیکن اس کے باوجود دنیا کی تاریخ کو حجت و معتبر مانا جائے اور حدیث کو غیر معتبر۔

محدثین نے حدیث کو صحیح، غیر صحیح، موضوع اور غیر موضوع کے امتیاز کے دو قسم کے معیار مقرر کیے ہیں

۱۔ معیار برہانی: حدیث میں اگر مندرجہ ذیل امور میں سے کوئی امر پایا جائے تو وہ اس حدیث کے موضوع ہونے کی علامت ہے

الف) نص قرآنی کے مخالف ہو۔

ب: سنت متواترہ کے خلاف ہو۔

ج۔ اجماعِ قطعی، یعنی اجماعِ صحابہ و تابعین کے خلاف ہو اور توجیہ و تاویل کی کوئی گنجائش نہ ہو۔

---

(۸۹) مودودی، ابوالاعلیٰ سید سنتِ نبوی کی قانونی حیثیت، رسول نمبر، ادارہ ڈائجسٹ لاہور اکتوبر ۱۹۸۵، ج ۲: ص ۳۶۴

د : عقل سلیم کے خلاف ہو، لیکن عقل کا سلیم ہونا شرط ہے۔

د۔ شریعت کے قواعد کلیہ اور مسلمہ کے خلاف ہو۔

ی : سلسلہ سند میں کوئی ایک راوی بھی ایسا ہو کہ اس کے بارے میں مدت العمر میں ایک مرتبہ جھوٹ ثابت ہو گیا ہو۔ اس کی کوئی بھی روایت، باجماع محدثین معتبر نہیں۔

ے : راوی رافضی ہو۔ صحابہ کے مطاعن کے متعلق کوئی روایت کرے۔ یا راوی خارجی ہو، اور اہل بیت کے مطاعن کے بارہ میں کوئی روایت کرے۔

یہ معیار برہانی ہے۔ ان میں سے کوئی خامی بھی روایت میں پائی جائے گی۔ روایت قابل قبول نہ ہو گی، اسقدر سخت شرائط عائد کرنے کے بعد کون یہ تصور کر سکتا ہے۔ کہ غلط روایات منقول ہوں گی۔ اور پھر محدثین کرام نے بڑی مساعی، محنتوں اور جد وجہد کے بعد صحیح اور غیر صحیح کو متمیز کر دیا۔ موضوعات کی فہرست علیحدہ امت کو دیدی، اس کی تفصیلات انشاء اللہ العزیز آئندہ ابواب میں آئیں گی۔

دوسری قسم کا معیار

۲۔ معیار وجدانی صحیح اور غیر صحیح کی معرفت کا معیار وجدانی یہ ہے کہ راوی کی فہم، نور فراست اور نور تقویٰ اور معرفت سے حدیث کے سنتے ہی یہ معلوم کرے کہ یہ قول رسول ﷺ ہے یا کسی اور کا قول ہے۔

محدثین کے نزدیک یہ معیار پہلے معیار کی تائید کرتا ہے، یعنی دونوں معیاروں میں [illegible] جہاں تناقض کی صورت پیدا ہو جائے تو معیار اول کو ترجیح حاصل ہو گی ان دونوں معیاروں کے بعد تاریخ کو تسلیم کرنا اور حدیث سے انکار کرنا محض عناد وعناد پر مبنی ہے عقل و دانش، فہم و دلیل، اور علم و حکمت کا اس سے دور کا بھی واسطہ و تعلق نہیں۔

رہی یہ بات کہ کبار صحابہ رضی اللہ عنہم جیسے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بہت کم روایات بیان کی ہیں اور احادیث کے مجموعہ میں ابوہریرہ، جو ۷ھ میں مسلمان ہوئے عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عمرو بن عاص کی روایات ملتی ہیں جو نبی کریم کے زمانہ میں ابھی بچے ہی تھے۔

اس کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ لکل فن رجال۔ فن اور علم کے لیے نفوس آدمی اللہ تعالیٰ منتخب کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے وصال کے وقت جو حالات پیدا ہو گئے تھے، ابوبکر صدیق نے اپنی فہم و فراست

اور سیاسی تدبر سے اسپر قابو پایا۔ اگر حضرت ابوبکر صدیق ان تمام معاملات کو چھوڑ کر گوشہ نشین ہو جاتے اور روایات حدیث بیان کرنے اور تحریر کرنے تک اپنے آپ کو محدود کر لیتے تو احادیث کا ایک معتبر مجموعہ تو ضرور مرتب ہو جاتا، مگر ان پر عمل کرنے والا دنیا میں کوئی نہ ملتا۔

تجرید حدیث کے سلسلہ میں علمائے بہت کچھ لکھا اور الحمد اللہ اب تک، لکھتے چلے آرہے ہیں۔ میری تحریر کی ان مجموعوں میں کوئی حیثیت نہیں۔ درحقیقت یہ طبقہ محض عناد کی بنا پر یہ طریقہ اختیار کیے ہوئے ہے اور انسان یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

یا ابن سعید یا ابا خالد	اظہرت دینًا غیر ما تخفی
لست بزندیق و لکنما	احببت ان تعرف بالظرف

(اے ابن سعید، اے ابوخالد، تو نے جو دین ظاہر کیا ہے، وہ اس کے علاوہ ہے جو تو چھپاتا ہے۔ تو اگرچہ دہریہ نہیں مگر اس بات کو پسند کرتا ہے کہ تجھے وسیع الظرف کے نام سے یاد کیا جائے)

arfat.com

باب سوم

اقسامِ حدیث

دنیا کا ہر علم اپنے اندر کچھ اساسی و بنیادی اصطلاحات لیے ہوتے ہوتا ہے۔ ان اصطلاحات کے علم کے بغیر اس علم کی تہہ تک پہنچنا انسان کے بے تشکل ہی نہیں ناممکن ہوتا ہے، کوئی شخص بھی علوم کا اسوقت تک ماہر نہیں ہو سکتا جب تک وہ علمی اصطلاحات سے پوری پوری واقفیت حاصل نہ کرے۔ کوئی شخص اپنے آپ کو فلسفہ کا عالم نہیں کہہ سکتا جب تک وہ فلسفیانہ بنیادی اصطلاحات سے ہم آہنگ نہ ہو جائے، علی ھذا القیاس کوئی شخص اپنے دعوی محدث میں اسوقت تک صادق نہیں ہو سکتا جب تک وہ علم حدیث کی بنیادی اصطلاحات، ان کے مفاہیم اور معانی پر دسترس حاصل نہ کرے۔

چنانچہ اس باب میں علم حدیث میں استعمال ہونے والی بنیادی اصطلاحات اور ان کی تعریفات بیان کی جائیں گی۔ جن کے فہم پر علم حدیث کے ادراک کا دارومدار ہے۔

بنیادی طور پر حدیث کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ مقبول۔

۲۔ مردود۔

مقبول اس حدیث کو کہتے ہیں جو محدثین کے نزدیک اس درجہ میں بھی قابل قبول ہو۔ مردود اس کے برعکس جو محدثین کے نزدیک قابل قبول نہ ہو۔

پھر قبولیت اور عدم قبولیت کے مختلف درجات و معیارات ہوتے ہیں

جسقدر کسی چیز کی قوت میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے، اس کی قبولیت بڑھتی چلی جاتی ہے اور جسقدر ضعف بڑھتا رہتا ہے کیفیت قبولیت میں کمی آتی جاتی ہے۔ چنانچہ ان بنیادی اقسام پر مبنی چند اقسام جو قبولیت کی کیفیات پر مشتمل ہیں، محدثین نے بیان کی ہیں۔

ان اقسام کی بنیاد دو باتوں پر ہے۔ بعض تقسیمات راویوں کی تعداد کی کمی زیادتی پر ہے۔ بعض اقسام

Marfat.com

رواۃ کی صفات، صداقت، عدالت، دیانت، قوت حافظہ، تقویٰ اور عملِ صالح پر منحصر ہوتی ہیں۔

اس طرح حدیث کی چار تقسیمیں ہوگئیں۔

اولاً: حدیث کی اقسام بمقبول، مردود،

ثانیاً: حدیث مقبول کی اقسام باعتبار تعدادِ رواۃ۔

ثالثاً: حدیث مقبول کی اقسام باعتبار صفاتِ رواۃ۔

رابعاً: حدیث مردود کی اقسام۔

حدیث کی ان اقسام مذکورہ ترتیب کے اعتبار سے ذکر کیا جائیگا۔

تقسیم اوّل

حدیث کی اقسام

(۱) مقبول:

حدیث مقبول کی تعریف کرتے ہوئے ڈاکٹر طحان لکھتے ہیں۔

"ھو ما ترجح صدق المخبر به وحکمه وجوب الاحتجاج والعمل به" (۱)

(مقبول وہ خبر ہے کہ جس میں مخبر کی طرف سے دی جانے والی خبر کی تصدیق کا رجحان پایا جاتا ہو اس کا حکم یہ ہے کہ اس کو حجت ماننا اور اس پر عمل کرنا واجب ہے)

گویا حدیث مقبول وہ خبر یا حدیث ہوئی کہ جس میں ایسے قرائن پائے جاتے ہوں کہ جن کی بنا پر اس خبر کی تصدیق کرنے پر انسان مجبور ہو جائے۔

پھر ان قرائن کی نوعیتیں مختلف ہوتی ہیں بعض قرائن قوی اور اقرب الی الصحۃ ہوتے ہیں اور بعض قرائن نسبتاً ضعیف، اسی لحاظ سے پھر حدیث پر عمل کے مختلف مراحل ہوتے ہیں کہ بعض احادیث پر عمل واجب ہوتا ہے۔ بعض پر مستحب۔

---

(۱) طحان، محمود الدکتور۔ تیسیر مصطلح الحدیث (بیروت۔ ۱۹۷۹) ص ۳۱۔

arfat.com

۲: مردود: خبر مردود کی تعریف ڈاکٹر طحان نے ان الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے۔

"وھومالم ترجح صدق المخبر بہ وحکمہ انہ لایحتج بہ ولایجب العمل بہ۔" (۲)

(خبر مردود اس خبر کا نام ہے کہ جس میں مخبر کی طرف سے دی جانے والی خبر کی تصدیق کا رجحان غالب نہ ہوا اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس کو حجت ماننا اور اسپر عمل کرنا واجب نہیں۔)

گویا مردود مقبول کی ضد اور اسکا مقابل ہے۔ کہ مقبول کی تصدیق۔ اس کو حجت ماننا اور اس پر عمل کرنا واجب ہے جبکہ مردود میں یہ تینوں باتیں ناجائز ہیں۔

جس طرح حدیث مقبول کی قبولیت کی مختلف نوعیتیں اور کیفیتیں ہیں۔ اسی طرح حدیث مردود کی تردید کی مختلف نوعیتیں اور کیفیتیں بھی مختلف ہیں۔ اور اسی اختلاف پر حدیث مقبول و مردود پھر چند اقسام میں منقسم ہوتی ہے۔

حدیث مقبول کی اقسام:

حدیث مقبول کی جس اقسام انحصار کرتی ہیں۔ راویوں کی تعداد پر پہلے ہم ان اقسام کو بیان کرینگے۔

تعداد رواۃ کے لحاظ سے حدیث کی چار اقسام ہیں۔

۱: متواتر: متواتر کے معنی ملا علی قاری تواتر کے یہ معنی بیان کرتے ہیں

"احد شروط التواتر اذا ورد بلا حصر [illegible]

قد احالت تواطئھم علی الکذب"

(تواتر کی شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ اس روایۃ کسی حد کی قید سے بالاتر ان کی تعداد زیادہ ہو۔ کہ ان کا جھوٹ پر متفق ہونا عقلاً و عادۃً محال ہو۔)

متواتر کی اقسام: جو خبر تواتر کی حدود و شرائط کو پورا کرتی ہو۔ محدثین نے اس کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں۔

۱۔ متواتر لفظی۔

۲۔ متواتر معنوی۔

۲: حوالہ بالا (اس الفاظ ملا علی [illegible])

متواتر لفظی کے معنیٰ یوں بیان کیے گئے ہیں۔

"فهو ما تواترت روایته علی لفظٍ واحد یرویه کل الرواة لحدیث من کذب"۔ (۴)

(تواتر لفظی وہ جس کے الفاظ تمام راویوں سے تواتر کے ساتھ ایک جیسے منقول ہوں)

گویا متواتر لفظی کے لیے جہاں یہ شرط ہے کہ اسے ہر دور میں راویوں کی ایک ایسی کثیر جماعت روایت کرے کہ جن کا جھوٹ پر متفق ہونا عقلاً و عادۃً محال ہو تو دوسری طرف ان تمام کی روایات میں الفاظ میں بھی اتفاق پایا جاتا ہو۔ یعنی ہر دور کے تمام راوی اس روایت کو ایک ہی جیسے الفاظ کے ساتھ نقل کریں۔ باعتبار تعدادِ رواۃ حدیث کی اعلیٰ ترین قسم متواتر ہے اور متواتر کی اعلیٰ قسم متواتر لفظی ہے۔

متواتر معنوی۔

"فهو ان ینقل جماعة یستحیل تواطؤهم علی الکذب او وقوعهٗ منهم مصادفة فنقلوا وقائع مختلفة تشترك کلها فی امرٍ معین فیکون هذا الامر متواترًا مثل رفع الیدین فی الدعا فقد ورد عنه صلی اللہ علیه وسلم فیه نحو مائة حدیث لکن هذه الاحادیث فی وقائع مختلفة۔" (۵)

(متواتر معنوی وہ روایت ہے جو ایسی جماعت سے منقول ہو جس کا یا تو جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو۔ یا ان لوگوں سے جھوٹ کے وقوع کا اتفاق انتہائے قلیل ہو۔ پس ایسے لوگ ایسے مختلف واقعات کو نقل کریں جو تمام کے تمام ایک مشترک امر پر متفق ہوں، یہ مشترک امر متواتر کہلائے گا جیسے دعا کے دوران نبی کریم ﷺ کا ہاتھ اٹھانا تقریباً سو احادیث میں منقول ہے لیکن وہ تمام کے تمام مختلف واقعات میں۔)

یعنی مختلف راوی نبی کریم ﷺ کی حیاۃ طیبہ کے مختلف واقعات، مختلف الفاظ میں بیان کر رہے ہیں لیکن ان مختلف واقعات میں ایک واقعہ یا ایک ایسا امر نظر آرہا ہو کہ جو سب کے درمیان مشترک ہو اس مشترک امر کو تمام راوی باوجود الفاظ کے اختلاف کے بیان کر رہے ہیں تو یہ امر تواتر معنوی کے ضمن میں آجائیگا۔

(۴، ۵) عتر، نور الدین، منہج النقد فی علوم الحدیث، دمشق۔ ۱۹۹۱ء، ص ۴۰۵، ۶۰

Marfat.com

تواترِ معنوی کی شرائط اور اس کی قطعیت، حجیت اور اس کا حکم بھی وہی ہے جو متواترِ لفظی کا ہے۔ کہ اس کی بھی ہر طبقہ میں ایسی جماعت راویین کی ہونی چاہیئے۔ کہ ان کا جھوٹ پر اتفاق عقلاً و عادۃً محال و ناممکن ہو۔

یوں تو حدیثِ متواتر کے راوی اعداد کی قید سے بالاتر اتنی بڑی تعداد میں ہونے چاہیں جیسے کہ اوپر بیان کیا گیا۔ لیکن محدثین نے ان کی کم از کم تعداد کا تعین کیا ہے۔ ڈاکٹر صبحی صالح مختلف محدثین کے اقوال نقل کرتے ہیں۔

۱۔ کم از کم ۴ کا عدد ضروری ہے، ارشادِ خداوندی ہے ولو لا جاؤ علیہ باربعۃ شہداء (۷) زنا کی شہادت کیلئے اللہ تعالیٰ چار افراد کی گواہی کو ضروری قرار دیا۔

۲۔ کم از کم تعداد ۵ ہونی چاہیئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا والخامسۃ ان لعنت اللہ علیہ ان کان من الکٰذبین (۸) اور پانچویں بار یہ کہے کہ مجھ پر لعنت ہو خدا کی اگر میں جھوٹا ہوں۔

اس آیت میں اس شخص پر جو اپنی منکوحہ پر زنا کی تہمت لگائے چار بار قسم کھا کر اقرار اور پانچویں بار ان الفاظ کے ساتھ اپنے سابقہ اقوال کی توثیق ضروری ہے معلوم ہوا کہ چار کی توثیق کے لیے پانچویں کا وجود ضروری ہے از روئے قرآن۔

۳۔ بعض محدثین دس کے قائل ہیں کہ اصل جمع جسے جمع کثرت کہا جاتا ہے اس کے ابتدا ہی دس سے ہوتی ہے۔

۴۔ بعض دیگر محدثین نے بارہ کا قول بھی اختیار کیا ہے اور دلیل اس آیت مبارکہ کو بنایا۔ وبعثنا منہم اثنی عشر نقیبا۔ (۸) اور ہم ان میں سے بارہ سردار مقرر کیے۔

۵۔ بعض نے بیس کا قول اختیار کیا اور دلیل اس آیت سے دی ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا مائتین (۹) اور تم میں سے بیس صبر کرنے والے ہوں گے تو وہ سو پر غالب آجائیں گے۔)

۶۔ بعض نے کہا کہ کم از کم چالیس ہونے چاہییں اور دلیل یہ پیش کی۔

---

(۷) ۲۴: النور ۱۳ ... ۴: النساء ۱۱۲ ...

(۸) ۵: المائدہ ۱۱ (۹) ۸: الانفال ۶۵۔

یا ایھا النبی حسبك اللہ ومن اتبعك من المؤمنین - (۱۰)

(اے نبی آپؐ کو اور آپؐ کے مومن پیروکاروں کے لیے اللہ کافی ہے)

اور یہ آیت نازل ہوئی جبکہ مسلمانوں کی تعداد چالیس تھی۔

۷۔ بعض محدثین نے ستر کا قول اختیار کیا ہے۔

(اور منتخب کیا موسیٰ نے ستر افراد کو ہمارے وقت معین پر لانے کے لیے،

۸۔ بعض محدثین نے اہل بدر کی تعداد کو دیکھتے ہوئے ۳۱۳ مرد اور دو عورتوں کا قول اختیار کیا ہے(۱۱)

محدثین کے یہ تمام اقوال مختلف ہونے کے باوجود آیاتِ قرآنیہ سے مستنبط ہیں لیکن ان میں سے اکثر آیات صراحۃً تواتر کی حدود کو متعین نہیں کرتی البتہ چار کے عدد کا قول راجح معلوم ہوتا ہے کیونکہ زنا ایک بڑی جنایت ہے، اس کی شہادت میں کمال احتیاط سے کام لیا گیا اور دوسرے قضایا کے برخلاف اس میں چار افراد کی شہادت کو معتبر مانا گیا ہے، شہادت کے باب میں چار سے زائد شاہدوں کا ثبوت نہیں ملتا۔ اور کسی روایت کو نقل کرنا بھی ایک شہادت ہے، جس میں کمالِ احتیاط مطلوب ہے اور احتیاط کی کم از کم تعداد چار ہے۔

ابن حجر فرماتے ہیں۔

" فلا معنیٰ علیٰ تعیین العدد علی الصحیح - (۱۲)

(صحیح تر چیز یہی ہے کہ اس میں عدد کی کوئی قید نہ لگائی جائے)

متواتر کے حکم کے متعلق ابن حجر لکھتے ہیں۔

فالاول المتواتر وھو المفید للعلم الیقینی - (۱۳)

(پس متواتر کی پہلی قسم یقینی علم کا فائدہ دیتی ہے)

ابن حجر نے متواتر کی شرائط ذکر کی ہیں، جن کو تطویل کے خوف سے ہم نے ذکر نہیں کیا گیا، ان شرائط پر پوری نہ اترنے والی روایات ان کے نزدیک متواتر کی تعریف میں داخل نہیں اسی لیے یہاں انہوں نے متواتر کے ساتھ الاول کی قید لگائی ہے کہ متواتر سے صرف وہ مراد ہے کہ جو شرائطِ مذکورہ پر پوری

---

(۱۰) ۸ : الانفال : ۶۵ (۱۱) صبحی صالح الدکتور، علوم الحدیث و مصطلحہ، (دمشق - ۱۹۵۹) ص ۱۴۷، ۱۴۸ - (۱۲) ابن حجر شہاب الدین احمد بن علی العسقلانی شرح نخبۃ الفکر ص: ۲ (۱۳) ابن حجر، شرح نخبۃ الفکر ص ۲۶ -

اتری ہو۔ ڈاکٹر صبحی صالح لکھتے ہیں۔

"ولا خلاف بین المحدثین فی ان کلاً من المتواتر اللفظی والمعنوی یوجب العلم القطعی الیقینی"[۱]

(محدثین کا اس بارہ میں کوئی اختلاف نہیں کہ متواتر کی دونوں اقسام لفظی و معنوی علم قطعی ویقینی کا فائدہ دیتی ہیں)

اور جو چیز علم قطعی ویقینی کا فائدہ دیتی ہے، اسپر عمل کرنا، اور اس کو حجت ماننا عقلاً واجب ہوتا ہے۔

خبر مشہور:۔ راویوں کی تعداد کے لحاظ سے، حدیث کی دوسری قسم، مشہور کہلاتی ہے۔

خبر مشہور کی تعریف کرتے ہوئے ابن حجر لکھتے ہیں۔

"ماطرق محصورۃ باکثر من اثنتین"۔ (۲)

(جو دو راویوں سے زائد سے منقول ہو)

یعنی خبر مشہور اگرچہ دو سے زائد راویوں سے منقول ہو مگر متواتر کی طرح اس کے رواۃ عادتاً جھوٹ

سے بالاتر نہ ہوں بلکہ کسی عدد میں محصور کیے جا سکتے ہوں۔

ابن حجر کے اس قول کے دو حصے کیے جا سکتے ہیں۔

اول۔ ماطرق محصورۃ اس کی اسناد و رواۃ اتنے کثیر نہ ہوں کہ جو عدد کی حصار اور تعداد کی

سے بالاتر ہوں اس سے متواتر نکل گیا۔

ثانی۔ اکثر من اثنتین اگرچہ اس کی رواۃ کی اتنی کثیر جماعت نہ ہو کہ جو عدد کی

بالا ہو مگر کم از کم تعداد متعین ہے وہ دو سے کہ دو سے زائد ہونی چاہئے۔ اس قول سے

دونوں نکل گئے۔ خلاصہ مقصود یہ نکلا کہ خبر مشہور وہ ہوگی کہ جس کو ایک جماعت سے

کرے لیکن ان کی تعداد متواتر کو نہ پہنچی ہو۔

"ھو اسم مفعول من شہرت الامر اذا اعلنتہ" (۳)

مشہور شہر کا اسم مفعول ہے اور یہ اس معاملہ کو کہتے ہیں جس کا

مشہور کی وجہ تسمیہ اس کے ظہور کی بنا پر ہے۔

یعنی کوئی بھی امر مشہور اس وقت کہا جائیگا کہ جب اس

---

(۱) الحدیث: ص ۱۷۰، دار العلم للملایین، بیروت ۱۹۷۲ء

Marfat.com

کوئی روایت بھی اسوقت خبر مشہور کہلائے گی، کہ جب اس کی شہرت، اعلان اور اظہار ہو جائے اعلان و اظہار کی بنا پر وہ مشہور کہلائے گی۔

ابن حجر نے دو طبقہائے محدثین و فقہاء کا بھی ذکر کیا ہے جن میں سے ایک "مستفیض" کو مشہور کا مترادف مانتا ہے اور دوسرا طبقہ مشہور کو مستفیض کی نسبت عام تصور کرتا ہے۔ ابن حجر لکھتے ہیں۔

"و هو المستفيض على رأى جماعة من ائمة الفقهاء سمى بذلك لانتشاره من فاض الماء يفيض فيضا و منهم من غاير بين المستفيض و المشهور بان المستفيض يكون فى ابتدائه و انتهائه سواء و المشهور اعم من ذلك۔" (۱۶)

(اور ائمہ فقہاء کی ایک جماعت کے مطابق یہی (یعنی مشہور) مستفیض بھی ہے اور یہ مترادف اس لئے ہے کہ جب پانی خوب بہہ جاتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ "فاض الماء" اور بعض فقہاء و محدثین نے مستفیض اور مشہور میں فرق کیا ہے اور یہ فرمایا کہ مستفیض کی ابتداء اور انتہا برابر ہوتی ہے، جبکہ مشہور عام ہے)

جب حدیث علماء محدثین اور رواۃ کے درمیان پھیل کر درجۂ شہرت حاصل کرے تو وہ مستفیض بھی کہلاتی ہے۔ لیکن بعض فقہاء و محدثین کے نزدیک مستفیض اور مشہور کے درمیان فرق یہ ہے کہ مستفیض میں از ابتداء تا انتہاء ایک کثیر جماعت رواۃ کی نقل کرے جبکہ مشہور میں یہ قید نہیں کہ اگر ابتداء میں ایک صحابی روایت کرے مگر بعد کے طبقات میں رواۃ کثیر ہوں تو وہ مشہور کہلاتی ہے جیسے حدیث "انما الاعمال بالنیات" (۱۷) حدیثِ مشہور کا حکم بیان کرتے ہوئے علامہ عثمانی" لکھتے ہیں۔

اس خبر سے نہ صرف غلبہ ظن بلکہ فی الجملہ یقین پیدا ہو جائیگا۔ گو ضابطۂ قضا میں وہ یقین نہ کہلائیگا لیکن دیانتہ" اسے یقین کہنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کی جائے گی۔ (۱۸)

گویا خبر مشہور اگرچہ یقینِ جازم کا سبب نہیں لیکن فی الجملہ یقین پیدا کر رہی ہے۔

اس پر تفصیلی کلام حدیث کی ان اقسام میں آئیگا، جو راویوں کے اوصاف کے لحاظ سے مختلف اقسام میں منقسم ہیں۔

---

(۱۶) ابن حجر۔ شرح نخبۃ الفکر ص ۳۱ (۱۷) بخاری۔ الجامع الصحیح۔ ج ۱: ص ۲ ، باب کیف کان الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۱۸) ابن حجر کتاب مذکور، ص ۳۲

Marfat.com

۳: **خبر عزیز:** راویوں کی تعداد کے لحاظ سے حدیث کی تیسری قسم عزیز ہے۔ اس کی تعریف ابن حجر نے ان الفاظ میں بیان کی ہے۔

"وھو لا یرویہ اقل من اثنین من اثنین" (۱۸)

(خبر عزیز وہ ہے کہ جسے کم از کم دو راوی کم از کم دو راویوں سے نقل کریں۔)

یعنی سلسلہ سند میں زیادہ تر طبقات میں دو ہی راوی ہوں۔ اگرچہ کسی طبقہ میں تین ہو جائیں لیکن تین کی تعداد اگر زیادہ طبقات میں ہوئی تو وہ خبر عزیز نہ رہے گی۔ بلکہ مشہور ہو جائے گی۔ اس کو عزیز اسی لیے کہتے ہیں کہ ایک سند دوسری سند کی تقویت کا باعث و سبب بنی ہے۔ جیسے کہ ارشاد خداوندی ہے فعززنا بثالث (۱۹) گویا تیسرے آدمی سے ان کو دو کو مزید تقویت اور عزت افزائی دی گئی۔

۴: **خبر غریب:** تعداد رواۃ کے اعتبار سے حدیث کی چوتھی اور آخری قسم "خبر غریب" ہے جسے خبر واحد بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی تعریف یہ ہے۔

"وھو ما یتفرد بروایتہ شخص واحد اے فی موضع وقع التفرد بہ من السند۔"

(غریب وہ روایت ہے کہ جس کے نقل کرنے میں کسی بھی مرحلہ پر صرف ایک راوی ہو۔

خبر غریب اس خبر کو کہا جاتا ہے کہ جس میں سلسلہ سند میں نبی کریم ﷺ سے ہم تک ایک ایک راوی روایت کرتا چلا آرہا ہو۔ اگرچہ درمیان کسی طبقہ میں راوی زیادہ بھی ہو جائیں تو بھی وہ خبر غریب ہی کہلاتی ہے۔ اس خبر سے ظن پیدا ہو جاتا ہے۔ البتہ اس کے راوی کے لیے ضروری ہے کہ وہ ثقہ و عادل ہو اور ایک ثقہ و عادل راوی کی روایت کو بلا تحقیق رد نہیں کیا جا سکتا جبکہ قرآن کریم نے ایک فاسق کی خبر کو بھی بلا تحقیق رد کرنے کو منع فرمایا۔ ارشاد ہوا۔

ان جاءکم فاسق بنباء فتبینوا۔ (۲۰)

(اگر تمہارے پاس کوئی فاسق آدمی کوئی خبر لائے تو تم اس کی تحقیق کر لو)

یعنی اگر کوئی آدمی جس کے فسق و فجور کا یقین بھی ہو اگر کوئی خبر لاتا ہے تو محض اس بنا پر کہ یہ آدمی فاسق و فاجر ہے۔ اس کی خبر کا کوئی اعتبار نہ کرو بلکہ اس کی تحقیق کر لو اگر وہ خبر صحیح ثابت ہو تو اس کے مقتضی پر عمل کرو بصورت دیگر اسے نظر انداز کر دو۔ تو جہاں ایک عادل، ثقہ، متقی اور صادق آدمی

(۱۸) ابن حجر کتاب مذکور: ص ۲۱ (۱۹) ۳۶: یٰسین: ۱۴ (۲۰) ۴۹: الحجرات: ۶

Marfat.com

کی خبر ہو تو اس کی خبر کو کس طرح بلا تحقیق و تفتیش رد کیا جا سکتا ہے، پھر وہ ثقہ و عادل اگر ایک سے زائد یعنی دو تین، چار یا اس سے بھی زائد ہوں تو وہ خبر کثیر کی حامل جماعت کہلائے گی اور اس کی طرف سے دی جانے والی خبر کو جھوٹا قرار دینا عقلاً درست نہیں ہو سکتا۔

تعداد کے لحاظ سے ان چار اقسام ہی میں حصر ہو سکتا ہے۔ ایک راوی یا دو اور پھر تین اور تین سے زائد جماعت بن جاتی ہے جو ایک جنس ہے اور پھر ان روایات کا اعتبار، ان کی حجیت اسی تعداد کی کثرت کے لحاظ سے بڑھتی رہے گی مثلاً متواتر موجب یقینِ محکم ہے تو مشہور سے فی الجملہ یقین پیدا ہو گا۔ خبر عزیز گمانِ غالب پیدا کرتی ہے تو خبر غریب ظنِ محض پیدا کرنے کا سبب بنتی ہے جو بعد از تحقیق و تفتیش راوی کے ثقہ، معتبر اور عادل ثابت ہونے کے بعد یقین میں بھی تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس پر تفصیلی کلام اگلی بحث میں ہو گا جب حدیث کی ان اقسام پر بحث کی جائے گی۔ جو راویوں کی صفاتِ عدل، زہد، ورع اور تقویٰ کے اعتبار سے منقسم ہوتی ہیں۔

حجیت حدیث کی بحث میں متواتر اور خبر واحد کی حجیت پر کلام کیا جا چکا ہے اور گزشتہ بحث میں یہ بات ثابت کی جا چکی ہے کہ قرآن کا ہم تک پہنچنا بھی متواتر کی تعریف میں داخل ہے اگرچہ وہ متواتر اعلیٰ درجہ کا ہے۔ جب ہم اس کو حجت تسلیم کرتے ہیں تو متواتر کی دوسری قسم کو بھی حجت مانیں گے اور متواتر اعلیٰ کو حجت ماننا من جملہ متواتر کو حجت ماننے کے بعد ہی ہو گا۔ کیونکہ متواتر اعلیٰ متواتر کی ایک قسم ہے۔ قسم کو جب ہی مانا جائے گا جبکہ منقسم کو مانا جائے۔ منقسم کو مانے بغیر قسم کو ماننا عقلاً درست نہیں۔ خبر واحد کی حجیت یوں ثابت کی جا چکی ہے کہ تمام ادیانِ سماویہ کا مدار ایک ہی رسول اور ایک ہی فرشتہ پر ہے۔

حدیث کی دوسری تقسیم تعداد رواۃ کے بجائے ان کی صفاتِ قبولیت و عدم قبولیت پر انحصار کرتی ہے اس لحاظ سے حدیث کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں۔

متواتر و مشہور میں رواۃ کی کثرت کی بنا پر راویوں کی صفات پر انحصار کر کے ان کی اقسام قائم نہیں کی جاتیں بلکہ صرف خبر واحد میں کیونکہ ہر طبقہ میں راوی تعداد میں قلیل ہوتے ہیں اور ان کی تعداد اسقدر ہوتی ہے کہ عقلاً جھوٹ، غلط واقعہ یا خبر موضوع پر ان کا اتفاق ممکن ہوتا ہے، چنانچہ ضرورت اس بات کی ہوتی ہے کہ تمام طبقات میں رواۃ کی خوب اچھی طرح چھان بین کی جائے۔ ان کی ثقاہت و عدالت کو

arfat.com

ان کے صدق وصفا کا ان کے زہد و تقویٰ کا امتحان لینے کے بعد، پھر یہ تحقیق کرکے کہ راوی (نقل کرنے والا) مروی عنہ (جس سے روایت نقل کی جارہی ہے) سے کسقدر تعلق رکھتا تھا آیا اس کی اپنے شیخ سے ملاقات صرف ایک مرتبہ ہوئی، یا اس نے زندگی کا ایک معتدبہ حصہ شیخ کی خدمت میں گزارا مزید براں اس کی قوت حافظہ اور قوت ضبط کس درجہ و معیار کی تھی، اعلیٰ درجہ کی، اوسط درجہ کی یا ادنیٰ درجہ کی۔

بنیادی طور پر وہ چار شرطیں ہیں۔

ابن اثیر ان شرائط کا ذکر یوں کرتے ہیں۔

" راوی الحدیث اوصاف وشرائط وشرائط لایجوز قبول روایتہ دون استکمالھا وھی اربعۃ: الاسلام، والتکلیف، والضبط، والعدالۃ۔" (۲۱)

(راوی حدیث کے لیے کچھ شرائط واوصاف ضروری ہیں، جن کی تکمیل کے بغیر اس کی روایت کو قبول کرنا جائز نہیں ہے وہ شرائط چار ہیں، اسلام، بلوغ، قوت حافظہ، عدالت یعنی حدیث کی روایت کرنے والے شخص میں ان شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔

ڈاکٹر صبحی صالح ان شرائط کو بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

" فلو فقدھا الراوی او فقد بعضھا ردت روایتہ وترک حدیثہ۔" (۲۲)

(اگر راوی میں یہ تمام شرائط یا ان میں سے بعض نہ پائی جائیں تو اس کی روایت کو رد اور اس کی بیان کردہ حدیث کو ترک کردیا جائیگا)

گویا علماء محدثین کے نزدیک راوی میں ان چاروں شرائط کا پایا جانا روایت حدیث کے لیے واجب کے درجہ میں ہے اگر ان میں سے کوئی ایک شرط بھی راوی میں مفقود پائی گئی تو اس کی روایت محدثین کے نزدیک قابل قبول نہیں بلکہ اس کی روایت کو رد اور اس کی حدیث کو ترک کردیا جائیگا کیونکہ روایت حدیث ایک شہادت ہے اور شہادت میں یہی شرائط شاہد میں پائی جانی ضروری ہوتی ہیں ان میں سے اگر ایک شرط بھی شاہد میں نہ پائی جائے تو عدالت قاضی میں اس کو مردود الشہادۃ کہا جائیگا اس کے علاوہ جن چیزوں کو راوی کے اندر شرط کہا جاتا ہے وہ شرائط نہیں بلکہ اس کے

(۲۱) ابن اثیر مبارک بن محمد الجزری، جامع الاصول من احادیث الرسول (بیروت: ۱۹۵۰ء) ص ۳۲

(۲۲) صبحی صالح، علوم الحدیث، ص ۷۶

Marfat.com

اوصاف ہیں جو ان شرائط کی تکمیل و تحسین کرتے ہیں۔

وہ اوصاف مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) علم و تفقہ۔ راوی کے اندر علم و تفقہ کے آثار پائے جاتے ہوں، وہ الفاظِ حدیث کے ورود، ان کی علت اور ان میں چھپے ہوئے رموز سے بخوبی آگاہ ہو۔

(۲) علماء و محدثین کی مجالس میں باقاعدگی سے نشست رکھتا ہو اور ان سے بغور حدیث سنتا ہو۔

(۳) راوی کا نسب معروف ہو۔ یعنی مجہول النسب نہ ہو۔

(۴) راوی کی طرف سے کبھی حدیث کے ساتھ مذاق اور تمسخر ثابت نہ ہو۔

(۵) روایتِ حدیث میں تساہل، غفلت اور لاپرواہی سے کام نہ لیتا ہو۔ بھولنے کا مرض لاحق نہ ہو۔

(۶) جس شیخ سے روایت نقل کر رہا ہے۔ اس کے عقیدے، نظریہ اور اعمال کے بارے میں خوب چھان بین کرے کہ وہ خواہش پرست اور متبدع تو نہیں۔

ان میں سے اکثر ایسی جو لازمی شرائط کا درجہ نہیں رکھتیں بلکہ روایت کی ثقاہت میں اضافہ کرنے کا سبب ہوتی ہیں اور ان اوصاف کے فقدان سے روایت کی قبولیت نہیں بلکہ ثقاہت متاثر ہو گی چنانچہ اگر اس روایت کی تائید میں کوئی دوسری روایت آگئی تو پھر یہ روایت ثقہ شمار ہو گی۔ (۲۳)

یہ کل دس اوصاف ہو گئے ہیں جن میں سے چار شرط کے درجہ میں ہیں کہ جن کا پایا جانا ہر راوی میں ضروری ہے اور آخری صفات کے درجہ میں ہیں جن کا پایا جانا مستحسن ہے۔

ان صفات میں کمی زیادتی سے حدیث کی مختلف اقسام سامنے آتی ہیں۔

جو حسب ذیل ہیں۔

ان احادیث کو بھی احادیثِ مقبول کی اقسام میں شمار کیا گیا ہے۔

اولاً ان احادیث کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) صحیح۔

(۲) حسن۔

ملا علی قاری نے شرح نخبۃ الفکر کی شرح میں ضعیف کو انہی اقسام میں شمار کیا ہے۔ (۲۴)

---

(۲۳) ابن اثیر، جامع الاصول ج ۱، ص ۳۷، ۳۸ (۲۴) قاری، شرح شرح نخبۃ الفکر، ص ۵۱

arfat.com

پھر مندرجہ بالا دو اقسام دو قسموں میں منقسم ہوتی ہیں۔

(۱) لذاتہ

(۲) لغیرہ

اس طرح یہ کل چار اقسام بن گئیں۔

(۱) صحیح لذاتہ (۲) صحیح لغیرہ۔

(۳) حسن لذاتہ (۴) حسن لغیرہ۔ ان چاروں اقسام کی تعریفات تفصیل سے بیان ہوں گی۔

(۱) **صحیح لذاتہ:** صحیح کی لغوی وضاحت کرتے ہوئے ڈاکٹر طحان لکھتے ہیں۔

"الصحیح ضد السقیم، وھو حقیقۃ فی الاجسام مجاز فی الحدیث وسائر المعانی" (۲۵)

(لغوی اعتبار سے صحیح سقیم کی ضد ہے اور اجسام کے اندر یہ حقیقی معنیٰ کے لحاظ سے اور حدیث اور دیگر معانی میں مجازاً اس لفظ کو استعمال کیا جاتا ہے۔)

یعنی صحیح سقیم کی ضد ہے جس چیز میں کوئی سقم پایا جاتا ہو۔ اس کو صحیح نہیں جائیگا۔ دوسرے یہ کہ صحیح کا لفظ اپنے حقیقی معنیٰ کے اعتبار مادی اجساد کے لیے وضع کیا گیا ہے علوم و معانی میں اسکا استعمال مجازی ہے۔ اسی بنا پر حدیث کے لیے اس کا استعمال مجازی کہلائیگا۔ اس کے اصطلاحی معنیٰ ابن حجر نے ان الفاظ میں بیان کیے ہیں۔

بنقل عدل، تام الضبط، متصل السند، غیر معلل ولا شاذ ھو الصحیح لذاتہ۔ (۲۶)

(وہ روایت جو نقل عدل، کامل حافظہ، اتصال سند، کے ساتھ علت و شذوذ سے پاک ہو کر منقول ہو)

اس تعریف پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا حدیث صحیح کی مندرجہ ذیل شرائط ہیں۔

(۱) نقل عدل: نقل عدل سے مراد یہ ہے کہ روایت ثقہ ہو۔ اس لفظ سے اس راوی کی روایت نکل گئی جس کا ضعف و جہل واضح ہو گیا ہو۔

ڈاکٹر طحان نقل عدل کی وضاحت ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

"ان کل رواۃ من رواتہ اتصف بکونہ مسلماً، بالغاً، عاقلاً، غیر فاسق وغیرہ مما یخرم المروءۃ" (۲۷)

---

(۲۶) ابن حجر، شرح نخبۃ الفکر، ص: ۱۵ (۲۷) ڈاکٹر طحان، تیسیر المصطلح، ص: ۳۳

(روایت کو نقل کرنے والا ہر راوی مسلمان، بالغ و عاقل ہو، فاسق اور معاشرہ کی اعلیٰ اخلاقی روایات کو توڑنے والا نہ ہو)

سند کے تمام رواۃ ہر طبقہ میں اسلام، بلوغ اور عقل کی صفات سے متصف اور فسق سے پاک ہوں تو ان کی نقل کردہ روایت نقل عدل کہلائے گی۔

(۲) تمام الضبط سے مراد یہ ہے کہ تمام راوی نقل کردہ روایت کو کمالِ تیقن اور کامل ضبط کے ساتھ نقل کریں اور کمالِ ضبط حفظ اور کتابت کا دونوں مراد ہیں۔

متصل السند: سند میں کہیں کوئی راوی درمیان سے چھوٹا ہوا نہ ہو۔ بلکہ سلسلۂ سند کامل ہو۔

عدم الشذوذ: حدیث کے شاذ نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کسی ثقہ روایت کے خلاف نہ ہو۔

جو روایت ان شرائط پر پوری اترتی ہوگی، وہ صحیح لذاتہ کہلائے گی۔

اس کا حکم ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

وجوب العمل بہ باجماع اھل الحدیث ومن یعتد بہ من الاصولیین والفقہاء فھو حجۃ من حجج الشرع لا یسع المسلم ترک العمل بہ۔" (۲۸)

(محدثین کا اجماع ہے کہ اس پر عمل واجب ہے اور اصولیین کی ایک بڑی تعداد اس بات کی قائل ہے حدیث صحیح احکام شرعیہ کے مصادر میں سے ایک مصدر ہے۔ اور کسی مسلم کے لیے حدیث صحیح کو ترک کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔)

یعنی حدیث صحیح کے ساتھ تین احکام منسلک ہوگئے۔

(۱) اس پر عمل کرنا واجب ہے۔

۲۔ اس کو حجت ماننا ضروری ہے۔

۳۔ کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ حدیث صحیح کو ترک کرے یعنی اسے غیر حجت سمجھتے ہوئے اس پر عمل سے رک جائے۔

محدثین کے نزدیک حدیث کی صحت میں کمی زیادتی کا تعلق راویوں کے وطن سے بھی ہوتا ہے کہ راوی کس مقام سے تعلق رکھتے ہیں، اس کی وضاحت ڈاکٹر صبحی صالح ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

---

(۲۸) بحوث ص: ۳۵

"اتفق اهل العلم بالحدیث علیٰ ان اصح الاحادیث ما رواہ اهل المدینۃ ثم اهل البصرۃ ، ثم اهل الشام ۔ (۲۹)

(علمائے محدثین اس بات پر متفق ہیں کہ صحیح ترین احادیث وہ روایات ہیں جن کو اہل مدینہ نقل کریں، پھر وہ روایات جن کو بصرہ والے اور تیسرے درجہ میں وہ روایات جن کو اہل شام روایت کریں۔)

ڈاکٹر صبحی صالح نے اہل مدینہ کی روایات کے صحیح ترین ہونے کی وجہ قواعد التحدیث کے حوالہ سے خطیب سے نقل کی ہے کہ،

اصح طرق السنن ما یرویہ اهل الحرمین مکۃ والمدینۃ ، فان الکذب فیهم قلیل والکذب ووضع الحدیث عندهم عزیز۔" (۳۰)

(سلسلہ سند میں صحیح ترین سند حرمین یعنی مکہ و مدینہ والوں کی ہوتی ہے کیونکہ ان کے ہاں تدلیس کا وجود کم اور وضع حدیث اور جھوٹ کا وجود نادر ہے)

صحیح لغیرہ : صحیح لغیرہ کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے

"اما ان یشتمل من صفات القبول علیٰ اعلاها او لا ، فالاول هو الصحیح لذاتہ ولکن ان وجد ما یجبر ذلک القصور لکثرۃ الطرق فهو الصحیح لغیرہ لکن لا لذاتہ ۔ (۳۱)

(اور یہ صفات قبول یا تو اعلیٰ درجہ میں پائی جائیں گی یا نہیں پہلی صورت میں تو یہ صحیح لذاتہ کہلائے گی اور دوسری صورت اگر اس کمی کو دوسرے راویوں کی کثرت کی بنا پر جبر کیا جائے تو وہ بھی صحیح ہوگی لیکن وہ صحیح لذاتہ نہ ہوگی)

یعنی یہ ہوئے حدیث صحیح کے لیے جو شرائط مذکور ہوئیں وہ اگر علیٰ صفت الکمال تمام راوی میں پائی جاتی ہیں تو وہ حدیث صحیح لذاتہ کہلائے گی لیکن اگر کسی راوی کی کسی صفت میں کچھ کمی پائی جاتی ہے مثلاً وہ تام الضبط نہیں بلکہ ناقص الضبط ہے ایسی صورت میں دیکھا یہ جائے گا کہ اس نقص ان کی تلافی

(۲۹) صبحی صالح، علوم الحدیث ص : ۱۵۵ (۳۰) ایضاً ص ۱۰۰ صبحی صالح نے خطیب کا یہ قول قواعد التحدیث قاسمی ص ۵۱ کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ (۳۱) ابن حجر، شرح نخبۃ الفکر، ص ۔ ۵۲

کسی طریقہ سے ممکن ہے یا نہیں چنانچہ اگر وہ روایت یا اس کی تائید میں کوئی دوسری روایت دوسرے طرق سے مل جاتی ہے تو یہ حدیث بھی صحیح ہو جاتی ہے لیکن کیونکہ یہ حدیث کسی دوسری سند کی تائید کی بنا پر صحیح ہوئی ہے، اس لیے اس کو صحیح لذاتہ نہیں بلکہ صحیح لغیرہ کہیں گے۔

سند کے اعتبار سے یہ دوسرے درجہ کی حدیث ہوگی یعنی اعلیٰ درجہ صحیح لذاتہ کو حاصل ہوگا اور دوسرا درجہ صحیح لغیرہ کو حاصل ہوگا۔ اکثر محدثین کے نزدیک صحیح لغیرہ کا درجہ حسن لذاتہ سے اونچا اور اعلیٰ ہے۔

حسن لذاتہ: لغوی معنی، حسن صفت مشبہ کا صیغہ ہے اس کا مصدر حسن ہے اس کے معنی خوبصورتی اور جمال کے آتے ہیں۔ صفت مشبہ کی یہ خصوصیت ہے کہ اس میں پائے جانے والے وصف کا کسی سے مقابلہ نہیں کیا جاتا بلکہ جس میں بھی من جملہ وصف موجود ہو اس کے لیے اس لفظ کو استعمال کیا جاتا ہے۔

اصطلاحی معنیٰ: اس کے اصطلاحی معنیٰ مختلف محدثین نے مختلف بیان کیے ہیں۔

علامہ خطابی حسن لذاتہ کی تعریف ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

ماعرف مخرجہ، واشتهر رجالہ، وعلیہ مدار اکثر الحدیث، وھو الذی یقبلہ اکثر العلماء ویستعملہ عامۃ الفقہاء۔ (۳۲) جس کا مخرج معلوم، رجالِ سند مشہور ہو اور اکثر احادیث کا اس پر مدار ہو۔ علماء کی اکثریت نے اسے قبول اور عامۃ الفقہاء نے اسے بطور دلیل استعمال کیا ہو۔ اس تعریف پر غور کرنے سے حسن لذاتہ کے لیے خطابی کے نزدیک جو صفات شرائط کے درجہ میں ہیں ان کا علم ہوگا وہ شرائط درج ذیل ہوں گی۔

(۱) اس روایت کا مخرج معلوم ہو یعنی اس روایت کو نقل کرنے والا پہلا راوی (صحابی) معلوم ہو کہ یہ روایت نبی کریمؐ سے نقل کرنے والا کون ہے۔

(۲) سند میں موجود تمام رجال محدثین کے نزدیک معروف الصفات ہوں۔ ان میں سے کوئی بھی راوی مجہول الصفات نہ ہو۔

(۳) اکثر حدیث کا اس پر مدار ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مجموعہ حدیث میں ایک کثیر تعداد حدیثوں کی ہو جو اس روایت کی تائید کرتی ہو۔ اسی معنیٰ و مفہوم کو بیان کرنے والی ہو۔

---

(۳۲) معالم السنن۔

(۴) علماء محدثین کی اکثریت نے اسے قبول کیا ہو۔ اسے حجت مانا ہو۔

(۵) فقہاء کی اکثریت نے اسے مسلک میں بطورِ دلیل شرعی استعمال کیا ہو۔

امام ترمذی نے حسن لذاتہ کی تعریف کچھ مختلف الفاظ میں بیان کی ہے۔

" کل حدیث یروی لا یکون فی اسنادہ من یتہم بالکذب ولا یکون الحدیث شاذاً ویروی من غیر وجہ نحو ذالک فہو عندنا حدیث حسن (۳۳) ہر وہ حدیث جو اس خصوصیت کے ساتھ روایت کی جائے کہ اس کی سند میں کوئی ایسا راوی نہ ہو، جس پہ جھوٹ کی تہمت لگائی گئی ہو، وہ حدیث شاذ نہ ہو، ایک سے زائد طرق سے منقول ہو، پس ان صفات کی حامل حدیث ہمارے نزدیک حسن کہلاتی ہے)

اس تعریف کی رو سے حسن لذاتہ کو تین شرائط کے ساتھ مشروط کیا جا سکتا ہے۔

(۱) سلسلہ سند میں کوئی راوی ایسا نہ ہو کہ زندگی میں ایک مرتبہ بھی جھوٹ کی تہمت والزام نہ ہو۔

(۲) بیان کردہ حدیث شاذ نہ ہو۔ (۳) ایک سے زائد طرق سے منقول ہو۔

ابن حجرؒ نے حسن لذاتہ کی مستقل تعریف کرنے کے بجائے دوسرا اسلوب انتخاب کیا ہے کہ صحیح کی تعریف (۳۴) بیان کرنے کے بعد اس بات کا اضافہ کر دیا۔ (۳۵)

(اگر قوت حافظہ کمزور ہو جائے .... تو وہ حسن لذاتہ ہو گی) ابن حجر کی دونوں تعریفوں کو ملا کر حسن لذاتہ کے لیے جو شرائط مستنبط ہوتی ہیں، ان کو ان الفاظ میں بیان کیا جا سکتا ہے۔

(۱) نقل عدل

(۲) ناقص الضبط۔

(۳) متصل السند۔

(۴) غیر معلل۔

(۵) شاذ نہ ہو (۳۶)

خلاصہ ترمذی اور ابن حجر کی بیان کردہ تعریفوں پر غور کرنے سے معلوم ہو گا کہ ابن حجرؒ کی تعریف زیادہ

---

(۳۳) ترمذی، کتاب العلل، ملتان، نشر السنہ، جزء الرابع، ص ۳۹۹ - ۴۰۰ (۳۴) ابن حجر کے الفاظ گزشتہ اوراق میں نقل کیے جا چکے ہیں (۳۵) ابن حجر، نخبۃ الفکر، ص ۷۰، ۷۱ (۳۶) شرط ۱ کے علاوہ تمام شرائط صحیح کی تعریف کے ضمن میں نقل کی جا چکی ہیں۔

Marfat.com

جامع ہے کیونکہ علت و شذوذ سے عاری ہونا، معروف و متصل السند ہونا تو تینوں میں مشترک ہے۔ البتہ نقل عدل اور ضبط راوی کی شرط کا اضافہ ابن حجر نے اپنے کلام میں کیا۔ البتہ ابن حجر کی تعریف سے یہ ہوتا ہے کہ صحیح لذاتہ کے بعد درجہ حسن لذاتہ کا آتا ہے۔ جو کہ جمہور محدثین کے مسلک کے خلاف ہے عامۃ المحدثین نے یہ مسلک اختیار کیا ہے کہ صحیح لذاتہ کے بعد درجہ صحیح لغیرہ کا ہے اور تیسرے درجہ پر حسن لذاتہ کا امام نوویؒ نے مقدمۃ مسلم میں خطابی کی تعریف کو راجح قرار دیا ہے (۳۷)

ابن حجر کی تعریف بفقیہ دو تعریفوں سے ممتاز و راجح ہے کہ اس تعریف سے صحیح و حسن میں فرق و امتیاز واضح ہو جاتا ہے لیکن خطابی و ترمذی کی تعریف سے فرق مابین الصحیح والحسن کی وضاحت نہیں ہوتی۔ اس کا حکم بیان کرتے ہوئے علامہ سیوطی لکھتے ہیں۔

"الحسن کالصحیح فی الاحتجاج وان کان دونہ فی القوۃ ولھذا ادرجتہ فی نوع الصحیح (۳۸)

حجیت کے باب میں حسن بھی صحیح کی طرح ہے البتہ قوۃ اثبات میں صحیح سے کم درجہ میں ہے اسی لیے اس کو صحیح میں شمار کیا گیا ہے۔

حدیث حسن سے کسی مسئلہ کا ثبوت ممکن ہے لیکن قوۃ میں کم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ حدیثِ صحیح اس سے مغایر ہو جائے تو حدیثِ صحیح کو ترجیح حاصل ہوگی۔

حسن لغیرہ:

تعریف۔ اذ روی الحدیث من وجوہ ضعیفۃٍ لا یلزم ان یحصل من مجموعھا حسن بل کان ضعفہ لصنعف حفظ راویہ الصدوق الامین۔ (۳۹)

(حسن لغیرہ اس روایت کو کہتے ہیں کہ جو چند ایسی ضعیف سندوں سے مروی ہو کہ جن کے مجموعہ کو حسن کہا جا سکتا ہے۔ سند میں ضعف، امین و صادق راوی کی قوتِ حافظہ میں کمزوری کی بنا پر ہو)

بالفاظِ دیگر حسن لغیرہ اس روایت کو کہا جائیگا جو چند ضعیف سندوں سے مروی ہو۔ اور سند میں ضعف راوی کی صداقت، عدالت اور امانت میں کمی و ضعف کی وجہ سے نہ ہو۔ بلکہ اس کے قوتِ حافظہ میں کمزوری

---

(۳۷) نووی، شرح مسلم۔ مقدمہ۔ ج ۱: ص ۲۹ (۳۸) السیوطی، جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر۔ تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، (بیروت ۱۹۷۹ء) ج ۱، ص ۱۶۰۔ تدوین۔ عبدالوہاب عبداللطیف

(۳۹) ایضاً: ص: ۱۷۶۔

کی بنا پر ہو۔ کیونکہ اگر راوی سے صداقت و امانت ختم ہو جائے تو ایسے راویوں کا وجود مجموعہ حدیث کو یا اس کی سند کو قوت نہیں بخشتا:

ضعیف: لغوی اعتبار سے ضعیف قوی کی ضد ہے، جس چیز سے قوت مفقود ہو جائے اسے ضعیف کہا جاتا ہے، اصطلاح محدثین میں اس کے معنیٰ ان الفاظ میں بیان کیے گئے ہیں۔

" مالم یجمع صفة الحسن بفقد شرطٍ من شروطه ۔ (۴۰)

(جو اپنے اندر حسن کی شرائط میں سے کسی شرط کے فقدان کی وجہ سے حسن کی صفت حاصل نہ کر سکے)

علمائے محدثین کے نزدیک اس حدیث سے احتجاج صحیح ہے بشرطیکہ اس حدیث کا تعلق عقائد میں صفات باری تعالیٰ سے اور احکام شرعیہ میں حلال و حرام سے نہ ہو۔ البتہ بیان فضائل، ترغیب و ترہیب کے لیے اسے نقل کیا جا سکتا ہے۔ یہ اقسام خبر مقبول کی اقسام تھیں۔ خبر مقبول کے مقابلہ میں خبر مردود ہے اب اس کی اقسام بیان کی جائیں گی۔

بنیادی طور پر خبر مردود کی دو اقسام ہیں۔

(۱) راوی میں کسی خرابی، کسی شرط کے فقدان یا اس پر کذب و خیانت کی تہمت کی بنا پر وہ حدیث مردود ہو۔

(۲) یا سلسلہ سند میں کسی انقطاع کی بنا پر قابل حجت نہ ہو۔

راوی میں طعن کے دس اسباب بیان کیے جا سکتے ہیں۔ جن میں سے پانچ کا تعلق اس کی عدالت سے اور پانچ کا تعلق اس کی قوتِ حافظہ سے۔ جن طعان کا تعلق اس کی عدالت سے وہ کذب، کذب کی تہمت، فسق، بدعت اور جہالت ہیں اور جن کا تعلق قوت حافظہ سے ہے وہ فرط غلطی کا ارتکاب قوت حافظہ میں کمزوری، غفلت، اوہام کی کثرت، اور ثقات کی مخالفت ہیں۔ ان دس وجوہ طعن کی بنیاد پر حدیث مردود کی مختلف اقسام زیر بحث آتی ہیں۔

(۱) الموضوع: وضع یضع کا اسم مفعول ہے جس کی معنیٰ بنانے کے آتے ہیں۔ اصطلاحی معنیٰ ملا علی قاری نے ان الفاظ کے ساتھ بیان کیے ہیں۔

---

(۴۰) اصطلاحی نخبہ اصطلاح [illegible]

Marfat.com

" الموضوع هو الحدیث الذی فیه الطعن بکذب الراوی ۔ (۴۱)

(موضوع وہ حدیث ہے کہ جس کے راوی پر جھوٹ کی تہمت ثابت کی گئی ہو) لیکن ابن حجر کے بقول اس کے موضوع ہونے کا ثبوت قطعی اور یقینی نہ ہوگا بلکہ گمانِ غالب ہیں اس کو موضوع کہا جائے گا چنانچہ فرماتے ہیں۔

" والحکم علیه بالوضع انما هو بطریق الظن الغالب لا بالقطع اذ قد یصدق الکذوب لکن لاهل العلم بالحدیث ملکة قویة یمیزون بها ذلك ۔ (۴۲)

(اور ایسے شخص کی روایت جس پر کذب کا طعن ہو۔ اس پر وضع کا حکم قطعی نہ ہوگا بلکہ گمانِ غالب ہیں اسے ہم موضوع کہیں گے کیونکہ بعض اوقات جھوٹے لوگ بھی سچ بول لیا کرتے ہیں لیکن علوم حدیث کے ماہرین کے پاس ایک قوی ملکہ ہوتا ہے جس سے وہ موضوعات کو شناخت کر لیتے ہیں۔)

یہ ملکہ ان کے وسیع علم اور علم حدیث میں تجربہ، قوی سمجھ، اور وضع کے اسباب و قرائن پر گہرے علم و دسترس سے حاصل ہوتا ہے۔ اس ملکہ کے ذریعہ محدثین حدیث موضوع کی غیر موضوع سے شناخت کرتے ہیں۔ اور کسی حدیث کے موضوع یا غیر موضوع ہونے کا قطعی فیصلہ کرتے ہیں۔ اس فیصلہ کی رو سے اس حدیث کی حجیت یا عدم حجیت کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔

اس روایت کا رتبہ یہ ہے کہ یہ بدترین روایت ہے کیونکہ کذب ایک گناہ و معصیت ہے مزید اس معصیت میں اضافہ ہو جاتا ہے جبکہ یہ جھوٹ کسی دوسرے کی طرف منسوب کر دیا جائے اور پھر اس پر مستزاد اگر جھوٹ کی نسبت کسی نبی کی طرف کر دی جائے تو عذاب الٰہی کو دعوت دینے کے مترادف ہے اور اگر انبیاء میں یہ جھوٹ نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کر دیا جائے جو افضل انبیاء تو یہ عذاب خداوندی کو اپنے اوپر واجب کرنے سے کمتر کوئی چیز نہیں چنانچہ اس کے حجت نہ ہونے پر ابن حجر علماء کا اجماع نقل کرتے ہیں۔

" واتفقوا علی تحریم روایة الموضوع الا مقرونا ببیانه ۔ (۴۳)

(علماء محدثین کا موضوع روایت کے نقل کرنے کی حرمت پر اجماع و اتفاق ہے الّا یہ کہ متصلاً یہ بیان

---

(۴۱) ملا علی قاری، شرح شرح نخبة الفکر ۔ ۱۲۳ (۴۲) حوالہ بالا (۴۳) ابن حجر، شرح نخبة الفکر: ص ۱۲۹

کردیا جائے کہ یہ حدیث موضوع ہے، یعنی موضوع حدیث سے استدلال تو درکنار اس کو نقل کرنا بھی حرام ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کی طرف متعمداً کوئی غلط بات منسوب کرنے کے گناہ کبیرہ ہونے پر تو علماء کا اتفاق ہے بفحوائے حدیث۔

"من کذب علیّ متعمداً فلیتبوأ مقعدہ من النار۔"

ابن حجرؒ نے ابو محمد الجوینی کا قول نقل کیا ہے کہ ان کے نزدیک نبی کریم ﷺ پر متعمد غلط بات منسوب کرنے والا کافر ہے۔ جب ایسی حدیث کا نقل کرنا حرام ہے تو اس سے استدلال بطریق اولیٰ حرام ہوگا۔ علمائے محققین نے وضع حدیث کے اسباب اور پس منظر پر طویل بحوث فرمائی ہیں اور وقیع تحقیقات کے بعد احادیث موضوعہ کو غیر موضوعہ سے نمایاں و ممتاز کرکے پیش کر دیا ہے۔ اور موضوع احادیث پر مختلف تالیفات بھی مرتب کی ہیں جن میں ابن الجوزی کی کتاب الموضوعات اور ابن عراق الکنانی کی تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ۔ امت میں زیادہ شہرت کی حامل ہیں۔

اقسام سند: راوی کی تعداد اور اس کے اوصاف و کمالات کے لحاظ حدیث کی دو تقسیمیں گزر چکیں جن میں سے چند اقسام پر تفصیل سے بحث ہوئی اور چند اقسام اجمالاً بیان کی گئیں۔ سند کی تقسیم بلحاظ سند ہوتی ہے اور پھر بنیادی طور پر اس تقسیم کی پھر دو قسمیں بن جاتی ہیں (۱) سند کے رجال کی تعداد کے لحاظ سے (۲) سند کے سلسلہ کے لحاظ سے کہ آیا سند از اول تا آخر مربوط و متصل ہے یا سند میں کہیں انقطاع ہے۔

محولہ بالا دونوں بنیادوں پر سند اور سلسلہ سند کی چند اقسام سامنے آتی ہیں اور اسناد کی تقسیم بلحاظ تعداد رجال و بلحاظ رجال بیان کی جائے گی۔

(۱)۔ السند العالی۔

جیسا کہ الفاظ سے ظاہر ہو رہا ہے کہ السند العالی کا مفہوم یہ ہے کہ وہ سند جو علو و مرتبہ میں اعلیٰ درجہ کی مالک ہو۔ سبھی صالح اس کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں

فالاسناد العالی المطلق ھو ما قرب رجال سندہ من [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم بسبب قلۃ عددھم اذا قیس بسند آخر یروی ذلک الحدیث [illegible]

(۴۳) [illegible] الجامع الصحیح ج ۱ ص ۲۱ باب اثم من کذب علی النبی ﷺ و کتاب العلم ۴۵۱ [illegible]

(اسناد عالی مطلق اس سند کو کہا جاتا ہے کہ جس کے رجال اپنی قلت عدد کی بنا پر نبی کریم ﷺ سے دوسری اسناد کے مقابلہ میں قریب تر ہوں) یعنی نبی کریم ﷺ تک پہنچنے کے لیے جسقدر وسائط کم ہوتے چلے جاتے ہیں، سند کا مرتبہ اور درجہ بلند تر ہوتا چلا جاتا اور وسائط کی کثرت سند کے مقام کو دوسری سند کے مقابلہ میں کم کر دیتی ہے اور پھر اسی کثیر الرجال سند کو سند نازل سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

سند کی دوسری تقسیم سلسلہ سند کے لحاظ سے یعنی سلسلۂ سند نبی کریم ﷺ تک متصلاً مذکور ہے یا نہیں۔ اس لحاظ سے سند کی مندرجہ ذیل اقسام کی جا سکتی ہیں

(۱) المسند: "هو ما اتصل سنده مرفوعاً الى النبي صلى الله عليه وسلم" (۴۶)

(مسند وہ ہے کہ جس کی سند نبی کریم ﷺ تک مرفوعاً متصل ہو)

(۲) متصل: "فهو ما اتصل سنده سواء كان مرفوعاً الى النبي صلى الله عليه وسلم او موقوفاً على الصحابي او من دونه" (۴۷)

(متصل وہ سند ہے کہ جو سند جسقدر بھی مذکور ہے اس میں انقطاع نہ ہو خواہ وہ نبی کریم ﷺ تک مرفوع ہو صحابی پر موقوف ہو یا صحابی سے قبل)

(۳) المرفوع: ما اضيف الى النبي صلى الله عليه وسلم خاصةً من قولٍ او فعل او تقرير سواء اضافه اليه الصحابي ام من بعده ما وسواء اتصل سناده ام لا۔ (۴۸)

(مرفوع وہ سند ہے جو نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب ہو خصوصاً جو آپ کے قول، فعل یا تقریر کو بیان کر رہی ہو۔ نبی کریم ﷺ کی طرف نسبت خواہ کسی صحابی نے کی ہو تابعی نے کی ہو یا ان کے بعد کسی نے اور خواہ وہ سند متصل ہو، یا نہ ہو۔)

گویا وہ سند کہ جو راوی سے نبی کریم ﷺ تک بغیر انقطاع کے بیان کی جا رہی ہے۔ مسند کہلائے گی اور اگر سند کسی قسم کے انقطاع سے خالی نہ تو وہ متصل کہلائے گی خواہ وہ نبی کریم ﷺ تک مرفوع ہو۔ یا صحابی پر موقوف۔ اور مرفوع نبی کریم ﷺ کا قول ہے خواہ اسے کوئی صحابی نقل کریں یا کوئی تابعی۔

(۴۹) الموقوف: ما قصر على الصحابي قولاً او فعلاً او نحو منقطعاً۔ (جو سند صحابی پر رک جائے)

---

(۴۶) عتر، نور الدین، منہج النقد فی علوم الحدیث ص ۲۴۹ (۴۷) صبحی صالح علوم الحدیث ص ۲۲۱

(۴۸) ایضاً ——— ص ۲۲۶، ۲۲۷ (۴۹) القسطلانی، ابو العباس شہاب الدین احمد بن محمد، ارشاد الساری الشرح صحیح البخاری ج ۱، ص ۸۰۷

المرسل : مارفعهٗ تابعی مطلقا او تابعی کبیر الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔

(جس کو کسی بھی تابعی نے یا کسی بڑے تابعی نے براہ راست نبی کریم ﷺ سے منتقل کر دیا ہو)

اس کا حکم یہ ہے کہ امام شافعی اور جمہور محدثین کے نزدیک اس سے استدلال جائز نہیں جبکہ امام مالک اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ حجت ہے اور مشہور روایت کے مطابق امام احمد بھی اس کے حجت ہونے کے قائل ہیں۔

المقطوع : ماجاء عن تابعی من قولہ او فعلہ موقوفا علیہ (۵۰)

(مقطوع وہ سند ہے کہ جو کسی تابعی کے قول یا فعل کو بیان کرے۔)

المنقطع : ماسقط من روایتہ واحد قبل الصحابی ۔ ۵۱

(جس میں صحابی سے قبل کوئی ایک راوی ساقط ہو۔)

المعضل : ماسقط من روایتہ قبل الصحابی اثنان ۔ (۵۱)

(جس میں صحابی سے قبل دو راوی ساقط ہوں)

المدلس : ثلاثۃ احدھا ان یسقط ۔ ۵۲

(کوئی راوی اپنے استاد کے استاد سے براہ راست روایت کرے۔)

گویا سند میں انقطاع کی یہ چند صورتیں ہیں۔ اگر سند نبی ﷺ سے منقطع ہو مگر صحابی پر رک جائے تو موقوف اور اگر انقطاع صحابی کا ہو تو مرسل اور اگر سند تابعی پر رک جائے تو منقطع اور اگر انقطاع صحابی سے قبل دو راوی ساقط ہوں تو منقطع معضل یا مدلس کہلائے گی۔ مرسل کا حکم یہ ہے کہ تابعی کا مرسل حجت نہیں جبکہ تابعی بغیر صحابی کا نام لیے نبی کریم ﷺ سے روایت نہیں کرتے البتہ صغار صحابہ کی مرسل حدیث جو انہوں نے براہ راست نبی ﷺ سے نہیں سنی بلکہ کسی صحابی کے واسطے سے سنی ہو وہ اسے بغیر واسطے کے نقل کرے تو وہ حجت ہے۔

حدیث معنعن : حدیث کو اپنے شیخ سے نقل کرنے کے مختلف طرق محدثین کے درمیان رائج ہیں بعض اوقات راوی ایسا ہوتا ہے کہ شیخ اپنے تلمیذ یا تلامذہ کے سامنے سند بیان کرنے کے بعد حدیث نقل کرتے ہیں ایسی صورت میں تلمیذ اپنے استاذ کی طرف نسبت کرتے ہوئے [illegible]

---

(۵۰) حوالہ بالا (۵۱) حوالہ بالا (۵۲) حوالہ بالا

یا انبأنی یا سمعت عن فلان کے الفاظ استعمال کرتا ہے، دوسری صورت یہ ہوتی ہے کہ تلمیذ اپنے استاد کے سامنے حدیث کی تلاوت کرکے اجازت طلب کرتا ہے ایسی صورت میں بھی تلمیذ حدثنا کے لفظ سے یا محض عن فلانٍ کے لفظ سے سند بیان کرتے ہیں، تیسری صورت یہ ہوتی ہے کہ کسی تلمیذ کو کسی ایسے شیخ سے کوئی روایت پہنچی اس طرح کہ اس نے براہ راست اس شیخ سے نہیں سنی، مثلاً ایک یا چند روایات شیخ نے اپنے اس تلمیذ کو بھیجی۔ اور وہ روایات تلمیذ عن فلان کے لفظ سے روایت کرتا ہے ایسی صورت میں دو احتمالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ کہ تلمیذ کی اپنے شیخ سے زندگی کوئی ملاقات ثابت ہوگی یا نہ ہوگی۔ ملاقات ثابت نہ ہونے کی صورت میں پھر دو احتمال ہیں کہ یا تو امکانِ لقاء ہوگا یعنی شیخ و تلمیذ کا زمانہ ایک ہوگا یا اس بات کا بھی امکان نہ ہوگا۔ دو صورتوں میں محدثین کا اتفاق ہے یعنی اگر ایک ملاقات ثابت ہے تو تمام محدثین کے نزدیک اس تلمیذ کا اپنے شیخ سے عن کے لفظ کے ساتھ روایت کرنا جائز ہے۔ اس کے بالمقابل اگر امکانِ لقاء بھی معدوم ہے تو کسی محدث کے نزدیک عن سے روایت کرنا جائز نہیں۔ البتہ ایک صورت میں اختلاف ہے کہ امکانِ لقاء تو ہے ثبوتِ لقاء نہیں اس صورت میں اختلاف ہے۔

امام بخاریؒ کے نزدیک محض امکانِ لقاء کے ساتھ اگر کوئی راوی عن سے روایت نقل کرتا ہے تو اس کی روایت معتبر نہیں جبکہ امام مسلم کے نزدیک یہ روایت حجت ہے علامہ عثمانیؒ لکھتے ہیں۔

"الاسناد المعنعن وھو قول الراوی" فلان عن فلان "وقیل انہ مرسل والصحیح الذی علیہ العمل وقالہ جماھیر من اصحاب الحدیث والفقہ والاصول انہ متصل بشرط ان لا یکون المعنعن (بالکسر) مدلسًا وبشرط امکان لقاء بعضھم بعضًا" (۵۳)

اسناد معنعن کے معنی راوی کا یہ کہنا" فلان عن فلان" کہا گیا ہے کہ یہ روایت مرسل ہے مگر صحیح یہ ہے اور اس پر اکثر محدثین، فقہاء اور اصولیین کا عمل بھی ہے کہ یہ مرسل نہیں۔ بلکہ متصل ہے بشرطیکہ عن سے روایت کرنے والا راوی تدلیس نہ کرتا ہو۔ اور راوی کی مروی عنہ سے ملاقات کا امکان ثابت ہو)۔ اس سلسلہ میں امام بخاری اور امام مسلم میں دلائل کا تبادلہ ہوتا ہے لیکن کیونکہ امام بخاری نقل حدیث میں زیادہ احتیاط کو مدنظر رکھتے

(۵۳) عثمانی شبیر احمد، علامہ، مقدمہ فتح الملہم کراچی، ۱۹۶۵ء، ج ۱ ص ۴

Marfat.com

ہیں اس وجہ سے محض امکانِ لقاء پر روایت کی جانے والی روایتوں کو مرسل شمار کرتے ہیں اور اس سے استدلال جائز تصور نہیں کرتے۔

یہ وہ اقسام تھیں جن کا تعلق سلسلہ سند کے اتصال انقطاع سے تھا اب وہ اقسام زیرِ بحث آئیں گی جو راوی پر کسی قسم کے طعن و جرح پر مبنی ہیں۔

المعلل۔ اذا کان سبب الطعن فی الراوی ھو "الوھم" فحدیثہ یسمّٰی المعلل۔ ۵

(معلل وہ روایت ہے کہ جس میں راوی کو کثرتِ وہم کی بنا پر مطعون کیا گیا ہو) اس کے معنی کا تعین کرتے ہوئے علامہ نووی لکھتے ہیں۔

" والعلۃ عبارۃ عن سبب غامض قادح مع ان الظاھر السلامۃ منہ " ۵۱

اور علت نام ایک ایسے سبب کا ہے جو ظاہر نہ ہو لیکن عبارت میں نقص پیدا کر دے۔ یعنی عبارت میں نقص پیدا کرنے والا وہ سبب بظاہر اور الفاظ روایت میں موجود نہ ہو ایسی روایت کو معلل یا معلول کہتے ہیں اس کی مختلف وجوہ ہو سکتی ہیں علت کی وجہ راوی کا کذب، غفلت یا حافظہ میں کمزوری ثقات کی مخالفت یا ایک حدیث میں دوسری روایت کے الفاظ خلط کرنے کی عادات شامل ہیں۔

المدرج: مدرج کی دو اقسام ہیں۔ اول یہ کہ بیان سند کے دوران راوی کوئی لفظ بولے بطور کہ ایسا محسوس ہو کہ سند مذکورہ یہ الفاظ منقول ہیں یہ مدرج الاسناد کہلاتا ہے۔ مدرج کی دوسری قسم مدرج المتن کہلاتی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ راوی متن حدیث بیان کرنے کے متصلاً بعد کوئی کلمات غیر حدیث کہے اور اس طرح ادا کرے کہ ایسا محسوس ہو کہ وہ الفاظ بھی حدیث ہی کا حصہ ہیں۔ یہ کلام لاحق اس کا اپنا کلام بھی ہو سکتا ہے۔ اور اوپر کے کسی راوی کا بھی

مقلوب:۔ قلب کا جسم مفعول ہے اور قلب کے لغوی معنی یہ ہیں کہ کسی شئے کا متحرک ہونا پلٹنا دل کو بھی قلب اسی مناسبت سے کہا جاتا ہے کہ وہ انسانی سینہ میں متحرک رہتا ہے۔ اصطلاحی معنی یہ بیان کیے گئے ہیں۔

Marfat.com

"ابدال لفظٍ بآخرٍ فی سند الحدیث او متنہ بتقدیم او تاخیر ونحوہ۔" (۵۶)

سند یا متنِ حدیث میں کسی لفظ کو دوسرے لفظ سے بدل دینا کسی مقدم کو مؤخر یا اس کے برعکس کر دینا مقلوب کہلاتا ہے) یعنی الفاظ حدیث میں کوئی تبدیلی، تقدیم و تاخیر یا سند میں کسی راوی کے نام میں کوئی تقدیم و تاخیر یا تبدیلی کر دینا۔ پھر اس قلب کی تین صورتیں ہیں۔

۱۔ یہ تبدیلی عمداً اور جان بوجھ کر سرانجام دی جا رہی ہے۔ ایسا کرنا وضع حدیث میں داخل ہے جو کہ ناجائز و حرام ہے۔

۲۔ دوسری صورت یہ ہے کہ یہ تبدیلی کسی کا امتحان لینے کی غرض سے کی جا رہی ہے اس غرض سے تقلیب جائز ہے۔

۳۔ تیسری شکل یہ ہے کہ غلطی اور نسیان سے ایسا صدور ہو گیا۔ ایسی خطاء کا اتفاق جائز ہے لیکن اس کی کثرت راوی کے ضعفِ حفظ پر دلالت کرتی ہے۔ بہر حال مقلوب حدیث مردود اور ضعیف احادیث میں شمار ہوتی ہے اور اس سے استدلال جائز نہیں۔

باب چہارم

تاریخ وتدوینِ حدیث

گزشتہ ابواب میں علم حدیث کے مفہوم، اس کی حجیت، واقسام پر بحث کی جاچکی ہے۔ باب زیر بحث میں حدیث کی تدوین اور جمع وکتابت پر بحث کی جائے گی جس کو بنیادی طور پر تین حصوں میں تقسیم کیا جائیگا۔ اور ان تین حصوں میں ہونے والی خدمات کی طرف محض اشارہ کیا جائیگا کہ تفصیل کا یہ موقع نہیں، البتہ ہر اشارہ کے ساتھ اصل مراجع وماخذ کے حوالہ جات نقل کر دیئے جائیں گے۔ طالبان وتشنگان علم تفصیلی کلام کے لیے اصل مراجع سے رجوع فرمالیں۔

حصہ اول: کتابت وتدوین حدیث زمانہ حیوٰۃ الرسول ﷺ میں

حصہ ثانی: عہد صحابہ کرام اور تابعین میں

حصہ ثالث: عہد ترقی۔

حصہ اوّل:

نبی کریم ﷺ کے زمانہ حیوٰۃ میں حدیث کی تدوین کے دو طرق رائج تھے

(۱) مسجد نبوی میں حجرہ مبارک کے قریب ایک چبوترہ بنا ہوا تھا، آپ کے چند صحابہ اس چبوترہ پر قرآن وحدیث یاد کرتے رہتے اور اس کا آپس میں مذاکرہ کرتے رہتے۔ قرآنی آیات کے نزول پر نبی کریم ﷺ لکھنے والے کو بلا دیتے، اس کی توضیحات وتشریحات کو یاد کرنے، حفظ کرنے کے سوا ان کو کوئی کام نہ تھا۔ سیرت وتاریخ میں ان صحابہ کو اصحاب صفہ کے نام یاد کیا جاتا ہے۔ یہ اصحاب صفہ علم قرآن وحدیث میں اسقدر مشغول تھے کہ دنیا ومافیہا کی، انہیں کچھ خبر نہ تھی حصول دنیا، حب مال، وغنا وزر ایسی صفات سے مبرا، مصفا اور پاک تھے۔ حافظ ابی نعیم ان کی صفات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"لم یجز لہم علی ما فاتہم من الدنیا الا یقیم صلبہ الا الیسیر والیہ من الحاجۃ"

---

(۱) ابی نعیم احمد بن عبداللہ، الحافظ، حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، بیروت ۱۹۷۰ء، ج ۱، ص ۳۳۹

Marfat.com

یہ اصحاب صفہ دنیا کی کسی چیز کے فوت ہو جانے پر غمگین نہیں ہوتے۔ ہمیشہ صرف اسی بات سے خوش ہوتے ہیں جو ان کے لیے آخرۃ کا حصہ بنتی ہے (یعنی دنیا اگر مل جائے تو اس کے مل جانے سے خوش نہیں ہوتے اور اگر کوئی دنیاوی مال فوت ہو جائے تو اس پر غمگین نہیں۔ خوشی و غم صرف اخروی نعمتوں کے حصول یا ان سے محرومی پر مبنی ہے۔ نبی کریم ﷺ اصحاب صفہ کے متعلق فرماتے ہیں۔

"الحمد للہ الذی جعل فی امتی من امرت ان اصبر نفسی معھم۔" (۲)

(خدا کا شکر ہے کہ اس نے میری امت میں کچھ ایسے لوگ پیدا فرمائے ہیں جن کے درمیان رہنے کا مجھے حکم دیا گیا ہے) اصحاب صفہ کی تعداد مختلف زمانوں میں مختلف رہی۔ صاحب حلیہ نے ۹ صحابہ کرام کے نام ذکر کیے ہیں۔ مولینا محمد ادریس کاندھلوی نے ۲۶ نام ذکر کیے ہیں (۳)

ان اصحاب صفہ میں زیادہ تر حفظ حدیث کا اہتمام کیا کرتے تھے اور بعض صحابہ کرام کتابت بھی کیا کرتے اصحاب صفہ کے علاوہ دیگر صحابہ کرامؓ بھی نبی کریم ﷺ کا جو قول بھی سنتے، آپ کو جو عمل کرتے دیکھتے اسے یاد رکھنے اور اسکی پیروی کرنے میں اپنی سعادت سمجھتے تھے۔ حجیت حدیث کی بحث میں صحابہ اتباع اور پیروی کے واقعات نقل کیے جا چکے ہیں۔

پیروی کے علاوہ آپ کے ارشادات کو حفظ کرنا اور اسے یاد رکھنا اپنے فرائض میں سے سمجھتے تھے حفظ کا تعلق دو باتوں سے ہے۔

(۱) جس شے کو حفظ کرنا ہے اس کی عظمت اور قدر و منزلت دل میں ہو

(۲) قوت حافظہ استعداد قوی و مضبوط ہو کہ اس میں حفظ کی صلاحیت بدرجہ اتم موجود ہو۔ ان دو حقائق کی روشنی میں جب صحابہ کرامؓ کی زندگیوں کا مطالعہ کیا جائے تو اندازہ ہوگا نبی کریم ﷺ کے ارشادات کی عظمت صحابہ کرامؓ کے دلوں میں اسقدر راسخ اور بس گئی تھی کہ اس کے خلاف کرنا، کہنا یا سننا ان کی طبائع کو گراں گزرتا تھا۔ صحابہ کرام بلا لحاظ رتبہ و مرتبہ اس شخص کو تنبیہ کیا کر دیتے تھے جس کے اعمال یا اقوال کو وہ خلاف حدیث سمجھتے تھے منکرین زکوٰۃ کے مسئلہ میں جہاد و قتال کے اعلان اور صدیق اکبرؓ سے عمر فاروق اعظمؓ کا سوال دونوں نبی کریم ﷺ کے ایک ارشاد پر مبنی تھے۔ حجیت حدیث کی بحث میں اس کی تفصیلات گزر چکی ہیں اس طرح سے صحابہ کرام کے دلوں میں نبی ﷺ کے ارشادات رسول ﷺ کی عظمت اس حد تک سرایت کر چکی تھی کہ اگر کوئی عمل اس کے خلاف کرتا ہوا دکھائی دیا اسے بھی تنبیہ کی گئی امیر مملکت کا کوئی قول یا عمل حدیث

---

(۲) ایضاً ج ۱ ص ۳۴۲، ۳۰، محمد ادریس کاندھلوی، مولانا، سیرت المصطفیٰ، لاہور، ۱۹۷۹ء، ج ۱، ص ۴۷۰، ۴۷۱

Marfat.com

کے خلاف نظر آیا۔ اس کی بھی سرزنش کی حدیث کی عظمت کے چند واقعات نقل کیے جاتے ہیں جو ایک تعلق سے

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک روایت نقل کی گئی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت دیتے سنا ہے۔ پس اگر عورتیں تم سے مسجد میں آنے کی اجازت طلب کریں تو اجازت دیدینا۔ اس پر حضرت بلال بن عبداللہ نے کہا کہ ہم تو ان کو منع کریں گے اور اس کو عورت کا بہانہ بنائیں گی۔ ابن عمرؓ ناراض ہوئے اور ان کی نافرمانی کو اوں یوں بیان کرتے ہیں۔

"فأقبل عليه عبد الله فسبّه سبًّا سيئًا ما سمعته سبه مثله قط۔ [1]

(عبداللہ بن عمرؓ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کی اتنی سرزنش کی جیسے سخت کلمات میں نے کبھی نہ سنے تھے)

سب ایسب کے لغوی معنی گالی دینے کے آتے ہیں گویا عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے بیٹے بلال بن عبداللہ کی حدیث کی اس مخالفت پر اتنی سخت ناراضی ہوئے کہ ان کو گالی دیدی۔ اور جبکہ یہ حکم کوئی فرائض دین یا اساس اسلام سے نہ تھا۔

حضرت عبادۃ بن صامت کی ایک روایت ابن ماجہ نے نقل کی کہ انہوں نے حضرت معاویہؓ کے ساتھ سرزمین روم میں کسی جنگ میں شرکت کی۔ وہاں پر لوگوں کو دیکھا کہ وہ سونے کے بدلے دینار اور چاندی کے بدلے درہم کی خرید و فروخت کیا کرتے تھے۔ آپ نے تنبیہ کی کہ تم لوگ سود کا کاروبار کرتے ہو کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔

"لا تتبايعوا الذهب بالذهب إلا مثلا بمثل لا زيادة بينهما [2]

(سونے کو سونے کے بدلے مت فروخت کرو مگر برابر برابر ہو کوئی زیادتی نہ ہو اور نہ ہی ادھار ہو)

اس پر حضرت معاویہ نے فرمایا کہ میرے خیال میں یہ ربا الفضل کی صورت میں ہے۔ معاویہؓ کی اس بات پر عبادہؓ سخت ناراض ہوئے اور ...

---

[1] مسلم، الجامع الصحیح باب ... واللفظ ...

[2] ... ص ...

"أحدثك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وتحدثني عن رأيك لئن اخرجني الله لا اسكنك بأرضٍ لك عليّ منها امرة۔ (۶)

(میں تجھ سے نبی کریم ﷺ کی حدیث بیان کر رہا ہوں اور تو میرے سامنے اپنی رائے بیان کر رہا ہے۔ اگر میں یہاں سے صحیح سالم لوٹا تو اس سرزمین میں ہرگز نہ رہوں گا۔ جہاں تیری امارت ہو)

اسی طرح حضرت عبداللہ بن مغفل کی روایت ہے کہ وہ ایک مرتبہ تشریف فرما تھے اور ان کے پاس ان کا بھتیجا بیٹھا تھا۔ جو انگوٹھے پر کنکر رکھ کر پھینک رہا تھا۔ عبداللہ نے اس کو منع کیا اور فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ اس سے کوئی شکار نہیں کر سکتا البتہ اس سے کسی کے دانت ٹوٹ سکتے ہیں، یا کسی کی آنکھ پھوٹ سکتی ہے۔ اس بچے نے وہی حرکت دوبارہ کی تو عبداللہ ناراض ہوئے اور فرمایا۔

احدثك أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عنها ثم عدت تخذف؟ لا اكلمك ابدًا۔

(میں تجھ سے نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کر رہا ہوں کہ آپ نے منع فرمایا اور تو پھر وہی حرکت کر رہا ہے۔ میں تجھ سے کبھی بات نہ کروں گا) گویا ایک بچہ بھی کوئی ایسی معمولی حرکت کا ارتکاب کرتا ہے کہ جو نبی کریم ﷺ کے کسی ارشاد گرامی کے خلاف ہے صحابہ کرام کو اس کا وہ عمل بھی گوارا نہیں اور اس سے ہمیشہ کے انقطاع کی دھمکی دیدی۔ یہ تو نبی کریم ﷺ کے ارشادات کی عظمت تھی۔ صحابہ کے دل میں تو نبی کریم ﷺ کے غسالہ اور آپ کے لعاب کی بھی اسقدر عظمت تھی کہ وہ اسے ضائع نہ ہونے دیتے تھے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر عروہ بن مسعود الثقفی قریش مکہ کی طرف سے نمائندہ بن کر نبی کریم ﷺ سے صلح نامہ کی شرائط طے کرنے آئے تھے۔ ابن ہشام، ابن اسحٰق عن زہری روایات نقل کرتے ہیں کہ عروہ نے صحابہ کرام کا نبی کریم ﷺ کے ساتھ عجیب تعلق اور عقیدت کا مظاہرہ دیکھا کہ نبی کریم ﷺ جب وضو فرماتے تو صحابہؓ آپ کے غسالہ پر لپکتے۔ آپ تھوکنے کا ارادہ فرماتے تو صحابہؓ آپ کے لعاب پر لپکتے اور اگر آپ کی لحیہ مبارکہ سے کوئی بال گرتا تو فوراً اسے لیتے۔ عروہ اس منظر کو دیکھ کر واپس مکہ گئے تو اپنے تاثرات قریش کے سامنے یوں بیان کیے۔

"یا معشر قریش انی جئت کسریٰ فی ملکہ و قیصر فی ملکہ والنجاشی فی ملکہ انی

۶۔ حوالہ بالا:

Marfat.com

واللہ ما رائیت ملکاً فی قوم قط مثل محمد فی اصحابہ ولقد رائیت قوماً لا یسلمونہ بشیٔ ابداً فرداراً ئیکم۔

اے گروہِ قریش میں نے کسریٰ کو اس کے ملک میں، قیصر کو اس کے ملک روم میں، اور نجاشی کو حبشہ میں دیکھا ہے لیکن میں نے کبھی کسی بادشاہ کی اتنی عظمت نہیں دیکھی جیسی محمد کی عظمت محمدؐ کے صحابہ کے دل میں ہے۔ میں نے وہ قوم دیکھی ہے جو انکو تنہا نہیں چھوڑ سکتی۔ اب جو تم رائے رکھو اس کے مطابق فیصلہ کرلو، جو صحابہ کرام نبی کریم ﷺ کے فیصلہ کو ضائع نہ کرسکتے تھے۔ کیا ان کے نزدیک آپ اقوال کی اتنی بھی عظمت نہ تھی کہ وہ اسے حفظ کر لیتے۔

علامہ ابن کثیرؒ نے ایک روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں دو آدمیوں نے اپنا جھگڑا پیش کیا آپ نے جو حق پر تھا، اس کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ دوسرا شخص اس پر راضی نہ ہوا۔ دونوں ابوبکرؓ کے پاس آئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس فیصلہ کو ماننے سے انکار کر دیا۔ یہ دونوں عمر فاروقؓ کے پاس آئے۔ اور ان کے سامنے اپنا قضیہ رکھا۔ اور نبی کریم ﷺ کے فیصلہ سے مطلع کیا آپ نے دوسرے فریق سے نبی کریم ﷺ کے فیصلہ کی تصدیق کی۔ اور کہا کہ ٹھہرو میں ابھی آتا ہوں یہ کہکر گھر میں گئے اور تلوار لاکر مارنے والے کا قصہ کر دیا اور فرمایا کہ جو نبی کریم ﷺ کے فیصلہ پر راضی نہ ہو۔ اس کا فیصلہ عمر کی تلوار کرتی ہے۔[۱]

یہ اس عظمت کی چند جھلکیاں تھیں جو صحابہ کرامؓ کے قلوب میں نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کے ارشادات اور آپ کی سیرۃ طیبہ کے لیے تھی۔ اسی بنیاد پر اگر تحقیق کا دروازہ کھولا جائے تو ایسے واقعات، ایک موقع نہیں بلکہ بارہا مواقع ایسے ملیں گے جو نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس اور آپ سے صحابہؓ کا تعلق و محبت بیان کرتے ہوں گے۔

دوسری اہم بنیاد قوت حافظہ ہے اس کے متعلق کچھ اہم مثالیں گذشتہ بیان کی ہیں۔ حفظ کے علاوہ جمع و تدوین حدیث کا دوسرا طریقہ، کتابت تھا۔ نبی کریم ﷺ نے بعض صحابہؓ کو خود کتابت کیا کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ کے کچھ معاہدات ہیں۔ جب یہ بحث ہوگی تو ان معاہدات پر بحث کی جائے گی جو نبی کریم ﷺ نے خود مکتوب کروائے بعد ازاں ان مجموعوں پر علماء امت اور خود صحابہ کرامؓ نے

۱۔ ابن ہشام، ابو محمد عبد الملک، السیرۃ النبویۃ، بیروت، ۱۰۰ء، ص ۲

۲۔ ابن کثیر، الحافظ ابو الفداء اسماعیل القرشی الدمشقی، البدایۃ والنہایۃ، بیروت، ۱۹۶۶ء، ص ۲

تالیف کیے۔

(۱) **کتاب الصدقۃ**: حدیث نبوی کا وہ مستند و مشہور مجموعہ جو نبی کریم ﷺ نے نہایت بڑے اہتمام سے املا کرایا بلکہ اس پر اپنی مہر ثبت بھی ثبت فرمائی۔ اس مجموعہ میں مویشیوں کی زکوٰۃ کی تفصیلات اور دیگر مسائل درج تھے جو آپ نے اپنے عمال کو بھیجنے کے لیے تیار کرایا تھا۔ مگر ابھی بھیجنے کی نوبت نہ آئی تھی کہ آپ کا وصال ہو گیا، حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں اس پر عمل کیا۔ ترمذی میں ایک روایت حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے منقول ہے۔

"کتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتاب الصدقۃ فلم یخرجہ الی عمالہ حتی قبض فقرنہ بسیفہ، فلما قبض عمل بہ ابوبکر حتی قبض ثم عمل بہ عمر حتی قبض فکان فیہ فی خمس من الابل شاۃ۔" (۹)

نبی کریم ﷺ نے کتاب الصدقہ لکھوائی آپ اسے بھی اپنے عمال تک بھیج نہ پائے تھے کہ وقتِ اجل نے آلیا۔ آپ نے اسے اپنی تلوار سے لٹکا لیا تھا۔ آپ کی وفات کے بعد ابوبکرؓ نے اپنی وفات تک اس پر عمل کیا پھر عمر فاروقؓ نے اپنی وفات تک اس پر عمل کیا اس میں تحریر تھا کہ "پانچ اونٹ پر ایک بکری واجب ہے)

(۲) **صحیفہ عمرو بن حزم**: کتاب الصدقہ کے علاوہ ایک صحیفہ کا ثبوت روایات میں ملتا ہے جو نبی کریم ﷺ نے خود حضرت ابی بن کعب سے ایک کتاب کی صورت میں لکھوایا، یہ واقعہ ۱۰ھ میں پیش آیا جبکہ نجران کا علاقہ فتح ہوا آنحضرتؐ نے عمرو بن حزم کو وہاں کا گورنر متعین کیا اس وقت یہ صحیفہ آپ نے خود املاء کرایا جس میں طہارت، نماز، زکوٰۃ، عشر، حج، عمرہ، جہاد، غنیمت اور جزیہ کے احکام، نسلی قومیت کے نظریہ کی ممانعت، دیانت، بالوں کی وضع، تعلیم قرآن اور طرز حکمرانی کے متعلق ہدایات درج ہیں۔ (۱۰)

۹۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، ملتان، نشر السنۃ، ج ۲: ص ۳، ۴، باب ماجاء فی زکوٰۃ الابل والغنم، کتاب الزکوٰۃ۔ ابوداؤد، سنن ابی داؤد۔ بیروت، دار الفکر، ج ۲: ص ۹۸۔ کتاب الزکوٰۃ۔ باب فی زکوٰۃ السائمۃ: (۱۰) دارقطنی، علی بن عمر، سنن الدارقطنی، قاہرہ، دار المحاسن للطباعۃ، ۱۹۶۶ء۔ مع تعلیق المغنی علی الدارقطنی، ج ۳: ص ۲۰۹، ۲۱۰۔ امام دارقطنی کے مطابق امام نسائی اور امام ابوداؤد نے بالترتیب سنن و مراسیل میں، ابن حبان نے صحیح ابن حبان میں، اور حاکم نے مستدرک میں اسے تخریج کیا ہے، امام حاکم کے مطابق اس کی سند صحیح ہے اور یہ روایت اساسیاتِ اسلام میں سے ایک اساس ہے، تفصیل کے لیے دیکھئے حاشیہ دارقطنی جلد و صفحہ مذکور۔

Marfat.com

عمرو بن حزمؓ نے نہ صرف اس صحیفہ کو محفوظ رکھا، بلکہ اس میں اکیس دوسرے نوشتے جو آپ نے عاذبین عریض کے یہودیوں، تمیم داری، قبائل جعفیہ وجذام، طئی، ثقیف وغیرہ کے نام لکھوائے تھے، حاصل کیے، اور ان سب کی ایک کتاب تالیف کی جو عہد رسالت کی سیاسی و سرکاری دستاویزوں میں اولین مجموعہ کی حیثیت رکھتی ہے۔(۱۱)

ان دو بڑے اور وقیع صحف کے علاوہ نومسلم وفود کے لیے صحف جیسے وائل بن حجرؓ کے لیے آپ نے ان کی درخواست پر کہ اکتب لی إلی قومی کتابًا۔ حضرت معاویہؓ کو حکم دیا تھا کہ ان اقیال حمایر کے لیے لکھ دو کہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔

مزید براں آپؐ کے وہ خطوط جو صلح حدیبیہ کے بعد اور فتح مکہ سے قبل آپ نے شاہان عالم کو لکھے اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔

مندرجہ ذیل شاہان کو آپؐ نے خطوط روانہ کیے۔

۱۔ قیصر روم۔
۲۔ خسرو پرویز کسریٰ شاہ ایران۔
۳۔ نجاشی شاہ حبشہ۔
۴۔ مقوقس شاہ مصر و اسکندریہ۔
۵۔ منذر بن ساوی شاہ بحرین۔
۶۔ شاہ عمان کے نام۔
۷۔ رئیس یمامہ ہوذۃ بن علی۔
۸۔ امیر دمشق حارث غسانی۔ (۱۲)

یہ تقریباً آٹھ خطوط تھے اور بعض روایات میں ہے کہ نجاشی کو دو خطوط روانہ کیے۔ اس طرح یہ کل ۹ ہو جائیں گے نقوش کے رسول نمبر میں بنی کریم ﷺ کے تمام خطوط جو آپ نے مختلف بادشاہوں کے نام

---

(۱۱) محمد حمید اللہ، مجموعہ الوثائق السیاسیۃ، ص۔ ۵۔ الطبعۃ الثانیۃ، ۱۹۶۱ء، ص ۴۰۔ ۱۲۔

(۱۲) علامہ محمد سلیمان منصور پوری، رحمۃ للعالمین، ج ۲، ص ۳۰۰ تا ۳۱۲

یہ تمام خطوط میں بترتیب محولہ بالا صفحات پر موجود ہے۔

Marfat.com

لکھے، نقل کیے ہیں علاوہ ازیں آپ کے تمام تبلیغی خطوط جو آپ نے مختلف اقوام کی طرف بھیجے اور مختلف امان نامے بھی نقل کیے ہیں اور ان مراسیل کی تعداد ۹۹ ہے۔ (۱۴)

نبی کریم ﷺ کی حیاۃ ہی میں جب اسلامی فتوحات کثرت سے ہونے لگی، اسلامی سلطنت یمن کے علاقہ تک پھیل گئی تھی۔

نبی کریم ﷺ نے مختلف علاقوں میں مختلف عمال، گورنر اور قاضی مقرر کرنے شروع کر دیئے، ان عمال اور قاضیان کو نبی کریم ﷺ زبانی یا تحریری کچھ ایسی نصائح فرماتے تھے جو امور مملکت و قضا میں ہمیشہ ان کی رہنمائی کرتی تھیں۔ جس کی ایک مثال صحیفہ عمرو بن حزم کی صورت میں گزر چکی۔ علاوہ ازیں حضرت علیؓ کی ایک روایت ابو داؤد اور ترمذی نے نقل کی جس کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں۔

"بعثنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی الیمن قاضیا فقلت یا رسول اللہ ترسلنی وانا حدیث السن لا علم لی بالقضا؟ فقال ان اللہ عز وجل سیھدی قلبک، ویثبت لسانک فاذا جلس بین یدیک الخصمان فلا تقض حتی تسمع من الاخر کما سمعت من الاول فانہ احری ان یتبین لک القضا قال علی: فما زلت قاضیا وما شککت فی قضا بعدہ" (۱۵)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے یمن کا قاضی بنا کر بھیجنے کا فیصلہ کیا، میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں ابھی نوجوان ہوں اور قضاء کے شعبہ میں زیادہ پختہ علم نہیں رکھتا۔ آپ مجھے کیسے قاضی بنا کر بھیج رہے ہیں؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے دل کو ہدایت اور تمہاری زبان کو استقامت دے گا۔ جب تیرے سامنے دو فریق آکر بیٹھیں تو اس وقت تک فیصلہ نہ کرنا جب تک تو دوسرے فریق کا موقف بھی اس توجہ و انہماک سے نہ سن لے جیسا کہ تو نے پہلے فریق کا سنا۔ یہ چیز تجھے واضح فیصلہ کرنے میں مدد دیگی۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد جب تک میں قاضی رہا مجھے اپنے فیصلہ میں تذبذب کا سامنا نہ ہوا۔

۱۴۔ نقوش، رسول نمبر، (لاہور، ۱۹۸۲ء) جلد دوم، ص ۲۱۷ تا ۲۷۰ (مراسلات النبویۃ) (۱۵) ابو داؤد (السنن، (بیروت، دار الفکر) ج ۳: ص ۳۰۱ کتاب الاقضیۃ، باب کیف الاقضاء ترمذی (الجامع، کراچی، ایچ ایم سعید) ج ۱: ص ۲۴۰ - ابواب الاحکام، باب ماجاء فی القاضی لا یقضی بین الخصمین حتی یسمع کلامھما۔ (امام ترمذی نے اس سند کو حسن کہا ہے۔)

اسی طرح حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجنے لگے تو حضرت معاذؓ نے دریافت کرنے پر عرض کیا کہ قرآن سے فیصلہ کروں گا اگر قرآن میں نہ ہوا تو سنت سے اور اگر سنت میں بھی نہ ہوا اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا نبی کریم ﷺ اس جواب کو سن کر مسرور ہوئے، معاذ کے سینہ پر ہاتھ مار کر فرمایا۔

الحمد للہ الذی وفق رسول اللہ لما یرضی رسول اللہ۔ (۱۶)

(خدا کا شکر ہے کہ اس نے اپنے نبی کے قاصد کو اس بات کی توفیق دی کہ جس سے اللہ کا رسول خوش ہو۔)

اسی طرح حکام، عمال اور قضاۃ کو نبی کریم ﷺ نے تحریری وثائق بھی عطا فرمائے جو امور قضاء میں ان کے رہنما کی حیثیت رکھتے تھے۔ مثلاً۔

عبداللہ بن عامر بن اکبر بن ربیعہ جو العلاء الحضرمی کے نام سے معروف ہیں کو نبی کریم ﷺ نے بحرین کا قاضی بنا کر بھیجنے کا فیصلہ فرمایا تو ان کو ایک طویل خط دیا جسے سب سے پہلے حارث بن عمیر نے اپنی مسند میں ذکر کیا۔ (۱۷)

اس خط کا کچھ متن اقضیۃ الرسول میں بھی درج ہے (۱۸)

علاوہ ازیں نبی کریم ﷺ کے تمام عہد نامے، جاگیروں کے ملکیت نامے، امان نامے، بیع نامے، قرض نامے اور اس قسم کی دوسری دستاویزات بھی حدیث کے ان مجموعوں میں سے ہیں جو نبی کریم ﷺ نے خود املاء کرائیں۔

حصہ دوم

صحابہ کرامؓ کے تالیف کردہ مجموعہ ہائے حدیث

۱۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ثمامہ بن عبداللہ بن انسؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر کے دور خلافت میں جب آپ نے انس رضی اللہ عنہ کو بحرین کے لیے روانہ کیا تو ان کو کتاب الصدقہ لکھوا کر ان کے حوالہ کی۔ یہ کتاب ان احادیث نبویہ پر مشتمل تھی۔ کہ جو صدقات و زکوٰۃ کے نصاب کے متعلق میں نبی کریم ﷺ سے

---

(۱۶) ابوداؤد کتاب السنن ج ۳ ص ۳۰۳ کتاب الاقضیہ باب فی اجتہاد الرای فی القضاء۔ (۱۷) حدیث نبی کریم ﷺ

سے روایت فرمایا۔ (۱۸) الباجی، ابی عبداللہ بن خلف اقضیۃ رسول اللہ ﷺ ص ۲۰

منقول ہیں۔

امام بخاریؒ نے کتاب الزکوٰۃ میں باب العرض فی الزکوٰۃ سے باب تک مختلف ابواب میں ان احادیث کو نقل کیا اور باب زکوٰۃ الغنم میں اس کا اکثر متن نقل کیا۔ (۱۹)

۲: **حضرت عمر فاروقؓ:** امام مسلمؒ نے عتبہ بن فرقد کی روایت نقل کی ہے جبکہ وہ آذربیجان میں مقیم تھے حضرت عمر فاروقؓ نے آپؓ کو ایک حدیث لکھ کر بھیجی کہ

"فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن لبوس الحریر قال الا ھکذا ورفع لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصبعیہ الوسطی والسبابۃ اضمّھما قال زھیر قال عاصم ھذا فی الکتاب"۔ (۱۸)

(کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ریشمی لباس سے منع فرمایا ہے اور آپؐ نے اپنی انگلیاں اٹھائیں ایک شہادت کی انگلی اور ایک بیچ کی انگلی اور دونوں انگلیوں کو ملایا، راوی، عاصم بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث اس خط میں لکھی ہوئی تھی۔)

۱۳: **حضرت عبداللہ بن عباس:**

ابن سعد نقل کرتے ہیں۔

وضع عند نا کریب حمل بعیر او عدل بعیر من کتب ابن عباس۔ (۱۹)

ہمارے پاس کریب نے ایک گدھے کے برابر ابن عباسؓ کی کتب رکھی تھیں۔

صحیفۂ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ:

امام بخاریؒ اعمش عن ابراہیم التیمی عن اُبیہ کی سند سے ایک روایت تخریج کی ہے جس میں حضرت علی بن ابی طالب کے ایک خطبہ کا ذکر ہے فرمایا۔

خطبنا علی فقال ما عند نا کتابا نقرءہ الا کتاب اللہ وما فی ھذہ الصحیفۃ فقال فیھا

---

(۱۹) بخاری، محمد بن اسمٰعیل، امام، الجامع الصحیح، (بیروت، دار الاحیاء التراث العربی) ج ۲ ص: ۴۴ تا ۴۷، باب العرض فی الزکوٰۃ ۷۴، باب لا تؤخذ فی الصدقۃ ھرمۃ ولا ذات عوار ولا تیس الا ستأ المصدق، کتاب الزکوٰۃ۔

(۱۸) مسلم، الجامع الصحیح: ج ۶: ص ۱۲۰ باب تحریم استعمال اناء الذھب والفضۃ الخ، کتاب اللباس۔ (۱۹) ابن سعد، محمد الواقد اللہ البصری، الطبقات الکبریٰ بیروت، دار صادر ۱۹۵۷) ج ۵: ص ۲۹۳ کریب ابن ابی مسلم)

Marfat.com

جراحات واسنان الأبل والمدينة حرم مابين عير
إلى كذا۔ (۲۰)

(حضرت علیؓ نے ایک بار ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا کہ ہم تمہارے سامنے کتاب اللہ اور اس صحیفہ کے سوا کوئی چیز تلاوت نہیں کریں گے۔ اور فرمایا اس صحیفہ میں زخموں کی دیت اونٹوں کے دانت اور مدینہ کے حرم ہونے کے بارہ میں احکام ہیں۔)

معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ کے پاس ایک مجموعہ حدیث تحریری شکل میں موجود تھا اور حضرت علیؓ کے نزدیک اگر کتاب اللہ کے بعد کوئی چیز تلاوت و استنباط احکام کے لائق تھی تو وہ مجموعہ حدیثِ رسول ﷺ تھا۔

۵۔ صحیفہ الصادقۃ:

عبداللہ بن عمرو بن العاص نے نبی کریم ﷺ کے فرامین کا ایک مجموعہ مرتب کیا تھا، جو عہد نبوی کے صحف میں سب سے زیادہ مشہور و معروف صحیفہ تھا۔ ابن اثیر کے مطابق اس صحیفہ میں ایک ہزار احادیث جمع تھیں (۲۱) یہ صحیفہ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند میں نقل کیا ہے۔ اس صحیفہ کی صحت و ثقاہت پر درج ذیل شہادتیں پیش کی جاسکتی ہیں۔

(۱) عبداللہ بن عمرو بن العاص نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا تھا کہ میں آپ کے اقوال تحریری شکل میں مرتب کرنے کی خواہش رکھتا ہوں۔ کیا آپ کا ہر قول لکھ لیا کروں یا صرف وہ اقوال خطہ تحریر میں لایا کروں جو آپ نشاط و خوشی کی حالت میں فرمایا کرتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے عبداللہ بن عمرو العاص کے اس سوال کے جواب میں فرمایا۔

"اکتب فوالذی نفسی بیدہ ما خرج منہ ... الا حق واشار بیدہ الی فیہ ..."

(ان دونوں لبوں کے درمیان (جو زبان ہے) اس سے کلمہ حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا)

نبی کریم ﷺ کے اسی فتویٰ کی بنا پر حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے مجموعہ حدیث تیار کیا۔

(۲) ابن عاص کے اس مجموعہ حدیث اور دیگر صحف کی شہادت حضرت ابوہریرہؓ بھی دیتے ہیں۔

---

(۲۰) ابن ماجہ، الجامع الصحیح، ج ۲، ص ۱۲۲، کتاب الجہاد، باب فضل الجہاد، ابن ابی شیبہ، المصنف، ج ۱۲، ص ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴، ۱۷۸۵، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۱۷۸۹، ۱۷۹۰، ۱۷۹۱، ۱۷۹۲، ۱۷۹۳، ۱۷۹۴، ۱۷۹۵، ۱۷۹۶، ۱۷۹۷، ۱۷۹۸، ۱۷۹۹، ۱۸۰۰، ۱۸۰۱، ۱۸۰۲، ۱۸۰۳، ۱۸۰۴، ۱۸۰۵، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸۰۸، ۱۸۰۹، ۱۸۱۰، ۱۸۱۱، ۱۸۱۲، ۱۸۱۳، ۱۸۱۴، ۱۸۱۵، ۱۸۱۶، ۱۸۱۷، ۱۸۱۸، ۱۸۱۹، ۱۸۲۰، ۱۸۲۱، ۱۸۲۲، ۱۸۲۳، ۱۸۲۴، ۱۸۲۵، ۱۸۲۶، ۱۸۲۷، ۱۸۲۸، ۱۸۲۹، ۱۸۳۰، ۱۸۳۱، ۱۸۳۲، ۱۸۳۳، ۱۸۳۴، ۱۸۳۵، ۱۸۳۶، ۱۸۳۷، ۱۸۳۸، ۱۸۳۹، ۱۸۴۰، ۱۸۴۱، ۱۸۴۲، ۱۸۴۳، ۱۸۴۴، ۱۸۴۵، ۱۸۴۶، ۱۸۴۷، ۱۸۴۸، ۱۸۴۹، ۱۸۵۰، ۱۸۵۱، ۱۸۵۲،

ما من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم احد اکثر حدیثا عنہ منی الا ما کان من فانہ کان یکتب ولا اکتب (۲۳)

صحابہ کرام میں مجھ سے زیادہ کوئی حافظِ حدیث نہیں سوائے عبداللہ بن عمرو بن العاص کیونکہ وہ لکھتے تھے اور میں لکھتا نہیں تھا۔

۶۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ،

حضرت ابوہریرۃؓ قبول اسلام کے بعد حدیث کے حفظ میں مشغول ہو گئے تھے اپنی زندگی کو انہوں نے علم حدیث کے لیے وقف کر دیا تھا، عہد رسالت میں تو انہوں نے احادیث کی کتابت نہ کی تھی بلکہ صرف حفظ پر دار مدار کیا تھا۔ جیسا کہ خود ان کے اپنے قول سے ظاہر ہوا۔ حضرت ابوہریرۃ اعلیٰ درجہ کے قوتِ حافظہ کے مالک تھے۔ اور اپنی اس خوبی میں اہل عرب میں ایک امتیازی مقام رکھتے تھے۔ امام حاکم نے مستدرک میں حضرت ابوہریرۃؓ کی ذکاوت وفہم وفراست کا ایک واقعہ ان الفاظ میں نقل کیا ہے۔

"ایک مرتبہ مروان نے حضرت ابوہریرۃؓ کا امتحان لینا چاہا، اس نے ایک کاتب کو چھپا کر بٹھا دیا۔ اور ابوہریرۃؓ سے ایک خاص موضوع پر احادیث پوچھنا شروع کیں۔ وہ بیان کرتے جاتے تھے اور کاتب در پردہ ان سے لکھتا جاتا تھا۔ دوسرے سال پھر انہوں نے اسی طریقہ سے حدیثیں پوچھیں۔ اس سال بھی انہوں نے بلا کم وکاست اسی طرح حدیثیں بیان کر دیں۔ جس طرح پچھلے سال کی تھیں۔ یہاں تک ترتیب میں بھی کوئی فرق نہیں آیا۔ (۲۴)

اس ذہانت وفطانت کے باوجود حضرت ابوہریرۃؓ نے نبی کریم ﷺ سے جسقدر روایات سنی تھیں، انہیں احاطۂ تحریر میں لے آئے۔ اس بات کا ثبوت ان کے تلمیذ حسن بن عمرو کے بیان سے ملتا ہے۔ کہ میں نے ابوہریرۃ کے سامنے ایک حدیث بیان کی۔ انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا، میں نے کہا یہ حدیث تو میں نے آپؓ ہی سے سنی ہے تو ابوہریرۃؓ نے فرمایا۔

"ان کنت سمعتہ منی، فھو مکتوب عندی" (اگر یہ حدیث تم نے مجھ سے سنی ہے تو یہ ضرور میرے پاس لکھی ہوئی ہوگی) راوی بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد ابوہریرۃؓ مجھے ہاتھ پکڑ کر گھر میں لے گئے۔

(۲۳) بخاری، الجامع الصحیح، ج ۱: ص ۲۶، کتاب العلم، باب کتابۃ العلم (۲۴) حاکم نیشاپوری، کتاب مذکور، ج ۳: ص ۵۱۰، کتاب معرفۃ الصحابۃ، امام حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

Marfat.com

اور مجھے بہت ساری کتب دکھائیں جن میں احادیث لکھی ہوئی تھیں، ہم نے اس میں وہ حدیث تلاش کرلی تو فرمایا" میں نے تجھ کو کہا نہ تھا کہ اگر تو نے مجھ سے سنی ہے تو ضرور میرے پاس لکھی ہوئی ہوگی"۔[۲۵]

اس سے معلوم ہوا کہ ابوہریرہ نبی کریم ﷺ کی سنی ہوئی تمام احادیث جن کی تعداد پانچ ہزار تین سو چونہتر (۵۳۷۴) ہے مختلف کتب میں تحریر کرلی تھیں۔

۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ:

حضرت انسؓ دس سال تک حضورؐ کی خدمت میں گھر کے ایک فرد کی طرح رہے۔ حضرت انسؓ نے نہ صرف عہد رسالت میں ہی حدیث کے بہت سے تحریری مجموعے تیار کرلیے تھے۔ بلکہ از روے احتیاط، نبی کریم ﷺ کو سنا کر ان سے توثیق بھی حاصل کرلی تھی۔ ان کے ایک شاگرد معبد بن ہلال کی ایک روایت حاکم مستدرک میں نقل کرتے ہیں۔

"کنا اذا اکثرنا علیٰ انس بن مالک رضی اللہ عنہ اخرج الینا مجالا عندہ۔ فقال ھذہ سمعتھا من النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکتبتھا وعرضتھا علیہ۔ (۲۶)

(ہم جب حضرت انس سے زیادہ اصرار کرتے تو وہ بیاضیں نکال کر لاتے اور ہم کو دکھا کر یہ فرماتے یہ وہ تمام حدیثیں ہیں جو میں نے نبی کریم ﷺ سے سنیں اور پھر آپ کو پڑھ کر سنائیں)

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ آپؓ کے پاس متعدد صحف تحریری شکل میں موجود تھے۔

۸۔ عبید ابن ابی رافع رضی اللہ عنہ:

حضرت ابن ابی رافعؓ نبی کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپؓ نے نبی کریم ﷺ سے حدیث لکھنے اجازت طلب کی۔ نبی کریم ﷺ اس کی اجازت دے دی۔ (۲۷)

آپؓ کے ان تحریری صحف کا ثبوت ابن سعد کی ایک روایت سے ملتا ہے۔

---

(۲۵) ابن عبداللہ، ابوعمر یوسف قرطبی، جامع بیان العلم وفضلہ، ص ۱۰۱، الطبعۃ الثانیۃ، [illegible]

(۲۶) حاکم، المستدرک، ج ۳: ص ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، کتاب معرفۃ الصحابۃ، ذکر انس بن مالک

(۲۷) محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، صحیفہ ہمام بن منبہ، فیصل آباد، ملک سنز، ۱۹۸۳ء، ص ۲۰

Marfat.com

روی عن علی بن ابی طالب وکتب له وکان ثقة کثیر الحدیث (۲۸)

۹۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ: م ۷۱ھ

علم اسماء الرجال کی کتب کے مطالعہ سے جابر بن عبداللہ کے ایک صحیفہ کا بھی علم ہوتا ہے۔ علامہ ابن حجر نے اس کا ذکر قتادہ کے ذکر کے ضمن میں کیا ہے جہاں وہ قتادہ کے حافظہ کو بیان کرتے ہیں

کان قتادة احفظ من اهل البصرة لم یسمع شیئًا الا حفظه وقرئ علیه صحیفة جابر مرة واحدة فحفظها۔" (۲۹)

(قتادہ اہل بصرہ میں سب سے زیادہ قوتِ حافظہ کے مالک تھے، آپؒ کوئی بھی چیز اگر ایک مرتبہ سن لیتے تو وہ حفظ ہو جاتی۔ آپؒ کے سامنے حضرت جابرؓ کا صحیفہ پڑھا گیا اور وہ آپؒ کو حفظ ہو گیا)

امام بخاریؒ اپنی کتاب التاریخ الکبیر میں قتادہ کی روایت نقل کرتے ہیں کہ قتادہ نے سعید بن عروبہ سے کہا۔

"امسك علی المصحف، فقرأ البقرة فلم یخط حرفًا، فقال یا ابا النضر لانا لصحیفة جابر أحفظ منی لسورة البقرة۔ (۳۰)

(قرآن کریم پر نظر رکھو، پھر قتادہ نے سورۃ بقرۃ کی تلاوت کی اور ایک کی بھی غلطی نہیں کی۔ اور فرمایا کہ صحیفہ جابرؓ مجھے سورۃ بقرہ سے بھی زیادہ یاد ہے۔)

ڈاکٹر حمید اللہ کے مطابق حضرت جابرؓ کا یہ صحیفہ خطبہ حجۃ الوداع اور مناسک حج کے متعلق دیگر روایات پر مشتمل ہوگا۔ (۳۱)

جابر بن عبداللہ مدینہ منورہ میں وفات پانے والے صحابہ کرام میں آخری صحابی ہیں۔

۱۰۔ عبداللہ بن ابی اوفیٰ م ۸۶ھ

جن صحابہ کرام کی وفات کوفہ میں ہوئی۔ ان میں آپؓ آخری صحابی ہیں

(۲۸) ابن سعد، الطبقات (ج ۵: ص ۲۸۲ (طبقة الموالی) (۲۹) ابن حجر، شہاب الدین ابی الفضل احمد بن علی العسقلانی، تہذیب التہذیب ۶۳۵ (حیدر آباد دکن ۱۳۲۶ھ) ج ۸: ص ۳۵۵:

(۳۰) بخاری، محمد بن اسمٰعیل، کتاب، التاریخ الکبیر (۸۲۷) حیدر آباد، دائرۃ معارف، ۱۳۶۰ ج ۴: ص ۱۸۶

(۳۱) حمید اللہ صحیفہ، ص: ۳۰

Marfat.com

آپ نے بھی کچھ احادیث پر مشتمل ایک مجموعہ تحریری شکل میں مرتب کیا تھا۔ سالم جو آپ کے کاتب تھے، آپ کی وہ احادیث نقل کر لیا کرتے تھے جو آپ خطوط کے ذریعہ دوسرے لوگوں کو لکھا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں ایم ایم عاظمی نے البوتسنا کے حوالہ سے لکھا ہے:۔

A'zami, Muhammad Mustafa.
Studies in Early Hadith Literature, (Indiana - 1978) p.43.

A'zami, op. cit.

A'zami, op. cit. pp. 51-60.

۱۱۔ عبداللہ بن زبیرؓ م ۷۳ھ

عبداللہ بن زبیرؓ نے اپنے تلمیذ عبداللہ بن عتبہ کو چند فتاوی پر مشتمل ایک خط لکھا تھا جس میں انہوں نے کچھ احادیث نقل کی تھیں۔ (۳۳)

علاوہ ازیں عاظمی نے مندرجہ ذیل صحابہ کرام کے تحریری مجموعات کا ذکر کیا ہے۔

۱۲۔ اسماء بنت عمیس۔ م ۴۰ھ کے بعد۔
۱۳۔ البراء بن عازب۔ م ۷۲ھ۔
۱۴۔ الدخاخ بن تمیس۔ م ۶۵ھ
۱۵۔ فاطمہؓ بنت محمدؐ۔ م ۱۱ھ
۱۶۔ حسن بن علیؓ۔ م ۵۰ھ
۱۷۔ جابر بن سمرہ۔ م ۷۴ھ
۱۸۔ مغیرہ بن شعبہ۔ م ۵۰ھ۔
۱۹۔ رافع بن خدیج۔ م ۷۴ھ
۲۰۔ سعد بن عبادۃ۔ م ۱۵ھ

"Abd Allah b. Abi Rafi wrote some ahadith of the Prophet which dealing the law of [illegible]"

Marfat.com

۲۱۔ سہل بن سعد الساعدی ۔ م ۹۱ھ

۲۲۔ سلمان فارسی ۔ م ۳۳ھ

۲۳۔ سمرۃ بن جندب ۔ م ۵۹ھ ۔

۲۴۔ ابی بن کعب ۔ م ۲۲ھ ۔

۲۵۔ اسید بن حضیر

۲۶۔ زید بن ارقم ۔ م ۶۶ھ ۔

۲۷۔ زید بن ثابت م ۴۵ھ ۔ (۳۴)

۲۸۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ

۲۹۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت عائشہؓ لوگوں کی فرمائش پر وقتاً فوقتاً حدیثیں لکھ کر بھیجتی رہتی تھیں

۳۰۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ (۳۵)

ان اشارات سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ یہ کہنا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں حدیث کا تحریری شکل میں کوئی مستند مجموعہ نہ تھا۔ تاریخ سے عدم واقفیت اور ضد و عناد پر مبنی ہے۔ یہ تو چند صحف ہیں جو ذکر کیے گئے کتب تاریخ کے عمیق مطالعہ سے بیسیوں اور بھی ایسے مجموعات کا انکشاف ہو سکتا ہے چند ایک کا ذکر صرف اعتراض کے جواب کے طور پر کر دیا۔ صحابہ کرام کے یہ وہ صحف ہیں۔ جن میں چند احادیث کا مجموعہ ہے۔ ان میں وہ مکاتیب شمار نہیں کیے گئے جن میں ایک دو احادیث منقول ہیں۔ ان مجموعوں میں وہ مجموعہائے حدیث بھی آئے۔ جو نبی کریم ﷺ نے خود املاء کرائے اور مہر نبوت ثبت فرمائی اور ایسے مجموعات کا بھی ذکر آیا کہ جو صحابہؓ کرام نے نبی کریم ﷺ کے سامنے تلاوت کر کے اس کا تصدیق حاصل کی۔

مذکورہ بالا مجموعہائے حدیث میں اکثریت ایسے ہیں کہ جو نبی کریم ﷺ کی حیوٰۃ مبارکہ میں ہی تیار ہو گئے تھے۔

مزید یہ کہ تحریر بکری پر حفاظت کا تمام دار و مدار نہیں تھا۔ اہل مکہ اور خصوصاً قریش اسقدر ذہین

---

(۳۵) عجاج الخطیب، محمد السنۃ قبل التدوین، (قاہرہ، مکتبہ وھبہ، ۱۹۶۳) ص ۳۲۰۔

Marfat.com

اور فطین واقع ہوئے تھے کہ پورا پورا دیوان ایک مرتبہ ہی سن کر حفظ یاد کر لیتے تھے۔ عرب، خصوصاً قریش یاد رکھنے کے لیے لکھنے کو عیب اور کند ذہنی سے تعبیر کیا کرتے تھے ان کے نزدیک وہ شخص شاعر نہ ہوتا تھا جس کے سامنے پانچسو شعر پڑھے جائیں اور پھر پوچھا جائے کہ بتاؤ ان میں مدح کا شعر کونسا تھا اور وہ سنانے میں کچھ توقف سے کام لے۔

قریش کی یہ ذہانت و فطانت صحابہ کرامؓ میں بھی بدرجہ اتم و اکمل موجود تھی، حضرت ابوہریرہؓ کی ذکاوت کا ایک واقعہ حضرت ابوہریرہؓ کے ذکر کے ضمن میں گزر چکا۔ پھر اس پر مستزاد یہ کہ نبی کریم ﷺ خود بھی یہ چاہتے تھے کہ صحابہ کرام آپ کے اقوال غور سنیں، انہیں ذہن نشین کریں۔ اور انہیں حفظ یا کتابت کے ذریعہ محفوظ کر کے دوسرے لوگوں تک پہنچائیں۔ امام بخاری ایک روایت نقل کرتے ہیں جس سے نبی کریم ﷺ کے طرز تکلم کا اندازہ بخوبی ہوتا ہے۔

"عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان اذا تکلم بکلمۃ اعادھا ثلاثا حتی تفہم عنہ"[۳۵]

حضرت انسؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپ کوئی لفظ بولا کرتے تو اس کو تین مرتبہ دہراتے تاکہ مخاطب کو سمجھ میں آجائے۔

اس کے علاوہ نبی کریم ﷺ سے کتابت حدیث کا بارہا حکم مذکور ہے۔ سال فتح مکہ کا ایک واقعہ بخاری میں مذکور ہے کہ قبیلہ خزاعہ کے ایک شخص نے بنولیث کے آدمی کو اپنے مقتولوں کے بدلہ قتل کر دیا تھا۔ آپ کو خبر ہوئی تو آپ نے اپنی سواری پر ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ ابوہریرہؓ جو اس حدیث کے راوی ہیں بیان کرتے ہیں۔

"فجاء رجل من اھل الیمن، فقال اکتب لی یا رسول اللہ فقال اکتبوا لابی فلان"[۳۶]

پس اہل یمن میں سے ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور درخواست کی کہ آپ مجھے یہ خطبہ لکھوا دیں، آپ نے حکم دیا کہ ابوفلان کے لیے یہ لکھ دیا جائے۔

امام ترمذیؒ نے ابوہریرہؓ کی ایک روایت نقل کی ہے کہ انصار میں سے ایک شخص نے اپنے سوء حفظ کی شکایت کی جبکہ وہ نبی کریم ﷺ کے اقوال کو پسند کیا کرتا تھا اور خواہشمند تھا کہ میں انہیں حفظ کر لوں۔ تو آپ نے فرمایا۔

۳۵۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب من اعاد الحدیث ثلاثا لیفہم عنہ
۳۶۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب کتابۃ العلم

"استعن یمینك و اومأ بیدہٖ الخطّ ۔" (۳۸) آپ نے فرمایا کہ اپنے دائیں ہاتھ سے مدد لیا کرو اور ہاتھ سے لکھنے کا اشارہ کیا۔ ترمذی ہی میں وہ مشہور اور معروف واقعہ بھی مذکور ہے جبکہ خطبہ حجۃ الوداع میں نبی کریم ﷺ نے ابو شاہ کو خطبہ لکھوانے کا حکم دیا تھا۔ (۳۹)

اسطرح صحابہ کرام نے اہتمام کے ساتھ تحریر و تحفیظ کے ذریعہ حدیث کی حفاظت کی۔ مزید یہ کہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر صحابہ کرام، ایک حدیث بھی نہ تحریر کرتے اور نہ ہی کسی حدیث کے حفظ کا ثبوت ملتا۔ تب بھی حفاظت حدیث پر یہ چیز اثر انداز نہ ہوتی کیونکہ صحابہ کرام کی زندگیاں، نبی کریم ﷺ کی سیرت کا عملی پیکر تھیں۔ احکام شرعیہ یا حدیث کے خلاف کوئی عمل یا کوئی قول ان کے نزدیک روا نہیں تھا۔ جس کی چند مثالیں گزر چکیں، زندگی کے ہر شعبہ میں نبی کریم ﷺ کی سنت کو اختیار کرنا، آپ کی عادات اپنانا اور آپ کے معمولات سفر و حضر کو اختیار کرنا صحابہ کرام کی زندگیوں کا شعار تھا۔ ہر ہر صحابی کی زندگی اپنی جگہ نبی کریم ﷺ کی سیرۃ طیبہ کا ایک عملی پیکر و نمونہ تھا۔

علامہ ابن اثیر نے ایک واقعہ نقل کیا ہے جس سے عبداللہ بن عمرؓ کی کثرتِ اتباع سنت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"حضرت عبداللہ بن عمرؓ رضی اللہ عنہما جب کسی سفر کے لیے مدینہ طیبہ سے روانہ ہوتے، تو جہاں رسول کریم ﷺ نے پڑاؤ کیا تھا، وہاں پڑاؤ کرتے۔ جس درخت کے سایہ میں حضورؐ نے آرام فرمایا تھا، وہاں آرام کرتے۔" (۳۹)

افعالِ اختیاریہ میں اس کامل اتباع اور اکمل پیروی کا نتیجہ یہ ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے عادات و خصال میں بھی توافق و یگانگت پیدا کر دی تھی اور صحابۂ رسولؐ میں بھی وہی عادات پائی جاتی تھیں۔ جو نبی کریم ﷺ سے منقول ہیں۔ استشہاد کے طور پر ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے جس سے نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق کی عادات میں باہم توافق کا ثبوت ملتا ہے۔

غار حرا میں نبی کریم ﷺ پر جب پہلی وحی نازل ہوئی۔ آپؐ گھر تشریف لائے اور حکم دیا کہ مجھے چادر اڑھائی جائے۔ اس موقع پر حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کی تشفی کے لیے جو کلمات کہے وہ امام بخاری نے

---

(۳۸) ترمذی، ابی عیسیٰ الترمذی، جزء ۳: ص ۲۷۵: باب فی الرخصۃ فیہ ابواب العلم، (۳۸) حوالہ بالا

(۳۹) ابن اثیر، اسد الغابہ ج: ۳: ص ۲۲۷

باب بدء الوحی إلی رسول اللہ ﷺ میں نقل کیا۔

"کلا واللہ مایخزیک اللہ ابداً انک لتصل الرحم وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق۔" (۴۰)

(ہرگز نہیں، خدا آپؐ کو کبھی ناکام نہ کریگا۔ آپؐ صلہ رحمی کرتے ہیں، ناتوانوں کا بوجھ اپنے اوپر لیتے ہیں، محتاجوں کے لیے کماتے ہیں، مہمان کی مہمان نوازی کرتے ہیں، حق کی راہ میں مصیبتیں اٹھاتے ہیں۔)

علامہ ابن کثیر کی ایک روایت کے مطابق جسے انہوں نے محمد بن مسلم الزہری عن عروۃ عن عائشہ کی سند سے نقل کیا ہے۔ سنہ نبوی میں جب اہل مکہ کے مظالم کی شدت میں اضافہ ہوا۔ اور اہل اسلام حبشہ کی طرف ہجرت کرنے لگے، حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی حبشہ کی طرف ہجرت کے ارادہ سے مکہ سے نکلے، ابھی ایک یا دو روز کے فاصلہ پر پہنچے تھے۔ کہ ابن الدغنہ سے آپؓ کی ملاقات ہوئی جب اسے یہ معلوم ہوا کہ آپؓ ہجرت کرنے کے ارادہ سے نکلے ہیں، ابن الدغنہ نے کہا۔

"فواللہ انک لتزین العشیرۃ وتعین علی النوائب وتفعل المعروف وتکسب المعدوم، ارجع فأنت فی جواری۔" (۴۱)

(خدا کی قسم تم صلہ رحمی کا حق ادا کرتے ہو۔ لوگوں کے بوجھ اٹھاتے ہو۔ نیکی اور بھلائی کرتے ہو۔ حق کی اعانت کرتے ہیں، محتاجوں کے لیے کماتے ہیں، آپؓ لوٹ جائیں آپ میری پناہ میں ہیں) اوصاف وعادات میں یہ تطابق اس کامل وبے پناہ وبیکراں اطاعت کا نتیجہ تھا جو صحابہؓ کے قلوب میں دریا کی طرح موجزن تھی۔

(۴۰) بخاری، الجامع الصحیح، ج ۱: ص ۱۳، باب بدء الوحی۔

(۴۱) ابن کثیر، ابی الفداء اسمٰعیل بن عمر، البدایۃ والنہایۃ، الطبعۃ الاولیٰ، بیروت، مکتبۃ المعارف، ۱۹۹۴ء، ج ۳: ص ۴۰

حصہ سوم عہد ترقی :

تابعین کے مرتب کردہ مجموعات :

دوسری صدی ہجری میں جبکہ وہ حضرات جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی حیوٰۃ مبارکہ اور آپ کی سیرت طیبہ کو براہ راست دیکھا تھا، آہستہ آہستہ خالقِ حقیقی سے ملنے لگے تو اس بات کی ضرورت زیادہ شدت سے محسوس کی گئی کہ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کو محفوظ کرنے کے لیے ترتیب و تحریر پر زیادہ زور دیا جائے۔ مزید یہ کہ اسلام اب پھیلتا جا رہا تھا اور عجمی لوگ اسلام میں فوج در فوج داخل ہو رہے تھے۔ ان عجمیوں کی قوتِ حافظہ عربوں کی طرح تھی۔ نہ یہ لوگ زبان عربی پر عربوں کی طرح قادر تھے۔ اور بقول ابن خلدون علمی تحقیق و ترتیب میں عربوں کی نسبت زیادہ دلچسپی رکھتے تھے۔

" والسبب فی ذلك ان الملة فی اوّلها لم یكن فیها علم ولا صناعة لمقتضیٰ احوال السذاجة والبداوة وانما احكام الشریعة التی هی اوامر الله ونواهیه كان الرجال یتلقونها من صدورهم ۔(۴۲)

(اور اس میں سبب یہ کارفرما تھا کہ ملت اسلامیہ میں قرآنِ اول میں علم اور صنعت و حرفت سے دلچسپی نہ تھی۔ عرب کی سادگی اور صحرانشین طبیعت کی وجہ سے، جہاں تک احکام شرعیہ کا تعلق ہے وہ سینہ در سینہ نقل ہو رہے تھے) آگے چل کر ابن خلدون لکھتا ہے۔

فلما بعد النقل من لدن دولة الرشید احتیج الیٰ وضع التفاسیر القرآنیة وتقیید الحدیث مخافة ضیاعه (۴۳)

(ہارون الرشید اور اسکے بعد کے زمانہ میں ضرورت محسوس ہوئی اس بات کی کہ آیات قرانیہ کی تفاسیر مرتب کی جائیں اور احادیث کو احاطۂ تحریر میں لایا جائے تاکہ وہ ضیاع سے بچ جائیں۔)

صحابہ کرام کے دور میں بھی اگرچہ تحریر احادیث کا سلسلہ موجود تھا، لیکن یہ صرف ذخیرہ کو جمع کرنے کی حد تک محدود تھا۔ اس میں ترتیب و تبویب اور تحقیق و تدوین موجود نہ تھی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے دور خلافت میں ابن حزم کو یہ فرمان جاری کیا۔

" وكتب عمر بن عبد العزیز الیٰ ابن حزم ان یكتب له احادیث عمرة ۔" (۴۴)

(۴۲-۴۱) ابن خلدون، عبدالرحمٰن، مقدمۃ ابن خلدون، (بیروت۔) ص ۵۴۳ (۴۴) ابن حجر، تہذیب التہذیب (۱۹۵۱ء) ذکر عمرۃ بنت عبدالرحمٰن ج ۱۲: ص ۴۲۹

(عمر بن عبدالعزیزؒ نے ابن حزم کو لکھا کہ مجھے عمرۃ بنت عبدالرحمٰن کی حدیثیں لکھ کر بھیجو)

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا یہ فرمان ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم تک محدود نہ رہا بلکہ عالم اسلام میں آپؒ نے اس فرمان کی اشاعت کی اور اسوقت کے دارالخلافہ دمشق میں جو احادیث جمع ہوئیں ان کی نقول عالم اسلام میں پھیلادیں۔

عمر بن عبدالعزیز کے اس فرمان کے بعد تدوین و تبویب حدیث کا باقاعدہ سرگرمی کے ساتھ آغاز ہوا۔ اور علم حدیث کو مختلف پہلوؤں سے جمع و مدون کیا جانے لگا چنانچہ اس دور میں علم حدیث کے حوالہ سے مختلف فنون اور شعبوں پر کتب تالیف کی جانے لگیں

ابن شہاب زہریؒ ۵۰ھ ـــــ ۱۲۴ھ

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ابن حزم عامل مدینہ کے علاوہ جن دو شخصیتوں کو تدوین حدیث کا فرض سونپا تھا ان میں محمد بن ابی بکر اور محمد بن مسلم بن شہاب زہری بھی تھے ائمہ اسماء الرجال کے نزدیک ابن شہاب زہری کبار ثقات میں سے ہیں جس سند میں ابن شہاب زہری موجود ہوں، دوسری سندوں کے مقابلہ میں وہ اعلیٰ شمار کی جاتی ہے۔

ابن حجر لکھتے ہیں۔

" وقال النسائی احسن اسانید تروی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الزہری عن علی بن الحسین عن ابیہ عن جدہ، والزہری عن عبیداللہ عن ابن عباس، وایوب عن عبیدۃ عن علی، ومنصور عن ابراھیم عن علقمۃ [۴۵]

(امام نسائی نے فرمایا ہے کہ نبی کریم ﷺ سے نقل کردہ روایات میں عمدہ ترین چار سند ہیں ہیں، زہری عن علی بن حسین عن ابیہ عن علی، زہری عن عبیداللہ عن ابن عباس، ایوب عن عبیدۃ عن علی اور منصور عن ابراہیم عن علقمہ یعنی امام نسائی کے نزدیک مجموعہ احادیث اسلام میں چار عمدہ ترین طرق ہیں جن میں سے دو کی ابتداء زہری سے ہوتی ہے جو تدوین حدیث سے زہری کو اسقدر شغف تھا کہ وہ حصول حدیث کے لیے ہر قسم کی مشقت و تکلیف برداشت

---

۴۵ ابن حجر، تہذیب التہذیب ۹: ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳

Marfat.com

کرنے کے لیے تیار رہتے آپؒ نے گھر گھر جاکر بوڑھوں، جوانوں، حتیٰ کہ عورتوں سے بھی حدیثیں حاصل کیں ابن حجران کے اس شوق اور طلبِ حدیث ان کی کاوشوں اور محنتوں کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

"وقال ابراھیم بن سعد بن ابراھیم خلت لابی فما فاتکما ابن شھاب قال کان یأتی المجالس من صدورھا ولا یلقی فی المجلس کھلا الا سائلہٗ ولا شابًا الا سائلہٗ ثم یاتی الدار من دور الانصار فلا یلقی فیھا شابًا الا سائلہٗ ولا کھلًا ولا عجوزًا ولا کھلۃ الا سائلہٗ حتی یحادل ربات الجمال۔ (۴۶)

(ابراہیم بن سعد بن ابراہیم بیان کرتے ہیں، میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ ابن شہاب آپ پر کس طرح فوقیت لے گئے۔ فرمایا وہ مجلس علمی میں پہلے آتے تھے۔ اور مجلس میں کوئی بوڑھا یا نوجوان ایسا نہ ہوتا تھا جس سے وہ سوال نہ کرتے ہوں، پھر انصار کے گھروں میں سے کسی گھر جاتے اور وہاں بوڑھا، جوان، بوڑھی یا ادھیر عمر کی عورت جو بھی ملتا، اس سے سوال کرتے حتیٰ کہ پردہ دار خواتین سے بھی۔)

امام زہری کے متعلق خطیب لکھتے ہیں۔

کان الزھری أول من استجاب لطلب خلیفۃ عمر بن عبد العزیز، فدوّن لہ السنن فی دفاتر ثم وزع الخلیفۃ علیٰ کل أرض لہ علیھا سلطان دفترًا، واجمع العلماء علیٰ انہٗ کان اول من دون السنۃ۔ (۴۷)

(زہری پہلے شخص ہیں جنہوں عمر بن عبدالعزیز کے فرمان کے جواب میں، حدیث کے دفاتر مدوّن کیے اور پھر خلیفہ نے وہ تمام دفاتر اپنی زیرنگیں سلطنت میں تقسیم کر دیئے، علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ زہری پہلے شخص ہیں جنہوں تدوین حدیث کی) علماء کے اس قول کی مراد یہ ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کی خواہش اور ان کے فرمان پر حدیث کی تدوین و ترتیب کرنے والوں میں زہری سب پر فوقیت لیے ہوئے ہیں۔

عمر بن عبدالعزیز کی ہدایت پر مرتب کی جانے والی احادیث کے علاوہ ابن شہاب نے نبی کریم

(۴۶) ایضاً: ص ۴۴۹ - (۴۷) الخطیب، محمد عجاج۔ السنۃ قبل التدوین (قاہرہ۔ ۱۹۶۳) ص ۴۹۴

Marfat.com

کی سیرۃ پر ایک کتاب مرتب کی جو سیرت نبویؐ پر پہلی کتاب ہے (۴۸)

ابن شہاب زہری کے علاوہ اس دور میں عالم اسلام میں حدیث کی تدوین اور کتب حدیث کی مبوب تالیف شروع ہوگئی۔ صحابہ کرام کا دور محض جمع و کتابتِ حدیث کا تھا۔ تابعین کا یہ دور حدیث کی تدوین و تبویب کا تھا کہ جن میں کتب حسبِ مسائل فقہیہ و نظریہ و عقیدہ باابا باابا ترتیب دی گئیں۔ تفصیل کو طوالت کے خوف سے ترک کیا جاتا ہے۔ اس دور کی اہم کاوشوں کا اختصار کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج البصری۔ مکہ

۲۔ مالک بن انس۔ مدینہ

۳۔ محمد بن اسحاق۔

۴۔ محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی ذئب مدینہ

آپ نے ایک موطاء تالیف کی جو مؤطاء امام مالک سے زیادہ بڑی تھی۔

۵۔ ربیع بن صبیح بصرہ

۶۔ سعید بن ابی عروبہ بصرہ

۷۔ حماد بن سلمۃ بصرہ

۸۔ سفیان ثوری (۹۷ھ ۔ ۱۶۱ھ) کوفہ

۹۔ معمر بن راشد۔ (۹۵ھ ۔ ۱۵۳ھ) یمن

۱۰۔ امام عبدالرحمٰن بن عمرو الاوزاعی (۸۸ھ ۔ ۱۵۷ھ) شام

۱۱۔ عبداللہ بن مبارک (۱۱۸ھ ۔ ۱۸۱ھ) خراسان

۱۲۔ ہشیم بن بشیر (۱۰۴ھ ۔ ۱۸۳ھ) واسط

۱۳۔ جریر بن عبدالحمید (۱۱۰ھ ۔ ۱۸۸ھ) ری

۱۴۔ عبداللہ بن وہب (۱۲۵ھ ۔ ۱۹۷ھ) مصر

یہ وہ کبار تابعین تھے جنہوں نے مختلف ابواب قائم کرکے ان سے متعلق احادیث جمع کیں اور اس طرح سارے عالم اسلام میں علم حدیث کی تدوین کا کام دوسری صدی ہجری میں کیا گیا۔

(۴۸) الکتانی، الرسالۃ المستطرفۃ، ص ۔ ۸۹

امام شعبی مذکورہ تمام محدثین سے مقدم ہیں۔ (۴۹)

محدثین کے اس دور میں جو خدمت سب سے بلند پایہ، جو تالیف عظیم المرتبت تسلیم کی گئی۔ وہ امام مالک کی موطا تھی۔ کہ جس کو علمی دنیا نے قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا۔ امام مالکؒ نے اعلیٰ بلیغ انداز میں احادیث جمع کیں۔ اور ساتھ ہی تعامل اہل مدینہ اور صحابہ کرام کے فتاویٰ بھی نقل کیئے امام مالکؒ کی یہ علمی کاوش پہلی جامع ترین کاوش تھی۔

موطا کے بعد مسانید کا دور آتا ہے اور اس دور میں سب سے پہلی مسند، ابو داؤد طیالیسی (۱۳۲ - ۲۰۴ھ) نے تالیف کی۔ اس کتاب میں باعتبار اسناد احادیث کو جمع کیا گیا۔ اسی طرز پر بعد میں اسد بن موسیٰ الاموی م ۲۱۲ھ عبیداللہ بن موسیٰ العبسی م ۲۱۳ھ، مسدد البصری ۲۲۸ھ نعیم بن حماد الخزاعی المصری م ۲۲۸ھ، امام احمد بن حنبل (۱۶۴ - ۲۴۱ھ) اسحٰق بن راہویہ (۱۶۱ - ۲۳۸ھ) اور عثمان بن ابی شیبہ (۱۵۹ - ۲۳۹ھ) نے بھی تالیفات مرتب کیں جن میں امام احمد بن حنبل کی مسند کو سب سے زیادہ شہرت حاصل ہوئی۔

دوسری صدی ہجری کے آخر میں ۱۹۴ھ میں امام المحدثین محمد بن اسمٰعیل بخاری پیدا ہوتے ہیں۔ اور تیسری صدی کی ابتداء میں مسلم بن حجاج ۲۰۴ھ، امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث السجستانی ۲۰۲ھ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی ۲۷۹ھ میں احمد بن شعیب الخراسانی النسائی ۲۱۵ھ اور ابن ماجہ ۲۰۷ھ میں پیدا ہوئے گویا ۱۹۴ھ سے ۲۱۵ھ تک کے ۱۹ سالوں میں جبال علوم پیدا ہوئے اور ان حضرات نے جو جوامع و سنن مرتب کیں۔ وہ صحاح ستہ کہلائیں۔ ان حضرات یا ان کی تالیفات کے تعارف کی حاجت و ضرورت نہیں۔ یہ حضرات تو اس مقام پر فائز تھے۔ کہ آج تک کے مؤلفین اپنی کتب و تالیفات کا تعارف و شہرت ان حضرات گرامی کی مدد سے حاصل کر رہے ہیں۔

جمع و تدوین حدیث کا یہ اعلیٰ ترین دور ہے اور ائمہ صحاح ستہ پر آکر تدوین حدیث کا کام جو صحابہ کرام اور تابعین عظام سے شروع ہوا تھا۔ اختتام پذیر ہوا۔

صحاح ستہ میں تمام احادیث ہر مؤلف کے اپنے معیار اور شرائط کے مطابق جمع کی گئی ہیں جو احادیث بخاری و مسلم میں منقول ہیں وہ صحت کے اعلیٰ ترین معیار پر سمجھی جاتی ہیں۔ اسی لیے ان کا نام

(۴۹) خطیب، محمد العجاج۔ السنۃ قبل التدوین (قاہرہ مکتبہ وھبۃ ۱۹۶۳ء) ص ۲۳۷

Marfat.com

صحیحین رکھا گیا۔ صحاح ستہ ایسی کتب ہیں کہ جو ہر کتاب اپنے اپنے مقام پر کثیر کتب کی تصنیف و تالیف کا سبب بنی اور آج اکثر محدثین کی تالیفات و تصنیفات کا محور یہی صحاح ستہ ہیں، گو ان کی مختلف زبانوں اور مختلف پہلوؤں سے شروحات مرتب کی جا رہی ہیں۔

جمع و تدوین حدیث کے سلسلہ میں تیسری صدی اہمیت کا مقام رکھتی ہے کہ اسی صدی میں تدوین حدیث اپنے عروج و کمال کو پانے والی ہوئی۔ اور اس دور کے محدثین نے حق و باطل صدق و کذب صحیح و موضوع کو نمایاں و ممتاز کر دیا۔ ائمہ صحاح ستہ کا امت پر یہ ایک ایسا احسان ہے کہ امت اس کا حق ادا کرنے سے قاصر ہے

تیسری صدی کی مبارک خدمات کے آثار و انوار باقی تھے، کہ چوتھی صدی ہجری کا سورج طلوع ہوا۔ اور آفتاب تدوین حدیث نے ایک نیا رخ اختیار کیا۔ درحقیقت چوتھی صدی ہجری کی خدماتِ حدیث طرز قدیم اور طریقۂ جدید کے درمیان ایک حد فاصل ہیں

تیسری صدی ہجری تک کے محدثین کا انداز تالیف سماع حدیث پر مبنی تھا۔ وہ سابقہ تحریری مجموعوں کے اعتماد پر براہِ راست سماع کو ترجیح دیتے تھے۔ اس سلسلہ میں امام بخاریؒ کی شرائط سب سے زیادہ سخت تھیں۔ کہ امام مسلم کے نزدیک روایت نقل کرنے کے لیے محض ہم عصر ہونا کافی تھا جبکہ امام بخاری کے نزدیک ثبوتِ لقاء ضروری تھا

جبکہ چوتھی صدی ہجری کے محدثین نے زیادہ کتب سابقہ پر مدار کیا اور بجائے سند ذکر کرنے کے صحابی سے روایت کو نقل کیا اور اصل کتاب کا حوالہ دیا۔ مجموعہ حدیث کے علاوہ اس دور میں علل حدیث تاریخ رواۃ اور دیگر علوم حدیث پر کتب تالیف کی گئیں

محدثین کے اس دور میں محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ بن نعیم بن الحکم، ابوعبداللہ الحاکم جو حاکم کے نام معروف ہیں، نمایاں و ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ آپ متعدد کتب کے مؤلف ہیں جن میں المستدرک علی الصحیحین علوم الحدیث، الاکلیل، تاریخ نیشاپور قابل قدر تالیفات ہیں خصوصاً المستدرک کو علم حدیث میں اساسی و بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ آپ ۳۲۱ھ میں پیدا ہوئے۔ علامہ ابن کثیر آپ کے متعلق لکھتے ہیں

"وقد کان من اھل الدین والامانۃ والصیانۃ والضبط والتحری والورع" (۵۱)

---

(۵۱) ابن کثیر البدایۃ: ج ۱۱: ص ۳۴۳:

Marfat.com

(آپ صاحب دین و امانت تھے۔ قوتِ حافظہ کے مالک اور اہل زہد میں سے تھے)

حاکم کے بعد دوسری قابل قدر شخصیت علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن دینار بن عبداللہ کا نام نامی آتا ہے جو علم حدیث میں دارقطنی کے نام سے معروف ہیں۔

آپ نے کتاب العلل تالیف کی، جس میں مرسل، و منقطع صحیح و موضوع کو نمایاں و ممتاز کر دیا۔ ائمہ نقاد کے لیے ایک کتاب، کتاب الافراد تالیف کی، اس کے علاوہ بھی ان کی متعدد تالیفات ہیں۔ ابن کثیر لکھتے ہیں۔

"وکان من صغرہ موصوفاً بالحفظ الباھر والفھم الثاقب، والبحر الزاخر"۔ (۵۲)

(آپ صغیر سنی سے ہی اعلیٰ قوتِ حافظہ، گہری سمجھ بوجھ کے مالک اور علم کے بحر زخار تھے۔)

آپ کی وفات ۳۸۵ھ ذیقعدہ کو ہوئی۔ (۵۳)

امام ابن حبان بھی اسی صدی میں پیدا ہوئے آپ نے المسند الصحیح نام سے ایک کتاب تالیف فرمائی جو نہ سنن کے انداز میں مرتب ہے اور نہ مسند کے آپ نے اوامر، نواہی، اخبار، اباحات اور افعال نبوی ﷺ کو مختلف انواع میں منقسم کر کے بلیغ انداز میں احادیث مرتب کیں۔

امام طبرانی م ۳۶۰ھ کی معاجم، معجم، صغیر، معجم کبیر اور معجم اوسط بھی اسی صدی کے کارناموں میں سے ایک کارنامہ ہے۔

علاوہ ازیں، قاسم بن اصبغ م ۳۴۰ھ کی کتاب "کتاب الصحیح المنتقیٰ" مرتب کی۔ ابن السکن م ۳۵۳ھ نے بھی اسی نام سے ایک تالیف مرتب کی جو السنن الصحاح الماثورہ عن النبی ﷺ کے نام سے معروف ہوئی۔

اس صدی میں ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی م ۳۲۱ھ کا کارنامہ جو "معانی الآثار" کے نام سے سامنے آیا۔ ایک قابل قدر عظیم ذخیرہ ہے جس میں ناسخ و منسوخ پر خصوصاً روشنی ڈالی گئی ہے۔ سقوط بغداد کے بعد صحاح ستہ میں منقول احادیث پر مشتمل کتب سامنے آئیں۔

امام حسین بن مسعود بغوی م ۵۱۶ھ کی کتاب مصابیح السنۃ ایک بلند مقام رکھتی ہے جس میں صحاح ستہ میں منقول احادیث نقل کی گئی ہیں شوال ۵۱۶ھ میں وفات پائی۔ (۵۴)

---

(۵۲) ایضاً: ج ۱۱: ص ۳۱۷ (۵۳) حوالہ بالا (۵۴) ایضاً ——— ج ۱۲: ص ۱۹۳

Marfat.com

سقوطِ بغداد سے عصر حاضر تک علم حدیث پر اور شروح کتب حدیث ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں تالیف کی گئیں ان کا تعارف طویل مدت، گہری دسترس اور عمیق علم کا محتاج ہے۔

باب آئندہ میں صرف برصغیر میں ابتداءِ علم حدیث کی جو خدمت ہوئی۔ اس کا اختصار کے ساتھ تذکرہ کیا جائے گا۔ اور پھر خصوصاً پاکستان میں جو علم حدیث کی خدمت ہوئی اس کا تذکرہ قدرے تفصیل سے کیا جائے گا۔

Marfat.com

باب پنجم

علم حدیث برصغیر میں

برعظیم پاک و ہند کا خطہ اس لحاظ سے خوش بخت ہے کہ علم دین کی خدمت کرنے والے، علم دین کے شجرۂ طیبہ کی آبیاری کرنے والے، اس کو ثمراتِ لذیذہ سے مزین کرنے والے بہت سے عظیم اشخاص اسی خاک سے اٹھے اور علمی و دینی خدمات کا چراغ روشن کر کے اپنے دائمی انوار و برکات کو چھوڑ کر، اپنی لازوال خدمات کو امت کے حوالہ کر کے اس دنیاء فانی سے رخصت ہوئے۔ لیکن ان کا یہ بعد محض جسمانی بعد و مرافقت تو کہلا سکتا ہے درحقیقت وہ اپنی کتابوں میں، اپنی تالیفات میں زندہ ہیں۔ اور ان کی یہ حیوۃ بخش زندگی اسوقت تک باقی رہے گی جب تک اس سرزمین پر بسنے والے، اہل علم و تشنگانِ علم، ان سے مستفید ہوتے رہیں گے۔ جب تک اس خطہ کی درسگاہیں اور ان کے در و دیوار "قال اللہ اور قال الرسول" کی صداؤں سے گونجتے رہیں گے۔ یہ ایک ایسا سلسلۃ الذہب ہے کہ جس کی آنکھوں کو خیرہ کرنے والی چمک دمک اپنے اندر دائمی تجلیات اور لافانی زیب و زینت لیے ہوئے ہے۔ یہ ایسا شجرۂ طیبہ ہے کہ بہار ہو یا خزاں، ہر سر و شاداب رہتا ہے۔ اس پر کبھی پت جھڑ نہیں آتا کیونکہ اس جڑیں مضبوط اور شاخیں ملاء اعلیٰ میں ہیں۔

"اصلھا ثابت و فرعھا فی السماء" (۱) کا مصداق ہے۔

حجیت حدیث کی ابتدائی بحث میں برصغیر کے اس طبقہ کا اختصار کے ساتھ بیان ہوا کہ جو علوم دینیہ سے محروم رہ جانے کے باعث معاصی، بدعات اور لادینی رسوم و رواج میں گھر کر رہ گیا۔ اور اس طبقہ کو بھی احاطہ تحریر میں لایا گیا کہ جو علوم سے بہرہ ور تھا۔ اور اسلام پر مغرب کی طرف سے کیے گئے اعتراضات سے مرعوب نظر آتا تھا۔ ہر دو طبقات اپنے اپنے مقام پر اس بات کی شعوری یا لاشعوری مساعی میں ہمہ تن مصروف و مشغول نظر آتے تھے۔ کہ اس شجرۂ طیبہ کو قطع کر دیا جائے۔ اس سلسلۃ الذہب کو

---

(۱) ۱۴ : ابراہیم : ۲۴ :

توڑ دیا جائے، اور اپنی خواہشاتِ نفسانیہ اور مادیت سے تعلق، عشق و محبت کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے جذبات کے مطابق قرآن و سنت کی ترجمانی کی جائے۔ ان کا نظریہ یہ تھا کہ اپنی روش اور طرزِ تفکیر زندگی تبدیل کیے بغیر، اسے اسلامی و دینی رنگ دیدیا جائے۔ برصغیر کے علماء مفسرین، محدثین اور فقہاء نے ان دو طبقوں کا مقابلہ کیا اور دلائل علمیہ سے ان کے باطل عقائد اور غلط نظریات کی بر ملا تردید کے علاوہ مستقلاً کتب تالیف کیں۔

برصغیر کے علماء کی علمی و دینی خدمات اسقدر وسیع ہیں کہ علمائے عالم اس کو تسلیم کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ ابن خلدون، فلسفۂ تاریخ کا بانی، کہتا ہے۔

"من الغریب الواقعان حملة العلم فی الملة الاسلامیة أکثرهم العجم لا من العلوم الشرعیة ولا من العلوم العقلیة إلا فی القلیل النادر ان کان منهم العربی فی نسبته فهو عجمی فی لغته۔" (۲)

(عجائباتِ عالم میں سے یہ چیز ہے کہ ملت اسلامیہ میں علوم کے ماہرین میں سے اکثر عجمی ہیں خواہ وہ علوم شرعیہ ہوں یا علوم عقلیہ، سوائے چند نادر لوگوں کے اور ان میں بھی جو لوگ نسب کے اعتبار سے عرب ہیں، وہ اپنی زبان کے اعتبار سے عجمی ہیں)

ابن خلدون کے نزدیک اکثر اہل علم عجم سے تعلق رکھتے ہیں حتیٰ کہ اگر عرب میں سے جو لوگ اہل علم تھے۔ تو وہ بھی اہل عجم سے استفادہ کی بنا پر ان کی زبان میں دسترس حاصل کرنے کی بنا پر سے

ابن خلدون اپنے اس نظریہ کے دو دلائل پیش کرتے ہیں۔

اولاً یہ کہ عرب ذہنی و دماغی لحاظ سے اعلیٰ و ارفع مقام پر فائز تھے۔ انہیں کسی بات کو یاد رکھنے کے لیے لکھنے یا اس بیان کو احاطۂ تحریر میں لانے کی ضرورت نہ تھی۔

ثانیاً عرب میں ان کی سادگیٔ طبع کی بنا پر تحقیق و تدوین اور ترتیب و تالیف کی صنعت نہیں پائی جاتی تھی۔ اگر وہ کہیں ترتیب کے قائل تھے تو صرف اوزانِ شعر میں نثر لگاری میں تالیف کا ان کے نزدیک کوئی تصور نہ تھا چنانچہ جس دور تک عربوں میں کثرت سے اعاجم آکر آباد نہ ہوئے عرب صنعت تالیف و تدوین سے منسلک نہ ہوئے۔

---

(۲) ابن خلدون، عبدالرحمٰن بن محمد، مقدمۃ ابن خلدون (بیروت، مؤسسۃ الاعلمی للطبوعات) ص ۵۴۳

اس کا تیسرا سبب یہ بھی بیان کیا جا سکتا ہے کہ اعاجم خصوصاً اہل ہند کو دینِ اسلام سے ایک خاص تعلق وانس تھا، اور اس تعلق کی بنا پر اہل ہند حصولِ علم اور خصوصاً علم دین کے حاصل کرنے کے شوقین تھے، جبکہ اہل عرب اپنے عرب ہونے اور نبی کریم کے اپنی قوم میں مبعوث ہونے پر نازاں تھے۔ اور اس بات کی ضرورت محسوس نہ کرتے تھے کہ وہ علم دین کے حصول میں کسی سے مدد طلب کریں۔ اہل ہند کا دین سے تعلق اور ان کی محبت کو انطاکی، اپنے سفرنامہ ہند میں ان الفاظ کے ساتھ بیان کرتا ہے

"ان المسلمین فی بلاد الهند من اشد المسلمین العالم غیرة علی الدین الاسلامی الحنیف. یعملون تماما بما جاء فی القرآن الشریف، لا یحیدون عن أوامر الله عز وجل قید شعرة لا تفوتهم فی صلوتهم الفروض والنوافل قلوبهم عامرة بالایمان مما لم ار له مثیلاً فی جمیع الممالک الشرقیة التی زرتها فی رحلاتی العدیدة (۳)

(بلادِ ہند کے مسلمان غیرتِ ایمانی کے اعتبار اعلیٰ درجہ کی شدت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ قرآن کریم کی تمام تعلیمات پر عمل کرتے ہیں، اللہ کے احکام سے سرمو انحراف نہیں کرتے، فرائض حتیٰ کہ نوافل پابندی سے ادا کرتے ہیں۔ ان کے دل ایمان کی دولت سے ایسے منور دیکھے ہیں کہ ممالک مشرقیہ کے متعدد سفروں میں کسی مقام پر نہیں دیکھے۔)

برصغیر میں علم حدیث کی ابتداء:

غزوۂ احزاب کے موقع پر خندق کھودتے وقت حضور اکرم ﷺ نے، روم، فارس اور حیرہ کے محلات کے دکھائے جانے کی جو پیشین گوئی فرمائی تھی، حجیت حدیث کی بحث میں تفصیل سے نقل کی جا چکی ہے۔ حضور کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ منتخب ہوئے۔

ان کا مختصر دورِ خلافت اندرونی فتنوں اور سازشوں کی سرکوبی میں گزر گیا، لیکن ان اندرونی سازشوں کی سرکوبی اور بیرونی فتوحات کے آغاز سے صدیق اکبرؓ نے آئندہ آنے والے خلیفہ کے لیے ایسی مضبوط بنیاد قائم کر دی تھی کہ جس پر چل کر وہ عمارتِ اسلام کو وسیع تر کر سکتے تھے۔

---

(۳) انطاکی، فتح اللہ، الہند کما رأیتها، (مصر، مطبعة ودیع الوفا فضل - ۱۹۳۳ء) ص ۲۱ - (۴) فاروقی، خورشید احمد، حضرت عمرؓ کے سرکاری خطوط، لاہور، ادارۂ اسلامیات ۱۹۷۸: دیکھئے نقشہ ص ۶۲ اور ۶۳ کے درمیان:

Marfat.com

حضرت عمرؓ فاروق نے ان فتوحات کے سلسلہ میں اساسی و بنیادی کردار ادا کیا۔ ان کے دس سالہ دورِ حکومت میں مملکت اسلامیہ کی سرحدیں شمال میں افریقہ تک، جنوب میں کرمان تک، مشرق میں آرمینیہ تک اور مغرب میں عدن تک پھیل گئی تھیں۔

علامہ طبری سنہ ۲۱ھ کے واقعات کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ فتح نہاوند کے بعد حضرت عمرؓ نے لشکر اسلامی کو عجم میں گھسنے کا حکم دیا۔ شعیب عن سیف عن محمد وطلحہ، مہلب عمرو اور سعید نے بیان کیا ہے۔

"لما رأى عمر ان يزدجرد يبعث عليه في كل عام حربا وقيل له لا يزال هذا الذئب حتى يخرج من مملكته اذن للناس في الانسياح في ارض العجم حتى يغلبوا يزدجرد"۔ (۱)

(جب عمرؓ نے یہ دیکھا کہ شاہِ یزدگرد ہر سال اپنی قوم کو مسلمانوں کے خلاف جنگ پر آمادہ کرتا ہے اور آپؓ کو بتایا گیا کہ یزدگرد یہی طریقہ اختیار کیے رہے گا جب تک کہ وہ اس سرزمین سے نکال نہ دیا جائے چنانچہ عمرؓ نے افواجِ اسلامی کو عجم کی سرزمین میں گھسنے کی اجازت دیدی۔ یہاں تک کہ وہ یزدگرد پر غلبہ حاصل کرلیں)

سرزمین عجم پر فتوحات کا یہ سلسلہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں شروع ہوا اور حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں اسلامی سلطنت جنوب کی جانب ہرات اور بلخ تک پہنچ گئی تھی۔

عجم کی فتوحات کا یہ سلسلہ جو حضرت عمرؓ کے زمانہ میں شروع ہوا، حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد سنہ ۹۳ھ میں اموی دورِ حکومت میں مکمل ہوا جبکہ ولید بن عبدالملک سلطنتِ اسلامی کے [illegible] بن یوسف کوفہ کے گورنر تھے۔ حجاج کے بھتیجے محمد بن قاسم نے [illegible] کے راستہ سندھ میں داخل ہوکر سندھ کو فتح کیا۔ اس وقت سندھ پر ہندو بادشاہ راجہ داہر حکومت کر رہا تھا۔ اس معرکہ میں مسلمانوں نے سندھ کا ایک وسیع علاقہ فتح کیا اور راجہ داہر قتل کر دیا گیا۔ کثیر مقدار میں مالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ (۱)

اس طرح برصغیر میں اسلام پہلی صدی ہجری کے اواخر یعنی سنہ ۹۳ھ [illegible] میں سندھ کی جانب سے

---

(۱) طبری، ابوجعفر محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک، دمشق، دار القلم، ج ۲، ص ۲۲۲ (۲) [illegible] ایک مشہور شہر ہے جو اصفہان کی پرانی [illegible] جانب ۷۰ میل [illegible] جنوب کی جانب ۲۲ میل [illegible] محمد بن [illegible] منسوب کئے جاتے ہیں، دیکھئے حموی، معجم البلدان، ج ۵، ص ۲۲۲ [illegible] ابن اثیر، [illegible] الصحابہ، ج ۲، ص ۲۲۲، مکتبہ [illegible]، ج ۲، ص ۲۲۲

داخل ہوا، اسی مناسبت سے سندھ کو "باب الاسلام" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

فتح سندھ کے بعد اہل عرب کثرت سے سندھ میں آنے لگے اور اہل سندھ نے بھی عرب کی آمد و رفت شروع کر دی۔ اہل عرب اور اہل ہند کی اس آمد و رفت کے نتیجہ میں اہل ہند اور خصوصاً اہل سندھ کو علوم دینیہ کے حصول کا شوق و جذبہ پیدا ہوا چنانچہ ان حضرات نے اہل عرب سے علم تفسیر و حدیث کے علوم حاصل کرنے شروع کیے۔ اور پھر برصغیر میں علوم دینیہ کا چراغ روشن کیا۔ علوم دینیہ میں علم تفسیر اور حدیث کو خصوصی و امتیازی مرتبہ حاصل تھا۔ چنانچہ اس کے لیے انفرادی دروس کے علاوہ مراکز علم بھی قائم کیے گئے۔

اب مختلف ادوار میں سندھ اور پورے برصغیر میں علم حدیث کی جو خدمات ہوئیں ان کا اختصار کے ساتھ جائزہ پیش کیا جائیگا۔

دور اول

دوسری صدی ہجری / آٹھویں صدی عیسوی تا چوتھی صدی ہجری / دسویں صدی عیسوی۔

دوسری صدی:

سرزمین سندھ میں علم حدیث کی ابتداء بقولِ بعض مؤرخین پہلی صدی ہجری میں نبی کریم ﷺ کے زمانہ حیوٰۃ میں ہی ہو گئی تھی اس کے ثبوت کے طور پر ایک روایت "جمع الجوامع" کے حوالہ سے پیش کی جاتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پانچ صحابہ رضی اللہ عنہم اکرام کو اپنا ایک مکتوب گرامی دیکر سندھ بھیجا تھا۔ یہ صحابہ اکرام سندھ آئے اور دین اسلام کی تبلیغ شروع کی۔ بہت سی ارواح سعیدہ ان صحابہ کرام کے دست مبارک پر مشرف باسلام ہوئیں۔ دو صحابی سندھ کا ایک وفد لے کر نبی کریم ﷺ کی زیارت کے لیے گئے اور تین صحابی سندھ میں ہی مقیم ہو گئے۔"

"تاریخی لحاظ سے یہ روایت محل اشکال ہے کہ نبی کریم ﷺ کے مکاتیب گرامی سلاطین کے نام یا سرداران قبائل کے نام، محفوظ ہیں اور کتب تاریخ و سیرت میں منقول ہیں۔

ان مکاتیب سے کہیں اس بات کا ثبوت نہیں ملتا کہ نبی کریم ﷺ نے اہل سندھ کو کوئی مکتوب بھیجا ہو۔ دیگر یہ کہ نبی کریم ﷺ کے پاس جو وفود آئے، ان کا بھی روایات سیرت میں جامعیت کے ساتھ

Marfat.com

ذکر ہے لیکن کسی روایت سیرت میں وفود کے ضمن میں سندھ کے کسی وفد کا نبی کریم ﷺ کی زیارت کرنا ثابت نہیں۔

تاریخی روایات سے یہی بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ سندھ میں علوم دینیہ کا چراغ محمد بن قاسم کی آمد کے بعد دوسری صدی ہجری میں روشن ہوا۔

سندھ میں علم حدیث کی خدمت کے سلسلہ میں سندھی محدثین کو چار طبقات میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ وہ محدثین جو سندھ میں پیدا ہوئے، لیکن ان کی نشوونما اور تعلیم و تربیت عرب میں ہوئی وہ عرب میں رہے اور عرب میں ہی فوت ہوئے۔

۲۔ وہ جو نسلاً عرب تھے۔ ان کی ولادت، نشوونما و تعلیم و تربیت عرب میں ہوئی۔ سندھ میں فتح اسلام کے بعد وہ کسی سرکاری فرض منصبی کی انجام دہی کے لیے یا از خود ہجرت کر کے سندھ میں آکر آباد ہو گئے۔

۳۔ وہ جو سندھ میں پیدا ہوئے۔ سندھ میں انہوں نے تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں عرب ہجرت کر گئے اور وہاں ان کی وفات ہوئی۔

۴۔ وہ جو سندھ میں پیدا ہوئے۔ ان کی تعلیم و تربیت سندھ میں ہوئی اور سندھ میں ہی فوت ہوئے۔ سندھ میں علم حدیث کی خدمات کا جائزہ لیتے ہوئے۔ چاروں طبقات کے محدثین کو بیان کیا جائے گا۔ سندھ میں علم حدیث کے ابتدائی دور میں جن محدثین کے نام ملتے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ مفضل ابن مہلب ابن ابی صفرۃ م ۱۰۲ھ / ۷۲۰ء

ابن حبان اور ابن حجر نے آپ کو نعمان بن بشیر کا شاگرد قرار دیا ہے اور ابن حبان نے ثقات میں شمار کیا ہے۔ قندابیل (سندھ) کے مقام پر شہید کیے گئے (۹)۔

مفضل دوسرے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

۲۔ ابو عبداللہ مکحول م ۱۱۳ھ / ۷۳۶ء

ابو عبداللہ مکحول سندھ سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ ہذیل کی ایک ناقون کے غلام تھے۔ علم حدیث

۹۔ ابن حجر، احمد بن علی العسقلانی، تہذیب التہذیب ۱۰ جلد (حیدر آباد، ۱۳۲۶ھ) ج ۱۰، ص ۲۰۵۔

Marfat.com

وفقہ میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔ انس بن مالک اور واثلہ بن اسقع جیسے راویانِ حدیث سے سماع کیا، امام اوزاعی اور سعید بن عبدالعزیز کے استاد تھے، امام زہری جن چار حضرات کو اس دور میں علماء شمار کرتے تھے آپ ان میں سے ایک تھے، آپ کا قیام دمشق میں تھا اور وہیں آپ کی وفات ۱۱۸ھ / ۷۳۶ء میں ہوئی۔ (۱۰)

۳۔ اسلم بن سندھی۔ م دوسری صدی ہجری:

اسلم بن سندھی سندھ کے قدیم محدثین میں سے ہیں۔ ابوالحسن بن علی بن حسن السیابزی کے استاد ہیں۔ سیابزہ بخارہ کے گاؤں میں سے ایک گاؤں ہے۔

آپ کا صحیح سنہ وفات تو معلوم نہیں ہو سکا البتہ اندازہ کیا جاتا ہے کہ آپ کا تعلق دوسری صدی ہجری سے ہے (۱۱)

سمعانی نے سیابزی کے ضمن میں ابوالحسن کے تذکرہ کے ساتھ آپ کا ذکر کیا ہے (۱۲)

۴۔ عباس بن سندھی۔ م دوسری صدی ہجری

عباس بن سندھی بھی اس صدی کے محدث ہیں۔ آپ نے کبار محدثین۔ داؤد بن شعیب اور ابوالولید الطیالسی سے سماع کیا۔ اور عقیلی، اسامہ بن علی بن علیک جیسے محدثین آپ کے تلامذہ شمار ہوتے ہیں آپ کی سند داؤد بن شعیب سے ہوتی ہوئی صحابہ کرامؓ میں عبداللہ بن عباس پر منتہی ہوتی ہے (۱۳)

آپ کے مشائخ سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کا تعلق بھی دوسری صدی ہجری سے تھا

۵۔ عمرو بن مسلم الباھلی م سنہ ۱۲۰ھ / ۷۳۸ء

قتیبہ بن مسلمؒ کے بھائی، اپنے بھائی طرح مجاہد و سپاہ اسلام۔ محمد بن قاسم کی فتح سندھ کے بعد مرو کے

(۱۰) محمد اکرم نصر لاہوری، قاضی۔ امعان النظر شرح نخبۃ الفکر، حیدر آباد، شاہ ولی اللہ اکیڈمی مقدمہ و تدوین قاسمی غلام مصطفیٰ مولانا۔ ص ۳ (مقدمہ) (۱۱) اطہر مبارکپوری۔ رجال السند والہند۔ ص ۷۹۔

(۱۲) سمعانی: الانساب ص ۲۲۱ الف

(۱۳) اطہر مبارکپوری کتاب مذکور۔ ص ۱۶۵۔

عامل ہوئے۔ یعلیٰ بن عبید کے تلمیذ تھے اور ابوطاہر نے آپ سے احادیث روایت کی ہیں۔ (۱۴)
اگرچہ آپ سپاہ اسلام تھے اور مجاہدانہ زندگی گزارتے تھے لیکن درسِ حدیث اور دینِ اسلام کی تبلیغ سے خصوصی لگاؤ تھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دورِ حکومت میں خلیفہ کی دعوت پر عمرو بن مسلم کی ولایت میں متعدد ہندو راجا مسلمان ہوئے جن میں راجہ داہر کا بیٹا سنہا بھی شامل تھا۔ (۱۵) عمرو بن مسلم بھی طبقہ ثانیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

۶۔ محمد بن عبدالرحمٰن البیلمانی، الکوفی۔ م ۱۴۰ تا ۱۵۰ھ

بیلمان کے متعلق بلاذری لکھتے ہیں۔

البیلمان من بلاد السند والهند تنسب اليها سيوف البيلمانية۔ (۱۶)

(بیلمان بلاد سندھ اور ہند میں سے ایک شہر ہے۔ اور اس شہر کی طرف بیلمانی تلواریں منسوب کی جاتی ہیں)

محمد بن عبدالرحمٰن سندھ کے اس شہر میں پیدا ہوئے اور بعد میں کوفہ ہجرت کر گئے اور وہیں تعلیم حاصل کی اور مسند درسِ حدیث بچھائی۔

امام بخاری تاریخ الصغیر میں لکھتے ہیں کہ محمد کی وفات ۱۴۰ اور ۱۵۰ھ کے درمیان ہوئی۔ ابن حجر کے مطابق محمد آلِ عمر کے موالی میں سے تھے اور آپ نے اپنے والد، اور والد کے [illegible] کا نام مذکور نہیں کے علاوہ سعید بن بشیر البجاری، عبیداللہ بن عباس بن الربیع الحارثی اور [illegible] سے روایت کی ہے۔ ابن حبان، حاکم، ساجی، حمیدی اور بخاری محمد کو منکر الحدیث قرار دیتے ہیں۔ امام بخاری فرماتے ہیں۔

محمد بن عبدالرحمٰن البیلمانی موالی عمر عن ابیہ منکر الحدیث [illegible] محمد بن عبدالرحمٰن البیلمانی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ عمر کے آزاد کردہ ہیں۔ منکر الحدیث ہیں۔

۱۴۔ ابن حجر، تہذیب۔ ج ۸، ص ۵۰۱، ۵۰۲، بلاذری، انساب الاشراف، ج ۱۰، ص ۳۴۰

۱۵۔ الحموی، شہاب الدین ابی عبداللہ، معجم البلدان، بیروت، ج ۱، ص ۴۵۲، ذکر بیلمان

۱۶۔ ابوعبداللہ اسمٰعیل، التاریخ الکبیر، ۸ ج، بیروت، ج ۱، ص ۱۶۳

Marfat.com

ابن حبان فرماتے ہیں۔ کہ انہوں نے اپنے والد سے جسقدر روایات بھی نقل کی ہیں، سب موضوع ہیں محمد بن عبدالرحمٰن بھی طبقہ ثانیہ کے افراد میں سے نظر آتے ہیں (۱۷)

۷۔ محمد بن ابراہیم بلیمانی، متوفی دوسری صدی ہجری

محمد بن ابراہیم کا تعلق بلیمان سے تھا۔ آپ عبیداللہ بن عباس بن الربیع نجرانی نے آپ سے سماع کیا حموی نے نجران کے ضمن میں آپ کا تذکرہ کیا ہے (۱۸) آپ تبع تابعین میں سے ہیں سفیان ثوری۔ ابن عیینہ۔ حسین بن علی جعفی۔ یحییٰ بن سعید القطان جیسے کبار محدثین آپ کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ابوحاتم نے آپ کو ثقہ قرار دیا ہے، امام بخاری نے آپ کی ایک حدیث چار مقامات پر تخریج کی ہے۔ ابوحاتم کے علاوہ ائمہ اسماء الرجال ـــــ ابن حبان اور یحییٰ بن معین نے آپ کو ثقہ قرار دیا ہے۔ (۱۹)

۸۔ ابوموسیٰ اسرائیل بن موسیٰ۔ البصری، نزیل السند م ۱۵۵ھ/۷۷۱ء

بصرہ کے باشندہ تھے۔ تاجر کی حیثیت سے سندھ آئے اور وہیں سکونت اختیار کرلی حسن البصری اور ابوحازم الاشجعی سے روایت کرتے ہیں۔

سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، سعید القطان، جیسے کبار محدثین آپ کے تلامذہ ہیں امام بخاری نے چار مقامات پر ابوموسیٰ کی روایات نقل کی ہیں (۹)

۹۔ ابوحفص الربیع بن صبیح السعدی البصری م سنہ ۱۶۰ھ/۷۷۶ء

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے سنہ ۹۹ھ میں اپنے تمام عمال کو عموماً اور والیٔ مدینہ ابوبکر بن حزم کو خصوصاً

---

(۱۷) ابن حجر۔ تہذیب التہذیب (۴۸۷) ج ۹: ص ۲۹۳۔ اطہر مبارکپوری۔ رجال السند والہند۔ ص ۱۳

(۱۸) عبدالحیٔ، سید نزہتہ الخواطر: ج ۱: ص ۱۸، ۱۹۔ اطہر مبارکپوری کتاب مذکور ص ۲۰۶۔ حموی۔ معجم البلدا ج ۵: ص ۲۷۰ ذکر نجران: (۱۹) الف: سمعانی۔ الانساب ۵۹۳ الف: (ب) عبدالحیٔ نزھۃ الخواطر ج ۱ عسقلا تہذیب التہذیب: ج ۱: ص ۲۶۱ (د) ایضاً... تقریب التہذیب ج ۱: ص ۶۴: محمد اسحٰق علم حدیث میں پاک و ہند کا حصہ ص:

Marfat.com

احادیث کی جمع و تحریر کا حکم دیا۔ چنانچہ اس حکم کے نتیجہ میں کوفہ میں سفیان ثوری، شام میں اوزاعی، یمن میں معمر بن راشد، مصر میں لیث بن سعد، واسط میں ہشیم (رہے ہیں جریر بن عبدالحمید، خراسان میں عبداللہ بن مبارک اور بصرہ میں سعید بن عروبہ، حماد بن سلمہ اور الربیع بن صبیح نے تدوین حدیث کا کام شروع کیا تھا۔ اس سلسلہ میں امت کے پاس ابن شہاب زہری کی کتاب سب سے پہلے سامنے آئی البتہ بصرہ میں تدوین حدیث کرنے والے تین محدثین میں سے الربیع کی کتاب سب سے پہلے مدون شکل میں سامنے آئی۔

آپ نے حسن بصری، حمید الطویل، عطاء بن ابی رباح، یزید رقاشی، ثابت البنانی، اور مجاہد بن جبر، ابوالزبیر، ابوغالب سے شرف تلمذ حاصل کیا جبکہ سفیان ثوری، ابن المبارک، عبدالرحمٰن، ابن المہدی، وکیع بن الجراح، ابوداؤد، طیالسی، ابوالولید، آدم بن ابی ایاس الطیالسی، ابونعیم جیسے کبار محدثین آپ کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔

ائمہ محدثین اسماء الرجال میں سے عفان بن مسلم، ابوالولید، ابوداؤد، عبداللہ، ابن معین، ابوزرعہ ابوحاتم، مبارک، مسلم بن ابراہیم، ابن عدی، نے ربیع کو ثقہ، صالح اور صدوق قرار دیا ہے جبکہ ساجی عقیلی، فلاس، ابواحمد الحاکم، ابن سعد، نسائی، ابن معین، وغیرہ نے ربیع کو ضعفاء میں شمار کیا ہے۔ ابن حنان نے اس اختلاف کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہا۔

" کان من عباد اھل البصرۃ، وزھادھم وکان یشبہ بیتہ باللیل بیت النحل من کثرۃ التہجد الا ان الحدیث لم یکن من صناعتہ فربما یھم فیما یروی کثیراً حتی وقع فی حدیثہ المناکیر من حیث لا یشعر۔ لا یعجبنی الاحتجاج بہ اذا انفرد۔"

آپ بصرہ کے عابدین اور زاہدین میں سے ہیں آپ کا گھر کثرت تہجد کی بنا پر رات کے شہد کی مکھیوں کے چھتہ سے مشابہ ہوتا تھا۔ لیکن آپ کے ہاں حدیث میں صنعت نہیں ہے اور آپ پر کثرت روایت کا الزام لگایا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ آپ کی روایات میں غیر شعوری

(۲۰) ابن حجر۔ تہذیب التہذیب (۱۴۰۴) ج ۳: ص ۲۴۹ مزید بالا اقوال سے علاوہ ابن حجر نے دیگر ائمہ کے اقوال بھی نقل کیے ہیں جنہیں خوف طوالت سے ترک کر دیا تفصیل طلب قارئین اصل کی طرف رجوع فرمائیں۔

Marfat.com

طور پر بعض منکر روایات بھی شامل ہوگئیں۔ مجھے آپ کے انفراد کی صورت میں بھی آپ کی حدیث سے استدلال میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔)

گویا آپ کا زہد و تقویٰ اور حدیث سے کمالِ تعلق اس بات سے مانع تھا کہ آپ اپنے سامنے بیان کردہ حدیث کی نقل سے قبل تحقیق کریں۔ اسی وجہ سے کثیر تعداد میں منکر روایات آپ کی مرویات میں شامل ہوگئیں اور آپ بعض ائمہ اسماء الرجال کے نزدیک متہم ہوئے۔

علامہ طبری فرماتے ہیں۔

"انه خرج غازیاً إلی السند ضمن خرج مع عبد الملك بن شهاب المسمعی من مطوعة اهل البصرة فمات به (۲۱)

عبد الحئی کے مطابق آپ کی وفات ارض سندھ میں ۱۶۰ھ میں ہوئی (۲۲)

ابن حجر ابن سعد کا قول نقل کرتے ہیں۔

"خرج غازیا الی الهند فمات فدفن فی جزیرة من الجزائر سنة ۱۶۰

فی اول خلافة المهدی اخبرنی بذٰلك شیخ من اهل البصرة کان معه (۲۳)

(ربیع جہاد کے لیے ہندوستان گئے اور ۱۶۰ھ میں مہدی کے ابتدائی دور میں فوت ہوگئے اور ایک جزیرہ میں دفن کیے گئے۔ اس واقعہ کو مجھ سے بصرہ کے ایک شیخ نے بیان کیا جو ان کے ساتھ تھے۔)

ابن سعد کے اس قول سے طبری کے بیان کی تائید و توثیق ہوتی ہے کہ ابن سعد یہ روایت ایک ایسے شخص سے نقل کرتے ہیں جو بصری کے ساتھ تھے۔

علاوہ ازیں بلاذری نے فتوح البلدان میں اور علامہ ابن عماد حنبلی نے شذرات الذہب میں بھی یہی فرمایا کہ منبہ کے غزوہ میں شہید ہوئے اور وہیں دفن ہوئے۔

متقدمین مؤرخین بلاد سندھ اور بلاہند کی اصطلاحات علیحدہ علیحدہ مملکتوں کی حیثیت سے استعمال کیا کرتے تھے۔ ان کے نزدیک، بلاد سندھ کا اطلاق ملتان تک کے علاقہ پر ہوا کرتا تھا اور اس سے آگے کے تمام علاقے بلاد ہند کہلاتے تھے۔ صاحب نزھۃ الخواطر کو بلاد ہند سے یہ غلط فہمی پیدا ہوئی اور انہوں

(۲۱) طبری، محمد بن جعفر بن جریر، تاریخ الرسل و الملوک جزء ۱۲ ص ۱۲۶ (۲۲) الحسینی، عبد الحئی بن فخر الدین، نزھۃ الخواطر و بھجۃ المسامع و النواظر (حیدر آباد، دائرۃ المعارف ۱۹۶۲) ج ۱: ص ۲۴ - ۲۵ (۲۳) ابن حجر، تہذیب التہذیب (بیروت) ج ۳، ص ۲۰۸

نے آپ کی جائے وفات ارض (سندھ) ذکر کی۔ مزید یہ کہ ابن اثیر کی تصریح اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ آپ ۱۵۹ھ معرکہ باربد میں شریک ہوئے تھے۔

کان المهدی قد سے سنة تسع وخمسین ومائة جیشا فی البحر وعلیهم عبد الملك بن شهاب المسمعی الی بلد الهند فی جمع کثیر من الجند والمتطوعة وفیهم الربیع بن صبیح فساروا حتی نزلوا علی باربد۔" (۲۳)

(مہدی نے ۱۵۹ھ میں بحری راہ سے ایک فوجی مہم جس کے امیر عبدالملک بن شہاب مسمعی تھے بلاد ہند کو روانہ کی اس میں بہت سی فوج اور مطوعہ کے رضاکار شامل تھے، انہی میں ربیع بن صبیح بھی تھے۔ یہ لشکر بغداد سے روانہ ہوا اور باربد میں اترا)

ان تصریحات سے اندازہ ہوتا ہے کہ ربیع کی شہادت باربد کے آس پاس کسی علاقہ میں ہوئی اور وہیں ان کا مدفن ہے۔

۱۰: ابومعشر نجیح بن عبدالرحمٰن السندی م ۱۷۰ھ / ۷۸۶ء

ابومعشر نجیح کا نام دوسری صدی کے کبار محدثین میں شمار ہوتا ہے آپ اگرچہ نسلاً سندھی تھے آپ کے والد سندھ سے گرفتار ہو کر عرب گئے اور بنو ہاشم کے گھرانہ کے غلام رہے ابومعشر کی پیدائش عرب ہی میں ہوئی اور وہیں آپ کی نشوونما اور تعلیم و تربیت ہوئی ائمہ اسماء الرجال کی ایک کثیر تعداد نے آپ کی تعدیل کی ہے جبکہ بہت سے ائمہ نے آپ پر جرح بھی کی ہے۔ ائمہ صحاح ستہ نے آپ کی روایات کو نقل کیا ہے۔ آپ سعید بن المسیب، محمد بن کعب، ابوبردہ بن ابی موسیٰ اور ہشام ابن عروہ جیسے جلیل القدر محدثین سے حدیث روایت کرتے ہیں اور لیث بن سعد، محمد بن ابی معشر، عبدالرزاق، ابونعیم، سفیان ثوری، محمد بن بکار وغیرہ کے نام آپ کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔

عباسی خلیفہ مہدی کی خواہش پر آپ مدینہ منورہ سے بغداد آگئے اور وہیں سے آپ کو سندھ روانہ کر دیا اور وہیں رمضان ۱۷۰ھ / ۷۸۶ء میں وفات پائی۔

آپ نے سندھ میں اگرچہ براہ راست علم حدیث کے درس کی صورت میں کوئی خدمات نہیں کی

۲۳ ابن اثیر، الکامل، ج ۶، ص ۱۰۰۔ دیکھئے مقالہ قاضی اطہر مبارکپوری، معارف شمارہ ۵، ج ۵۰، ۱۹۴۲ء، ص ۱۹۰

Marfat.com

لیکن آپ کے تلامذۂ ارشد نے خصوصاً آپ کے برخوردار محمد بن معشر نے سندھ میں علم حدیث کی جو خدمت کی وہ نسیج کا ہی فیض تھا۔ (۲۴)

۱۱۔ عبدالرحمٰن بن عمرو سندھی امام اوزاعی: ۸۸ھ/۷۰۶ء صفر ۱۷۵ھ/۷۹۱ء

امام اوزاعی اور آپؒ کے ہمعصر، امام ابوحنیفہ کو مؤرخین نسلاً سندھی شمار کرتے ہیں اسی لیے سندھ کے محدثین کے تذکرہ کے ضمن میں امام ابوحنیفہ اور امام اوزاعی کا ذکر ضرور کیا جاتا ہے۔ آپ عطاؑ بن ابی رباح، قاسم بن مخیمرہ شداد بن ابی عمار محمد بن ابراہیم التیمی اور یحییٰ بن ابی کثیر جیسے کبار محدثین کے شاگرد ہیں اور ایک روایت کے مطابق محمد بن سیرین سے بھی سماع ثابت ہے۔ علاوہ ازیں شعبہ، ابن المبارک، ولید بن مسلم یحییٰ بن السلطان محمد بن یوسف الفریابی کے علاوہ خلائق کثیرہ نے آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔

ابن حبان نے اوزاعی کو ثقات میں شمار کیا ہے۔ ابن سعد فرماتے ہیں۔

۸۸ھ وکان ثقۃً مامونًا صدوقًا، فاضلاً خیرًا کثیر الحدیث والعلم والفقہ (۲۵)

(آپؒ ۸۸ھ میں پیدا ہوئے ثقہ، کذب سے محفوظ، صدق کا پیکر، فاضل، خیر علم حدیث و فقہ کا کثیر علم رکھنے والے تھے ۱۷۵ھ ۷۹۱ء میں آپ کی وفات حمام میں ہوئی (۲۶)

۱۲۔ سندھی بن شماس البصری

سندھی بن شماس سندی البصری کا صحیح سن وفات معلوم نہیں ہو سکا۔ البتہ قاضی اطہر مبارکپوری کے قول کے مطابق یہ دوسری صدی ہجری کے ائمہ میں سے ہیں۔ آپ عطاء اور ابن سیرین کے شاگرد

(۲۴) تفصیلات کے لیے دیکھئے۔ الف: ابن حجر، تہذیب التہذیب ۸/۵۷ ج ۱۰: ص ۴۱۹ ب) سلیمان ندوی، سید، مقالات سلیمان مرتب معین الدین ندوی حصہ دوم: ص ۳ (ج) سرزمین سندھ میں علم حدیث، مخدوم امیر احمد۔ الرحیم، حیدر آباد جولائی ۶۳ ص ۳۱ (د) محمد اکرم نصر پوری۔ قاضی۔ امعان النظر شرح شرح نخبۃ الفکر، تدوین و مقدمہ، قاسمی، غلام مصطفیٰ مقدمہ ص ۔ ۲۵۱۱) ابن حجر، تہذیب التہذیب (۴۸۴) ج ۶ ص ۲۴۰ (۲۶) اطہر مبارکپوری، القاضی رجال السند والہند ۱۰ بمبئی ۔ ۱۹۵۸ء) ص ۱۷۰۔ ابن حجر۔ تہذیب التہذیب (۴۸۴) ج ۶: ص ۲۴۰ ، ۲۴۲۔

Marfat.com

ہیں اور ان سے روایت کرتے ہیں۔ (۲۷)

۱۳۔ عبدالرحیم بن حماد السندی، البصری۔ دوسری صدی ہجری:

قاضی مبارکپوری کے مطابق عبدالرحیم دوسری صدی ہجری کے رجال میں سے ہیں ذہبی فرماتے ہیں کہ یہ اعمش کے شاگرد ہیں اور کوفہ میں سکونت پذیر ہونے کے باوجود سندھی کے لقب سے مشہور ہیں (۲۹) ائمہ اسماء الرجال کے ہاں ان کے متعلق تعدیل و توثیق یا جرح و تنقید کی کوئی رائے نہیں ملتی (۳۰)

۱۴۔ عبدالرحمٰن بن السندی:

عراک بن خالد المشقی کے استاد ہیں جن کو ابن حبان نے ثقہ اور ابوحاتم نے مضطرب الحدیث شمار کیا ہے (۳۰)

بقول قاضی اطہر مبارکپوری آپ دوسری صدی کے رجال میں شمار کیے جاتے ہیں (۳۱)

تیسری صدی ہجری:

۱۵۔ رجاء بن السندی النیاپوری ابومحمد الاسفرائنی م شوال ۲۲۱ھ / ۸۱۶

تیسری صدی کے ابتدائی دور کے کبار محدثین میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ نے ابوبکر بن عیاش، ابن المبارک، ابن عیینہ، ابن ادریس اور حفص بن غیاث جیسے عظماء محدثین سے روایات نقل کی ہیں۔ آپ سے آپ کے پوتے محمد بن محمد بن رجاء (۳۲) کے علاوہ ابن ابی الدنیا، جعفر بن محمد شاکر جیسے محدثین روایات نقل کرتے ہیں۔ صاحب الکمال کے مطابق امام بخاری نے بھی آپ سے روایات نقل کی ہیں۔

آپ نے اپنے اساتذہ جن کا ذکر اوپر گذرا کے علاوہ اپنے ہم عصر محدثین میں امام احمد بن حنبل م ۲۴۱ھ ابراہیم بن موسیٰ الرازی م ۲۴۰ھ اور بجیر بن خلف م ۲۴۰ھ سے روایات نقل کی ہیں۔

ائمہ اسماء الرجال و محدثین میں ابوحاتم اور بجیر بن خلف آپ کو صدوق و ثقہ مانتے ہیں۔

---

(۲۹) ذہبی: المغنی فی ضبط اسماء رجال السنۃ والہند ص ۲۴۲ (۳۰) ابن حجر: تہذیب التہذیب ۳: ۲۳۸ (۳۱) اطہر مبارکپوری: کتاب مذکور ص ۲۰۲ (۳۲) تفصیل صفحات آئندہ میں آئے گی۔

امام حاکم فرماتے ہیں۔

رکن من ارکان الحدیث وفی اعقابہ حفاظ محدثون۔" (۳۳)

(آپ ارکانِ حدیث میں سے ایک رکن ہیں آپ کے تلامذہ میں کثیر تعداد میں حفاظ و محدثین ہیں)

آپ کی وفات شوال ۲۲۱ھ/ ۸۳۶ء نقل کی جاتی ہے۔

خطیب حافظ ابوعبداللہ محمد بن یعقوب کا قول نقل کرتے ہیں۔

"رجاء السندی، وابنہ ابوعبداللہ وابنۃ ابوبکر ثلاثتھم ثقات ثبات"۔ (۳۴)

(رجاء السندی، ان کے بیٹے ابوعبداللہ اور پوتے ابوبکر تینوں ثقات وثبات میں سے ہیں)

۱۶۔ الفضل بن السکین السندی البغدادی متوفی اوائل تیسری صدی ہجری:

آپ صالح بن بیان ساحلی اور احمد بن محمد رملی کے شاگرد ہیں۔ محمد بن موسیٰ بن حماد البربری، ابویعلی موصلی، ابراہیم بن عبداللہ مخرمی اور محمد بن محمد الباغندی آپ کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔

صالح بن بیان کے واسطے سے آپ کی سند عبداللہ بن مسعودؓ پر ختم ہوتی ہے۔ (۳۵)

۱۷۔ سہل بن عبدالرحمٰن م ۲۲۵ھ/ ۸۳۹ء

آپ علم حدیث کے کبار علماء میں شمار ہوتے تھے، زبیر بن معاویہ، جریر بن حازم، اور شریک بن حازم جیسے محدثین آپ کے اساتذہ تھے، عمرو بن رافع اور محمد بن حماد طہرانی آپ کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں آپ اوائل تیسری صدی ہجری میں بقید حیات تھے اور غالباً ۲۲۵ھ/ ۸۳۹ء میں وفات پاگئے (۳۶)

۱۸۔ ابومحمد خلف بن سالم م ۲۳ رمضان ۲۳۱ھ/ ۸۴۵ء

خلف بن سالم آپ کا نام، ابومحمد آپ کی کنیت، مخرمی آپ کی نسبت اور مھالبہ آپ کی موالات

(۳۳) ابن حجر۔ تہذیب التہذیب (۵۰۵) ج ۲: ص ۲۶۸ (۳۴) اطہر مبارکپوری۔ رجال السند ص ۱۲۶ (۳۵) ایضاً

ص ۱۹۲، ۱۹۳: (۳۶) محمد اسحٰق۔ علم حدیث۔ پاک و ہند میں۔ ص ۲۴۵۔ سمعانی۔ الانساب ۱۳۱۴ الف

ہے۔ سندھ کے تیسری صدی کے عظیم ترین محدثین میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ دوسری صدی کے اواخر اور تیسری صدی کے ابتدائی دور کے کبار محدثین عبدالرحمٰن بن مہدی، اسمٰعیل بن ابراہیم بن علیۃ، عبدالرزاق بن ہمام، ہشیم بن بشیر، عبداللہ بن ادریس الکوفی، معن بن عیسیٰ القزاز، ابوبکر بن عیاش، محمد بن عبداللہ بن نمیر، ابواحمد زبیری، محمد بن عبداللہ الاسدی، سعد بن ابراہیم بن سعد، یعقوب بن ابراہیم بن سعد الزہری سے آپ نے کسب فیض کیا۔

تیسری صدی کے وسط اور چوتھی صدی کے ابتدائی دور کے محدثین، احمد بن منیعہ، ابوحاتم الرازی، ابوزرعہ عبدالرحمٰن بن عمرو الدمشقی، یعقوب بن شیبہ، یحییٰ بن عبدک القزوینی، جعفر بن محمد الطیالسی، ابوالقاسم عبداللہ بن محمد البغوی، اور احمد بن حسن الصوفی آپ کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔

سہل بن منیرہ، امام احمد بن حنبلؒ کا قول آپ کے بارہ میں نقل کرتے ہیں۔

لا یشک فی صدقہ۔ (۲۰)

احمد بن حنبل آپ کے صدق میں کوئی شک نہ کرتے تھے

ائمہ محدثین و اسماء الرجال میں یحییٰ بن معین، یعقوب بن شیبہ، امام نسائی، ابن حبان، اور حمزہ الکنانی نے آپ کو صدوق، ثقہ اور عظیم محدث قرار دیا ہے۔ (۲۱)

یحییٰ بن معین آپ پر لگاتے تھے اس الزام کا کہ خلف بن سالم صحابہ کرامؓ کی شان میں [illegible] روایات نقل کرتے تھے۔ جواب دیتے ہیں کہ آپ ایسی روایات نقل کرتے تھے جن میں صحابہ کرام کی شان میں گستاخی کی گئی ہو۔ روایت نہیں کرتے تھے۔ (۱۹)

علامہ ذہبی آپ کو سندھی الاصل بتاتے ہیں۔ (۲۰)

لیکن یہ بات معلوم نہ ہو سکی کہ آپ نے علاقہ سندھ میں درس حدیث کا سلسلہ کیا یا نہیں آپ کے تلامذہ کے نام سے ایسا مترشح ہوتا ہے کہ سندھ کے مقام پر آپ کی تدریس کا سلسلہ نہیں رہا یا اگر رہا تو اس سے مقامی لوگ مستفید نہ ہوتے تھے۔

خطیب صاحب ابن ابی داؤد، امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث کا قول نقل کرتے ہیں۔

(۲۰) ابن حجر تہذیب التہذیب ۲۷۱ ج ۳ ص ۵۲ [illegible]

میزان الاعتدال ج ۲ ص ۲۰۱ طبع بیروت ۱۹۶۳ء ص ۲۶۰

Marfat.com

"سمعت من خلف بن سالم خمسة احادیث سمعتها من احمد بن حنبل" (۴۱)

(میں نے خلف بن سالم سے پانچ احادیث سنی ہیں، جنہیں میں امام احمد بن حنبل سے سن چکا تھا۔)

خلف بن سالم کی تاریخ وفات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

روایت ۱ عبداللہ بن محمد البغوی فرماتے ہیں خلف نے ماہ رمضان کے اخیر میں ۲۳۱ھ میں وفات پائی۔

احمد بن الحسن بن عبدالجبار الصوفی فرماتے ہیں کہ خلف کی تاریخ وفات ۲۳ رمضان ۲۳۱ھ/۸۴۵ء ہے جبکہ آپ کی عمر ۶۹ برس تھی۔

روایت ۲ علی بن احمد بن النضر کے بقول آپکا سال وفات ۲۲۲ھ/۸۴۶ء ہے۔

خطیب فرماتے ہیں۔

"والقول الاول الصواب" (پہلا قول صحیح ہے) (۴۲)

۱۹۔ موسیٰ بن سندی الجرجانی۔ م تیسری صدی ہجری:

"تاریخ جرجان" کے مؤلف لکھتے ہیں کہ موسیٰ بن سندھی، ابوحمد نے ۲۳۰ھ/۸۴۴ء میں وکیع بن الجراح ابومعاویہ الضریر، ابراہیم بن ابی خالد اور یعیش بسطامی سے روایت نقل کی ہیں آپ کے پاس وکیع کی کتب بھی موجود تھیں

ابن عدی اور محمد بن العلاء الصیرفی آپ کو ثقہ و مامون مانتے ہیں (۴۳)

۲۰۔ ابوعبداللہ محمد بن رجاء السندی۔ م ۲۴۶ھ/۸۶۰ء

رجاء السندی اسی سندی کے ائمہ میں شمار ہوتے ہیں، ان کا یہ فیض آگے چل کر ان کے فرزند ارشد میں

---

(۴۱) خطیب، ابوبکر احمد بن علی البغدادی "تاریخ بغداد" (المدینۃ المنورۃ) ج ۱: ص ۳۳۰ تا ۳۴۱ تفصیلات کے لیے دیکھئے الف: ابن حجر تہذیب التہذیب (۱۹۶۷) ج ۳: ص ۱۵۲ ب: طاہر مباکپوری، رجال السند ص ۱۱۱ ج: خطیب۔ "تاریخ بغداد" (۴۴۱۸) ج ۸: ص ۳۲۱ د: ذہبی تذکرۃ الحفاظ ج ۲: ص ۶۵ ہ: ذہبی۔ میزان (۲۵۴۰) ج ۱: ص ۶۶۰ ری، الرحیم حیدرآباد نومبر ۱۹۶۶ء ص ۴۲۴۔ (۴۲) طاہر مباکپوری۔ رجال السند ص ۲۵۰

Marfat.com

منتقل ہوا اور ابو عبداللہ نے درسِ حدیث کے اس سلسلہ کو آگے بڑھایا۔ ابو عبداللہ اپنے والد کے علاوہ محمد بن یحییٰ اسفرائنی، مکی بن ابراہیم بن علی ازرلس، محمد بن اسحٰق بن خزیمہ جیسے محدثین سے روایات نقل کرتے ہیں ابن حبان فرماتے ہیں

"صدوق ثقة"

علاوہ ازیں رجاء السندی کے تذکرہ میں حافظ ابو عبداللہ محمد بن یعقوب کا قول تاریخ بغداد کے حوالہ سے نقل کیا جا چکا ہے کہ جس میں رجاء السندی کے علاوہ آپ کے فرزند ارشد ابو عبداللہ کو بھی ثقات و ثبات میں شمار کیا گیا ہے (۴۴)

۲۱۔ محمد بن ابی معشر نجیح م ۲۴۷ھ/۸۶۱ء

محمد بن نجیح سندھی الاصل ہیں۔ بعد میں مدینہ منورہ ہجرت کر گئے تھے۔

آپ نے اپنے والد کے علاوہ نضر بن منصور الفہری، ابو نوح الانصاری، یحییٰ بن موسیٰ البلخی سے روایات نقل کی ہیں جبکہ آپ سے آپ کے دونوں بیٹوں حسین بن محمد اور داؤد بن محمد کے علاوہ ابن ابی الدنیا ابو حاتم الرازی، ابو یعلیٰ الموصلی، ابن جریر الطبری، ابو بکر بن المقدم اور ابو حامد الحضرمی جیسے کبار محدثین و مؤرخین نے روایات نقل کی ہیں۔

ابن ابی الدنیا اور ابو یعلیٰ موصلی آپ کو ثقات میں شمار کرتے ہیں۔ (۴۵)

۲۲: حافظ عبد بن حمید نصر الکسی۔ السندی م ۲۴۹ھ/۸۶۳ء

کس اک کے زیر کے ساتھ، معجم کے مطابق اس نام کے دو شہر ہیں، ایک سمرقند کے قریب ہے جس پر قتاع بن سوید التمیمی نے ابا خلدۃ الشکری کو والی بنایا تھا اور اسی نام سے دوسرا شہر سندھ میں واقع ہے جس کی طرف معروف محدث حافظ عبد بن حمید منسوب ہیں۔ آپ نے یزید بن ہارون اور عبدالرزاق

(۴۴) سمعانی۔ الانساب۔ ورق ۳۱۴ (۴۵) الف ثقہ ابن حجر۔ تہذیب التہذیب ۹۳۔

اطہر مبارکپوری۔ رجال السند۔ ص ۲۳۹۔ (ابن) خطیب تاریخ بغداد (۴۲۳) ج ۹ ص ۴۸۷ ت ۵۰۰۰، ۲۲۶، ۲۲۷

Marfat.com

جیسے محدثین سے روایات نقل کی ہیں اور کبار محدثین جن میں صاحب الجامع الصحیح مسلم بن حجاج اور صاحب الجامع السنن ابوعیسیٰ ترمذی شامل ہیں، آپ کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں (۴۶) کس کچھ کا معرب ہے۔ (۴۷) ۲۰۰ھ/۸۱۵ء میں آپ تحصیل علم کے لیے اپنے وطن سے نکلے اور یزید بن ہارون، محمد بن بشیر العبدی ابوداؤد، ابوداؤد الطیالسی ابوالولید الطیالسی، ابوالنضر، ابوالنعمان محمد بن فضل (۴۸) یعقوب بن سعد الزہری، ابوعاصم النبیل و دیگر کبار محدثین سے کسبِ فیض کیا۔

علامہ کتانی لکھتے ہیں۔

"لہ مسند ان کبیر وصغیر۔ وھو المسمّٰی بالمنتخب وھو القدر المسموع لإبراھیم بن خزیم الشاشی منہ، وھو الموجود فی ایدی الناس فی مجلد لطیف وھو خالٍ عن مسانید کثیرۃ من مشاھیر الصحابۃ۔" (۴۹)

"آپ کی دو مسانید تھیں ایک چھوٹی اور ایک بڑی، اور وہ ابراہیم بن خزیم سے سنی ہوئی احادیث میں سے کچھ منتخب احادیث پر مشتمل تھیں۔ جو بیانِ سند سے اگرچہ خالی تھیں لیکن روایات مشہور صحابہ کرام سے نقل کردہ ہیں۔ ایک لطیف جلد میں لوگوں کے پاس آئی)

اس روایت کے مطابق یہ کہا جا سکتا ہے کہ سندھی محدثین میں علم حدیث پر کسی تالیف کا سب سے پہلا سہرا آپ ہی کے سر ہے۔

شاہ عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں کہ آپ کی سب سے بہتر سند حسب ذیل ہے۔

"عن یزید بن ہارون عن اسمٰعیل بن خالد، عن قیس ابن ابی حازم عن ابی بکر الصدیق۔" (۵۰)

اس سند سے ایک روایت بھی عبد بن حمید نے نقل کی ہے۔

آپ نے ۲۴۹ھ/۸۶۳ء میں وفات پائی۔

---

(۴۶) حموی۔ معجم البلدان ج ۴: ۴۶۰۔ ذکر کیس" (۴۷) اطہر مبارکپوری۔ رجال السند۔ ص ۱۶۲،

(۴۸) محمد اکرم اعوان النظر۔ مقدمہ۔ ص: ۲

(۴۹) الکتانی، محمد بن جعفر، الرسالۃ المستطرفۃ کراچی (۱۹۶۰) ص ۵۷۔

(۵۰) شاہ عبدالعزیز دھلوی۔ بستان المحدثین۔ اردو ترجمہ، عبدالسمیع مولانا کراچی، میر محمد ص: ۵۵۔

۲۲۔ الحسین بن محمد بن ابی معشر نجیح: م ۲۷۵ھ / ۸۸۸ء:

محمد بن ابی معشر نجیح کا شمار سندھ کے کبار محدثین میں ہوتا ہے (آپ کا تعارف گذشتہ اوراق میں گزر چکا ہے) آپ کے تلمیذ اور فرزند ارشد حسین بن محمد بھی اسی میدان کے شہسوار ہیں۔ آپ اپنے والد کے علاوہ محمد ابن ربیعہ اور وکیع بن الجراح جیسے وقیع محدثین سے روایت کرتے ہیں جبکہ محمد بن احمد الحکیمی، اسمٰعیل بن محمد الصفار، علی بن اسحٰق دورانی اور ابو عمرو ابن السماک نے آپ سے روایات نقل کی ہیں۔

آپ کی وفات اسی روز ہوئی جس روز ابو عون البزوری اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ ابو عون کی تاریخ وفات مؤرخین کے مطابق ۲۱ رجب ۲۷۵ھ ہے۔ (۵۱۰)

۲۴۔ فتح بن عبداللہ سندھی۔ م ۲۷۵ھ / ۸۸۸ء

آپ کا لقب ابو نصر تھا۔ فقہ و حدیث کے ماہر تھے۔ فقہ و کلام میں ابو علی ثقفی کے اور حدیث میں حسین بن سفیان اور دیگر محدثین کے شاگرد تھے۔

آپ کی علمی وجاہت کی بنا پر آپ کا لوگوں میں احترام تھا۔ جب آپ پیدل چلا کرتے تو لوگوں کا انبوہ کثیر آپ کے ساتھ ہوتا۔

آپ کی وفات ۲۷۵ھ / ۸۸۸ء میں ہوئی۔ (۵۱۱)

۲۵۔ احمد بن سندھی بن فروخ۔ م ۲۷۵ھ / ۸۸۸ء

احمد بن سندھی بن فروخ سندھ میں تیسری صدی کے ان محدثین میں شمار ہوتے ہیں کہ جنہوں نے طلب علم کے لیے بغداد کا سفر کیا اور وہاں پر یعقوب بن ابراہیم الدورقی سے کسب فیض کیا۔ روایات کے مطابق آپ نے مسند درس بصرہ میں بچھائی جہاں عبداللہ بن علی الجبائی نے آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ خطیب نے تاریخ بغداد میں اور سمعانی نے الانساب میں آپ کا ذکر کیا لیکن آپ کے سنہ وفات

(۵۱۰) اطہر مبارکپوری، رجال السند، ص ۸۰، ۵۲۰، موازنہ علم حدیث میں پاک و ہند کا حصہ، ص ۲۰۵

Marfat.com

نقل نہیں کیا البتہ اتنقدر اندازہ ضرور ہوتا ہے کہ آپ نے تیسری صدی کے غالباً تیسرے یا چوتھے ثلث میں وفات پائی ہے کیونکہ آپ کے شیخ دورقی نے ۲۵۲ھ/۸۶۶ء میں وفات پائی ہے اور آپ نے قیام بغداد میں ان سے شرف تلمذ کیا جس کے بعد آپ بصرہ آگئے تھے (۵۲)

۲۶۔ قاسم بن عباس معشری م ۲۷۸ھ/ ۸۹۲ء

ابو معشر نجیح کا خانوادہ سندھ میں علم حدیث کی خدمت میں ممتاز مقام رکھتا ہے، قاسم بن عباس جو عباس بن سندھی کے فرزند اور ابو معشر نجیح کے نواسے تھے۔ اس خاندان کے آخری چشم و چراغ ہیں، آپ مسدد ابو الولید الطیالسی کے شاگرد تھے خطیب کے مطابق آپ نے ابو الولید طیالسی، سہل بن بکار مسدد بن مسرہد، زکریا بن یحییٰ الخزاز المقری اور عبدالواحد بن عمرو عجلی سے سماع کیا ہے۔

ابو عمرو بن سماک، احمد بن کامل قاضی، ابو بکر الشافعی، آپ کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں، آپ عبدالواحد بن عمرو العجلی کی سند سے ۵ واسطوں سے عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں، آپ کی وفات جمعہ کے روز ۲۷ شوال ۲۷۸ھ/ ۸۹۲ء کو ہوئی۔ (۵۴)

۲۷۔ حبشیں بن سندھی قاضی، م ۲۸۰ھ/ ۸۹۳ء

آپ امام احمد بن حنبل کے شاگرد تھے۔ عبیداللہ بن محمد العائشی کو علم حدیث میں آپ سے شرف تلمذ حاصل ہے۔ (۵۵)

داؤد بن محمد م ۲۸۰ھ/۸۹۳ء۔ داود نے اپنے والد سے اپنے دادا کی کتاب المغازی روایت کی ہے، احمد بن کامل قاضی بغداد آپ کے شاگرد تھے۔ آپ کی تاریخ وفات صحیح معلوم نہیں اندازاً آپ کی وفات ۲۸۰ھ/۸۹۳ء میں ہوئی۔ (۵۶)

(۵۲) اطہر مبارکپوری، رجال السند، ص ۵۴ (۵۴) خطیب تاریخ بغداد (۷۰۶۸) ج ۱۲: ص ۵۵۴۲۶ اسحٰق، علم حدیث میں پاک و ہند کا حصہ، ص ۲۴۰۔ محمد اسحٰق نے حبیش بن سندھی کا حافظ ذہبی، میزان کے حوالہ سے محمد بن مخلد کا استاد قرار دیا ہے (دیکھئے کتاب و صفحہ مذکور) لیکن حافظ ذہبی نے میزان میں محمد بن مخلد کے دو طرق ذکر کیے ہیں (الف) محمد بن مخلد عن مالک (ب) محمد بن مخلد عن اسمٰعیل بن عیاش دیکھئے۔ ذہبی لسان المیزان (۸۱۵۱) ج ۴: ص ۲۲ (۵۶) محمد اسحٰق، کتاب مذکور ص: ۲۴۱۔ خطیب، تاریخ بغداد (۴۴۷۵) ج ۸: ص ۲۷۶

Marfat.com

سندھی بن ابان۔ م ۲۸۱ھ/۸۹۴ء

آپ کی کنیت ابو نصر تھی، علم حدیث سے آپ کو گہری دلچسپی تھی کوفہ کے ایک محدث یحییٰ بن عبدالحمید الحمانی سے کسب فیض کیا۔ عبدالصمد بن علی طشتی نے آپ سے روایات نقل کی ہیں۔ ذی الحجہ ۲۸۱ھ ۸۹۴ء میں آپ کی وفات ہوئی۔ (۵۷)

۲۸۔ احمد بن سندھی الباغی۔ الرازی۔ م تیسری صدی ہجری

احمد بن سندھی الباغی الرازی تیسری صدی کے ائمہ محدثین میں شمار ہوتے ہیں علم رجال و انساب کی کتب میں آپ کا تذکرہ نہیں ملتا۔ البتہ ابن ابی حاتم نے کتاب الجرح والتعدیل میں آپ کا ذکر کیا ہے۔ روایات میں آتا ہے کہ آپ کے پاس دو اجزاء پر مشتمل ایک صحیفہ تھا ان میں سے ایک جزو میں ابوزبیر عبدالرحمٰن بن مغراء کی اور دوسرے جزو میں سلمۃ بن فضل کی روایات تحریر تھیں۔

احمد بن سندھی کے اساتذہ یا دیگر حالات رجال کی کتب میں نہیں ملتے البتہ آپ کے اساتذہ و تلامذہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ تیسری صدی ہجری کے ائمہ حدیث میں سے ہیں (۵۸)

۲۹۔ اسمٰعیل بن سندھی۔ م تیسری صدی ہجری

آپ کا نام اسمٰعیل بن سندھی اور ابوابراہیم کنیت ہے۔ آپ ان محدثین میں سے ہیں جو اصلاً سندھی ہیں لیکن حصول علم کی خاطر ترک وطن کر کے بغداد ہجرت کر گئے تھے۔

آپ مسلم بن ابراہیم الوراق سے روایت کرتے ہیں اور محمد بن مخلد آپ سے روایت کرتے ہیں۔ قاضی اطہر فرماتے ہیں کہ آپ کے شیوخ اور ہم عصروں کی سنہائے وفات سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ آپ تیسری صدی کے محدثین میں سے ہیں۔ (۵۹)

۵۷۔ ایضاً ص ۲۴۶ خطیب کتاب مذکور ۱۰ (۲۰۰۱ء) ج ۹ ص ۲۳۴

۵۸۔ اطہر مبارکپوری۔ رجال السند ص ۵۵۔

۵۹۔ اطہر مبارکپوری کتاب مذکور ص ۱۰۔

Marfat.com

۳۰۔ احمد بن سندھی بن الحسن۔ م تیسری صدی ہجری:

آپ احمد بن سندھی بن فروخ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ (۶۰)

۳۱۔ سندھی بن عبدویہ الکلبی۔ الرازی۔ م تیسری صدی ہجری

امام ابن حاتم فرماتے ہیں کہ آپ کا نام سہل بن عبدالرحمٰن ہے اور آپ کو سہل بن عبدویہ بھی کہا جاتا ہے آپ ہمذان اور قزوین کے قاضی تھے۔

ابراہیم بن طہمان جریر بن حازم، عبیداللہ العمری سے آپ نے روایات نقل کی ہیں اور ابومسعود احمد بن الفرات آپ کے تلمیذ ہیں۔

امام ذہبی میزان الاعتدال میں ابن عبدویہ کو منکر الحدیث قرار دیتے ہیں (۶۱)

۳۲۔ ابوبکر محمد بن محمد بن رجاء السندی۔ م ۲۸۶ھ / ۸۹۹ء

رجاء السندی کا لگایا ہوا شجرہ طیبہ پھلتا پھولتا ابوعبداللہ سے ہوتا ہوا۔ آپ کے فرزند ابوبکر تک آتا ہے

مؤلف "تاریخ جرجان" لکھتے ہیں کہ آپ اسحٰق بن راہویہ اور احمد بن حنبل سے روایت کرتے تھے۔ حافظ ذہبی فرماتے ہیں۔ آپ نے اپنے دادا رجاء السندی کے علاوہ اسحٰق بن راہویہ، احمد بن حنبل علی بن المدینی، ابن نمیر اور ابوبکر بن شیبہ سے سماعِ حدیث کیا۔ جبکہ ابوعوانہ، ابوحامد، ابن الشرقی محمد بن صالح بن حانی۔ ابن الاخرم اور ابوالمنذر محمد بن محمد جیسے کبار محدثین نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔

ذہبی نے تذکرہ الحافظ میں محمد بن محمد بن رجاء کے متعلق ابن حبان کی رائے نقل کی ہے۔

(۶۲)

---

(۶۰) سمعانی الانساب۔ ص: ۳۱۴ الف (۶۱) اطہر مبارکپوری۔ کتاب مذکور۔ ص ۱۴۴ ذہبی۔ میزان الاعتدال

(۶۲) ذہبی۔ تذکرۃ الحفاظ (۷۰۶) جزو ۲: ص ۶۸۶ جلد اول

Marfat.com

(آپ دینی لحاظ سے ثابت قدم، اپنے ہم عصروں سے مقدم تھے اور آپکا اپنے والد رجاء سے سماع ثابت ہے)

آپ نے صحیح مسلم کی روایات کا استخراج کیا ہے۔ (۶۲)

۲۳۔ اسمٰعیل بن محمد بن رجاء السندی، متوفّٰی تیسری صدی ہجری

علامہ طاہر پٹنی نے "مغنی" میں باب السندی کے ضمن میں محمد بن رجاء السندی کے بعد ان کے بیٹے اسمٰعیل بن محمد کا ذکر کیا ہے اور انہیں سندھ کے معروف محدثین میں شمار کیا ہے۔ مغنی کے علاوہ تراجم و رجال کی کسی کتاب میں ان کا تذکرہ نہیں ملتا۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان کی وفات بھی تیسری صدی کے اواخر میں ہوئی ہے (۶۴)

۲۴۔ مہروک بن رائق۔ م تیسری صدی ہجری

مہروک بن رائق ان محدثین میں سے ہیں جو نسلاً عرب تھے اور الور کے والی بنا کر سندھ بھیجے گئے تھے آپ فقہ و قانون اسلامی اور علم حدیث میں ایک نمایاں و بلند مقام رکھتے تھے۔ آپ کی صحیح تاریخ وفات کا علم نہیں البتہ روایات سے اتنا علم ضرور ہو سکا ہے کہ ۲۹۱ھ/۹۰۱ء میں آپ الور کے بادشاہ تھے اور [illegible] تمام بادشاہوں میں سب سے بڑے بادشاہ تھے۔ کشمیر، کلپہاڑ اور سلطی علاقہ آپ ہی کے زیر نگین تھا۔ (۶۵)

۲۵۔ داؤد بن محمد بن ابی معشر۔ م تیسری صدی کا آخر۔

محمد بن ابی معشر ۲۴۰ھ کے فرزند ارشد داؤد بن محمد کا شمار تیسری صدی کے آخری دور کے محدثین میں ہوتا ہے۔ آپ نے اپنے والد کی کتاب المغازی روایت کی ہے (۶۶)

آپ سے روایت کرنے والوں میں احمد بن کامل القاضی کا نام مؤرخین نے نقل کیا ہے (۶۷)

---

(۶۲) اطہر مبارکپوری۔ کتاب مذکور۔ ص ۸۱ (۶۴) ایضاً (۶۵) ابن ماجہ یزیدی۔ کتاب مذکور ص ۲۵۳

(۶۶) محمد اکرم۔ اعلام الحفاظ۔ مقدمہ ص ۴ تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۲۰۶

(۶۷) اطہر مبارکپوری۔ رجال السند۔ ص ۱۰۰

۳۶۔ ابوجعفر السندی م تیسری صدی ہجری:

قاضی اطہر فرماتے ہیں

والظاهر ان ابا جعفر السندی کان محدثا کبیرا هو کان له کتاب وکان من رجال المائة الثالثة۔ (۶۸)

(ظاہر یہی ہے کہ ابوجعفر سندی بڑے محدث تھے، آپ کی ایک کتاب بھی تھی اور آپ تیسری صدی کے محدثین میں سے ہیں) اطہر مبارکپوری کے قول کے مطابق حافظ ذہبی میزان میں عمرو بن مالک الراسبی کے تذکرہ کے ضمن میں ابوجعفر کے متعلق امام بخاری کا قول نقل کرتے ہیں کہ امامؒ آپ کو "کذاب" قرار دیتے تھے۔

لیکن حقیقت میں عمرو بن مالک کے تذکرہ میں حافظ نے ابوجعفر کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ (۶۹)

۳۷۔ ابومحمد الہندی البغدادی م تیسری صدی ہجری:

آپ تیسری صدی ہجری کے محدثین میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ نے فرج سے روایات لی ہیں اور آپ سے علی بن محمد المدائنی نے روایات نقل کی ہیں۔ (۷۰)

دور اوّل یعنی دوسری صدی ہجری / آٹھویں صدی عیسوی اور تیسری صدی ہجری / نویں صدی عیسوی میں علم حدیث کا چراغ اگر کہیں ملتا ہے تو وہ سندھ سے منسوب نظر آتا ہے لیکن سندھ سے تعلق رکھنے والے ان محدثین میں بھی اکثریت ان حضرات کی ہے جو عرب ممالک سے ہجرت کر کے، برصغیر میں سندھ کے مقام پر آکر آباد ہو گئے یا کسی فرض منصبی کی انجام دہی کے لیے متعین کر دیئے گئے۔ ان حضرات نے تعلیم و تربیت عرب سے حاصل کی۔ مؤرخین، ائمہ رجال و انساب نے ان حضرات کے جو تذکرے مرتب کیے ہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ اگرچہ یہ حضرات محدثین سندھ آکر آباد ہو گئے تھے۔ لیکن چونکہ لوگ اسلامی تعلیمات

(۶۸) اطہر مبارکپوری۔ کتاب مذکور ص ۲۷۰ (۶۹) ذہبی۔ میزان الاعتدال (۶۴۲۵) ج ۳: ص ۲۸۵

(۷۰) اطہر مبارکپوری۔ رجال السند۔ ص: ۲۸۶

سے ابھی زیادہ روشناس نہیں ہوئے تھے اس لیے یہ حضرات درس حدیث کا سلسلہ زیادہ وسیع پیمانہ شروع نہ کر سکے

دوسری وجہ یہ ہوئی کہ دوسری صدی ہجری میں سندھ آنے والے محدثین میں سب سے بعد میں جس محدث کی وفات ہوئی وہ الربیع بن صبیح البصری ہیں جنہوں نے ۱۶۰ھ میں وفات پائی گویا بیکر سندھ کو فتح ہوئے ابھی نصف صدی گذری تھی پھر یہ بھی صحیح طور پر معلوم نہیں ہو سکا کہ آیا یہ حضرات فتح سندھ کے فوراً بعد آ گئے تھے یا کچھ عرصہ گذرنے کے بعد آئے

بہرحال ۔۔۔ اس صدی کے سندھی محدثین کا تعلق ہے وہ لوگ یا تو وہ حضرات ہیں جو پیدا ہی عرب میں ہوئے اور وہیں تعلیم و تدریس کا سلسلہ ایک عرصہ جاری رکھ کر وفات پائی یا وہ لوگ ہیں کہ جو تجارت میں مسلمانوں کی آمد و رفت اور ان کے علمی رتبہ و مقام کو دیکھ کر اس سے متاثر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا اور حصول علم کے لیے بصرہ و دمشق کا سفر اختیار کیا ان حضرات کی نیت تو یہی ہو گی کہ حصول علم کے بعد واپس آ کر درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر کے مقامی حضرات کی تعلیم و تربیت کا انتظام کریں گے لیکن ان کی زندگی نے وفا نہ کی اور طلب علم کی چوٹی سر کرنے سے دوران ہی یہ لوگ اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے

چنانچہ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اولاً تو ان دو صدیوں میں کوئی مرکز علمی قائم نہ ہو سکا جو [illegible] میں علم دین کی خدمت و اشاعت کے فرائض سرانجام دیتا ثانیاً وہ علم کو اس صدی میں [illegible] کہ حصول علم کے لیے لوگوں کو بیرون ملک سفر اختیار نہ کرنا پڑتا ۔ کیونکہ اس زمانہ میں ذرائع سفر محدود تھے اور سریع الرفتار بھی نہ تھے عرب سے ایک سفر کو طے کرنے کے لیے دنوں مہینوں کی نہیں مہینوں کی ضرورت ہوا کرتی ہے لیکن اس کے باوجود سندھ کے بہت سے افراد عرب ممالک میں حصول علم کی خاطر گئے اور علوم دینیہ سے بہرہ ور ہوئے

اس دور کے محدثین میں دو محدثین البتہ ایسے نظر آتے ہیں کہ جن کا فیض علمی اگلے بڑھا اور نسلاً بعد نسل علم دین کی خدمت ہوتی رہی ۔ ان محدثین میں دوسری صدی ہجری کے محدث ابو مسکین یزید بن عبدالرحمن سندھی متوفی ۱۷۰ھ اور ابو محمد خلف بن سالم کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں ابو مسکین کے فرزند محمد بن ابی مسکین متوفی ۲۶۰ھ تیسری صدی کے محدثین میں شمار ہوتے ہیں اور ابو مسکین کے [illegible] محمد بن محمد [illegible]

Marfat.com

بن محمد رجب ۸۸۸ھ/۱۴۸۳ء نے تیسری صدی میں علم حدیث کی خدمت کی۔ اسی طرح ابو محمد خلف بن سالم م ۲۱۱ھ کے برخوردار ابو عبداللہ محمد بن رجاء اور پوتے محمد بن محمد بن رجاء م ۲۹۱ھ بھی تیسری صدی کے جلیل العلم میں شمار ہوتے ہیں۔ اس کے مماثل ایک نام تیسری صدی ہجری میں سندھی بن شاہک کا نظر آتا ہے جو ادیب و شاعر اور ماہر سیاسیات تھے کیونکہ محدث نہ تھے اس لیے ان کا مفصل تعارف ذکر نہیں کیا۔ ان کے برخوردار ابراہیم بن سندھی بن شاہک نے چوتھی صدی میں علم حدیث کی خدمت کی (۱)

اس طرح اس دور میں تین اہل علم ایسے ہیں کہ جن کا یہ فیض علمی آگے کی نسلوں میں جاری ہے اور آئندہ نسلوں نے بھی اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے علم کی خدمت کی۔

دورِ ثانی: چوتھی صدی ہجری / دسویں صدی عیسوی تا ساتویں صدی ہجری / تیرہویں صدی عیسوی

دوسری اور تیسری صدی ہجری میں ہونے والی خدمات اولاً تو بہت محدود رہیں ثانیاً تمام محدثین نے انفراداً علم کی خدمت کی ان کی خدمات میں اجتماعیت کا فقدان نظر آتا ہے کیونکہ ان دو صدیوں میں کوئی قابل ذکر مرکز علم حدیث قائم نہ ہو سکا تھا

البتہ چوتھی صدی اس لحاظ سے خوش قسمت ہے کہ اس صدی میں برصغیر کا سب سے پہلا مرکز علمی "دیبل (۲)" میں قائم ہوا۔ چوتھی صدی کے محدثین کی اکثریت، دیبل سے ہی تعلق رکھتی ہے۔ دیبل کے علاوہ اسی صدی میں ایک مرکز منصورہ (۳) میں قائم ہوا۔

اس صدی کے جائزہ میں پہلے دیبل کے محدثین اور بعد ازاں منصورہ کے محدثین کا تذکرہ ہوگا۔

دیبل کا یہ مرکز اور اس کے رجال اہل علم کے درمیان اسقدر مشہور ہوئے کہ حموی نے معجم البلدان میں اس کا تعارف کراتے ہوئے لکھا کہ اس کی طرف کثیر تعداد میں محدثین منسوب کیے جاتے ہیں، سمعانی نے "الانساب" میں دیبل کے رجال کا مستقلاً ذکر کیا۔

---

(۱) ان کی خدمات کا ذکر چوتھی صدی ہجری کے محدثین کے ضمن میں آئیگا (۲) حموی معجم البلدان ۴۵۹: ۲ کے حوالے سے تعارف گزر چکا۔ (۳) منصورہ سرزمین سندھ کا ایک بڑا قصبہ ہے جو بنو امیہ کے عامل منصور بن جمہور کی طرف منسوب ہے کیونکہ وہی شہر کا بانی ہے اقلیم ثالث پر مغرب کی جانب ۹۲ درجہ طول بلد اور جنوب کی جانب ۲۲ درجہ عرض بلد پر واقع ہے۔ دیکھئے حموی۔ کتاب مذکور۔ ج ۵: ص ۲۱۱: ذکر منصورہ۔

Marfat.com

۲۸۔ ابوجعفر محمد بن ابراہیم الدیبلی م ۳۲۲ھ/۹۳۴ء

آپ کا نام محمد بن ابراہیم، ابوجعفر آپ کا لقب اور دیبل آپ کی نسبت ہے۔ آپ دیبل کے سب سے پہلے محدث ہیں۔ جو حصول علم کے لیے مکہ مکرمہ گئے اور وہاں پر موجود تیسری صدی کے کبار محدثین و مفسرین سے علم تفسیر و حدیث میں کمال دسترس حاصل کی۔ آپ نے ابن عیینہ کی کتاب التفسیر کا درس انہی کے تلمیذ عبدالرحمٰن المغزومی م ۲۴۹ھ/۸۶۳ء اور ابن المبارک کی کتاب البر والصلہ کا درس کا ان کے شاگرد حسین المروزی م ۲۴۲ھ/۸۵۶ء سے لیا۔

آپ نے مکہ کے محدث محمد بن زنبور کے علاوہ عبدالرحمٰن بن بشیح اور دیگر محدثین سے روایات نقل کی۔ علم حدیث پر عبور حاصل کرنے کے بعد ابوجعفر وطن واپس نہ آئے بلکہ مکہ ہی میں قیام کر کے درس و تدریس کی صورت میں علم حدیث کی خدمت کرتے رہے۔ ابوالحسن احمد بن ابراہیم بن فراس العلی، ابوالحسن محمد بن محمد الحجاج اور محمد بن ابراہیم المقری نے ابوجعفر سے احادیث روایت کی ہیں۔

ابوجعفر نے جمادی الاول ۳۲۲ھ/اپریل ۹۳۴ء کو مکہ میں وفات پائی۔ (۶۰)

ابن عساکر نے محمد بن زنبور اور محدثین کی ایک جماعت روایات نقل کی ہیں۔ (۶۱)

۲۹۔ الحسین بن محمد بن اسد الدیبلی م ۳۴۰ھ/۹۵۱ء

ابن عساکر تاریخ کبیر میں لکھتے ہیں کہ الحسین بن محمد نے بن کی کنیت ابوالقاسم تھی دیبل کے الموصل سے سماع حدیث کیا ہے۔ موصل سے ہوتی ہوئی ان کی [illegible] ملتی ہے۔

آپ کی وفات دمشق میں ۳۴۰ھ/۹۵۱ء میں ہوئی۔ (۶۲)

۳۰۔ ابوالعباس احمد بن عبداللہ بن سعید الدیبلی م ۳۴۳ھ/۹۵۴ء

آپ کا نام احمد بن عبداللہ تھا۔ آپ کی کنیت ابوالعباس تھی دیبل سے آپ کا تعلق تھا آپ بڑے

(۶۰) [illegible]

(۶۱) [illegible]

(۶۲) [illegible]

Marfat.com

عابد و زاہد، صاحب ورع و تقویٰ تھے۔ زہد و تقویٰ کے ساتھ ساتھ حصولِ علم کی تمنا نے آپ کو اسفارِ کثیرہ پر مجبور کیا چنانچہ آپ نے بصرہ کا سفر اختیار کیا اور وہاں پر قاضی ابوخلیفہ بغداد میں جعفر بن محمد الفریابی، مکہ مکرمہ میں فضل بن محمد جندی اور محمد بن ابراہیم الدیبلی (؟) مصر میں علی بن عبدالرحمٰن دمحمد بن زیان، دمشق میں ابوالحسن احمد بن عبید، بیروت میں ابوعبدالرحمٰن مکحول، حران میں ابوعروبہ حسین بن ابی معشر، تستر میں احمد بن زبر تستری، عسکر میں مکرم عبدان بن الحافظ اور نیشاپور میں ابوبکر محمد بن اسحٰق بن خزیمہ سے سماعِ حدیث کیا۔ حاکم جیسے جلیل القدر محدثین آپ کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔ نیشاپور میں ہی آپ کی وفات رجب ۳۴۳ھ/۹۵۴ء میں ہوئی (۷۸)

۴۱۔ ابراہیم بن محمد الدیبلی م ۳۴۵ھ/ ۹۵۶ء

آپ ابوجعفر محمد بن ابراہیم کے برخوردار تھے۔ آپ نے بغداد کے حافظ موسیٰ بن ہارون البزاز اور مکہ کے محدث علی الصائغ سے احادیث روایت کی ہیں۔ (۷۹)

۴۲۔ محمد بن احمد بن عبداللہ الدیبلی م ۳۴۵ھ/ ۹۵۶ء

آپ کا نام محمد بن محمد اور کنیت ابوالعباس تھی۔ آپ دیبل کے زاہدین میں شمار ہوتے ہیں۔ سمعانی لکھتے ہیں۔ آپ بڑے عابد و زاہد تھے۔ آپ نے ابوخلیفہ الفضل بن الحباب الجمحی، جعفر بن محمد بن الحسن الفریابی، عبدان بن احمد بن موسیٰ العسکری، محمد بن عثمان بن ابی سرید البصری اور دیگر محدثین سے روایات نقل کی ہیں۔ آپ سے حاکم ابوعبداللہ الحافظ نے سماع کیا۔

آپ کی وفات رمضان ۳۴۵ھ/۹۵۷ء میں ہوئی۔ اور ابوعمرو بن نجید نے نماز جنازہ پڑھائی۔ (۸۰)

۴۳۔ حسن بن محمد بن اسد الدیبلی م ۳۵۰ھ/ ۹۶۱ء

محمد بن اسد الدیبلی کے دو فرزندانِ راشدان نے سندھ میں علم حدیث کی خدمات سرانجام دیں۔

(۷۷) تعارف کے لئے دیکھئے۔ سمعانی۔ الانساب۔ ورق ۲۳۶ ب (۷۸) الرحیم حیدرآباد، جولائی ۱۹۶۳ء محمد اکرم، اعیان النظر مقدمہ ص ۵

(۷۹) الف: سمعانی۔ الانساب۔ ۲۳۶ ب (ب) خطیب۔ تاریخ بغداد (د) محمد اسحٰق، علم حدیث میں پاک و ہند کا حصہ۔ ص ۵۳۔

(۸۰) سمعانی۔ الانساب۔ ورق ۲۳۶۔ محمد اکرم نصرپوری۔ اعیان النظر۔ مقدمہ ص: ۴

الحسین بن محمد بن اسد کا ذکر گزشتہ اوراق میں گذر چکا، جن کی وفات ۳۴۰ھ میں ہوئی۔ ان کے برادر خورد حسن بن محمد کا تعارف پیش ہے۔

آپ بھی اپنے برادر بزرگ کی طرح ابو یعلیٰ الموصلی کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ نے ۳۴۰ھ/۹۵۱ء میں دمشق میں علم حدیث کی اشاعت کی۔

آپ کا سلسلہ سند بھی جابر بن عبداللہ سے ملتا ہے۔

تمام آپ کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ کی وفات ۳۵۰ھ/۹۶۱ء میں ہوئی (۸۱)

۴۴: خلف بن محمد الدیبلی۔ م ۳۶۰ھ/۹۷۰ء

خلف بن محمد نے اپنے آبائی شہر دیبل میں علی بن موسیٰ الدیبلی سے علم حدیث میں استفادہ کیا۔ بعد ازاں وہ بغداد چلے گئے تھے جہاں ابوالحسین بن الجندی اور احمد بن عبیر نے آپ سے استفادہ کیا۔

آپ کا سن وفات ۳۶۰ھ/۹۷۰ء نقل کیا گیا۔ (۸۲)

۴۵۔ احمد بن ہارون الدیبلی ۲۷۵ھ/۸۸۸ء۔۲۷ ۹۸۰ء)

احمد بن محمد بن ہارون بن سلیمان بن علی، الحربی الرازی، دیبل سے تعلق رکھتے تھے۔ خطیب تاریخ بغداد میں ابوالعلاء الفانی (۸۳) کا قول نقل کرتے ہیں کہ میں نے ابوبکر احمد بن ہارون سے ان کی تاریخ ولادت پوچھی تو انہوں نے فرمایا کہ میں ۲۷۵ھ میں پیدا ہوا (۸۴)

جعفر بن محمد الفریابی، اور ابراہیم بن شریک الکوفی سے روایت کی اور آپ سے احمد بن علی الابار نے روایت نقل کی ہے، خطیب نے حسن بن حسین الغنابی، عن احمد بن محمد کے طریق سے ایک روایت نقل کی ہے جو لوبان، نبی کریم ﷺ کے آزاد کردہ سے مرفوعاً منقول ہے۔

احمد بن محمد کی وفات اتوار کے روز ۲۱ رجب ۳۰۰ھ/۹۱۰ء کو ہوئی۔ (۸۵)

---

(۸۱) محمد اسحٰق۔ علم حدیث میں پاک و ہند کا حصہ۔ ص ۵۵ (۸۲) خطیب۔ تاریخ بغداد، ۴۴۲، ۷: ص ۲۲۲ محمد حسن کی کتاب مذکور ص۔ ۵۵ (۸۳) ابوالعلاء الفانی محمد بن علی بن یعقوب (۸۴) خطیب، تاریخ بغداد ۱۵۲۴۱، ۵: ص ۵۰ (۸۵) ۱۱۵ خطیب فرماتے ہیں کہ ابوبکر کی یہ تاریخ وفات میں نے ابوالعلاء کی ایک کتاب میں دیکھی جو انہوں نے خود لکھی تھی۔ دیکھئے خطیب تاریخ بغداد، ج ۵، ص ۱۱۲، ۱۱۴

Marfat.com

۴۶: ابوالقاسم شعیب بن محمد بن احمد الدیبلی م ۴۰۰ھ/ ۱۰۰۹ء

ابوالقاسم شعیب بن محمد بن احمد دیبلی ابن ابی قطعان دیبلی کے نام سے معروف ہیں سمعانی کے مطابق آپ نے مصر میں درسِ حدیث دیا۔ (۸۶)

ابوسعید بن یونس آپ کے شاگرد ہیں۔ ۴۰۰ھ/ ۱۰۰۹ء میں آپ کا انتقال ہوا (۸۷)

منصورہ

منصورہ سندھ کا ایک بڑا شہر ہے جو دریا سندھ کے کنارہ اقلیم ثالث میں واقع ہے، اس کا طول بلد مغرب کی جانب سے ۹۳ درجہ اور عرض بلد جنوب کی جانب سے ۲۲ درجہ ہے۔ ہشام کے بقول اس کا نام منصورہ منصور بن جمہور الکلبی جو اس شہر کے بانی تھے، سے منسوب ہے جبکہ حسن بن احمد ملہی کے نزدیک اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ملہب کے سپوتوں میں سے ایک عمرو بن حفص نے عباسی خلیفہ منصور کے زمانہ میں اسے بنایا اور اسی سے منسوب کیا۔ منصورہ میں مساجد و مدارس کی کثرت ہے۔

یہ دیبل سے سات مراحل (۱۶۸ کلومیٹر) اور ملتان سے ۱۲ مراحل (۳۰۷۲ کلومیٹر) پر واقع ہے۔ (۸۸)

محدثین منصورہ

۴۷: ابوالفضل محمد بن عبدالعزیز الہاشمی المنصوری م ۳۲۴ھ/ ۹۳۵ء

آپ جامع العربیہ بغداد کے خطیب تھے، عبداللہ بن عباس کی اولاد میں سے ہیں آپ کا نسب بارہویں پشت پر عبداللہ بن عباسؓ بن عبدالمطلب سے جا ملتا ہے۔ گویا آپکو نبی کریم ﷺ کے خاندان میں کے ایک فرد ہونے کا شرف حاصل ہے۔

(۸۶) سمعانی۔ الانساب: ۲۲۶ ب (۸۷) عبدالحئی۔ نزھۃ الخواطر ج ۱: ص ۵۴

(۸۸) حموی، معجم البلدان۔ ج ۵: ص ۲۱۱ ایک مرحلہ ایک دن کے سفر یعنی ۱۶ میل کے برابر ہوتا ہے۔

Marfat.com

آپ نے حسن بن محمد المخرمی، ابوالحسن واعظ، اور ابو القاسم صیدرانی کے علاوہ محدثین کی ایک جماعت سے سماع کیا ہے۔ آپ سے ابوبکر خطیب الحافظ نے نہ صرف سماع و استفادہ کیا بلکہ کچھ احادیث آپ سے تحریر بھی کیں۔

محدثین کے نزدیک ثقہ و صدوق رجال میں سے ہیں اور بغداد کے ان حضرات میں سے ہیں جنہیں شاہد عدول کا لقب حاصل ہے۔ آپ کی وفات محرم ۲۲۴ھ/۹۳۵ء میں ہوئی۔ (۸۹)

۴۸: ابوالعباس محمد بن محمد الحسن المنصوری۔ م ۳۴۸ھ/ ۹۵۸ء

ابوالعباس منصوری بھی ہاشمی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔

اہل بغداد میں سے ہیں لیکن پھر خراسان ہجرت کر گئے اور "ماوراء النہر" میں درس حدیث کا سلسلہ شروع کیا آپ نے ابوبکر بن ابی داؤد سجستانی، ابوالقاسم البغوی اور ابوجعفر الطبری جیسے کبار محدثین و مورخین کے علاوہ دیگر محدثین سے بھی استفادہ کیا۔ اور الحافظ ابوسعد الادریسی نے آپ سے روایات نقل کی ہیں۔ آپ کی وفات فرغانہ میں ۳۴۷ھ/۹۵۱ء میں ہوئی (۹۰)

۴۹: ابوجعفر عبداللہ بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن عیسیٰ بن ابی جعفر المنصوری۔ م ۳۵۰ھ/ ۹۶۱ء

آپ ابن لویہ کے لقب سے مشہور تھے اور جامع المنصورۃ کے امام تھے۔

آپ احمد العطاردی، اسمٰعیل بن اسحٰق القاضی، سوادۃ بن عیسیٰ الآدمی، اور ابن ابی الدنیا سے استفادہ کیا، ائمہ محدثین آپ کو ثقہ تسلیم کرتے ہیں۔ ابوالحسین محمد رزق اور احمد بن العباد کے علاوہ محدثین کی ایک کثیر تعداد نے آپ سے کسب فیض کیا۔ آپ کا سنہ وفات ۳۵۰ھ/۹۶۱ء ہے (۹۱)

۵۰: احمد بن محمد بن صالح المنصوری۔ م ۳۵۰ھ/ ۹۶۱ء

احمد بن محمد بن صالح بن عبدربہ، ابوالعباس، القاضی، آپ اہل منصورۃ کے قضاۃ میں سے تھے۔ آپ داؤد الاصبہانی کے فقہ کے امام تھے۔ اور علم فقہ آپ نے اثرم سے حاصل کیا۔ طلب علم کے لیے آپ

(۸۹) سمعانی، الانساب، ق ۴۳۲ و ابراہیم احمد لویہ، ما معنی انظر، مقدمہ، ص ۹-۱۰، اکرم ضیاء العمری، ج ۱، ص ۱۱۹، الفاسی، ص ۸۰

نے فارس، و بصرۃ کا سفر کیا، فارس میں ابوالعباس بن الاثرم سے، بصرہ میں ابورزق الہرانی اور ابومحمد عبداللہ بن جعفر بن مرہ المنصوری سے استفادہ کیا اور آپ سے حاکم نے روایات نقل کی ہیں۔ آپ کی وفات ۳۵۰ھ/۹۶۱ء نقل کی گئی ہے (۹۲)

۵۱۔ ابومحمد عبداللہ بن جعفر بن مرۃ المنصوری م ۳۹۰ھ/۹۹۹ء۔

منصورۃ کے دوسرے دو محدثین کی طرح عبداللہ بن جعفر بھی حسن بن الکرم کے شاگرد تھے آپ کی شہرت حاکم نیشاپوری کے استاذ کی حیثیت سے ہوئی۔

آپ ہندی نژاد سیاہ فام محدث تھے، آپ کا سنہ وفات ۳۹۰ھ/۹۹۹ء ہے (۹۳)

دیبل اور منصورۃ کے علاوہ بھی چوتھی صدی ہجری میں سندھ میں علم حدیث کی خدمات کا سلسلہ جاری رہا۔ دیبل و منصورۃ کے علاوہ اس صدی کے جن محدثین نے علم حدیث کا چراغ روشن رکھا۔ اب ان کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

۵۲۔ احمد بن سندھی الحداد م ۳۵۹ھ/ ۹۶۹ء

احمد بن سندھی بن بحر، ابوبکر الحداد نے خطیب بغدادی کے مطابق محمد بن عباس المؤدب، حسن بن علویہ القطان اور موسیٰ بن ہارون الحافظ سے سماع کیا، ابن رزقویہ نے آپ سے ابوحذیفۃ البخاری کی تصنیف "المبتداء" اور دیگر روایات نقل کی ہیں، ابن رزقویہ کے علاوہ ابوعلی بن شاذان اور ابونعیم الاصبہانی کو بھی آپ سے شرف تلمذ رہا ہے۔

آپ کی سند حدیث محمد بن عباس المؤدب سے ہوتی ہوئی صحابہ کرام میں حضرت عائشہؓ، ابوبکر، حسن بن علویہ کے واسطہ سے حضرت علیؓ اور ابن عباس پر، موسیٰ بن ہارون کے واسطہ سے متقدمین اسود پر، احمد بن محمد بن الصباح کی سند سے انس بن مالکؓ پر منتہی ہوتی ہے ائمہ محدثین و اسماء الرجال میں ابونعیم الاصبہانی، ابوبکر برقانی اور محمد بن ابی الفوارس کے نزدیک آپ ثقہ و صدوق ہیں۔

(۹۲) سمعانی۔ الانساب۔ ص۔ ۵۴۳ ب۔ ابن حجر، احمد بن علی، لسان المیزان (بیروت ۱۹۷۱/۱۳۹۰) ج ۱: ص ۲۷۲

(۹۳) سمعانی۔ الانساب ص، ۵۴۴ محمد اسحٰق۔ علم حدیث میں پاک و ہند کا حصہ: ص ۵۹

Marfat.com

آپکا سال وفات ۳۵۹ھ ۹۶۹ء نقل کیا گیا ہے (۹۴)

۵۳۔ ابراہیم بن علی بن السندی متوفی چوتھی صدی ہجری:

قاضی اطہر مبارکپوری لکھتے ہیں کہ آپ کے حالات کے متعلق زیادہ تفصیلات کا علم نہیں ہو سکا سوائے اس کے کہ آپ محمد بن عبداللہ بن یزید الفزاری کے شاگرد اور عبداللہ بن محمد کے استاد ہیں اور چوتھی صدی ہجری کے رجال میں سے ہیں۔ (۹۵)

۵۴: ابراہیم بن سندی بن شاہک متوفی چوتھی صدی ہجری:

سندی بن شاہک کے فرزند ارشد ہیں۔ اس خاندان میں جہاں علم دین کی ورثہ اندیشی کے ذریعہ خدمت کی، وہاں اسلامی حکومتوں میں اہم ذمہ داریوں پر فائز رہے۔ سندی بن شاہک قاضی رے شام کے والی رہے۔ سندی بن شاہک کے بھتیجے، ابراہیم بن عبدالسلام ماہر انساب، فقیہہ، نحوی، ادیب اور حافظ حدیث تھے۔ حافظ نے "البیان والتبیین" میں ادباء بلغاء میں آپ کا ذکر کیا ہے۔

ابراہیم بن سندی بھی اپنے خاندان کی ان خصوصیات کے حامل تھے، اپنے والد کے نقش پر چلتے ہوئے علم حدیث کی خدمت تاحیات کرتے رہے (۹۶)

۵۵: ابراہیم بن عبدالسلام السندی البغدادی:

جیسا کہ ابراہیم بن سندی کے تعارف میں گزر چکا ابراہیم بن عبدالسلام بھی سندی بن شاہک کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور ادیب، شاعر، نساب ہونے کے ساتھ ساتھ حافظ حدیث بھی تھے۔ ان کے تفصیلی حالات کا علم نہیں ہو سکا۔ (۹۷)

---

(۹۴) الف: قاضی اطہر مبارکپوری، رجال السند والہند من القرن الاول الی القرن الرابع عشر، ص ۲۷۴ قاضی مبارکپوری نے آپ کی روایات نقل کی ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ

(۹۵) ۱۰۔ ابن حجر، ص ۱۰۔ ۱۱۔ ابن الاثیر، اللباب، ۱۔ ابن الندیم، الفہرست، ص ۔ ۹۵۔ قاضی اطہر، رجال السند، ص ۲۷

(۹۶) قاضی اطہر مبارکپوری، کتاب مذکور، ص ۵۰ تا ۵۰ ۔ ۹۷۔ ایضاً، ص ۶۔

۵۶: محمد بن علی بن احمد البامیانی م سنہ ۳۹۰ھ/ ۹۹۹ء

محمد بن احمد کا تعلق بلخ ہراۃ اور غزنہ کے درمیان ایک قصبہ سے ہے جس کا نام "بامیان" (۹۸) ہے محمد بن علی ایک ثقہ راوی و محدث کی حیثیت سے معروف ہیں۔ آپ نے ابوبکر الخطیب سے استفادہ کیا ہے۔ آپ وفات رجب سنہ ۳۹۰ھ/ ۹۹۹ء میں ہوئی (۹۹)

۵۷: احمد بن القاسم المعدل البیع ابن السندی البغدادی:

آپ ابن السندی کے لقب سے مشہور تھے آپ نے احمد بن محمد بن اسمٰعیل، اسمٰعیل بن محمد الصفار سے سماع کیا اور آپ سے عبدالعزیز بن علی الازجی نے استفادہ کیا ہے۔

قاضی اطہر مبارکپوری کے نزدیک آپ چوتھی صدی ہجری کے محدثین میں سے ہیں (۱۰۰)

۵۸: احمد بن محمد الحسین م سنہ ۳۹۴ھ/ ۱۰۰۲ء

احمد بن محمد کا قیام مصر میں رہا آپ ابن نطیف کے شاگرد ہیں۔ ائمہ اسماء الرجال کے نزدیک احمد بن محمد اس پائے کے محدث نہیں کہ بصورتِ انفراد میں ان کی روایت قبول کی جائے۔

آپ کی وفات شوال سنہ ۳۹۴ھ/ ۱۰۰۳ء میں ہوئی۔ (۱۰۱)

پانچویں صدی ہجری/ گیارہویں صدی عیسوی:

چوتھی صدی ہجری میں دیبل میں علم حدیث کی جو داغ بیل ڈالی گئی تھی، پانچویں صدی میں بھی اس کے آثار ظاہر ہوئے اور آثار کی بنا پر دیبل منصورہ کے بعد اس صدی میں تصدار میں چند محدثین پیدا ہوئے

(۹۸) بامیان میم کے کسرۃ کے ساتھ، ایک چھوٹا قصبہ ہے جو بلخ ہراۃ اور غزنہ کے درمیان واقع ہے پہاڑی علاقہ ہے سرسبز و شاداب ہے، اس قصبہ کے ساتھ اہل تشیع کی ایک معتد بہ جماعت وابستہ ہے دیکھئے حموی معجم البلدان ج ۱، ص ۳۲۰

ذکر بامیان (۹۹) اطہر مبارکپوری۔ رجال السند ص: ۲۲۱

(۱۰۰) قاضی اطہر کتاب مذکور ص ۵۷ (۱۰۱) اطہر مبارکپوری۔ رجال السند ۵۹۔

Marfat.com

محدثین کی تعداد کے اعتبار سے یہ صدی چوتھی صدی ہجری کے مقابلہ میں ادنیٰ درجہ کی ہے کہ جس کثرت کے ساتھ دیبل و منصورہ میں گزشتہ صدی میں محدث تھے۔ اس صدی میں نہیں پائے گئے۔

۵۹: حسن بن حامد بن حسن البدیلی م ۴۰۷ھ / ۱۰۱۶ء

حسن بن حامد کے متعلق خطیب لکھتے ہیں کہ آپ محدث ہونے کے ساتھ ادیب بھی تھے اور ایک صدوق و ابن تاجر تھے۔ (۱۰۲)

عبداللہ بن سلمہ فرماتے ہیں کہ ابن حامد جب حدیث بیان کرتے کثرت رقت کی بنا پر رونے لگتے آپ نے دمشق و مصر میں روایت احادیث کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ کی سند صحابہ کرام میں حضرت عمر فاروقؓ پر منتہی ہوتی ہے

آپ کی وفات مصر میں شوال ۴۰۷ھ / ۱۰۱۶ء میں ہوئی۔ (۱۰۳)

۶۰: نصراللہ بن احمد بن السندی م ۴۳۲ھ / ۱۰۴۱ء

آپ ابن السندی کے نام سے مشہور تھے۔ ابوالقاسم بن سابنک سے شرف تلمذ حاصل کیا اور خطیب بغدادی کو آپ سے شرف تلمذ حاصل ہے۔ خطیب کے نزدیک آپ "صدوق" ہیں۔ ذوالقعدہ ۴۳۲ھ / ۱۰۴۱ء میں وفات پائی۔ (۱۰۴)

۶۱: شیخ محمد اسمٰعیل اللاہوری م ۴۴۸ھ / ۱۰۵۶ء

چوتھی صدی ہجری میں برصغیر میں سندھ کے ملاقہ میں علم حدیث کی خدمات اپنے عروج کو پہنچی ہیں گزشتہ تفصیلات سے واضح ہو چکا ہے کہ اس صدی میں خدمت حدیث کے سلسلہ میں دیبل اور منصورہ کو خصوصی و امتیازی مقام حاصل ہے۔ اس صدی کے آخر میں یہ خدمات وسیع ہو کر ملتان اور لاہور تک پھیل گئیں چنانچہ چوتھی صدی کے آخری دہائی ۳۹۵ھ / ۱۰۰۴ء میں سادات بنا رانیں سے ایک محدث

۱۰۲: خطیب، تاریخ بغداد (۳۱۸/۷) ۱۰۳: ایضاً (۳۲۰/۷) ۱۰۴: صفدی، الوافی بالوفیات (۱۰۴/۱۰) سمعانی، الانساب ۵۹۳

محمد اسحٰق، علم حدیث میں پاک و ہند کا حصہ ۲۰۰ خطیب، تاریخ بغداد (۲۸۱/۷) ج ۱۳: ص ۲۰۲

شیخ محمد اسمٰعیل البخاری بخارہ سے ہجرت کر کے لاہور سکونت پذیر ہو گئے۔ یہ سلطان محمود غزنوی کا زمانہ تھا اور اسوقت لاہور فتح نہ ہوا تھا۔

لاہور میں سب سے پہلے درس حدیث کی شمع روشن کرنے والے شیخ محمد اسمٰعیل ہی ہیں جن کے وعظ و درس کے ذریعہ ہزاروں لوگ رشد و ہدایت پاکر آپ کے دست مبارک پر مشرف با سلام ہوئے درس و تدریس اور وعظ و ارشاد کی یہ مجالس وفات تک جاری رہیں۔ آپ کو لاہور سے اسقدر محبت و موانست ہو گئی تھی کہ آپ بخاری کے بجائے اپنے آپ کو لاہوری کہنے لگے (۱۰۵) کنہیا لال نے بھی تاریخ لاہور میں آپ کا ذکر کیا ہے۔ (۱۰۶)

۶۲۔ جعفر بن الخطاب قصداری م ۴۵۰ھ / ۱۰۵۸ء

آپ کی کنیت ابو محمد نقل کی جاتی ہے۔ آپ کا تعلق اگرچہ شہر بناء قصدار سے تھا۔ لیکن آپ نے بلخ ہجرت کر کے وہیں سکونت اختیار کر لی تھی۔

آپ نے ابوالفضل عبدالصمد بن محمد بن نصیر العاصمی سے سماع حدیث کیا اور آپ سے ابوالفتوح عبدالغافر بن الحسین بن علی الکاشغری نے استفادہ کیا۔

جعفر بن الخطاب کا زمانہ حیات پانچویں صدی کا ابتدائی زمانہ ہے اور آپ کا سنہ وفات ۴۵۰ھ / ۱۰۵۸ء ہے (۱۰۶)

۶۳۔ یحییٰ بن ابراہیم المخول، العاص ابوالقاسم علی بن محمد الحسینی م ۴۶۳ھ / ۱۰۷۰ء

یحییٰ بن ابراہیم المخول اور رجاء بن عبدالواحد الاصفہانی کے شاگرد تھے۔ ہجرت کر کے مکہ معظمہ چلے

(۱۰۵) محمد انور شاہ کاشمیری، مولانا۔ مقدمہ انوار الباری شرح صحیح البخاری اگوجرانوالہ ۱۹۸۱ء حصہ دوم۔ ص ۹۵۔ تالیف و تدوین سید احمد رضا بجنوری ۔ (۱۰۶) نقوش، لاہور نمبر کنہیا لال۔ تاریخ لاہور (۱۰۶) سمعانی۔ الانساب۔ ۴۵۵ ب۔

گئے اور وہاں درس حدیث دیتے رہے۔ حافظ ابو الفتیان عمر بن ابو الحسن الرواسی نے جو صوبہ جرجان میں دہستان کے محدث تھے، سیبویہ سے احادیث روایت کی ہیں۔ (۱۰۷)

سیبویہ نے ۴۶۳ھ/ ۱۰۷۰ء کے قریب وفات پائی۔ (۱۰۸)

۶۴: ہبۃ اللہ بن سہل السندی متوفی پانچویں صدی ہجری

ہبۃ اللہ بن سہل السندی نے ابو سعید محمد بن علی بن محمد الخشاب نیشاپوری اور ابو المعالی البغدادی سے استفادہ کیا۔ آپ سے حافظ ابن عساکر اور سمعانی جیسے جلیل القدر فضلاء روایت کرتے ہیں۔

آپ کے شیوخ و تلامذہ جن میں ابو المعالی البغدادی م ۴۷۶ھ اور ابن عساکر م ۵۷۱ھ شامل ہیں سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کی وفات پانچویں کے آخری چوتھائی ہوئی ہے۔

تراجم، معاجم، انساب اور رجال کی کتب میں آپ کا مستقل تذکرہ نہیں ملتا۔

البتہ سمعانی نے ابو سعید محمد بن علی الخشاب کے ضمن میں آپ کا ذکر کیا ہے۔ (۱۰۹)

قاضی اطہر مبارکپوری فرماتے ہیں۔

لم اقف علیٰ احوال هذا الامام الجلیل غیر هذا و کان عارفا بالحدیث و اماما فیه، یکن باصبهان و کان من رجال المائة الخامسة۔

چھٹی صدی ہجری / بارہویں صدی عیسوی:

۶۵: ابو الحسن علی بن عمر لاہوری م ۵۲۹ھ/ ۱۱۳۶ء:

ابو الحسن محدث ہونے کے ساتھ ساتھ شاعر و ادیب بھی تھے آپ نے ابو المظفر السمعانی سے و حادلا حدیث تھے استفادہ کیا۔ محدث کی حیثیت سے آپ خصوصی شہرت کے مالک نہ بنے اور آپ کی شہرت

(۱۰۷) سمعانی، الانساب، ص ۴۵۱ الف، ۱۰۸ یاقوت، معجم الادباء، ج ۱۰، ص ۱۶۱، ۱۰۹ سمعانی، الانساب، ص ۱۹۹ الف، تذکرہ الخشاب

(۱۱۰) قاضی اطہر، رجال السند، ص ۲۶۳: ۹۴۔

برصغیر سے نکل کر بغداد میں پہنچے۔ چنانچہ ابوالفضل محمد بن ناصر السلمی البغدادی نے جو خود بھی حافظ حدیث تھے آپ سے استفادہ کیا۔ ابوالفضل کے علاوہ ابوالقاسم محمد بن خلف لاہوری نے بھی آپ سے کسب فیض کیا اور اس فیض کو جاری رکھا۔ (آئندہ اوراق میں تعارف آئیگا)

ابوالحسن نے ۵۲۹ھ / ۱۱۳۶ء میں وفات پائی۔ (۱۱۱)

۶۶: محمود بن محمد اللاہوری۔ م ۵۴۰ھ / ۱۱۴۵ء

آپ اسفرائن سے ہجرت کر کے لاہور وارد ہوئے تھے۔ آپ محدث و فقیہ تھے علم فقہ آپ نے ابوالمظفر السمعانی سے حاصل کیا۔ لیکن آپ اپنے استاد کے مقلد محض نہ تھے بلکہ ان کے مسلک پر وقت و تدبر اور انشراح صدر کے بعد عمل کرتے۔ آپ نے علم حدیث ابوالفتح عبدالرزاق بن حسان المنیعی ابونصر محمد بن محمد الباہان سے استفادہ کے علاوہ نیشاپور میں ابوبکر بن خلف الشیرازی، بلخ میں ابواسحٰق ابراہیم بن عمر بن ابراہیم سے اسفرائن میں ابوسہل احمد بن اسمٰعیل بن بشر المفرجانی سے سماع کیا۔ ابوسعد نے اسفرائن میں آپ سے روایات بصورتِ کتابت نقل کیں۔

سمعانی فرماتے ہیں کہ میں نے محمود بن محمد سے سماع کیا ہے۔

اندازاً آپ کا سنہ وفات ۵۴۰ھ / ۱۱۴۵ء ہے (۱۱۲)

۶۷: ابوالقاسم محمد بن خلف لاہوری۔ م ۵۴۰ھ / ۱۱۴۵ء

آپ لاہور سے ہجرت کر کے اسفرائن چلے گئے تھے۔ اور وہیں سکونت اختیار کر لی تھی۔ آپ نے فقہ و حدیث کی تعلیم ابوالمظفر سمعانی سے اسفرائن میں حاصل کی۔ سمعانی کے علاوہ اُس زمانہ کے دیگر محدثین سے بھی آپ نے کسب فیض کیا۔

آپ نے یہاں ایک طرف فقیہ و محدث کی حیثیت سے شہرت حاصل کی وہاں دوسری طرف ایک مناظر کی حیثیت سے بھی مشہور رہے۔

(۱۱۱) سمعانی الانساب ۷، ۴۹۔ محمد اسحٰق علم حدیث میں پاک و ہند کا حصہ ص ۷۳۔

(۱۱۲) عبدالحئی نزھۃ الخواطر ج ۱: ص ۸۵، ۱۶

Marfat.com

سنہ ۵۴۰ھ / ۱۱۴۵ء میں آپ نے وفات پائی (۱۱۳)

۶۸ : بختیار بن عبداللہ الفصاد الہندی المروزی م سنہ ۵۴۱ھ / ۱۱۴۶ء

بختیار بن عبداللہ آپ کا نام اور ابو محمد آپ کی کنیت ہے۔

سمعانی کے مطابق آپ نے طلب علم کے لیے عراق و حجاز کے سفر کیے اور وہاں کے اہل علم سے استفادہ کیا چنانچہ بغداد میں ابو محمد جعفر بن احمد السراج ابو الفضل محمد بن عبدالسلام بن احمد الانصاری اور ابو الحسین المبارک بن عبدالجبار الطیوری سے ہمدان میں ابو محمد عبدالرحمٰن بن احمد بن الحسین الدونی سے، اصفہانی میں ابو الفتح محمد بن حداد اور ان کے ہم عصر دیگر محدثین سے استفادہ کیا۔

آپ سمعانی کے استاد ہیں۔ مرو میں آپ کی وفات صفر سنہ ۵۴۱ھ / ۱۱۴۶ء میں ہوئی (۱۱۴)

۶۹ : بختیار بن عبداللہ الہندی م سنہ ۵۴۲ھ / ۱۱۴۷ء

آپ کی کنیت ابو الحسن تھی۔ آپ محدث ہونے کے ساتھ ساتھ زاہد و صوفی بھی تھے۔

سمعانی نے آپ کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ آپ محمد بن اسمٰعیل الیعقوبی کے آزاد کردہ ہیں آپ ہندی الاصل تھے۔ طلب علم کے لیے آپ نے بلاد عراق و حجاز کا سفر کیا۔

بغداد میں آپ نے ابو نصر محمد، ابو الفوارس طراد بن محمد اور ابو محمد رزق اللہ بن عبدالوہاب سے بصرہ میں ابو علی بن احمد بن علی التستری، ابو القاسم عبدالملک بن علی بن نبات، ابو علی احمد بن محمد بن سن اور دیگر محدثین سے کسب فیض کیا۔ بغداد و بصرہ کے علاوہ ہراۃ، اصفہان، خوزستان اور اہواز کے بلاد کے سفر کیے اور وہاں پر موجود علماء سے استفادہ کیا۔ آپ کا سنہ وفات سنہ ۵۴۲ھ / ۱۱۴۷ء یا سنہ ۵۴۳ھ / ۱۱۴۸ء ہے۔ (۱۱۵)

---

(۱۱۳) سمعانی الانساب۔ ص ۴۹۷۔ محمد اسحٰق ڈاکٹر علم حدیث میں پاک و ہند کا حصہ ۲۔

(۱۱۴) الطہر مبارکپوری۔ کتاب مذکور۔ ص ۸۴۔

(۱۱۵) عبدالحی بن فخر الدین الحسنی۔ نزھۃ الخواطر و بھجۃ المسامع و المناظر۔ حیدر آباد، دکن ۱۹۶۲ء ج ۱: ص ۔۔

۷۰: ابوالفتوح عبدالصمد بن عبدالرحمٰن لاہوری م ۵۵۰ھ / ۱۱۵۵ء

ابوالفتوح ابوالحسن کے شاگرد ہیں آپ نے پہلے ابوالحسن سے سماع حدیث کیا۔ بعدازاں اسفرائن میں ابوالمظفر السمعانی سے استفادہ کیا اور ان سے وہ احادیث بھی سنیں جن کا ابوالحسن سے سماع کر چکے تھے۔

چھٹی صدی کے نصف اول میں زندہ رہنے کے بعد ۵۵۰ھ / ۱۱۵۵ء میں آپ وفات پاگئے۔ (۱۱۶)

۷۱: سید مرتضیٰ کوفی م ۵۸۹ھ / ۱۱۹۳ء:

سید مرتضیٰ مفسر و محدث ہونے کے ساتھ ساتھ فن سپہ گیری میں نمایاں و امتیازی مقام رکھتے تھے۔ سلطان شہاب الدین غوری نے آپ کو فوجی خدمات پر مامور کیا۔ اور جلد ہی آپ کی اعلیٰ عسکری صلاحیتوں کی بنا پر آپ کو سپہ سالار بنا دیا۔

۵۸۷ھ / ۱۱۹۲ء میں ایک فوجی مہم کے دوران ظفر آباد ضلع جونپور میں شہادت ہوئی۔ (۱۱۷)

۷۲: عمرو بن سعید اللاہوری متوفی چھٹی صدی ہجری:

آپ محدث و فقیہ تھے، حموی نے معجم میں آپ کا ذکر کیا ہے۔

آپ سے حافظ ابوموسیٰ المدینی نے سماعِ حدیث کیا۔ ابوموسیٰ کا سنہ وفات ۵۸۱ھ / ۱۱۸۵ء ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ بھی چھٹی صدی کے محدثین میں شمار ہوتے ہیں (۱۱۸)

ساتویں صدی ہجری / تیرہویں صدی عیسوی

۷۳: حسن بن محمد صاغانی لاہوری م ۶۵۰ھ / ۱۲۵۲ء

رضی الدین حسن بن محمد بن حسن بن حیدر الصغانی ۱۰ صفر ۵۷۷ھ / جولائی ۱۱۸۱ء کو لاہور میں پیدا

(۱۱۶) محمد اکرم۔ کتاب مذکور ص ۱۷۳، (۱۱۷) محمد اسحٰق، علم حدیث میں پاک و ہند کا حصہ۔ ص ۷۲ (۱۱۸) عبدالحئی۔ نزھۃ الخواطر ج ۱: ص ۸۳

Marfat.com

ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والدِ ماجد سے حاصل کی ۲۵ سال کی عمر میں آپ نے علوم دینیہ پر خصوصاً علم فقہ پر مہارت حاصل کر لی تھی، آپ اعلیٰ ذہنی و دماغی صلاحیتوں کے مالک تھے آپ کی ان علمی، فکری، ذہنی اور دماغی صلاحیتوں کو دیکھ کر سلطان قطب الدین ایبک نے آپ کو لاہور کا قاضی بنانے کی پیش کش کی تھی مگر شوقِ حصول کی وجہ سے انکار کر دیا۔ اور اعلیٰ تعلیم کے لیے غزنی چلے گئے۔ غزنی کے علاوہ عراق و حجاز کے اسفار علمیہ بھی کیے اور اس زمانہ کے نامور محدثین سے استفادہ کیا۔

اپنے اسفار علمیہ مکمل کرنے کے بعد صفر ۶۱۵ھ/اپریل ۱۲۱۸ء کو آپ بغداد پہنچے اور وہیں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ ۶۱۵ھ/۱۲۱۸ء تا ۶۳۷ھ/۱۲۳۹ء مختلف قضا و سفارت کے اہم عہدوں پہ فائز رہے اور پھر بغداد میں مستقل سکونت اختیار کر کے علم حدیث اور علم اللسان کی تدریس، تالیفاً خدمت میں مصروف ہو گئے۔

صغانی شعبان ۶۵۰ھ/اکتوبر ۱۲۵۲ء کو بغداد میں وفات پائی اور حسب وصیت اپنی رہائش گاہ تحریم الظاہری میں دفن ہوئے۔

آپ کی تالیفات میں مصباح الدجی من احادیث المصطفی، الشمس المنیرۃ من الصحاح الماثورۃ، مشارق الانوار النبویۃ من صحاح الاخبار المصطفویۃ، تبیین [illegible] شرح صحیح بخاری التکملہ، مجمع البحرین اور وفیات الصحابہ شامل ہے۔

نام کتاب: مشارق الانوار النبویۃ من صحاح الأخبار المصطفویۃ۔ ۱۲۰۱

مؤلف: حسن بن محمد صغانی۔

ناشر: ارکلیلی، دار الفنون علوم عالیۂ دینیہ۔

سن اشاعت: ۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء

کل صفحات: ۲۲۸۔

کل احادیث: ۲۲۵۳:

احادیث بخاری: ۲۲۰:

[illegible]

[illegible]

احادیث مسلم: ۱۷۵

احادیث متفق علیہ: ۱۰۵۱۔

اسلوب: مشارق الانوار ایک منفرد انداز و اسلوب میں مرتب کی گئی ہے۔ اس میں کل بارہ ابواب ہیں جن کو احکام و مسائل کے بجائے الفاظ پر تقسیم کیا گیا ہے۔ جیسے الباب الاول کلمہ مَن شرطیہ و استفہامیہ پر مشتمل ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

صحیحین کی جن احادیث میں کلمہ من استعمال ہوا ہے ان کو تخریج کیا گیا ہے۔ احادیث کو باعتبار موضوعات و احکام فصول میں تقسیم کیا گیا ہے۔

اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے۔ سند میں صرف صحابی کا نام ذکر کیا گیا ہے۔ اور الفاظِ حدیث نقل کرنے کے بعد خ م اور ق کے رموز بخاری، مسلم اور متفق علیہ کے استعمال کیے گئے ہیں۔ بارہ ابواب کو جن کلمات پر تقسیم کیا گیا ہے۔ وہ حسب ذیل ہیں۔

مَن۔ ان۔ انی، انا، انہ، انہم، انہا، انک، انکم، انکن، انما، لا، اذا، مازائدہ استفہامیہ موصولہ) نعم، بئس، بینا، بنما، لعن، ولو، لولا، وان، خیر، افضل التفضیل کل، قد، لقد، کلمات، معرفۃ، حروف و سماء استفہام، ماضی، مضارع،

(معروف و مجہول) اور آخری باب میں جامع ادعیہ منقول ہیں۔ احادیثِ صحیحہ کا یہ ایک منفرد مجموعہ ہے جواب نایاب ہے اس کی جدید انداز میں اشاعت اہل علم کے لیے ایک مفید سرمایہ ہوگی۔

۷۴: رتن بن کرامل بن رتن الہندی م ۶۳۲ھ/۱۲۳۴ء

ہند کے مشہور اصحاب میں سے ہے۔ ہند میں اس شخص کا ظہور ساتویں صدی ہجری میں ہوا اور اس نے صحابی ہونے کا دعویٰ کیا۔

لکھنوی نے "تحفہ خیار" میں اس کے دعوی کی تفصیل یوں بیان کی ہے کہ یہ شخص لاہور سے ۶۰ میل کے فاصلہ پر واقع ایک شہر بھٹنڈہ میں پیدا ہوا۔ جب بالغ ہوا تو اسے تمنا ہوئی کہ کسی ایسے شخص کی صحبت

حاصل ہو جائے کہ جو اسے رشد و ہدایت کے راستہ پر چلا دے۔ اسوقت اس نے یہ سنا کہ عرب میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اس نے مکہ کا سفر کیا اور نبی کریم ﷺ سے ملاقات کر کے مشرف باسلام ہوا اور پھر ہند واپس آگیا اور ۶۰۰ سال سے زائد زندہ رہا۔ "الرسالہ الرتنیہ" کے نام سے ایک کتاب تالیف کی جس میں وہ احادیث نقل کیں جن کے بارہ میں اس کا دعویٰ تھا کہ یہ احادیث میں نے نبی کریم ﷺ سے بلاواسطہ سنی ہیں۔

صلاح الکبتی شیخ علاؤ الدین علی بن مظفر عن قاضی جلال الدین ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان عن قاضی نور الدین ابو الحسن علی بن ابی عبد اللہ عن جدہ الحسین بن محمد کی سند سے حسین بن محمد کی رتن الہندی سے ملاقات و گفتگو کی تفصیل بیان کرتے ہیں جس کا ترجمہ پیش ہے (اصل عبارت قارئین فوات الوفیات میں ملاحظہ کریں)

حسین بن محمد فرماتے ہیں کہ میرے والد کے زمانہ میں جبکہ میری عمر ۱۰ یا ۱۱ برس تھی۔ میں اپنے چچا کے ہمراہ خراسان سے ہند کے تجارتی سفر پر تھا۔ ہم ہند کے ابھی ابتدائی قطعہ میں تھے کہ قافلہ نے ایک مقام پر پڑاؤ کیا۔ ہم نے اس علاقہ کے متعلق دریافت کیا تو بتایا گیا کہ یہ علاقہ شیخ رتن المعمر کا ہے۔ جب ہم اس علاقہ میں پہنچے تو دیکھا کہ ایک بڑا درخت ہے جس کے سایہ میں کثیر تعداد میں لوگ بیٹھے ہیں اور اس درخت کی شاخوں میں ایک چادر لٹکی ہوئی ہے جس میں شیخ رتن بابا اور اس کا وہ مجموعہ حدیث جو انہوں نے نبی کریم ﷺ سے براہ راست سنا تھا موجود تھے۔ شیخ کو بتایا گیا کہ یہ تاجر ایمان سے آئے ہیں نبی کریم ﷺ کی اولاد میں سے ہیں آپ سے ملنا چاہتے ہیں اور یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ آپ نے نبی کریم ﷺ سے کیا فرمایا تھا تب اس شیخ نے ایک ہندی آدمی کر کے فارسی زبان میں میٹھی آواز میں یہ قصہ بیان کیا۔

زمانہ شباب میں میں نے اپنے والد کے ساتھ حجاز کا تجارتی سفر کیا جب ہم مکہ کی کسی وادی کے قریب پہنچے تو وہاں بارش کا پانی نشیبی علاقوں میں جمع تھا وہاں ایک خوبرو نوجوان دیکھا جو احرام پہنا ہوا تھا۔ لیکن اس کے اور اونٹوں کے درمیان پانی کا بڑا حائل تھا اور وہ نوجوان اس پانی میں جانے سے گریزاں تھا کہ میں نے اسے اپنے کندھے بٹھا کر اس کے اونٹوں تک پہنچایا۔ اس نوجوان نے وہاں بیٹھ کر کہا

بارك الله في عمرك، بارك الله في عمرك، بارك الله في عمرك۔

پھر اپنے امور تجارت سے فراغت پاکر ہم واپس آ گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک چاندرات کو ہم نے دیکھا کہ اچانک چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے، ایک مشرق میں غروب ہو گیا اور ایک مغرب میں دیر کے بعد نصف چاند مشرق سے طلوع ہوا اور نصف مغرب سے اور وہ دونوں وسط آسمان پر مل گئے اور پہلے کی طرح ہو گئے۔

ہم نے سیاحوں سے اس کی بابت پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ عرب میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور جب ان سے معجزہ طلب کیا گیا۔ تو انہوں نے اللہ کی قدرت سے چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھائے۔ ان حالات کو سن کر ان سے ملنے کا شوق پیدا ہوا۔

چنانچہ ہم پھر تجارتی سفر پر روانہ ہوئے اور مکہ پہنچے، آپؐ کے گھر میں داخل ہوئے تو آپؐ کا چہرہ دیکھا جو نور سے چمک رہا تھا اور آپؐ کے گرد ستاروں کی مانند آپؐ کے ساتھی بیٹھے تھے۔ آپؐ کے سامنے ایک قاب میں کھجوریں رکھی ہوئی تھیں۔ آپؐ مجھے دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا میرے قریب آجاؤ اور ان کھجوروں میں سے کھاؤ۔ پس میں بیٹھ گیا اور آپؐ کے ساتھ کھجوریں کھانے لگا، میں جو کھجوریں اپنے ہاتھ سے کھاتی تھیں ان کے علاوہ چھ کھجوریں آپ نے اپنے دست مبارک سے مجھے دیں۔ پھر آپؐ نے دریافت کیا تم نے مجھے پہچانا نہیں؟ میں وہی شخص ہوں جسے تم نے فلاں سال اٹھا کر پانی میں سے گذارا تھا جو میرے اور اونٹوں کے درمیان حائل ہو گیا تھا۔ اس بات سے میں پہچان گیا اور کہا بیشک ایسا ہوا تھا، آپؐ نے فرمایا اپنا ہاتھ بڑھاؤ۔ پس میں نے ہاتھ بڑھایا تو آپ نے کہا کہو اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ ۔ پس میں نے وہ الفاظ ادا کیے۔ آپ خوش ہوئے اور واپسی کے وقت فرمایا۔ بارك الله في عمرك بارك الله في عمرك ۔ بارك الله في عمرك پس میں اسلام اور آپ کی ملاقات کی دولت لے کر واپس ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کی دعا سن لی اور ایک مرتبہ کے مقابلہ میں مجھے سو سال عمر عطا کی ہے اس وقت پورے سو کچھ سال کا ہوں۔ اور اس خطہ میں جسقدر لوگ آباد ہیں میری اولاد الاولاد ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اور ان لوگوں پر اپنی خاص خیر و برکت فرمائی ہے" (۱۲۱)

---

(۱۲۱) الکتبی، محمد بن شاکر۔ فوات الوفیات (بیروت) ج ۲ : ص ۲۱ تا ۲۳
تدوین و تحقیق دکتور احسان عباس۔

عبدالرحمن القادری الصوفی نے بھی رتن الہندی کا ذکر کیا ہے اور فرمایا کہ آپ نے ۶۳۲ھ/۱۲۳۴ء میں وفات پائی۔ (۱۲۲)

نجیب عبدالوہاب فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ محمود خادم رتن سے سماع کیا ہے۔

آپ ۶۰۶ھ/۱۲۰۹ء تک بھی زندہ تھے۔ (۱۲۳)

علاوہ ازیں شیخ علاء الدولہ اسمنانی، خواجہ محمد پارسا اور شیخ رضی الدین لالا نے جو شیخ نجم الدین الکبریٰ کے ساتھیوں میں سے ہیں اور ۶۲۰ھ/۱۲۲۲ء میں ہند آئے۔ رتن الہندی سے ملاقات کی۔ آپ سے حدیثیں سنیں، اور رتن نے حضور ﷺ کی کنگھی شیخ رضی الدین کو دی۔ ۶۰۰ھ/۱۲۰۲ء کے بعد آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کی قبر بخینہ میں ہے۔ (۱۲۴)

ائمہ اسماء الرجال کے نزدیک اس واقعہ کی کوئی حیثیت نہیں وہ رتن الہندی نامی شخص کو جھوٹا و دجال کہتے ہیں۔ ذہبی فرماتے ہیں۔

اوما ادراك ما رتن، شیخ دجال بلا ریب ظهر بعد الستمائة

فادعى الصحبة والصحابة لا يكذبون وهذا جرئ

على الله ورسوله (۱۲۵)

(رتن الہندی، تجھے کیا خبر رتن کیا چیز ہے۔ وہ ایک بوڑھا دجال ہے جو ۶۰۰ سال کے بعد ظاہر ہوا۔ اور صحبت رسول ﷺ کا دعویٰ کیا۔ صحابہ کرامؓ جھوٹ نہیں بولا کرتے یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایک افترا ہے)

اس دعویٰ کی علامہ ذہبی نے دو دلیلیں پیش کی ہیں۔

(۱) نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے جو نبی کریم ﷺ نے اپنے وصال سے تقریباً ایک ماہ قبل فرمایا۔

أرأيتكم ليلتكم هذه فإن على رأس مائة سنة لا يبقى على وجه الأرض ممن هو اليوم

(کیا تم نے اپنی اس رات کو دیکھ لیا ہے کیونکہ آج سے سو سال بعد ان لوگوں میں سے کوئی اس زمین پر نہ ہوگا کہ جو آج ہیں۔)

(۱۲۲-۱۲۴) الکتبی، کتاب مذکور، ص ۲۳ (۱۲۵) عبدالحی، نزہۃ الخواطر، ج ۱: ص ۱۳

(۱۲۵) ذہبی، میزان، ۲۰۵۹، ج ۲: ص ۵۱

Marfat.com

نبی کریم ﷺ کا یہ قول حق و صداقت پر مبنی ہے جو غلط نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا چھ سو سال کے بعد جو شخص صحبت رسول ﷺ کا مدعی ہو، وہ جھوٹا ہے۔

۲۔ رتن الہندی نے جو روایات نقل کی ہیں اور ان کے متعلق یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ میں نے براہ راست نبی کریم ﷺ سے سنی ہیں۔ اکثر موضوع روایات ہیں۔ ایک روایت رتن الہندی سے یہ منقول ہے کہ جس نے فجر کی نماز جماعت سے پڑھی اس نے حضرت آدم کے ساتھ پچاس حج کیے۔

اسی طرح ایک اور روایت نقل کی کہ جس نے عشاء کی نماز ترک کی تو اس کا رب اس کو کہتا ہے کہ میں تیرا رب نہیں تو میرے سوا کسی اور کو اپنا رب مان (۱۲۶) اسی طرح اور بہت سی روایات علامہ ذہبی نے نقل کی ہیں۔

جہاں تک علامہ ذہبی کے پہلے اعتراض کا تعلق ہے، نبی کریم ﷺ کا یہ قول برحق ہے لیکن باقی نہ رہنے سے مراد اکثریت سے ہے۔ یہ معنیٰ نہیں کہ کوئی فرد واحد بھی نہ رہے گا۔ جہاں تک دوسرے اعتراض کا تعلق ہے کہ جس میں یہ کہا گیا ہے کہ موضوع روایات رتن الہندی سے منقول ہیں۔ اس کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ علامہ ذہبی نے جو روایات نقل کی ہیں۔ وہ رتن بن ساطوک بن جکندریق الہندی البترندی، رتن بن نصر اور رتن بن مہادیو بن باسریو سے منقول ہیں اور شیخ معمر رتن بن کرپال بن رتن الہندی ہیں۔

لیکن یہ تمام لوگ ہند سے تعلق رکھتے ہیں اور راوی ان کی روایت نقل کرتے وقت رتن الہندی کہتے ہیں۔ غالباً اس بنا پر یہ شبہ پیدا ہو گیا۔ لیکن ابن حجر کے نزدیک یہ نام مختلف اشخاص کے نہیں بلکہ ایک ہی شخص کے ہیں۔ ابن حجر نے جو نام ذکر کیے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ رتن بن عبداللہ الہندی ثم البترندی یا المرندی،

۲۔ رطن بن ساطوک بن جکندریو۔ ابن حجر کے نزدیک یہ نام راجح ہے۔

۳۔ رتن بن نصر بن کرپال۔

۴۔ رتن بن میدن بن مندی۔ (۱۲۷)

مزید برآں ابن حجر نے رتن کے دو مرتبہ سفر حجاز پہلی مرتبہ قبل از بعثت اور دوسری مرتبہ بعد از بعثت

---

(۱۲۶) ابن حجر۔ لسان المیزان ج ۲: ص ۴۵۰ تا ۴۵۵ (۱۲۷) ابن حجر، احمد بن علی العسقلانی۔ الاصابہ فی تمییز الصحابۃ ۲۷۵۹ (بیروت ۱۳۲۸ھ) ج ۱: ص ۵۳۲

Marfat.com

کے سفر کا ذکر کیا جس کو علی بن محمد الخراسانی نے نقل کیا ہے۔ خراسانی کے مطابق وہ ذیقعدہ میں ۶۲۱ھ / ۱۲۲۴ء میں ہند میں داخل ہوئے اور وہاں شیخ سے ملاقات کی۔ اس موقع پر شیخ معمر نے جو واقعہ بیان کیا وہ گذشتہ بیان کردہ واقعہ سے حسب ذیل مقامات میں اختلاف رکھتا ہے۔

۱۔ رتن نے خراسانی کے سوال پر اپنی عمر سات سو برس بتائی۔

۲۔ رتن نے اپنے آپ کو قوم عیسیٰ میں سے بتایا۔

۳۔ بعد از بعثت رتن نے جو سفر کیا وہ مدینہ منورہ کا کیا۔

۴۔ زیر بحث روایت کے مطابق نبی کریم ﷺ نے رتن کو بیک نظر پہچانا نہیں بلکہ جب رتن نے بتایا کہ میں ہند سے آیا ہوں تو دریافت کیا کہ تم وہی شخص ہو جس نے مجھے بچپن میں اٹھا کر پانی پار کرایا تھا۔

۵۔ رتن بابا نے جب اثبات میں جواب دیا تو آپ نے تین مرتبہ بارک اللہ فی عمرک فرمایا۔

۶۔ آپ کے ساتھ بارہ روز قیام اور کھانا کھانے کا ذکر ہے۔ (۱۲۸)

ان اضطرابات و اختلافات میں سب سے پہلا اضطراب و اختلاف ایسا ہے کہ جس سے اس واقعہ کے ثبوت میں شک و شبہات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اولاً یہ کہ خراسانی ۶۲۱ھ میں ہند میں داخل ہوئے اور رتن بابا سے ملاقات کی اسوقت رتن نے اپنی عمر سات سو سال بتائی۔ مؤرخین نے نقل کیا ہے کہ رتن کا انتقال ۶۲۲ھ / ۱۲۲۴ء میں ہوا۔ جبکہ روایت مذکورہ سابق "رتن بن علی کو چھ سو سال بتائی تھی جو اس واقعہ سے ایک یا دو سال قبل ہوا تھا۔ دوسری وجہ اشکال اس کا جواب بظاہر ممکن نظر نہیں آتا کہ رتن نے اپنے آپ کو قوم عیسیٰ میں سے بتایا۔

مؤرخین و سیرت نگاروں کے مطابق یہودیت و نصرانیت اسوقت دنیا کے کسی خطہ میں باقی نہ تھی صرف عرب کے چند لوگ ایسے تھے جو یہودیت یا نصرانیت کی تعلیمات پر عمل پیرا تھے۔ اور ان کے نام صراحت و وضاحت کے ساتھ کتب تاریخ میں موجود ہیں۔ ہند میں اسوقت نصرانیت کے پیرو کار تھے نہ اس مذہب پر عمل کرنے والے۔

تیسرا اختلاف جو روایت سابقہ سے نظر آتا ہے وہ یہ کہ گزشتہ بیان میں رتن نے بعد از بعثت

---

(۱۲۸) ابن حجر، کتاب مذکور، ص ۱: ص ۵۳۰۔

لیکن قبل از ہجرت مکہ کا سفر کر کے آپؐ کے ہاتھ اسلام قبول کیا۔ جبکہ ابن حجر کی نقل کردہ روایت کے مطابق بعد از ہجرت مدینہ منورہ کا سفر کر کے اسلام قبول کیا۔ یہ تین ایسے اختلافات ہیں کہ جن میں تطبیق بظاہر مشکل نظر آتی ہے۔ اگرچہ دیگر اختلافات معمولی نوعیت کے ہیں اور ان کا جواب اور روایتوں کے درمیان تطبیق کسی نہ کسی درجہ میں دی جا سکتی ہے۔

علامہ سید سلیمان ندوی نے مختلف بنیادی ماخذ و مصادر کے ذریعہ عرب و ہند کے تجارتی تعلقات پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ پوری بحث کے دوران اس بات کا ثبوت تو ملتا ہے۔ کہ عرب تاجر اپنی تجارت کے سلسلہ میں سندھ آیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ ندوی نے ان اشیاء کی تفصیلات بھی بتائی ہیں جو وہ عرب سے لاتے تھے اور انہیں سندھ میں فروخت کر کے سندھ سے کچھ اشیاء عرب لے جاتے تھے۔ اس ساری تحقیق کے دوران کہیں اس بات کا ثبوت نہیں ملتا کہ سندھ کا کوئی فرد بھی تجارت کے سلسلہ میں عرب جایا کرتا تھا۔ ندوی کہتے ہیں۔

> ہندوستان کی خشکی اور تری کی ہر قسم کی بیرونی تجارت کے بیان میں کہیں ہندوؤں کا نام نہیں آتا۔ اور نہ ہندوؤں کا نام دریائی سفر کرنے والوں اور جہاز چلانے والوں میں کسی نے ذکر کیا۔ (۱۲۹)

مزید برآں عرب تاجروں میں سب سے پہلا تاجر جس کا سفر نامہ ہم تک پہنچا ہے۔ وہ سلیمان تاجر ہے جس کا سفر نامہ ۸۱۱ء میں پیرس میں سلسلۃ التواریخ کے نام سے چھپا ہے یہ تاجر جو عراق سے چین تک کا سفر کیا کرتا تھا۔ دوسری صدی ہجری کے آخر میں ہندوستان آیا اس نے اپنا سفر نامہ ۲۳۷ھ میں تحریر کیا۔ (۱) اگر یہ شخص ہندوستان آنے والا پہلا عرب تاجر ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ عرب و ہند کے تجارتی تعلقات دوسری صدی ہجری میں قائم ہوئے۔ (۱۳۰)

۵۔ شیخ زکریا بن محمد الملتانی م ۵۶۶ھ/۱۱۷۰ء ۶۶۶ھ/۱۲۶۷ء)

آپ ملتان کے جلیل القدر محدثین اور شیوخ میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ کی ولادت ملتان کے قریب ایک مقام قلعہ کوٹ کزور میں جمعہ کے روز ۲۷ رمضان ۵۶۶ھ/۱۱۷۰ء یا ۵۶۷ھ/۱۱۷۱ء میں ہوئی۔

(۱۲۹) سلیمان ندوی، سید، عرب و ہند کے تعلقات (۱۹۷۶ء کراچی) ص ۸۱ (۱۳۰) ندوی، عرب و ہند۔ ص: ۲۵۔

Marfat.com

۱۲ سال کی عمر تھی کہ والد کا انتقال ہوگیا، والد کے انتقال کے بعد آپ نے طلب علم کے لیے بخارا کا سفر کیا وہاں پر موجود کبار محدثین سے استفادہ کیا۔ ازاں بعد آپ حجاز مقدس چلے گئے اور فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد مدینہ منورہ میں پانچ سال قیام کیا اور وہاں کمال الدین محمد یمانی سے سماع حدیث کیا پھر آپ القدس میں مسجد اقصیٰ اور دیگر انبیاء سابقین کی مقابر کی زیارت کرتے ہوئے بغداد پہنچے اور وہاں شیخ شہاب الدین عمر بن محمد السہروردی عارفی سے اجازتِ حدیث حاصل کی اور اس کے بعد وطن مالوف لوٹ آئے۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے جہاں ایک طرف علم دین عطا فرمایا تھا۔ دوسری طرف مال و دولت کی فراوانی بھی عطا فرمائی تھی اور درحقیقت آپ کو

واتیناہ فی الدنیا حسنۃ وانہ فی الآخرۃ لمن الصالحین۔

مصداق بنایا تھا۔

درس تفسیر حدیث کے ساتھ مجالس وعظ و ارشاد بھی منعقد کیا کرتے تھے۔ آپ جہاں پائے کے محدث تھے۔ ولی و مرشد اور صاحب کشف و کرامات بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کیا ایسا ملکہ عطا فرمایا تھا کہ سینکڑوں لوگ آپ کی صحبت و ارشاد کی بنا پر کفر سے تائب ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے اور ہزاروں نے معصیتوں سے توبہ کر کے صالح زندگی اختیار کر لی۔

آپ نے اپنی وعظوں میں جن امور کی تاکید فرمائی ان میں عبادات میں صدق و اخلاص نیت، محاسبہ نفس، استعانت من اللہ، دوام ذکر، محبت الٰہی، قلت طعام، قلت منام شامل ہیں۔

آپ نے سو سال کی عمر میں ۶۶۶ھ/۱۲۶۷ء میں وفات پائی اور ملتان میں دفن ہوئے۔[1]

۷۶: قاضی منہاج السراج جوزجانی م ۶۶۸ھ/۱۲۶۹ء

منہاج کا تعلق خراسان کے شہر جوزجان سے تھا۔ ۶۲۳ھ/۱۲۲۶ء میں آپ خراسان سے ہجرت کر کے ہند آگئے۔ آپ نے نہ صرف یہ کہ اچھ کے مدرسہ فیروزی اور دہلی کے مدرسہ ناصریہ میں صدر معلم کی حیثیت سے علمی خدمات سرانجام دیں بلکہ سلاطین دہلی کے زمانہ میں اعلیٰ مناصب پر

(۱) عبدالحی۔ نزہۃ الخواطر ج ۱ ص ۱۲۰

Marfat.com

فائز رہ کر قومی و ملی خدمات بھی سرانجام دیں۔

منہاج نے غالباً ۶۶۰ھ/۱۲۶۱ء میں وفات پائی۔ (۱۲۲)

۷۷: کمال الدین زاہد۔ م ۶۸۴ھ/۱۲۸۵ء

محمد بن احمد المرکلی، کمال الدین زاہد کے نام سے مشہور تھے۔

علم حدیث میں شیخ نظام الدین اولیاء کے استاد کی حیثیت سے آپ نے زیادہ شہرت حاصل سلطان غیاث الدین بلبن نے آپ کو امام کے عہدے پر فائز کرنا چاہا مگر آپ نے انکار کر دیا۔

آپ نے ۶۸۴ھ/۱۲۸۵ء میں دہلی میں وفات پائی۔ (۱۲۳)

۷۸: محمود بن الحیز البلخی۔ م ۶۸۷ھ/۱۲۸۸ء

آپ کا نام محمود بن ابی الخیر اور لقب برہان الدین تھا۔ آپ بلخ کے علماء، محدثین، اور ساعدین میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ فہم، ذکاوت اور فطانت میں شہرت رکھتے تھے۔

اپنے زمانہ کے، نحو، لغت، فقہ اور حدیث کے امام تھے۔ اور علوم عقلیہ پر آپ کو گہری دسترس حاصل تھی۔ آپ نے ہر علم اس علم و فن کے ماہر استاد سے حاصل کیا، فقہ صاحب ہدایہ برہان الدین الصغانی سے حدیث شیخ حسن بن محمد بن حیدر الصغانی، صاحب مشارق الانوار سے حاصل کیا۔

حصول علم کے بعد آپ سلطان غیاث الدین بلبن کے دور میں ہند آکر مقیم ہو گئے۔ سلطان ہر جمعہ کے روز آپ کے پاس آتے اور آپکی صحبت سے علمی منافع حاصل کرتے۔

آپ کی وفات ۶۸۷ھ/۱۲۸۸ء میں ہوئی اور حوض شمسی دار الملک کے قریب دہلی میں سپرد خاک کیے گئے۔ (۱۲۴)

۷۹: رضی الدین بدایونی۔ م ۷۰۰ھ/۱۳۰۰ء

رضی الدین کو علم حدیث پر عبور حاصل تھا۔ دہلی سے تعلق رکھنے والے اپنے ہم عصر علماء میں نمایاں

(۱۲۲) محمد اسحٰق علم حدیث میں پاک و ہند کا حصہ، ص: ۶ (۱۲۳) عبدالحی، نزھۃ الخواطر: ج: ۱، ص ۱۵۶ (۱۲۴) عبدالحی کتاب مجلد مذکور، ص ۱۷۶

مقام رکھتے تھے۔ آپ نے مکہ معظمہ اور بغداد کے سفر کیے اور ۷۰۰ھ/۱۳۰۰ء میں وفات پائی۔ (۱۳۵)

۸۰: ابوتوامہ البخاری۔ م ۷۰۰ھ/ ۱۳۰۰ء

آپ بخارہ سے ساتویں صدی ہجری کے اوائل میں ہجرت کر کے دہلی آکر آباد ہو گئے تھے سلطان التمش کے دور میں بنگال چلے گئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی۔ سنارگاؤں بنگال میں آپ کی مسند درس حدیث جلد ہی شہرت حاصل کر گئی۔ آپ سے فیض پانے والوں میں محدث مخدوم شرف الدین منیری بھی شامل ہیں۔ ساتویں صدی کے اواخر میں غالباً ۷۰۰ھ/ ۱۳۰۰ء میں آپ نے سنارگاؤں میں وفات پائی۔ (۱۳۶)

دور ثانی جو ابتدائے چوتھی صدی تا انتہائے ساتویں صدی یعنی کل پانچ صدیوں پر مشتمل ہے اپنے اندر پہلے دور کی نسبت کچھ نمایاں و ممتاز خصوصیات رکھتا ہے۔ یہ دور علمی ترقی کا دور کہلانے کا حق دار ہے۔ اس دور کی نمایاں خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہوئی کہ دور اول میں جو ابتدائی تین صدیوں پر مشتمل تھا۔ برصغیر میں اگر کہیں علم دین کی ضو کا اور علم حدیث کی خصوصاً تدریس کی عبارت میں خدمت ملتی ہے تو وہ صرف سندھ کے علاقہ میں ملتی ہے جبکہ اس دور میں یہ خدمات سندھ کی سرحدوں سے نکل کر برصغیر کے شمالی علاقہ تک پھیلیں۔ چنانچہ اس ضمن میں لاہور میں شیخ اسمٰعیل بخاری کا درس لاہور میں پہلا درس تھا۔ شیخ اسمٰعیل کے بعد لاہور میں خدمت حدیث کا سلسلہ جاری ہوا چنانچہ چھٹی صدی میں محمود بن محمد لاہوری، ابوالقاسم محمد بن خلف لاہوری، ابوالحسن علی بن المحمد بن عبدالرحمٰن لاہوری اور عمر بن سعید لاہوری کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

لاہور میں چھٹی صدی کی ان خدمات نے ساتویں صدی میں مزید ترقی و جلو کے منازل طے کیے اور نصف ابتدائی میں حسن بن محمد صاغانی جیسا محدث پیدا ہوا جس نے نہ صرف درس و تدریس کے علم حدیث کی خدمت کی بلکہ علم حدیث پر ایک کتاب مشارق الانوار کے نام سے لکھ کر برصغیر میں بعد ازاں اسقدر اہمیت اختیار کر گئی کہ ہر شخص ایک محدث و مشارق الانوار کا عالم کہلانے لگتا تھا۔ پھر اس علم کے انوار و برکات سے اکتساب کا سلسلہ نسل در نسل جاری ہوا

(۱۳۵) عبدالحق، علم حدیث میں پاک و ہند کا حصہ، ص ۔۔۔۔

Marfat.com

اور لاہور کی سرحد سے نکل کر یہ خدمات دہلی پہنچیں۔

چنانچہ ساتویں صدی ہی میں کمال الدین زاہد، نظام الاولیاء دہلی کے استاد کی حیثیت سے مشہور ہوئے، محمود بن ابی الخیر بلخی، بلخ سے ہجرت کر کے اور ابو تومہ البخاری، بخارہ سے ہجرت کر کے دہلی آئے ان حضرات نے اسے علم کی روشنی سے جہالت و نادانی کے گھٹاٹوپ اندھیرے کو نور سے تبدیل کیا، گویا دہلی کی خدمات حدیث کی وہ ترقی جو شاہ ولی اللہ کے بعد نظر آتی ہے، اس کا سنگِ اساس قائم کرنے کا سہرا ان حضرات کے سر ہے۔

دوسری امتیازی خصوصیت جو اس دور میں نظر آتی ہے، وہ یہ کہ گزشتہ دور خدمتِ حدیث کے سلسلہ میں نظم و اجتماعیت سے خالی نظر آتا ہے جبکہ اس دور میں کسی قدر اجتماعیت نظر آتی ہے اگرچہ وہ اجتماعیت ان معنیٰ میں ہے کہ چوتھی صدی میں خصوصاً ایک ہی علاقہ سے تعلق رکھنے والے محدثین کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ دیبل کو یہ خصوصی و امتیازی مقام اس بنا پر حاصل تھا کہ یہ بحری راستوں کے ذریعہ اسلامی ممالک سے مربوط تھا۔ اور کثرت سے عربوں کی آمد و رفت کا مرکز تھا۔ عربوں اور خصوصاً علمائے عرب کی بکثرت آمد و رفت اور ان کے علمی و دینی مقام سے یہاں کی مقامی آبادی متاثر ہوئی اور اس میں علم کے حصول کا شوق پیدا ہوا۔ اور اس طرح چوتھی صدی ہجری میں سندھ سے تعلق رکھنے والے راویان و محدثین کی زیادہ تر تعداد دیبل سے منسوب نظر آتی ہے۔

عربوں اور برصغیر کے مقامی لوگوں کی عرب آمد و رفت اور ان کے علمی ذوق و جذبہ کی بنا پر اگرچہ ان چھ صدیوں میں برصغیر میں عموماً اور سندھ میں خصوصاً کثیر تعداد میں محدثین پیدا ہوئے اور علم حدیث کا چراغ روشن کیا۔ لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ سندھ کے محدثین کو سندھ میں مقامی لوگوں میں علم پھیلانے کا موقع نہیں ملا۔ وہ مقامی لوگوں میں علم کا شوق بڑھا سکے، نہ ان کی ذہنی تربیت کر سکے جس کا ایک نتیجہ یہ نکلا کہ آئندہ صدیوں میں جبکہ عربوں کی آمد و رفت بھی کم ہو گئی اور ان ادوار کے یہ محدثین بھی خالق حقیقی سے ملنے لگے تو ایسا خلا پیدا ہونے لگا جو بعد ازاں خلا ہی رہا۔

چنانچہ آئندہ صدیوں میں برصغیر میں علمی و دینی خدمات میں عموماً اور علم حدیث کی خدمت میں خصوصاً شمالی برصغیر خصوصاً لاہور اور دہلی کے علاقوں کا کردار نمایاں رہا جس کی تفصیلات آئندہ اوراق میں پیش کی جائیں گی۔

Marfat.com

دوسرا نتیجہ یہ نکلا کہ مقامی لوگوں کی ذہنی نشوونما اور فکری وعلمی تربیت بجا طور پر نہ ہو سکی۔ جس کے نتائج آج بھی سامنے نظر آتے ہیں کہ سندھ کے علاقہ کا بیشتر حصہ ایسا ہے کہ وہاں کے رہنے والوں میں علم سے تعلق دین سے محبت، اسلام کی عظمت اور ملک کی قدر میں کمی پائی جاتی ہے۔ سندھ میں کتب خانوں کی کثیر تعداد موجود ہے جہاں نادر روزگار کتب اور نادر مخطوطات موجود ہیں، ان کی قدر کو پہچاننے والا کوئی ہے نہ ان سے استفادہ کرنے والے۔ یہاں تک کہ ایسے مراکز علمیہ اور مراکز تحقیق کا جو ملک گیر شہرت کے مالک ہیں۔ مقامی لوگوں کو ان کا جانے وقوع تک معلوم نہیں۔ سندھ کے تعلیمی اداروں میں اساتذہ کا احترام ہے نہ ملک کی بقاو سالمیت کی فکر و تمنا (۱) یہ ایک ایسی صورت حال ہے کہ جس کو دیکھ کر آنکھ آنسو نہ بہائے، قلب رنجیدہ خاطر نہ ہو تو اور کیا ہو۔ کیونکہ سندھ کی قدیم روایت یہ نہ تھی۔

سندھ کی قدیم روایت، تہذیب، تمدن اور تاریخ اس بات کی غمازی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کہ انہوں نے اسلام کو لبیک کہا، مسلمانوں کو سینہ سے لگایا اور نہ صرف یہ کہ یدخلون فی دین اللہ افواجا۔ کا مصداق بنے بلکہ علم دین کے حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ اور اس شوق کی بنا پر اس تمنا کی تکمیل اس آرزو کو پورا کرنے اور اس خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کے لیے شام، حجاز، اور عراق کے اسفار علمیہ کی صعوبتیں برداشت کیں۔ اے کاش کہ یہ قدسی [illegible] پھر واپس آجائیں، اور اہل سندھ علم دین، اسلام اور پاکستان سے اس محبت و الفت کا ثبوت پیش کریں جس کی ان کے تابناک ماضی کی بنا پر توقع کی جاتی ہے۔

دور ثانی کا ابتدائی زمانہ یعنی چوتھی صدی ہجری کی ابتدا وہ زمانہ ہے کہ جب کہ عمر بن عبدالعزیز کے دور میں ان کے حکم نامہ کی بنا پر شروع ہونے والا تدوین حدیث کا کام عروج کو حاصل کر چکا تھا، ائمہ صحاح ستہ نہ صرف یہ کہ صحاح کی تالیف کر کے تدوین حدیث کا کام مکمل کر چکے تھے بلکہ اس صدی میں اس دار فانی سے رحلت بھی کر چکے تھے۔ ان ائمہ میں سب سے آخر میں امام نسائی کی وفات ہوئی۔ جن کا سنہ وفات ۳۰۳ھ (۹۱۵ء) نقل کیا گیا ہے۔ یہ وہ دور ہے کہ جب علم حدیث پر الگ الگ کتب تالیف کی جا چکی تھیں نہ جو ایک ایک کتاب میں متعدد کتب کی تالیف کی جا چکی تھی

---

(۱) یہ ہیں اوراق شاہد ہے جو ہم نے بچشم خود دیکھے اور ان سے ہم نے ان باتوں کا مشاہدہ کیا ہے جو ہم نے ذکر کی ہیں۔ مشاہدہ غلط ہو یا محل تامل ہو جائے۔

باین ہمہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آٹھویں اور نویں صدی میں علم حدیث کی خدمات گزشتہ چھ صدیوں کی نسبت کم ہوئی۔ اس دور میں اسلامی حکومت کو مستحکم کرنے نظام اسلام کے نفاذ کو آگے بڑھانے اور قانونِ اسلامی کی تدوین کے لیے اصولِ فقہ کی خدمات پر زیادہ توجہ رہی۔ خصوصاً ان علاقوں میں علم حدیث کی خدمت آئندہ صدیوں میں کم ہوئی جو پاکستان میں شامل ہیں۔ حالانکہ گزشتہ دور میں علم حدیث کی خدمت کا مرکز یہی علاقہ رہا۔ جیسا کہ گزشتہ تفصیلات سے ظاہر ہو چکا۔

دورِ ثالث:

آٹھویں صدی ہجری/چودھویں صدی عیسوی تا دسویں صدی ہجری/پندرھویں صدی ہجری

۸۱: مولانا جلال الدین الرومی متوفی آٹھویں صدی ہجری:

آپ درس و تدریس میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔ شیخ قطب الدین الرازی، شارح شمسیہ سے آپ نے علم حاصل کیا اور پھر ہجرت کر کے ہندوستان آ گئے۔ آپ کی ہند آمد پر فیروز شاہ سلطان التدریس نے آپ کو اپنے مدرسہ "دار الملک دہلی" کے فرائض تدریس سپرد کیے اور وہاں آپ نے تفسیر حدیث، فقہ کا درس شروع کیا جس سے اہل علم کی ایک کثیر تعداد مستفیض ہوئی جن میں یوسف بن جمال الملتانی کا نام امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ آٹھویں صدی میں آپ کی وفات ہوئی۔ (۱۳۸)

(۸۲) شیخ نظام الدین اولیاء۔ م ۷۲۵ھ/۱۳۲۵ء

آپ کا نام محمد بن احمد بن علی بخاری اور لقب سلطان المشائخ، سلطان الاولیاء اور سلطان السلاطین تھا۔ آپ ۶۳۶ھ/۱۲۳۶ء میں پیدا ہوئے پانچ سال کی عمر میں والد کا انتقال ہوا۔ آپ نے حفظ قرآن کریم کے بعد علوم عربیہ کے لیے علماء کرام سے استفادہ کیا آپ کے اساتذہ میں مولانا علاء الدین اصولی بداؤنی، مولانا کمال الدین اور شیخ فرید الدین جیسے کبار علماء و اولیاء شامل ہیں۔

آپ بیک علم فقہ، حدیث، تفسیر، صرف، نحو، معانی و ادب میں ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ پائے کے صوفی بھی تھے۔ آپ کا فیض میدان علم و تربیت میں بیک وقت جاری تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی

(۱۳۸) عبدالحی، نزہۃ الخواطر ج ۲: ص ۲۰

مخلوق کی تعلیم کے ساتھ ساتھ فیض روحانی اور ہدایت کا ایک مرکز بنایا۔

۱۸ ربیع الثانی ۷۲۵ھ / ۱۳۲۵ء کو آپ نے وفات پائی۔ (۱۳۹)

۸۳: نظام الدین علامی الہاشمی ظفر آبادی م ۷۳۵ھ / ۱۳۳۴ء

آپ کو علم حدیث پر اسقدر عبور حاصل تھا کہ "زبدۃ المحدثین" کا لقب آپ کو دیا گیا۔ جون پور کے قریب ظفر آباد میں ۷۳۵ھ / ۱۳۳۴ء میں آپ کی وفات ہوئی۔

زاد الصلحاء عربی میں اور زاد السالکین فارسی میں نظام تصوف پر دو رسالے تالیف کئے۔ (۱۴۰)

۸۴: محمود بن یوسف الکرانی م ۷۵۲ھ / ۱۳۵۱ء کے بعد:

محمود بن یوسف بن علی الکرانی۔ پانے کے محدث و عالم تھے۔ آپ حنفی المسلک تھے دین کی دینی علمی خدمات کی بنا پر آپ کو "نصیر الدین" کا لقب دیا گیا۔ آپ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے ہندوستان آئے۔ مکہ میں آپ نے الرضی الطبری سے صحیح کا سماع کیا اور اجازت حدیث حاصل کی۔ الرضی کے علاوہ آپ نے الزین الطبری جمال المطری اور شیخ خلیل المالکی سے بھی سماع حدیث کیا۔ صحیح ابن حبان کی کچھ احادیث آپ نے ابن عساکر سے سنیں اور اجازت حاصل کی۔

آپ کی وفات کی صحیح تاریخ کا علم نہیں ہو سکا البتہ اتنا ضرور کہا جا سکتا ہے کہ آپ کی وفات رجب ۷۵۲ھ / ۱۳۵۱ء کے بعد ہوئی ہے کیونکہ اس ماہ میں آپ نے ابن عساکر سے سماع کیا تھا۔ (۱۴۱)

۸۵: شیخ جمال الدین الأبی متوفی آٹھویں صدی ہجری:

آپ آن کے کبار علماء و محدثین میں سے ہیں۔ آپ نے ملتان میں شیخ عثمان ترکمانی سے سماع کیا اور ان کی صحبت میں طویل مدت گزاری پھر شیخ نے آپ کو اجازت دیدی اور آپ واپس مالوف آ گئے۔ اور وہاں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔

---

(۱۳۹) فقیر محمد: حدائق، ص ۳۰۵ (۱۴۰) عبدالحق: علم حدیث میں ہندوستان کا حصہ، ص ۵۰

(۱۴۱) عبدالحق: کتب خانہ، ص ۲۰۰، ص ۵۰

Marfat.com

علی بن اسعد الحسینی جامع العلوم میں لکھتے ہیں۔ کہ شیخ جلال الدین حسین بن احمد فرماتے ہیں کہ آپ تمام علوم و فنون کا درس دیا کرتے تھے۔ چنانچہ علم فقہ میں ہدایہ، اصول فقہ میں بزدوی، اور علم حدیث میں مشارق الانوار اور المصابیح کا درس دیا کرتے تھے۔ دورانِ درس اگر کہیں کوئی مشکل مقام آتا، آپ تھوڑی دیر کے لیے اپنا سر جھکاتے اور اس مشکل کو حل کر لیتے تھے۔ علم و تقویٰ میں اس عالی مقام کے باوجود آپ حد درجہ متواضع اور منکسر المزاج تھے۔ مجلس میں کبھی یہ کوشش نہ کرتے کہ لوگوں کو پھلانگ کر آگے جائیں۔ جہاں جگہ ملتی وہیں بیٹھ جاتے حتیٰ کہ اگر جوتوں میں جگہ ملتی تو وہیں بیٹھ جاتے۔ لیکن جہاں آپ بیٹھ جاتے آپ کی شخصیت کی وجہ سے ساری محفل آپ ہی کی طرف متوجہ ہو جاتی۔

شیخ جلال الدین شیخ عبداللہ الیافعی مکی اور شیخ عبداللہ المطری المدنی کا قول نقل کرتے ہیں۔

"ان الشیخ جمال الدین فرید ھذا الدھر لیس لہ نظیر فی علو المقامات" (۱۴۲)

(شیخ جمال الدین اس زمانہ کے گوہر ہیں، مقام کی بلندی میں ان کا مثل ملنا ممکن نہیں)

آپ کی وفات کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ ۶۷۶ھ / ۱۲۷۷ء میں ہوئی لیکن یہ سال وفات صحیح نہیں ہو سکتا کیونکہ شیخ حسین بن احمد الاجی کا آپ سے براہ راست تلمذ و سماع ثابت ہے جبکہ حسین بن احمد کی ولادت ۷۰۸ھ / ۱۳۰۷ء ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے۔ کہ آپ کی وفات آٹھویں صدی کے وسط میں ہوئی۔ (۱۴۳)

۸۶۔ شیخ عبدالعزیز الاردبیلی متوفی آٹھویں صدی ہجری:

آپ فقہ و حدیث کے کبار ائمہ اور مناظرین میں شمار ہوتے ہیں۔

آپ کے اساتذہ میں شیخ الاسلام تقی الدین ابن تیمیہ الحرانی، برہان الدین ابن البرکجی، جمال الدین المزی، شمس الدین الذہبی کے نام قابل ذکر ہیں۔

حصول علم کے بعد آپ ہندوستان ہجرت کر آئے۔ جہاں محمد شاہ تغلق نے آپ کے علمی مقام و مرتبہ کی بنا پر آپکا بہت اکرام کیا۔ (۱۴۴)

---

(۱۴۲) سید عبدالحی۔ کتاب مذکور: ج ۲: ص ۲۲ (۱۴۳) ایضاً ج ۲: ص ۲۲۔ ۲۳

(۱۴۴) عبدالحی۔ نزھۃ الخواطر۔ ج ۲: ص ۶۶

Marfat.com

آپ دہلی میں علم کی خدمت میں مشغول تھے کہ ابن بطوطہ نے آپ سے ملاقات کی اور اپنے سفرنامہ میں ذکر کیا۔ (۱۴۵)

۸۷: شمس الدین محمد بن یحییٰ، اودھی، م ۷۴۷ھ/۱۳۴۶ء

مولانا شمس الدین یحییٰ اپنے زمانہ میں علم حدیث و فقہ میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔ اطراف و اکناف سے اہل علم آپ سے شرف تلمذ حاصل کرنے آتے۔ شیخ نصیر الدین محمود چراغ آپ کے تلمیذ تھے اور اپنے اس تلمذ پر فخر کیا کرتے۔ شیخ نظام الدین اولیاء سے آپ کی ملاقات بیعت و خلافت ثابت ہے اور وقتاً فوقتاً آپ ان سے علمی استفادہ بھی کیا کرتے تھے۔ سلطان محمود تغلق کے زمانہ میں ۷۴۷ھ/۱۳۴۶ء میں آپ نے وفات پائی۔ (۱۴۶)

۸۸: شیخ نصیر الدین چراغ دہلی، م ۷۵۷ھ/۱۳۵۶ء

نصیر الدین محمود بن یحییٰ بن عبد اللطیف حسینی، چراغ دہلی کے نام سے معروف تھے شمس الدین یحییٰ کے شاگرد اور نظام الدین اولیاء کے جانشین تھے۔

علم حدیث پر آپ کو گہری دسترس حاصل تھی جس کا اندازہ آپ کے مجموعۂ ملفوظات [illegible] سے ہوتا ہے۔ ۱۰ رمضان ۷۵۷ھ/۱۸ ستمبر ۱۳۵۶ء کو دہلی میں وفات پائی۔ (۱۴۷)

۸۹: سید جلال الدین بخاری، م ۷۸۵ھ/۱۳۸۳ء

آپ اُچھ میں ۷۰۷ھ/۱۳۰۷ء میں پیدا ہوئے۔ بہاء الدین اپنے چچا جمال الدین محدث کے تلمیذ ہیں اور شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے مدرسۂ حدیث کے طالب علم ہیں۔ حدیث پر آپ کی گہری نظر تھی۔ مشارق الانوار اور مصابیح السنۃ کا درس دیا کرتے تھے۔ ۷۸۵ھ/۱۳۸۳ء میں آپ نے وفات پائی

---

(۱۴۵) ابن بطوطہ، محمد بن عبد اللہ، علامہ ابن بطوطہ، بیروت، [illegible]

(۱۴۶) [illegible]

(۱۴۷) [illegible]

Marfat.com

۹۰: شیخ علی بن شہاب الہمدانی م ۷۸۶ھ/۱۳۸۴ء

آپ اسمٰعیل بن علی بن محمد بن علی بن الحسین کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ ۱۰ رجب ۷۱۴ھ/۱۳۱۴ء کو پیدا ہوئے شیخ نجم الدین ابی الیمامن محمد بن احمد الموفق الاذکانی سے علم حدیث اور دیگر علوم دینیہ میں شرفِ تلمذ حاصل کیا۔ شیخ نجم الدین کے علاوہ شیخ شرف الدین عبداللہ الزوقالی، شیخ تقی الدین علی الدوسی عن شیخ رکن الدین احمد بن محمد المعروف بعلاء الدولۃ السمنانی کے طریق سے بھی اجازت حدیث حاصل ہے آپ نے کثیر اسفار علمیہ کیے اور ۱۴۰۰ اصحاب علم سے استفادہ کیا۔ آپ کے کثرت سفر کی بنا پر آپ کو "الرحالۃ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

آپ کی علوم قرآن علم عقائد، علم اخلاق، طب، اوراد، تصوف، کے علاوہ علم حدیث پر کثیر کتب کے مؤلف ہیں۔

علم حدیث میں آپ کی ایک کتاب "الاربعینیۃ" ہے جس میں آپ نے وہ احادیث جمع کی ہیں جو آپ نے شیخ نجم الدین سے سنیں۔ آپ کی سند انس بن مالکؓ سے ملتی ہے اس کے علاوہ ایک کتاب "السبعین" ہے جس میں اہل بیت کے فضائل پر ستر احادیث جمع کی ہیں۔ اس رسالہ کی تخریج محمد بن محمد موسیٰ البرہانپوری نے کی ہے۔

آپ امیر تیمور سے اختلاف کی بنا پر ۷۷۳ھ یا ۷۸۳ھ/۱۳۷۱ء یا ۱۳۸۱ء میں خراسان سے ہجرت کر کے کشمیر میں آکر آباد ہو گئے تھے۔ اہل کشمیر کی کثیر تعداد آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئی۔ آپ کا انتقال کشمیر سے باہر یاغستان کے مقام ۷۸۶ھ/۱۳۸۴ء میں ہوا پھر آپ کا جسد خاکی بدخشان لاکر دفنایا گیا (۱۴۹)

۹۱: الشیخ محمد بن محمد المراجی متوفی آٹھویں صدی ہجری

الشیخ محمد بن محمد بن محمد بن ابی بکر المراجی الدھلوی، حنفی المسلک فقیہ و محدث تھے آپ کا لقب "نجیب الدین" تھا۔ ہندوستان سے مکہ مکرمہ ہجرت کی۔ قیام مکہ کے دوران روزانہ ایک عمرہ ادا کیا کرتے۔

آپ کی وفات کی صحیح تاریخ معلوم نہ ہو سکی البتہ اتنا کہا جا سکتا ہے کہ ۷۹۰ھ کے بعد ہوئی۔ (۱۵۰)

---

(۱۴۹) سید عبدالحی۔ کتاب مذکور۔ ج ۲: ص (۱۵۰) عبدالحی نزھۃ الخواطر: ج ۲: ص: ۱۴۴

نویں صدی ہجری / پندرہویں صدی عیسوی

۹۲: قاضی حسین شیرازی بن میر محمد ہمدانی متوفی نویں صدی ہجری:

قاضی حسین شیراز کے رہنے والے تھے۔ سلطان سکندر نے آپ کو قاضی متعین کیا تھا۔ قاضی حسین نے ساتویں صدی ہجری میں نمودار ہونے والے ایک شخص رتن الہندی، جس نے صحابیت کا دعویٰ کیا تھا، اس کا دعویٰ اور اس دعویٰ کی مدلل تردید گذر چکی ہے، کی موضوع احادیث جمع کیں اور دلائل سے ثابت کیا کہ یہ موضوع احادیث ہیں۔ (۱۵۱)

نویں صدی ہجری میں آپ کی وفات ہوئی۔

۹۳: شیخ مظفر بن شمس بلخی م۔ ۸۰۲ھ / ۱۴۰۰ء

شیخ مظفر بن شمس الدین العمری، بلخی میدانِ حدیث و تصوف کے شہسوار تھے۔ سلسلہ وعظ و ارشاد سے قبل طویل مدت تک درس حدیث کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ سلسلہ تصوف میں آپ کا شمار مشائخ فردوسیہ میں ہوتا ہے۔ دہلی میں مدرسہ فیروزیہ میں دو سال تدریس کے بعد آپ بہار میں تدریس اشغال اور وعظ و ارشاد میں مصروف ہو گئے۔

۸۰۲ھ / ۱۴۰۰ء میں سفر حج سے واپسی کے وقت عدن میں قیام کے دوران ۳ رمضان المبارک ۸۰۲ھ / ۱۴۰۰ء کو آپ کی وفات ہوئی۔ (۱۵۲)

۹۴: سید محمد گیسو دراز محمد بن یوسف م ۸۲۵ھ / ۱۴۲۱ء

محمد بن یوسف بن علی حسینی دہلوی ۴ رجب ۷۲۱ھ / ۱۳۲۱ء کو دار الملک دہلی میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم دولت آباد میں حاصل کی۔ ۱۶ سال کی عمر میں ۷۳۶ھ / ۱۳۳۵ء میں آپ دہلی آگئے اور مولانا سید شرف الدین کیتھلی، مولانا زین الدین المقدم، اور قاضی عبد المقتدر بن رکن الدین شرقی سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ آپ

(۱۵۱) محمد اسحٰق، علم حدیث۔ ص ۹۳، ۹۴، عبد الحی، نزہۃ الخواطر۔ ج ۳، ص ۱۰۰۔

عالم کبیر، عظیم الھیبت، جلیل الوقار اور علم و عرفان کو جامع شخصیت تھے۔

کثیر تعداد میں کتب کے مؤلف ہیں جن میں تفسیر القرآن الکریم علی لسان المعرفۃ تفسیر القرآن علی منوال الکشاف، کشاف کے پانچ اجزاء پر حواشی، المعارف شرح العوارف (فارسی) شرح التعرف شرح الفصوص، شرح آداب المریدین (عربی و فارسی) شرح التمہیرات لعین القضاۃ الحافظیۃ کی شروح اور سیرۃ النبیؐ پر ایک رسالہ کے علاوہ علم حدیث میں طرز عرفان پر مشارق الأنوار کی شرح اور مشارق الأنوار کا فارسی ترجمہ۔

آپ کی وفات ۱۶ ذیقعدہ ۸۲۵ھ/ ۱۴۲۱ء میں ہوئی اور گلبرگہ میں دفن ہوئے (۱۵۳)

۹۵: محمد بن ابی بکر الدمیانی (۷۶۳ھ/ ۱۳۶۱ء تا ۸۲۷ھ/ ۱۴۲۳ء)

آپ اسکندریہ میں ۷۶۳ھ/ ۱۳۶۱ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے علم نحو، عربی زبان و ادب علم فقہ کے علاوہ نظم و نثر اور خطاطی میں مہارت حاصل کی۔

ازاں بعد آپ اعلیٰ تعلیم کے لیے جامعہ ازہر قاہرہ چلے گئے، جہاں اپنے ذوقِ علم اور فصاحت و بلاغت کی بنا پر مشہور ہوئے۔ پھر وطن واپس آگئے۔ اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا درس و تدریس کے ساتھ آپ تجارت بھی کیا کرتے تھے۔

دوبارہ مصر گئے جہاں آپ کو قاضی بنایا گیا مگر آپ زیادہ عرصہ قیام نہ کر سکے۔ اور ۸۰۰ھ/ ۱۳۹۷ء میں دمشق کا سفر کیا اور حج کرتے ہوئے وطن واپس آگئے۔

۸۱۶ھ/ ۱۴۱۶ء میں دوبارہ حج کے لیے سفر شروع کیا اور ۸۴۰ھ/ ۱۴۱۷ء میں یمن چلے گئے جہاں تدریس کے ساتھ منسلک ہو گئے ایک سال آپ "جامع زبید" میں درس دیتے رہے اور پھر شعبان ۸۲۰ھ ۱۴۱۰ء میں سلطان احمد بن محمد بن المظفر گجراتی کے زمانہ میں گجرات آگئے۔

آپ نے مختلف علوم و فنون میں تالیفات کے علاوہ "مصابیح الجامع" کے نام سے صحیح بخاری کی ایک شرح تالیف کی۔ یہ کتاب آپ نے والی گجرات سلطان احمد کے حکم پر مرتب کی۔ اس کتاب میں آپ نے غرائب بخاری اور وجوہِ اعراب کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

(۱۵۳) عبدالحی، نزھۃ الخواطر، ج ۲، ص ۱۶۰ تا ۱۶۵؛

آپ کی یہ کتاب بیک وقت علم حدیث کی خدمت بھی شمار کی جاتی ہے اور علم نحو کی بھی۔
آپ کی وفات ریاست دکن کے شہر گلبرگہ میں شعبان ۸۲۷ھ/۱۴۲۳ء میں ہوئی اور وہیں آپ کو دفن کیا گیا۔ (۱۵۴)

۹۶: جمال الدین کشمیری، متوفی نویں صدی ہجری:

آپ کبار علماء حدیث و فقہ و علوم عربیہ میں شمار کیے جاتے ہیں۔
شیخ علی بن شہاب الحسینی کے فیض صحبت سے آپ نے استفادہ کیا اور آپ کے حکم سے وہیں درس و تدریس کا سلسلہ تا وفات جاری رکھا۔
شہر کشمیر، نہربت میں آپ کا انتقال ہوا۔ (۱۵۵)

۹۷: احمد بن عبداللہ الشیرازی، متوفی نویں صدی ہجری:

احمد بن عبداللہ بن ابی الفتوح بن ابی الخیر علم حدیث کے ساتھ ساتھ علم تصوف میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ آپ نے زین الدین علی الجرجانی، شیخ شمس الدین محمد بن الجزری اور دیگر علماء کبار سے علم حدیث کیا آپ نے مشکوٰۃ کا سماع شرف الدین عبدالرحیم بن عبدالکریم سے کیا۔
آپ کے تلامذہ میں علامہ تاج الدین بن عبدالرحمٰن بن مسعود بن محمد الشیرازی الکازرونی،
علامہ علاء الدین ابو العباس احمد بن محمد النہروانی، جو مفتی مکہ شیخ قطب الدین محمد النہروانی کے والد ہیں کے نام قابل ذکر ہیں۔
آپ نے علم تصوف پر کتب بھی تالیف فرمائی۔ (۱۵۶)

۹۸: یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن ابی الخیر ہاشمی: م ۸۴۳ھ/۱۴۳۹ء

یحییٰ بن عبدالرحمٰن کا تعلق ان محدثین سے ہے جو اصلاً عرب تھے، لیکن ہندوستان کو اپنے قیام کے لیے چن

(۱۵۴) عبدالحی، نزہۃ الخواطر: ج ۳: ص ۱۳۲ تا ۱۳۸، (۱۵۵) عبدالحی، نزہۃ الخواطر: ج ۳: ص ۳۳

(۱۵۶) عبدالحی، نزہۃ الخواطر: ج ۳: ص ۲۲ تا ۲۰

Marfat.com

سکونت اختیار کر لی تھی۔ آپ نے ۱۴۲۶ھ یا ۱۴۲۳ھ میں صوبہ گجرات کی طرف ہجرت کی۔
آپ نے ابن حجر کے علاوہ ان کے ہم عصر دوسرے مصری، مکی و مدنی محدثین سے استفادہ کیا زین العابدین عراقی اور نور الدین ہیثمی سے آپ کو درسِ حدیث کی اجازت حاصل ہے۔
۸۴۲ھ/۱۴۳۹ء میں آپ نے وفات پائی۔ (۱۵۷)

۹۹: خضر بن الحسین البلخی متوفی نویں صدی ہجری:

آپ علم حدیث کے کبار علماء میں شمار ہوتے ہیں۔ بلخ سے ہند ہجرت کر آئے اور لکھنؤ میں درس حدیث کا سلسلہ شروع کیا۔
آپ کے برخوردار قطب آپ کے تلمیذ ہیں (۱۵۸)

۱۰۰: شیخ محمد بن حسین پٹنی۔ م ۸۴۷ھ/۱۴۴۳ء

آپ اصلاً سندھ سے تعلق رکھتے ہیں آپ نے ام عبداللہ بن محمود کے ہمراہ گجرات کا سفر کیا اور وہیں وفات پائی۔ آپ بیک وقت علم الفقہ، تصوف اور حدیث میں کمال رکھتے تھے، یہ آپ کی انفرادی شان تھی۔
پٹنہ میں آپ کی وفات ۵ جمادی الثانی ۸۴۷ھ کو ہوئی۔ (۱۵۹)

۱۰۱: مولانا خواجگی الکروی۔ م ۸۹۸ھ/۱۴۹۲ء

آپ اسمٰعیل بن جعفر الصادق کی اولاد میں ہیں۔ ملتان کے علاقہ کے کبار علماء و محدثین میں شمار ہوتے ہیں آپ نے علوم و معرفۃ میں علاء الدین الحسینی بیوری سے استفاضہ کیا۔ علم تصوف میں آپ کی کتاب المراد والمرید جبکہ مشارق الانوار سے آپ نے چالیس منتخب احادیث جمع کر کے "الاربعین" کے نام سے ایک کتاب تالیف کی۔ آپ نے ۱۸ محرم الحرام ۸۹۸ھ کو وفات پائی۔ (۱۶۰)

(۱۵۷) محمد اسحٰق۔ علم حدیث میں پاک و ہند کا حصہ۔ ص ۱۱۵ (۱۵۸) عبدالحئی۔ کتاب مذکور۔ ج ۳: ص ۱۷ (۱۵۹) عبدالحئی نزھۃ الخواطر۔ ج ۳۔ ص ۱۴۲ (۱۶۰) عبدالحئی۔ کتاب مذکور ج ۲۔ ص ۶۷ - ۶۸ -

Marfat.com

تیسرا دور آٹھویں، نویں صدی ہجری / چودھویں اور پندرھویں صدی عیسوی پر مشتمل ہے۔ گزشتہ کی نسبت اس دور میں محدثین کی تعداد کم رہی جبکہ فقہاء کی تعداد زیادہ رہی۔

دورِ ثانی میں شیخ زکریا ملتانی کا لگایا ہوا پودا اس دور میں بھی سرسبز و شاداب رہا۔ آپ کے تلامذہ نے اس دور میں میدانِ حدیث میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔

شیخ زکریا کے علاوہ شیخ نظام الدین اولیاء کا سلسلہ بھی اس دور میں اہمیت کا حامل ہے اس سلسلہ سے تعلق رکھنے والوں میں شیخ نصیرالدین چراغ دہلی اور شمس الدین محمد بن یحییٰ کے نام نمایاں طور پر قابل ذکر ہیں۔

البتہ آئندہ صدی میں خدمات حدیث میں ترقی پائی جاتی ہے۔ اور دور آئندہ دورِ نشاط کہلاتا ہے۔

دورِ رابع

دسویں صدی ہجری / سولہویں صدی عیسوی / دسویں صدی ہجری / پندرھویں عیسوی۔

دورِ نشاط

۱۰۲۔ شیخ راجح بن داؤد گجراتی: (۸۷۱ھ / ۱۴۶۶ء - ۹۰۴ھ / ۱۴۹۸ء)

راجح بن داؤد بن محمد بن عیسیٰ بن احمد حنفی گجراتی بھوپہ گجرات کے کبار علماء و محدثین میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ ۹ صفر ۸۷۱ھ / ۱۴۶۶ء کو احمد آباد میں پیدا ہوئے صرف، نحو، منطق اور عروض میں آپ نے اپنے شہر میں محمود بن احمد سے، معانی و بیان میں مخدوم بن برہان الدین سے حدیث و علم اصول میں [illegible] حنفی سے استفادہ کیا۔

علم حدیث میں آپ نے عبدالحق بن فخر الدین صاحب نزھۃ الخواطر اجازت حاصل کی۔ علامہ سخاوی نے ضوء اللامع میں آپ کا تذکرہ کیا ہے۔

۹۰۴ھ / ۱۴۹۸ء کو آپ نے وفات پائی (۱)

---

(۱) عبدالحق، نزھۃ الخواطر، ج ۴، ص ۱۱۱

۱۰۲: شیخ بلال المحدث سندھی م ۹۰۹ھ/۱۵۰۲ء

سندھ میں آپ کا تعلق قصبہ ٹلبٹ سے تھا۔

آپ نے حصولِ علم کے بعد ساری زندگی درس تفسیر و حدیث میں گزاری اور خلقِ کثیر نے آپ کے درس سے استفادہ کیا۔

زہد و تقویٰ، ورع و استقامت میں آپ یگانہ روزگار تھے۔

آپ کی وفات ۹۰۹ھ/۱۵۰۲ء میں ہوئی۔

محمد بن معصوم الصفائی ترمذی نے "تاریخ السند" میں آپ کا ذکر کیا ہے۔ (۱۶۲)

۱۰۳: محمد بن محمد بن عبدالرحمٰن م ۹۱۹ھ/۱۵۱۳ء

محمد بن محمد بن عبدالرحمٰن بن حسن مالکی، جو ابن سوید کے نام سے معروف تھے۔

شیخ عبدالقادر کے مطابق ۱۶ شعبان ۸۵۶ھ/۱۴۵۲ء کو پیدا ہوئے۔ حفظ قرآن کریم اور ابتدائی علوم صرف و نحو آپ نے مصر میں اپنے والد کے زیرِ نگرانی حاصل کیے۔ پھر آپ نے مکہ مکرمہ کا سفر کیا اور وہاں حافظ شمس الدین السخاوی کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر کے۔ مسند شافعی سنن ترمذی اور سنن ابن ماجہ کی قرأۃ کر کے اجازتِ روایت حاصل کی۔ پھر سخاوی سے شرح الفیہ کے علاوہ دیگر کتب حدیث کا سماع کیا اور ایک طویل مدت ان کی فیض صحبت سے مستفید ہوتے رہے۔ حافظ سخاوی نے اپنی تاریخ میں آپ کا ذکر کیا ہے۔

اسفار علمیہ کا یہ سلسلہ جاری رہا اور یمن آ گئے جہاں درس حدیث جاری رہا۔

پھر آپ نے سلطان ہند، محمود شاہ سے ملاقات کی۔ محمود شاہ آپ کی شخصیت اور علم سے متاثر ہوا اور "ملک المحدثین" کا لقب دیا اور ہند میں آپ کی عزت افزائی کی۔ سلطان محمود کی وفات تک آپ کی رہائش علم کا مرکز بنی رہی اور سارے برصغیر کے طالبانِ علم جوق در جوق آپ سے استفادہ کے لیے آتے۔

---

(۱۶۲) عبدالحی، نزہۃ الخواطر، ج ۴، ۵۶

سلطان محمود کے بعد اس کا بیٹا سلطان مظفر شاہ والی ہوا۔ تو اس نے آپ کی خدمت سے دست کشی اختیار کر لی۔ آپ کے کوئی نرینہ اولاد نہ تھی، آپ نے ایک لڑکے کو اپنا متبنیٰ بنا لیا تھا (۱۶۳) آصفی کی ظفر الوالہ کے مطابق آپ کی وفات ۹۲۹ھ / ۱۵۲۲ء میں احمد آباد میں ہوئی (۱۶۴) جبکہ مولانا عبدالحئی حسینی کے مطابق آپ کی وفات ۹۱۹ھ / ۱۵۱۳ء میں ہوئی۔ (۱۶۵)

۱۰۵: محمد بن محمد الایجی:

تقریباً ایسی زمانہ سے تعلق رکھتے ہیں جس سے محمد بن محمد بن عبدالرحمٰن کبار علماء و محدثین میں شمار کیے جاتے ہیں۔ (۱۶۶)

۱۰۶: ابوالقاسم بن احمد الکی۔ م ۹۲۵ھ / ۱۵۱۹ء

ابوالقاسم بن احمد بن محمد بن محمد بن عبداللہ بن فہد الشافعی المکی، ابن فہد کے نام سے مشہور تھے آپ ۱۲ ربیع الاول ۸۴۶ھ / ۱۴۴۲ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی علوم کے حاصل کرنے کے بعد آپ نے دمشق و مصر کا سفر کیا اور بعد ازاں گجرات میں مقیم ہو گئے محمود شاہ کی وفات کے بعد آپ مکہ چلے گئے اور وہاں اسی سال سے زائد عمر میں ۹۲۵ھ / ۱۵۱۹ء میں آپ کا انتقال ہوا۔ (۱۶۷)

۱۰۷: شیخ سعدالدین الاماری۔ م ۹۲۸ھ / ۱۵۲۰ء

آپ اپنے زمانہ کے شیخ المحدثین والمفسرین تھے۔

۱۹ جمادی الاول ۹۲۸ھ / ۱۵۲۰ء کو آپ کی وفات ہوئی۔ آپ کی وفات کا حادثہ لوگوں پر غم کا ایک پہاڑ بن کر گرا۔ (۱۶۸)

---

(۱۶۳) محمود بن عمر الآصفی، مؤلف ظفر الوالہ، ص ۱۲، عبدالحئی، کتاب نامعلوم، ج ۴، ص ۱۲۳، عبدالحئی حسنی، الثقافۃ الاسلامیۃ فی الہند بتالیف البرالحسن علی الحسینی ندوی، دمشق، ۱۹۵۸ء، ص ۲۳۷، ۱۶۴، عبدالحئی، نزھۃ الخواطر، ج ۴، ص ۲۱۲، ۱۶۵، عبدالحئی، کتاب نامعلوم، ج ۴، ص ۱۲۲

(۱۶۶) عبدالحئی، کتاب نامعلوم، ج ۴، ص ۱۲۲

۱۰۸: عبدالعزیز۔ ابھری م ۹۲۸ھ/ ۱۵۲۱ء

شیخ عبدالعزیز ابھری جن کا لقب عمادالدین تھا۔ کبار علماء و محدثین میں شمار ہوتے ہیں فقہ و حدیث میں آپ نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ آپ ایک طویل مدت شاہرخ مرزا کے مدرسہ، مدرسہ سلطانیہ، اور خانقاہِ اخلاصیہ۔ ہرات میں درس دیتے رہے۔

مشکوٰۃ المصابیح کی ایک شرح بھی آپ نے امیر نظام الدین علی شیر کے ایماء پر تالیف فرمائی جام فیروز کے زمانہ میں آپ سندھ میں داخل ہوئے۔ سیوستان کے ایک گاؤں کاہان میں سکونت اختیار کر لی۔

علماء کی کثیر تعداد نے آپ سے استفادہ کیا۔ شرح مشکوٰۃ کے علاوہ درسی کتب پر آپ کی تعلیقات موجود ہیں

فاضل چلپی نے۔ کشف الظنون، میں آپ کا سنہ وفات ۹۲۸ھ/ ۱۵۲۱ء نقل کیا ہے۔ لیکن عبدالحئی کے نزدیک یہ سنہ صحیح نہیں۔ (۱۶۹)

۱۰۹: محمد بن عمر حضرمی۔ م ۹۳۰ھ/ ۱۵۲۳ء:

محمد بن عمر بن المبارک بن عبداللہ بن علی الحمیری الحضرمی الشافعی کا لقب "جمال الدین" تھا اور "بحرق" کے نام سے مشہور تھے۔ آپ کا شمار علماء محققین میں ہوتا ہے۔ آصفی کے مطابق آپ کی ولادت ۱۵ شعبان ۸۶۹ھ/ ۱۴۶۴ء کو حضرموت میں ہوئی۔

آپ کی پرورش حضرموت میں ہی ہوئی اور ابتدائی تعلیم آپ نے وہاں کے علماء سے حاصل کی اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے آپ نے زبید کا سفر کیا اور وہاں علم حدیث زین الدین محمد بن عبداللطیف اشرجی سے۔ اور علم اصول فقہ۔ جمال الدین محمد بن ابی بکر سے حاصل کیا۔

۸۹۴ھ میں آپ نے حج کیا اور وہاں حافظ سخاوی سے سماع کیا۔

آپ طلباء و علماء کے ساتھ کمالِ شفقت و محبت فرماتے تھے۔

---

(۱۶۹) ایضاً ج ۴: ص ۱۹۳:

پھر آپ عدن آگئے اور بعد ازاں ہندوستان آگئے۔ اور سلطان مظفر بن محمود سے ملاقات کی سلطان نے آپ کی عزت افزائی کی۔ یہاں آپ سلطان کے فرمان پر

تبصرة الحضرة الشاهية الاحمد بدلسيرة الحضرة النبوية الاحمدية الحسام المسلول على مبغضي اصحاب الرسول، ترتيب السلوك في ملك الملوك، متعة الإسماع باحكام السماع، المختصر من كتاب الإمتاع، مواهب القدوس في مناقب العيدروس۔

آصفی نے درج بالا کتب کے علاوہ یہ نام بھی ذکر کیے ہیں۔

الاسرار النبوية في اختصار اذكار النواوية، ذخيرة الاخوان المختصر من كتاب الاستغناء بالقرآن، الادائل العسكري ے بعض منتخب حصے۔

المتعة المختصرة في خصال المكفرة للذنوب المتدمة لمؤخرة الحديقة الندية بشرح العروة الوثقية، الحواشي المفيدة على ابيات اليافعي في العقيدة۔

آپ کے علم و تحقیق کی بنا پر سلطان کو خصوصی تعلق ہو گیا تھا جس کی وجہ سے کچھ وزراء کو آپ سے حسد ہونے لگا۔ آپ کو زہر دے دیا گیا اور ۲۰ شعبان ۹۳۰ھ / ۱۵۲۳ء گجرات میں آپ کی وفات ہوئی۔ (۱۰۰)

۱۱۰: شیخ رکن الدین سندھی م ۹۴۹ھ / ۱۵۴۲ء

آپ کا تعلق سندھ کی مردم خیز زمین ٹھٹھہ سے تھا۔ آپ علم فقہ و حدیث کے سرکردہ علماء میں شمار ہوتے تھے۔ بلال المحدث سے آپ نے سماع حدیث کیا آپ نے درس و تدریس کے علاوہ تصنیف و تالیف کی صورت میں بھی علم حدیث کی خدمت کی۔ ان تالیفات میں "شرح اربعین" کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ ٹھٹھہ میں آپ کی وفات ۹۴۹ھ / ۱۵۴۲ء میں ہوئی اور "جبل مکلی" پر آپ کو دفن کیا گیا۔ (۱۰۱)

(۱۰۰) ایضاً، ج ۲، ص ۳۰۶۔ (۱۰۱) عبدالحق محدث دہلوی، اخبار الاخیار، ص ۲۰۔

Marfat.com

۱۱۱: قاضی عبداللہ بن ابراہیم سندھی۔ م ۹۵۵ھ/۱۵۴۸ء

آپ در بیلا سندھ سے تعلق رکھتے تھے، ابتداءً مخدوم عبدالعزیز ابہری سے آپ نے استفادہ کیا۔ ۹۳۴ھ/۱۵۲۷ء میں احمد آباد گئے اور علی المتقی کی شاگردگی اختیار کرلی۔ بعدازاں حجاز چلے گئے اور دو سال بعد ہی مدینہ منورہ میں ۹۵۵ھ/۱۵۴۸ء میں وفات پاگئے۔

آپ کے دو برخوردار رحمت اللہ اور حمید بھی محدث تھے۔ ان کا تعارف آئندہ اوراق میں پیش کیا جائے گا۔ (۱۷۲)

۱۱۲: میر سید عبدالاول۔ (۸۳۲ھ/۱۴۲۸ء - ۹۶۸ھ/۱۵۶۰ء)

آپ علی بن علاء الحسینی کے فرزند ارشد تھے، آپ اصلاً جونپور کے علاقہ کے ایک قصبہ زیدپور سے تعلق رکھتے ہیں آپ کے آباؤ اجداد میں سے کوئی سرزمین دکن میں منتقل ہوئے اور وہیں آپ کی پیدائش و پرورش ہوئی۔ آپ نے اپنے دادا علاء الحسینی کے علاوہ طیب ابن ابی الطیب سندھی اور شیخ محمد بن یوسف کی اولاد میں سے کسی سے علم حدیث میں استفادہ کیا۔ ازاں بعد آپ گجرات منتقل ہوگئے۔ اور وہاں طویل زمانہ تک درس و تدریس میں مشغول رہے۔ زیارۃ حرمین شریفین اور ادائیگی حج کے بعد پھر سند آگئے اور احمد آباد میں قیام کیا یہاں بھی درس تدریس کا سلسلہ جاری رہا۔

طاہر بن یوسف سندھی کے علاوہ ایک خلق کثیر نے آپ استفاضہ کیا۔

خانخاناں محمد بیرم شاہ کے حکم پر دھلی آگئے اور ابھی دو سال ہی گزرے تھے۔ کہ ۹۶۸ھ/۱۵۶۰ء میں وفات پائی۔ اور قلعہ دھلی کے اندر کشک نزور کے نزدیک قبرستان میں دفن ہوئے (۱۷۳)

درس و تدریس کے علاوہ آپ کی زندگی تصنیف و تالیف میں گزری۔

علم الفرائض کی کتاب سراجی کی منظوم شرح لکھی، علم تصوف میں تحقیق نفس و معرفت پر فارسی میں ایک پرمغز کتاب لکھی۔ فیروز آبادی کی سفر السعادۃ کا انتخاب کرکے سیرۃ پر کچھ کتب تالیف

۱۷۲: محمد اسحٰق، علم حدیث میں پاک و ہند کا حصہ: ص ۲۷۷ (۱۷۳) عبدالحق دھلوی، محدث، اخبار الاخیار اردو ترجمہ سبحان محمود، مولانا و محمد فاضل، مولانا کراچی، مدینہ پبلشنگ ص ۵۱۶۔

Marfat.com

کیں۔ دیگر کتب پر بھی آپ کے حواشی، شروح و تعلیقات موجود ہیں۔

آپ کا سب سے بڑا علمی کارنامہ وہ ہے جس کی بنا پر آپ برصغیر میں ایک محدث کی حیثیت سے معروف ہوئے "فیض الباری" کے نام سے آپ نے شرح بخاری تالیف کی اور اس شرح کو برصغیر کی پہلی شرح بخاری ہونے کا شرف حاصل ہے (۱۷۴)

۱۱۴: شیخ علی بن حسام الدین المتقی البرہانپوری م ۹۷۵ھ/ ۱۵۶۷ء

آپ کی ولادت برہانپور میں ۸۸۵ھ/ ۱۴۸۰ء میں ہوئی۔

آپ نے بچپن میں شیخ بہاء الدین عوفی برہانپوری سے کسب فیض کیا۔ ان کے انتقال کے بعد شیخ حسام الدین المتقی المتانی کے ساتھ دو سال رہے اور ان سے استفادہ کیا۔ خصوصاً علم حدیث میں ان سے بیضاوی کا درس لیا پھر آپ نے حرمین کا سفر اختیار کیا اور وہاں شیخ ابوالحسن الشافعی البکری، شیخ محمد بن محمد السخاوی المصری اور شہاب الدین احمد بن حجر سے علم حدیث میں استفادہ کیا۔

حصولِ علم کے بعد آپ نے مکہ ہی میں سکونت اختیار کر لی تھی البتہ محمود شاہ صغیر گجراتی کے زمانہ میں جو آپ کے مرید تھے، دو مرتبہ ہند آئے۔

۹۷ سال یا ۹۰ سال کی عمر میں منگل کے روز وقت سحر ۱۲ جمادی الاولیٰ ۹۷۵ھ/ ۱۵۶۷ء مکہ مکرمہ میں آپ کی وفات ہوئی۔ اور جنت المعلاء میں آپ کی تدفین ہوئی۔

آپ کی تصانیف دنیا علم و دانش میں ایک بلند مقام رکھتی ہیں خصوصاً علم حدیث اور علم تصوف پر آپ کی کتب قابل قدر ذخیرہ ہیں۔

سیوطی کی "العرف الوردی فی اخبار المہدی" کا تکملہ مرتب کیا اور اس کو ابواب و فصول میں منقسم کر کے تدوین کے علاوہ اس میں اس موضوع سے متعلق کچھ احادیث کا اضافہ بھی کیا۔ اس کے علاوہ النہج الأتم فی تراکیب الحکم، جوامع الکلم فی المواعظ والحکم، البرہان فی علامات مہدی آخر الزمان، الفاخرۃ فی سلطۃ الدنیا والآخرۃ، تلقین الطریق فی السلوک، الدر المنظم فی معرفۃ المولی۔

---

(۱۷۴) سید سلیمان ندوی، مقالات سلیمان، ہندوستان میں علم حدیث، ص ۲۲۱، نیز دیکھئے معین الدین ندوی و نظام الدین، ص ۱۳۰، نیز دیکھئے کتاب مذکور، ج ۴: ص ۱۶۰۔

(فارسی) رسالہ فی البطال دعوی السیۃ محمد بن یوسف جونپوری۔ (۱۷۵)

ان تمام تالیفات کے علاوہ متقی کی سب سے مایہ ناز تصنیف "کنز العمال" ہے جو جلدوں پر مشتمل ہے۔ علم حدیث پر یہ کتاب ایک مقتدر حیثیت کی مالک ہے۔ اس وجہ سے اسکا تعارف قدرے تفصیل سے پیش کیا جائے گا۔

نام کتاب ... کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال۔

مولف ... علامہ علاء الدین علی المتقی بن حسام الدین برہانپوری۔

ناشر ... بیروت، موسسۃ الرسالۃ

سنہ تالیف ... درج نہیں۔

تعداد جلدیں ... ۱۷

جلد اول از کتاب الایمان، (حرف الھمزہ) (تا) حقوق القرأۃ حرف الھمزہ) صفحات: ۶۲۴

جلد ثانی از فضل فی التفسیر (حرف الھمزہ فی الاذکا) (تا) دعا الخضر علیہ السلام (حرف الھمزۃ فی الادعیۃ) ص ۷۱۸

جلد ثالث از الباب الاول فی الاخلاق۔ (تا) کتاب الایلا (حرف الھمزہ) صفحات: ۹۵۶

جلد رابع از کتاب البیوع۔ (حرف البا) (تا) باب فی لواحق الجہاد (حرف الجیم) صفحات: ۶۳۷

جلد خامس از کتاب الحج (العمرہ) حرف الحا) (تا) باب جامع الاحکام، (حرف الخافی الخلافۃ) ص: ۸۹۴

جلد سادس از کتاب الامارۃ: (حرف الخا) (تا) الکہانۃ۔ (حرف السین فی السحر) صفحات: ۷۷۶

جلد سابع از کتاب الشفقہ (حرف الشین) (تا) الاکمال (حرف الصاد فی الصلوٰۃ) صفحات: ۸۶۱

جلد ثامن از باب فضائل الصلوٰۃ (حرف الصاد) (تا) ایام البیض (کتاب الصوم) صفحات: ۶۸۳

جلد تاسع از کتاب الصحبۃ مع حرف الصاد) (تا) باب الرجعۃ (حرف الطا فی الطلاق) صفحات: ۷۱۸

جلد عاشر از کتاب الطب والرقی والطاعون (تا) کتاب العصب (حرف العین) صفحات: ۶۵۳

جلد حادی عشر از کتاب الفرائض (حرف الفا) (تا) ابو مالک الاشعری (فضائل الصحابۃ) صفحات: ۷۷۵

جلد ثانی عشر از باب فضائل القبائل (حرف الفا) (تا) فضائل الفاروق) حرف الفا) صفحات: ۷۱۶

(۱۷۵) عبدالحی، کتاب مذکور، ج ۴: ص ۲۳۴

Marfat.com

جلد ثالث عشر از باب تفضیل الشیخین ابی بکرؓ و عمرؓ (تا) ام المؤمنین میمونۃ رضی اللہ عنہا صفحات: ۷۲۷

جلد رابع عشر از فضائل من لیس من الصحابۃ (تا) الضال المشرکین (حرف القاف القیامۃ) صفحات: ۶۱۶

جلد خامس عشر از باب القصاص (تا) مواعظ فی ارکان الایمان (حرف المیم) صفحات: ۵۷۲

جلد سادس عشر از باب الترجیات (حرف المیم) (تا) نقض النذر (حرف الیائی الیمین) صفحات: ۷۹۰

جلد سابع عشر از (تا) صفحات:

کنز العمال بلاشبہ اقوال و افعال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا ذخیرہ ہے اس میں کل ۴۶۶۲ احادیث ہیں۔ روایات کی کثرۃ کی بنا پر بعض ضعیف روایات بھی کتاب میں منقول ہیں۔ اس کتاب کو اگر حدیث کا "موسوعۃ" (انسائیکلو پیڈیا) کہہ دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

یہ کتاب فاضل مؤلف کی تالیف، جامع الصغیر، منہج العمال فی سنن الاقوال الاکمال منہج العمال احمد سیوطی کی جامع الکبیر میں سے حصہ اقوال پر مشتمل ہے۔ کسی بھی موضوع پہ نبی کریم ﷺ اقوال و افعال معلوم کرنے کے لیے یہ کتاب ایک امتیازی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کتاب مطالعہ قاری کو سیوطی کی جمع الجوامع کے مطالعہ سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ (۱۷۶)

اکثر جلدوں میں رجال کی فہرست بھی دی گئی ہے۔

۱۱۴: شیخ عبدالملک گجراتی م ۹۷۷ھ / ۱۵۶۹ء

عبدالملک عباسی برصغیر کے کبار علماء اور محدثین میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ کی ولادت و پرورش احمد آباد میں ہوئی۔ قطب الدین عباسی گجراتی کے واسطہ سے آپ شمس الدین محمد الخطیب کے تلمیذ ہیں۔

آپ اعلیٰ ذہنی صلاحیتوں کے مالک تھے۔ تفسیر، حدیث اور فقہ پر دسترس رکھتے تھے۔ ایک امتیازی خصوصیت جو آپ کو حاصل تھی وہ یہ کہ آپ حافظ قرآن ہونے کے علاوہ نہ صرف متن و سند بخاری کے حافظ تھے۔ بلکہ اس کے مضامین، معانی، مطالب و رموز کے بھی حافظ

(۱۷۶) علی المتقی الحسام الدین برہانپوری، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، بیروت، موسسۃ الرسالۃ ۱۹۸۹ء، ج ۱: ص ۴

تھے اور بخاری کا درس حفظاً دیا کرتے تھے۔

علم و حفظ اور تفقہ کے علاوہ زہد و تقویٰ میں آپ کے زمانہ میں آپ کا کوئی مثل نہ تھا۔

آپ کی وفات کے متعلق سید عبدالحئی نے لکھا ہے کہ ۹۷۰ھ/ ۱۵۶۲ء کے بعد ہوئی جبکہ سید سلیمان ندوی نے ۹۷۷ھ/ ۱۵۶۹ء بیان کیا ہے۔ (۱۷۷)

۱۱۵: شیخ مبارک بنارسی۔ م ۹۸۰ھ/ ۱۵۷۲ء

مبارک بن ارزانی العمری[۱] بنارسی علم حدیث کے ممتاز علماء میں شمار ہوتے ہیں۔ شیر شاہ سوری اور اس کے بیٹے سلیم شاہ کے زمانہ میں ایک مدت تک وزیر رہے۔ آپ کی "مدارج الاتقیاء" علم دین میں ایک ممتاز مقام رکھتی ہے۔ مدارج کے علاوہ رجب ۹۵۲ھ/ ۱۵۴۵ء میں آپ نے علم حدیث پر ایک کتاب تصنیف فرمائی۔ اس کتاب میں آپ نے مشارق الانوار کی احادیث مصابیح کی ترتیب پر جمع فرمائی (۱۷۸)

مشارق کی ترتیب اور اس کا مفصل تعارف امام صاغانی کے ضمن میں گزر چکا ہے مصابیح میں احادیث کی ترتیب اسطرح ہے کہ احکام، عبادات اور معاملات کے ابواب قائم کر کے دو فصول ہیں، فصل اول میں متفق علیہ روایات اور فصل ثانی میں روایاتِ سنن تخریج کرتے ہیں۔

۱۱۶: خواجہ میر کلاں ہروی۔ م ۹۸۱ھ/ ۱۵۷۲ء

مولانا محمد سعید بن مولانا خواجہ الحنفی خواجہ "میر کلاں" کے لقب سے معروف تھے۔ آپ کا شمار کبار علماء میں ہوتا ہے۔ ابتدائی علم عصام الدین بن ابراہیم و دیگر علماء سے حاصل کیا اور علم حدیث سید نسیم الدین میرک شاہ ہروی سے حاصل کیا اور طویل مدت تک ان کی صحبت میں رہے۔ پھر آپ نے حرمین شریفین کا سفر اختیار کیا۔ اور حج و زیارۃ کے بعد وہیں سکونت اختیار کر لی۔ مکہ مکرمہ

---

(۱۷۷) عبدالحئی۔ نزہۃ الخواطر: ج ۴: ص ۲۱۸ = سلیمان ندوی، مقالات سلیمان: ج ۲: ص ۱۳: عبدالحئی، ہند یادایام، ۱۹۱۹ء، علی گڑھ، مطبع، انسٹی ٹیوٹ ص ۶۲، ۶۳

[۱] العمری سے مراد فاروقیؓ ہے آپ کا سلسلہ نسب حضرت عمر فاروقؓ سے ملتا ہے ۱۷۸ ایضاً۔ ص ۲۷۷۔

ہیں آپ سے صاحب مرقاۃ علی بن سلطان القاری نے استفادہ کیا۔ ان کے علاوہ ایک خلق کثیر آپ سے کسب فیض کرتی رہی جن میں سید غضنفر بن جعفر الحسینی کا نام امتیازی حیثیت رکھتا ہے آپ عالم بھی تھے محدث و محقق بھی تھے۔ فقیہ و مدرس بھی تھے اور خصوصاً علم حدیث میں بدطولیٰ رکھتے تھے اپنی زندگی کے ۸۰ برسوں میں ایام طفولیت و طالب علمی کے علاوہ درس حدیث میں ہی مشغول رہے۔ آگرہ میں آپ کی وفات ۹۵۱ھ / ۱۵۷۲ء میں ہوئی۔ (۱۰۹)

۱۱۷: شیخ عبداللہ بن سعدالدین ۔ ۹۸۴ھ / ۱۵۷۶ء

آپ یکتائے روزگار محدث و عالم تھے اور شیخ علی المتقی کے تلامذہ خصوصی میں سے تھے۔

شیخ عبداللہ کی ولادت و پرورش سرزمین سندھ میں ہوئی ۹۴۰ھ / ۱۵۳۳ء میں آپ گجرات ہجرت کر گئے یہاں عبداللہ بن ابراہیم سندھی سے کسب فیض کیا۔ پھر آپ عبداللہ کے ساتھ حجاز مقدس کے سفر پر روانہ ہو گئے۔ وہاں قیام کے دوران دیگر کبار محدثین کے علاوہ شیخ علی المتقی سے علم حدیث میں استفاضہ کیا۔ مدینہ منورہ میں طویل قیام کے بعد ۹۷۷ھ / ۱۵۶۹ء میں شیخ رحمت اللہ بن قاضی عبداللہ کے ہمراہ ہند آگئے اور گجرات میں مقیم ہو گئے۔ وہاں آپ کے درس حدیث سے ایک خلق کثیر نے استفادہ کیا۔ پھر کبر سنی میں آپ مکہ مکرمہ چلے گئے اور وہیں ذی الحجہ ۹۸۴ھ / ۱۵۷۶ء میں آپ کی وفات ہوئی۔ (۱۱۰)

آپ کی کتب میں "جمع المناسک و نفع الناسک" جو آپ نے ۹۵۰ھ / ۱۵۴۳ء میں تصنیف کی قابل ذکر ہے۔ (۱۱۱)

۱۱۸: شیخ محمد بن طاہر پٹنی م ۹۸۶ھ / ۱۵۷۸ء

محمد بن طاہر پٹنی ۹۱۲ھ / ۱۵۰۰ء میں علاقہ گجرات کے کسی شہر میں پیدا ہوئے۔ آپ کی پرورش تحفیظ القرآن

(۱۰۹) عبدالحی حدیث ... ص ۴ بحوالہ ۱۰۲۲۱ (۱) ماثر عبدالحق متقی نے آپ کا سال وفات ۹۹۲ھ لکھا ہے جو درست نہیں بلکہ ۹۸۲ھ میں آپ اس کیفیت میں مکہ آئے تھے ضعف و نقاہت کی بنا پر ... بعد ہی آپ کی وفات ہو گئی۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ماثر عبدالحق متقی ... ص ۲۰۵

اور ابتدائی تعلیم وطن مالوف میں ہی ہوئی۔ آپ نے نوجوانی میں ہی کبار علماء سے جن میں شیخ مبارک بن خضر ناگوری، شیخ برہان الدین سمہوری، مولانا یداللہ سوہی شامل ہیں استفادہ کیا۔

ابتدائی علوم میں مہارت کے بعد ۹۴۴ھ/۱۵۳۷ء میں آپ حج بیت اللہ کے لیے گئے اور وہاں کچھ مدۃ کے لیے اقامت اختیار کرلی۔ وہاں جن مشائخ سے آپ نے استفادہ کیا۔ ان میں ابوالحسن بکری، ابن حجر عسقلانی، شیخ علی بن عراق، شیخ جاراللہ بن فہد، شیخ عبیداللہ سرہندی، سید عبداللہ عیدروس اور شیخ برخوردار سندھی جیسے کبار محدثین کے نام قابل ذکر ہیں۔ علاوہ ازیں شیخ علی حسام الدین متقی کی صحبت اختیار کی۔

محدث عصر سے استفادہ کے بعد آپ وطن واپس آگئے اور تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف میں مشغول ہوگئے۔

علم میں آپ کی فضیلت، زہد و تقویٰ میں آپ کی شانِ علویت، اہل علم کی امداد میں آپ کی صفت سخاوت اپنے دور کی زریں مثال ہیں۔

آپ کی وفات ۹۸۶ھ/۱۵۷۸ء میں احمد آباد شہر میں ہوئی اور آپ کی نعش کو پٹنہ لاکر سپرد خاک کیا گیا۔

آپ کی جلیل القدر تصانیف

مجمع بحار الانوار فی غرائب التنزیل، و لطائف الاخبار (دو جلدیں) ہیں

کتاب لطائف الاخبار میں آپ نے تمام غریب احادیث جمع کردی ہیں۔

یہ کتاب امت میں عموماً اہل علم میں خصوصاً ایسی قبولیت اختیار کرگئی ہے جیسی صحاح ستہ کی بعض متداول شروح کو حاصل ہے۔

علامہ طاہر پٹنی کی ساری زندگی تعلم دین یا تعلیم دین میں گزری۔ آپ نے بدعات کے خلاف جہاد کیا اور اپنی تحریرات و درس سے بدعات کا رد کیا۔ (۱۸۲)

۱۱۹:۔ شیخ عبدالمعطی باکثیر المکی۔ ۹۰۵ھ/۱۴۹۹ء - ۹۸۹ھ/۱۵۸۱ء آپ ۹۰۵ھ/۱۴۹۹ء میں مکہ مکرمہ پیدا ہوئے

شیخ عبدالمعطی بن الحسن بن عبداللہ علم حدیث کے علاوہ دیگر علوم نقلیہ و عقلیہ میں مہارت رکھتے

۱۔ الحبر، نزھۃ الخواطر، ج ۴، ص ۳۵۸ تا ۳۶۱

Marfat.com

آپ نے آپ نے اپنے زمانہ کے کبار شیوخ سے استفادہ کیا۔ آپ شیخ زکریا الانصاری کے واسطہ سے ابن حجر عسقلانی کے تلمیذ تھے۔

عمر کے آخری مہ و سال میں جب آپ برصغیر آئے تو اہل علم کے ایک ازدحام کثیر نے آپ کے علم و تفقہ اور علو سند کی وجہ سے آپ سے استفادہ کیا۔

آپ نے بخاری کے رجال پر ایک کتاب لکھنی شروع کی جس میں ہر سند کے صحابی تک تمام راویوں کے حالات زندگی اور ان کے متعلق ائمہ رجال کی آراء نقل کرنا شروع کی تھیں یہ تحقیق ابھی تشنۂ تکمیل تھی کہ ۲۷ ذی الحجہ ۹۸۹ھ/۱۵۸۱ء کو احمد آباد میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ (۱۴۲) ان کی یہ تالیف غالباً ہنوز تشنۂ تکمیل ہے۔

(۱۲۰) مولانا طیب سندھی م ۹۹۰ھ/ ۱۵۸۲ء

مولانا طیب ابن ابی طیب کا سندھ کے مردم خیز خطہ ٹھٹھہ سے تعلق تھا۔ آپ کی پرورش بھی سندھ میں ہی ہوئی۔ ابتدائی تعلیم آپ نے مولانا یونس سندھی سے حاصل کی پھر اہل علم سے ملاقات کے شوق میں احمد آباد آ گئے۔ اور وہاں طویل مدت تک مقیم رہے پھر بلاد عرب یوسف سندھی کے ساتھ ہجرت کر آئے۔

آپ کے درس سے خلق کثیر مستفید ہوئی جن میں شیخ عیسیٰ بن قاسم سندھی کا نام [illegible]

آپ میر سید عبد الاول کے تلامذہ میں سے ہیں اور میر سید عبد الاول کا سال وفات ۹۶۶ھ ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کی وفات ۹۹۰ھ/۱۵۸۲ء یا اس کے بعد ہوئی۔

عبد الحئی نے لکھا ہے کہ کچھ زائد ۹۹۰ھ/۱۵۸۲ء میں وفات ہوئی۔ (۱۴۱)

(۱۲۱) شیخ بن عبد اللہ بن شیخ بن عبد اللہ عیدروس یمنی شافعی م ۹۹۰ھ/ ۱۵۸۲ء

شیخ بن عبد اللہ ۹۱۹ھ/۱۵۱۳ء میں یمن میں تریم کے مقام پر پیدا ہوئے جو کے ابتدائی حصہ میں ہی آپ نے شہرت حاصل کر لی تھی تحصیل علم کے بعد آپ درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ ابن عیدروس، سلامہ، عبد القادر

(۱۴۰) عبد الحئی کتاب مذکور ج ۴ ص ۱۴۱ (۱۴۱) ایضاً ص ۱۹۵ (۱۴۲) عبد الحئی، الثقافۃ الاسلامیہ ص ۵۳۔

Marfat.com

باقتیر حضرمی جیسے محدثین آپ کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔

آپ کی تالیفات العقد النبوی، المہر المصطفوی، الفوز، البشریٰ ہیں آپ ۹۵۸ھ/۱۵۵۱ء میں ہند میں داخل ہوئے وہیں قیام کیا اور احمد آباد میں ۲۵ رمضان ۹۹۰ھ/۱۵۸۲ء میں وفات پائی۔ (۱۸۵)

۱۲۲۔ شیخ عبداللہ انصاری سلطان پوری م ۹۹۰ھ/۱۵۸۲ء

شیخ عبداللہ انصاری کا اصل تعلق ٹھٹھہ سندھ سے ہے، آپ کے دادا سندھ سے جالندھر منتقل ہو گئے تھے۔ آپ کی پیدائش بھی پنجاب کے شہر سلطان پور میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد آپ سرہند چلے گئے اور وہاں عبداللہ سرہندی سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ علم حدیث کے حصول کے لیے آپ دہلی گئے اور شیخ ابراہیم ابن العین حسینی سے سماع کیا۔ علم حدیث کی فراغت کے بعد وطن مراجعت کی اور درس تدریس اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گئے۔ امت کے علاوہ سلاطین و ملوکِ ہند میں آپ کو عزت و توقیر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ ۹۸۶ھ میں جب آپ نے سفرِ حج کیا تو مکہ کے کبار محدثین جن میں ابن حجر بھی شامل تھے، نے آپکا جلالت شان کے ساتھ استقبال کیا۔ کچھ مدت وہاں رہنے کے بعد آپ واپس وطن آ گئے۔

۹۹۰ھ/۱۵۸۲ء میں آپ کی وفات وطنِ مالوف میں زہر خوانی کے سبب ہوئی۔

آپ کی تالیفات میں کشف الغمہ بمنہاج الدین، عصمۃ الانبیاء، شرح العقیدہ الحافظیہ، رسالہ فی تفضیل العقل علی العلم کے علاوہ دیگر رسائل شامل ہیں۔ (۱۸۶)

۱۲۳۔ شیخ عبدالنبی ابن احمد گنگوہی م ۹۹۱ھ/۱۵۸۳ء

شیخ عبدالنبی ابن احمد ابن عبدالقدوس حنفی گنگوہی برصغیر کے ممتاز علماء و محدثین میں شمار ہوتے ہیں آپ گنگوہ پیدا ہوئے پرورش و ابتدائی تعلیم بھی وطن مالوف میں ہی ہوئی۔ پھر آپ نے حرمین کا سفر اختیار کیا اور ابن حجر عسقلانی کے علاوہ اس زمانہ کے دوسرے محدثین سے سماعِ حدیث کیا۔ کبار شیوخ کی مجالس سے استفادہ کیا اور علم حدیث طبیعت میں رچ بس گیا تو وطن لوٹ آئے۔

برصغیر میں اس زمانہ میں تصوف کے نام پر غیر اسلامی اور مشرکانہ رسوم رائج تھیں۔ شیخ عبدالنبی نے ان رسوم

---

(۱۸۵) ابن عماد۔ شذرات: ج ۸: ص ۴۲۳، ۴۲۴ (۱۸۶) عبدالحی نزہۃ: ج ۴: ص ۲۰۶ تا ۲۰۸

Marfat.com

کے خلاف جہاد شروع کیا۔ اور سنتِ محمدیہ، اور اسلاف کے طریقوں کو دوبارہ زندہ کرنے سعی پیہم کی۔ آپ کے ہم وطن، آپ کے اعزہ و اقارب حتیٰ کہ آپ کے والد اسپر آپ کی مخالف ہو گئے اور آپ کو انواع واقسام کی اذیتیں دینے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ان تکالیف کا دنیاوی اجر یہ دیا کہ ۹۷۱ھ میں اکبر شاہ تیمور نے آپ کو طلب کیا اور آپ کو بند کے طول و عرض کا والی بنا دیا۔ ایک مدتِ طویل اس منصب پر گزری جس کے دوران آپ کو خاص و عام میں قبولیت بھی حاصل ہوئی۔ اکبر شاہ کے دل میں آپ کی بڑی عظمت اور قدر و منزلت تھی۔ وہ آپ سے حدیث سننے کے لیے خود آپ کے گھر آتا۔ آپ سے سماعِ حدیث کرتا آپ کی خدمت کرتا یہاں تک کہ آپ کو اپنے ہاتھ سے جوتے پہناتا۔ اور آپ کے ہر فرمان کو اپنے لیے قابل اطاعت سمجھتا۔ اکبر کی اس عقیدت کی بنا پر وزراء و مقربین بادشاہ حسد کرنے لگے اور ان کی قدر و منزلت کو اکبر شاہ کے دل میں کم کرنے کے لئے سازشیں مرتب کرنے لگے۔ ایسی ہی ایک سازش کے نتیجہ میں اکبر شاہ نے انہیں برصغیر سے نکل جانے کا حکم دیا اور آپ ہجرت کر کے دوبارہ حجاز چلے گئے۔ ایک زمانہ کے بعد آپ واپس آئے تو آپ پر تشدد کا سلسلہ شروع کر دیا گیا۔ جو آپ کی وفات تک جاری رہا۔ آپ کی وفات ۹۹۱ھ/۱۵۸۳ء میں ہوئی۔ ایک روایت کے مطابق آپ کو قتل کیا گیا۔

آپ کی تالیفات میں "ولطائف المنن فی الاوعیۃ المأثورۃ"، "سنن الہدیٰ فی متابعۃ المصطفیٰ" اپنے والد کے رد میں "رسالہ فی حرمۃ السماع" تحریر کیا۔ امام ابوحنیفہ کے طاعنین کے رد میں ایک رسالہ "طعن القنا علی الامام ابی حنیفہ" مرتب کیا۔ (۱۸۷)

۱۲۴۔ شہاب احمد عباسی م ۹۹۲ھ/۱۵۸۴ء

شہاب احمد شیخ بدر الدین عباسی مصری شافعی مصر میں ۹۰۳ھ/۱۴۹۰ء میں پیدا ہوئے۔ قاضی زکریا بن محمد بن احمد بن زکریا انصاری، کمال الدین طویل، نور الدین علی ابو العباس ملیجی اوفی بکری سے استفادہ کیا۔

آپ متقی و متورع عالم باعمل تھے۔ سلف صالحین کے طریق پر چلنا اپنے لیے باعث سعادت سمجھتے تھے۔ علوم نقلیہ میں علم الحرف، علم الفلک میں اور علوم عقلیہ میں علم تفسیر و حدیث پر آپ کو درک حاصل تھا۔ قاہرہ میں آپ کی وفات ۴ محرم ۹۹۲ھ/۱۵۸۴ء کو ہوئی۔ (۱۸۸)

---

(۱۸۷) عبد الحی: شذرات الذہب، ج ۸، ص ۳۱۹، ۳۲۰؛ ابن عماد: شذرات، ج ۱۰، ص ۴۲۲، ۴۲۳۔

۱۲۵۔ شیخ رحمت اللہ بن عبداللہ م ۹۹۴ھ/ ۱۵۸۵ء

شیخ رحمت اللہ بن عبداللہ قاضی تھے جن کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا تھا۔ آپ کے بھائی شیخ حمید سندھی تھے جو علم و تفسیر و حدیث میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ شیخ رحمت اللہ شیخ عبداللہ بن سعد الدین کے ہمراہ ۹۹۷ھ/ ۱۵۸۸ء میں احمد آباد آئے اور درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔

عبداللہ بن سعد اور شیخ رحمت اللہ اپنی بزرگی، اپنے زہد و تقویٰ کی بنا پر "شیخین" کے لقب سے معروف ہوئے۔ شیخ رحمت اللہ پیرانہ سالی میں مکہ مکرمہ چلے گئے اور مکہ مکرمہ میں ہی ۲۲ محرم الحرام ۹۹۴ھ/ ۱۵۸۵ء میں آپ کا انتقال ہوا۔ (۱۸۹)

۱۲۶۔ میر ابوالغیث بخاری م ۹۹۵ھ/ ۱۵۸۶ء

آپ جلال الدین اکبر شاہ کے زمانہ کے محدث و صوفی تھے آپ کی مجالس ذکر الٰہی یا مذاکرۂ احادیث کے لیے مخصوص تھیں۔ باوجود اس کے کہ دنیاوی مال و دولت کثرت سے تھا لیکن کبھی دنیا میں مشغول ہوئے نہ دنیا کو اپنا مقصود و مطمع نظر بنایا۔ نماز کا اسقدر اہتمام تھا کہ تکبیر تحریمہ بھی فوت نہ ہوتی تھی ۹۹۵ھ ۱۵۸۶ء میں قولنج کے مرض میں مبتلا ہو کر لکھنؤ میں وفات پائی اور دہلی میں سپرد خاک کیا گیا۔ (۱۹۰)

۱۲۷۔ مولانا وجیہ الدین گجراتی۔ (۹۱۱ھ/ ۱۵۰۵-۹۹۷ھ ۱۵۸۸ء)

اکابر علماء و شیوخ میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔

آپ کے اساتذہ علامہ عماد الدین محمد بن محمود الطاری کا نام شامل ہے۔ تالیفات میں آپ کا ذوق زیادہ شروح و تعلیقات کی طرف تھا۔ چنانچہ آپ نے درجہ ذیل کتب پر حواشی لکھے۔

تفسیر البیضاوی، اصول البزدوی، ہدایہ، شرح وقایہ مطول، مختصر، تلویح، عضدیہ، شرح التجرید،

---

(۱۸۹) عبدالحق محدث دہلوی اخبار الاخیار، اردو ترجمہ، سبحان محمود، محمد فاضل، مولانا، (کراچی: مدینہ پبلشنگ س۔ ن) ص ۳۶۱۔ سلیمان ندوی، مقالات، ج ۲: ص ۱۹: عبدالحی: نزہتہ: ج ۴: ص ۱۱۲ (۱۹۰) عبدالحی: نزہتہ ج ۴: ص ۱۰۰۶: رحمٰن علی: تذکرہ علمائے ہند، اردو ترجمہ محمد ایوب قادری: ص ۷۶۔

شرح عقائد، شرح مواقف، شرح حکمۃ العین، شرح التلخیص، شرح جغمینی، شرح شمسیہ، شرح جامی اور شرح ارشاد
حواشی کے علاوہ آپ نے بعض کتب کی شروح بھی لکھیں۔
علم ہیئت میں رسالہ علی القشوجی، ابیات التسہیل، لوائح، جام جہاں نما اور نخبۃ الفکر اصول حدیث
آپ کی وفات ۹۹۷ھ/۱۵۸۸ء میں ہوئی اور احمد آباد میں آپ کو دفن کیا گیا۔ (۹۱)

۱۲۸۔ شیخ جمال محمد گجراتی: م ۹۹۸ھ/۱۵۸۹ء

آپ گجرات میں پیدا ہوئے وہیں پرورش ہوئی۔
ابتدائی تعلیم کے بعد حرمین چلے گئے آپ کے ساتھ اس سفر علمی میں چند اشراف گجرات بھی تھے حج
وزیارت کے بعد آپ برہنپور آکر گجرات میں مقیم ہوگئے اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ تفسیر
وحدیث میں یدطولیٰ رکھتے تھے اور صبح سے شام تک درس میں مشغول رہتے۔
آپ کی وفات ۹۹۸ھ/۱۵۸۹ء میں برہنپور میں ہوئی۔ (۹۰)

۱۲۹۔ مولانا عباس سندھی م ۹۹۹ھ/۱۵۹۰ء

آپ سندھ کے ایک پاتر میں پیدا ہوئے اور جوانی میں ۹۴۰ھ/۱۵۴۰ء کے قریب ہنکور منتقل ہوگئے۔
وہاں آپ نے درس حدیث کا سلسلہ شروع کیا۔
آپ سے استفادہ کرنے والوں میں ایک خلق کثیر شامل ہے جن میں قاضی عبدالسلام سندھی کا نام
امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ (۹۲)

۱۳۰۔ مولانا اثیرالدین کابانی۔ ۹۹۹ھ/۱۵۹۰ء

آپ سندھ کے محدث عبدالعزیز بھرچونڈی کے فرزند ارشد ہیں۔ آپ اپنے والد کے ساتھ ہالا سے

(۹۱) عبدالحی: نزھۃ الخواطر، ج ۴، ص ۲۱۵، تقریر مولوی عبدالحق، مالہ الفیہ ترتیب مدارس نوٹیفکیشن، لاہور، ۱۹۵۱ء، ص ۱۱۰

(۹۲) عبدالحی: نزھۃ، ج ۴، ص ۲۱۵، ۲۱۶، ایضاً، ص ۱۲۰

Marfat.com

۹۲۱ھ/۱۵۲۱ء میں منتقل ہوئے۔ آپ نے علم حدیث اپنے والد سے حاصل کیا گیا۔ آپ کے درس حدیث سے سندھ سے تعلق رکھنے والے لاتعداد لوگ مستفید ہوئے۔ (۱۹۴)

۱۲۱۔ محمد بن احمد نہروالی: م ۹۹۹ھ/۱۵۹۰ء

آپ احمد بن محمد بن محمد کے فرزند ارشد ہیں۔ علم حدیث، فقہ اور انشاء و اشعار میں بلند مقام رکھتے ہیں۔ آپ لاہور میں ۹۱۷ھ/۱۵۱۱ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی اور پھر مکہ مکرمہ چلے گئے وہاں آپ نے احمد محب الدین ابن ابی القاسم محمد العقیل، وجیہ الدین عبدالرحمٰن، شہاب الدین احمد بن موسیٰ، محمد بن محمد بن عبدالرحمٰن اور ان کے والد محمد بن عبدالرحمٰن سے استفادہ کیا۔ پھر آپ مصر چلے گئے اور وہاں محمد بن یعقوب عباسی سے علمی مجالس منعقد کیں۔

صحیح بخاری جس سند سے آپ تک پہنچی ہے وہ سند دنیا کی اعلیٰ ترین سندوں میں شمار ہوتی ہے عن احمد بن محمد (آپ کے والد) عن نورالدین ابوالفتوح۔ عن بابا یوسف ہروی، عن محمد بن شاد عن ابی لقمان یحییٰ بن عمار عن محمد بن یوسف فربدی عن محمد بن اسمٰعیل بخاری یعنی چھ واسطوں سے آپ امام بخاری کے تلمیذ ہیں۔

قاضی شوکانی البدرالطالع میں لکھتے ہیں۔

"ولہ وضاحۃ عظمۃ یعرف ذلک من اطلع علی مولفہ البرق الیمانی فی الفتح العثمانی۔

آپ نے ۹۹۹ھ/۱۵۹۰ء میں مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔

الأعلام بیت اللہ الحرام، البرق الیمانی فی الفتح العثمانی، منتخب التواریخ تمثال امثال نادرہ، آپ کی مؤلفات ہیں۔ (۱۹۵)

۱۲۲۔ ابراہیم بن احمد بغدادی، متوفی دسویں صدی ہجری:

آپ سید عبدالقادر جیلانی کی اولاد میں سے ہیں۔ اور اسی سلسلہ سے علم حاصل کیا۔ اپنے والد کی زندگی

(۱۹۴) ایضاً ص ۱۷ (۱۹۵) عبدالحئی۔ نزھۃ الخواطر۔ ج ۴: ص ۲۹۰۔ عبدالحئی سید یادگار (ذکر مفتی قطب الدین) (علی گڑھ، ۱۹۱۹) ص ۶۴، ۶۰۵

Marfat.com

میں ہند آگئے تھے۔ اور یہاں پر تفسیر حدیث کا درس شروع کیا۔

درسِ تفسیر میں بیضاوی و جامع الاصول حدیث میں صحیح بخاری و سنن ابی داؤد کے درس سے خاص شغف تھا۔ ایک خلق کثیر آپ سے مستفید ہوئی۔ (۱۹۶)

۱۳۳۔ شیخ جمال الدین برہانپوری، متوفیٰ دسویں صدی ہجری:

آپ سندھ کے محدثین میں شمار ہوتے ہیں۔ برہانپور میں شیخ ابراہیم بھکری کی مسجد میں درس حدیث دیتے۔ طیب بن یوسف جب سندھ اور آپ کی درسگاہ سے ایک میل کے فاصلہ پر مقیم ہوئے تو شیخ جمال نے ان کے سامنے بخاری کی اول تا آخر تلاوت کی۔ سندھ کے متعدد افراد نے آپ کا درس حدیث سنا

برہانپور میں آپ کی وفات و تدفین ہوئی۔ (۱۹۷)

۱۳۴۔ مولانا ضیاء الدین مدنی، متوفیٰ دسویں صدی ہجری:

آپ مدینہ سے دہلی وارد ہوئے اور اودھ کے قریب کاکورہ میں مقیم ہو کر درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ شیخ نظام الدین بن سیف الدین نے آپ سے استفادہ کیا۔

کاکورہ میں آپ کا انتقال ہوا اور وہیں آپ کو دفن کیا گیا۔ (۱۹۹)

۱۳۵۔ مولانا عبدالرحمٰن چھٹھوی، متوفیٰ دسویں صدی ہجری:

آپ کبار محدثین میں شمار ہوتے ہیں۔ چھٹھہ میں آپ کے درس حدیث و تفسیر سے خلق کثیر مستفید ہوئی

آپ مرزا عیسیٰ ترخان اور ان کے بیٹے مرزا باقی ایسے زمانہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ (۱۹۹)

۱۳۶۔ مولانا محمد لاہوری، متوفیٰ دسویں صدی ہجری:

آپ اپنے زمانہ میں لاہور کے کبار فقہاء و محدثین میں شمار ہوتے ہیں۔ شیخ بنارسی اور شیخ [illegible] کا درس

---

(۱۹۶) عبدالحی: نزہۃ الخواطر، ج ۴، ص ۱۰۱، ایضاً ص ۱۰۲

(۱۹۷) ایضاً ص ۱۹۲، (۱۹۹) ایضاً ص ۱۹۲

Marfat.com

دیا کرتے تھے۔ اور جب بخاری و مشکوٰۃ مکمل ہوتیں تو علماء کی دعوت کیا کرتے۔ نوے برس کی عمر تک درس کا سلسلہ رہا پھر کمزوری کی بنا پر ترک کر دیا۔ (۲۰۰)

دور رابع دسویں صدی پر مشتمل ہے۔ گزشتہ تین ادوار کی نسبت اپنے اندر چند امتیازی خصوصیات کا حامل ہے۔

گزشتہ دور کی دو صدیوں پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ ان دو صدیوں میں علم حدیث کی خدمات نسبتاً کم ہوتی ہیں جبکہ دسویں صدی ایک بار پھر علم حدیث کی خدمات کی بنا پر ماضی کی تابناکیوں کی یاد تازہ کرتی ہے۔ دسویں صدی کی ان امتیازی خوبیوں کی بنا پر اس دور کو دورِ نشاط سے تعبیر کیا گیا۔ علامہ زاہد الکوثری لکھتے ہیں۔

وکان خط اقلیم الهند من هذا الميراث منذ منتصف العاشر هو النشاط فی علوم الحدیث فاقبل علماء الهند علیها اقبالا کلیًا بعد ان کانوا منصرفین الی الفقه المجرد والعلوم النظریه ولو استعرضنا ما لعلماء الهند من الهمة العظیمة فی علوم الحدیث من ذالك الحین مدة رکود سائر الاقالیم لوقع الاعجاب الکلی والشکر العمیق، وکم لعلماء هم من شروح ممتعة وتعلیقات نافعةٍ علی الاصول السنة وغیرها وکم لهم من ایاد بیضاء فی نقد الرجال وعلل الاحادیث وشرح الآثار وتالیف مولفات فی شتی الموضوعات، والله سبحانه هو المسئول ان یدیم نشاطهم فی خدمة مذاهب اهل الحق ویوفقهم لامثال امثال ما وفقوا له الی الاعلان وان یبعث هذا النشاط فی سائر الاقالیم من جدید۔ (۲۰۱)

اور اقلیم ہند کے حصہ میں اس میراثِ نبوی میں سے دسویں صدی ہجری کے وسط میں علوم حدیث کی خدمت میں سرگرمی آئی ہے، چنانچہ اس دور میں ہندوستان کے علماء خالص فقہ اور علوم نظریہ میں مشغول

---

(۲۰۰) عبدالحی: نزہۃ الخواطر: ج ۴: ص ۲۷ (۲۰۱) الکوثری، زاہد علامہ، مقالات کوثری (قاہرہ ۱۳۷۲) ص ۳۷: بحوالہ نعمانی: محمد عبدالرشید امام ابوالحسن کبیر سندھی، الحق، ج ۵، اکتوبر، نومبر ۱۹۷۶: ص ۱۷

Marfat.com

رہنے کے بعد علوم حدیث پر بالکلیہ متوجہ ہوئے اور اگر ہم علوم حدیث کے متعلق علمائے ہند کی اس عظیم توجہ کا اس وقت سے جائزہ لیں کہ جب سے تمام ممالک اسلامیہ میں اس علم کی ترقی کا سلسلہ رک گیا تو یہ پوری تحسین اور گہرے تشکر کا موجب بنے گا۔ چنانچہ اندازہ کیجئے کہ ہندوستان کے علماء نے صحاح ستہ پر کتنی مفید پر شرحیں اور کتنے مفید حواشی لکھے ہیں۔ اور ان احادیث احکام پر ان کی کتنی وسیع تالیفات موجود ہیں، اور تنقید رجال، علل احادیث اور شرح احادیث میں ان کے کسقدر شاندار کارنامے ہیں نیز حدیث کے متعلق مختلف موضوعات پر انہوں نے کسقدر تالیفات چھوڑی ہیں دعا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ مذاہب حقہ کی خدمت کے سلسلہ میں ان کی سرگرمی کو ہمیشہ جاری رکھے اور اب تک جو کچھ ان کو کرنے کی توفیق ملی ہے اس سے کئی گنی کرنے کی مزید کئی گنی توفیق عطا فرمائے اور ان سرگرمیوں کو دوسرے ممالک میں بھی نئے سرے سے جاری فرمائے۔)

اس صدی کی دوسری امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ علماء حدیث نے میدان تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کے جو ہر خار بھی عبور کیے اور ایسے مجموعہائے حدیث مرتب فرمائے جو اس پر فخر کرنے کہ صحاح ستہ اور مشکوٰۃ کے بعد، اساسی و بنیادی کی حیثیت کے حامل ہو گئے۔

جیسا کہ علامہ کوثری کے کلام سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اس صدی میں کبار علماء حدیث صحاح ستہ کی شروح و تعلیقات، علل حدیث اور رجال سند پر کتب مرتب کرنے میں مشغول رہے اور یہ وہ دور تھا کہ جب حجاز، بغداد اور مصر جیسے علاقے جو علم حدیث کے چشمہائے فیض کے مراکز تھے جہل و سکوت کا شکار تھے اگر اس دور کے علماء کی طرف سے یہ نشاۃ ثانیہ نہ ہوتی تو شاید یہ چیز میں علم حدیث کی خدمات کا چراغ گل ہو جاتا یا اس کی روشنی ماند پڑ جاتی۔ اور جو امتیازی مقام دین کی خدمت میں ان بزرگوں کو حاصل ہے شاید حاصل نہ ہوتا۔

اس صدی کی تیسری امتیازی خوبی یہ ہے کہ سند جو علم حدیث کا سرمایہ گزشتہ ادوار میں ان خدمات میں کوئی نمایاں خدمت سرانجام نہ دے سکا تھا۔ اس صدی میں سند کی ناک سے بات سے محدث دنیائے علم میں نمودار ہوئے جن میں سب سے ممتاز مقام شیخ علی بن حسام الدین متقی کا ہے جنہوں ایک مجموعہ حدیث "کنز العمال" کے نام سے، آٹھ ضخیم جلدوں میں مرتب کر کے امت کو ایک بیش بہا خزانہ سے مالا مال کیا۔ صاحب کنز العمال کے علاوہ اس صدی میں خدمات حدیث میں ممتاز مقام

Marfat.com

حاصل کرنے والوں میں علامہ طاہر پٹنی کا نام بھی قابل ذکر ہے۔ علمی دنیا میں پٹنی نے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ عملی زندگی میں ان کی یہ خدمت کہ ہندوانہ رسوا ورواج سے متاثر ہوکر مسلمانوں نے جن بدعات کو اپنے طبقہ میں رائج کر لیا تھا، ان کے خلاف قلمی، علمی اور عملی جہاد کیا۔ ماضی کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ جب اعمال میں بدعات جگہ پانے لگتی ہیں تو ان بدعات کو جواز فراہم کرنے کے لیے یا تو وضع احادیث کا سہارا لیا جاتا ہے یا احادیثِ متداولہ صحیحہ کی تاویل غلط انداز و اسلوب سے کی جاتی ہے۔

علامہ طاہر پٹنی نے بدعات کے خلاف جہاد کر کے اس فتنہ کی پیش بندی کر دی۔ سندھ اور پٹنہ کے علاوہ صوبہ گجرات میں بھی محدث ثمین نے خدمات حدیث کا چراغ روشن کیا اور اسطرح اس صدی میں برصغیر میں علم حدیث کی اشاعت ہمہ جہت ہوئی۔

دورِ خامس گیارہویں صدی ہجری/سترہویں صدی عیسوی، تا ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء شاہ ولی اللہ

۱۳۷۔ مولانا عبدالرحمٰن محدث سرہندی م گیارہویں صدی ہجری:

آپ گیارہویں صدی ہجری کے ابتدائی حصہ کے محدث ہیں آپ کے متعلق صرف اتنا علم ہو سکا کہ آپ مجدد الف ثانیؒ کے استاد تھے (۲۰۲)

۱۳۸۔ شیخ ابراہیم المحدث، اکبرآبادی م ۱۰۰۱ھ/۱۵۹۲ء

آپ حدیث و فقہ کے عالم تھے۔ ہند، بغداد اور مصر سے علم حاصل کیا۔ شمس الدین علقمی، آپ کے استاد اور شیخ محمد بن ابی الحسن البکری سے اجازتِ حدیث حاصل ہے۔ مصر و ہند میں تدریس کا سلسلہ رہا۔ خلقِ کثیر نے آپ سے استفادہ کیا۔

آپ کی وفات ۱۹ ذی الحجہ ۱۰۰۱ھ/۱۵۹۲ء میں ہوئی اور اکبرآباد میں دفن کیا گیا (۲۰۳)

۲۰۲۔ معین الدین ندوی، مقالات سلیمان ج ۲: ص ۱۵

۲۰۳۔ عبدالحئی نزھۃ الخواطر۔ ج ۵: ص ۴

Marfat.com

۱۳۹۔ شیخ ضیاء اللہ اکبر آبادی۔ م ۱۰۰۴ھ/۱۵۹۶ء

آپ فریدالدین عطار کی اولاد میں سے ہیں۔ شیخ وجیہ الدین گجراتی آپ کے استاد اور شیخ محمد بن طاہر گجراتی اسناد حدیث تھے۔ ۵۲ سال تک گجرات، گوالیار اور اکبر آباد میں علم کی خدمت کرتے رہے۔ مختلف علوم وفنون کا درس دیتے تھے۔ ۲۷ رمضان ۱۰۰۴ھ کو انتقال ہوا (۲۰۴۰)

۱۴۰۔ شیخ بہلول دھلوی۔ م ۱۰۰۷ھ/۱۵۹۸ء

تفسیر، حدیث اور فقہ میں ماہر تھے۔ اصلاً لشکار پور کے تھے بعد ازاں دہلی ہجرت کر گئے۔ شیخ عبداللہ بن سعد، شیخ رحمت اللہ بن قاضی عبداللہ آپ کے اساتذۂ حدیث تھے۔ گجرات میں ان حضرات سے تحصیل علم کر کے وطن مراجعت کی اور درس وتدریس میں مشغول ہو گئے۔

رجب ۱۰۰۷ھ/۱۵۹۹ء میں آپ نے وفات پائی۔ (۲۰۵۱)

۱۴۱۔ شیخ عبداللہ سندیلوی۔ م ۱۰۱۰ھ/۱۶۰۱ء

سندیلہ میں ۹۲۴ھ/۱۵۱۸ء میں پیدا ہوئے۔ والد بن عبداللہ شیخ معزالدین بخاری، مولانا برہان الدین ملتانی، وجیہ الدین علوی، مبارک افاضل گوالیری آپ کے اساتذہ اور سید عبدالاول آپ کے استاذ حدیث تھے۔ آپ نے حصول علم کے لیے گوپامئو، بدایوں، دہلی اور گجرات کے سفر کیے۔ الہ آباد، آگرہ اور گوالیار میں درس دیا۔

تصنیفات: سراج السالکین، کنز الاسرار فی اشغال الشطار، شرح رسالہ الغوثیہ والآداب الصوفیہ، انیس المساکین فی اسرار العبادۃ۔ رسالۃ [illegible]

آگرہ میں آپ کی وفات جمادی الاول ۱۰۱۰ھ/۱۶۰۱ء میں ہوئی۔ (۲۰۵۲)

۱۴۲۔ شیخ امین بن احمد نصروانی۔ م ۱۰۱۷ھ/۱۶۰۸ء

آپ محمد طاہر پٹنی کے شاگرد تھے۔ آپ نے [illegible] کے آخری حصہ میں [illegible]

۲۰۵۰۔ ایضاً [illegible] (۲۰۵۱) ایضاً [illegible] (۲۰۵۲) ایضاً [illegible] ص ۲۰۵۱

میں درس دیا۔ آپ کی وفات یکم ربیع الاول ۱۰۱۷ھ/ ۱۶۰۸ء کو برہانپور میں ہوئی۔ (۲۰۷)

(۱۴۳) مولانا رفیع الدین سہارنپوری۔ م ۱۰۲۵ھ/ ۱۶۱۶ء

آپ سہارنپور میں پیدا ہوئے۔ پرورش و ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی۔ شیخ رکن الدین بن عبدالقدوس آپ کے استاد تھے پھر برہانپور میں عیسیٰ بن قاسم سندھی سے علم حدیث حاصل کیا اور وطن واپس آکر وفات تک درس و تدریس میں مشغول رہے۔

۱۲ ربیع الاول ۱۰۲۵ھ/ ۱۶۱۶ء کو آپ نے وفات پائی۔ (۲۰۸)

۱۴۴: شیخ عاشق بن عمر بندی۔ م ۱۰۳۲ھ/ ۱۶۲۲ء

آپ کا تعلق سلطان پور سے تھا۔ آپ نے شمائل النبیؐ کی ایک شرح لکھی تھی۔ (۲۰۹)

۱۴۵: شیخ احمد بن عبدالاحد سرہندی۔ (مجدد الف ثانی) (۹۷۱ھ/ ۱۵۶۳ء - ۱۰۳۵ھ/ ۱۶۲۵ء)

شیخ احمد بن عبدالاحد جو مجدد الفِ ثانی کے مبارک لقب سے معروف ہوئے، ۱۴ شوال ۹۷۱ھ ۱۵۶۳ء کو سرہند میں پیدا ہوئے۔ آپؒ کا شجرۂ نسب ۲۰ واسطوں سے حضرتِ فاروقِ اعظم سے ملتا ہے۔ شیخ احمد سرہندی کی پیدائش کے وقت مغل فرمانرواں جلال الدین اکبر کا دورِ حکومت تھا۔ آپ نے حفظِ قرآن کریم کے بعد ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد شیخ عبدالاحد سرہندی سے حاصل کی۔ مولانا کمال الدین کشمیری اور مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی سے بھی کسبِ فیض کیا۔ اور شیخ یعقوب صیرفی کشمیری سے علم حدیث میں استفادہ کیا۔

سترہ سال کی عمر میں علوم عقلیہ و نقلیہ سے فراغت حاصل کرنے کے بعد درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ ۹۹۲ھ/ ۱۵۸۵ء میں اکبر نے دارالخلافہ دھلی سے اکبر آباد (آگرہ) منتقل کر دیا تو برصغیر کے جبال العلم اکبر آباد میں جمع ہونے لگے۔ آپ نے بھی اکبر آباد کا سفر کیا اور وہاں مختلف علمائے کرام کی علمی مجالس اور محافل درس و تدریس میں شرکت کی۔ ان علماء کرام نے آپ کی علمی و ذہنی صلاحیتوں کا برملا اقرار کیا۔ اور باوجود آپ

(۲۰۷) ایضاً (۲۰۸) ایضاً ص ۱۵۲/۲۰۹) محمد اسحٰق۔ علم حدیث میں پاک و ہند کا حصہ، ص ۱۶۳

Marfat.com

کی کم سنی کے، آپ کو خراج عقیدت پیش کیا۔

ابوالفضل فیضی صاحب تفسیر بے نقط، سواطع الالہام" آپ کی علمی شہرت سن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک ایسے مقام کے لیے رہنمائی چاہی جہاں وہ الجھ کر رہ گیا تھا اور باوجود کیا علماء سے استفسار کے، عبارت کی تکمیل نہ ہو پا رہی تھی، آپ نے فی البدیہہ اس کی وہ نامکمل عبارت مکمل کر دی۔

دسویں صدی کے آخر اور گیارہویں صدی کی ابتدا میں علم و عمل، عقائد و نظریات اور افکار و خیالات کے لحاظ سے برصغیر اور اہالیانِ ہند مختلف قسم کے فتن کا شکار ہوتے چلے جا رہے تھے۔ ۹۶۹ھ/۱۵۶۱ء میں اکبر نے ابوالفضل کے مشوروں کی بنا پر ہندو رانیوں کی دلجوئی، اور راجپوت راجاؤں کی تالیف قلوب کی خاطر، ہندو مت، عیسائیت اور خود ساختہ اسلام کے مجموعہ سے ایک دین تیار کیا اور اس کا نام "دین الٰہی" رکھا۔[۲۰۸] اکبر کے اس دین کی اساس و بنیاد انبیاء کرام کی اطاعت سے انکار اور صحابہ کے اسوۂ کو ماننے سے انحراف پر تھی۔ چنانچہ دین اکبری کے اس فتنہ نے بہت سے دوسرے فتنوں کو جنم دیا اور منصب نبوت میں شکوک و شبہات پیدا کرنے والے اور صحابہ کرام کو ہدف تنقید و اعتراض بنانے والے بھی ظہور پذیر ہوئے۔ شیخ احمد سرہندی نے دین اکبری کے اس فتنہ، منکرین اطاعت رسول اور دشمنان صحابہ کی سخن طرازیوں کا بھرپور مقابلہ کیا اور دین اسلام کی منفی و مثبت صورت، شکل، اعمال افکار و نظریات امت کے سامنے رکھ دیئے۔ ان کی اس خدمت پر امت نے انہیں "مجدد" کا لقب دیا۔

دین متین کی تبلیغ و اشاعت کے سلسلہ میں دہلی اور لاہور کے اسفار کیے۔ علاوہ ازیں تبلیغی وفود مختلف ممالک میں بھیجے۔[۲۰۹] تبلیغ و اشاعت دین کی پاداش میں آپ کو تکالیف اور اذیتیں بھی دی گئیں۔ قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنی پڑیں۔ جہانگیر نے آپ کو اس قید سے رہا کیا۔

۱۰ ذی الحجہ ۱۰۳۳ھ/۱۶۲۳ء کو ضیق النفس کا دورہ پڑا اور ضعف میں اضافہ ہوتا چلا گیا حتیٰ کہ ایک سال بعد ۲۸ ذی الحجہ ۱۰۳۴ھ/۱۶۲۴ء کو داعی اجل کو لبیک کہا۔

تالیفات: رسالہ تہلیلیہ، اثبات نبوت، رسالہ مبدا و معاد، رسالہ رد شبہات عشریہ، رسالہ آداب المریدین، رسالہ معارف لدنیہ، رسالہ رد الشیعہ، تعلیقات عوارف، حواشی باقی باللہ کی رباعیات کی شرح، اور دیگر علمی و فنی مکتوبات اہم۔ باقی۔[۲۱۰]

---

(۲۰۸) اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد ۹، ص ۵۶۴، ۲۰۹ تا ۲۱۰ میں مجدد الف ثانی، کلیات امام ربانی لاہور، مکتبہ نبویہ، ص ۱۱۔

۱۴۶۔ سید سعد اللہ سلونی م ۱۰۳۸ھ/۱۶۲۸ء

آپ الہ آباد کے نواح میں واقع ایک گاؤں، سلون میں پیدا ہوئے اپنے زمانہ کے کبار علماء میں شمار ہوتے ہیں۔

آپ نے صحیح بخاری کی شرح "ضیاء الساری" تالیف کی۔ آپ نے سفرِ حج اور مکہ مکرمہ میں قیام کی سعادت بھی حاصل کی۔ ۱۰۳۸ھ/۱۶۲۸ء میں وفات پائی۔ (۲۱۱)

۱۴۷۔ شیخ عبد القادر عبد العید روس۔ (۹۷۸ھ/۱۵۷۰ء۔ ۱۰۳۸ھ/۱۶۲۸ء)

عبد القادر بن شیخ حضرمی بن عبد اللہ الشافعی الحضرمی ۲۰ ربیع الاول ۹۷۸ھ/۱۵۷۰ء کو پیدا ہوئے قرآن کریم کے بعد اپنے زمانہ کے کبار علماء سے مختلف علوم وفنون میں استفادہ کیا۔ آپ کے شیوخ میں آپ کے والد کے علاوہ شیخ حاتم بن احمد احوالی، شیخ عبد اللہ بن سید شیخ درویش حسین کشمیری، شیخ موسیٰ بن جعفر کشمیری، اور محمد بن الحسن گجراتی کے نام قابل ذکر ہیں۔ حصول علم کے بعد آپ کی زندگی درس وتدریس اور تصنیف وتالیف میں گزری علامہ جمال الدین محمد شامی، شیخ عبد الرحیم ماجابر، احمد بن ربیع بن احمد سنباطی اور حسن بن داؤد کوکنی نے آپ سے استفادہ کیا۔

تالیفات۔ الفتوحات القدسیۃ فی الخرقۃ العیدروسیۃ، الحدائق الحضرۃ فی سیرۃ النبی اتحاف الحضرۃ العزیزیۃ بعیون السیرۃ الوجیزۃ، کتاب المنہاج علی معرفۃ المعراج الانموذج اللطیف فی اھل بدر الشریف اسباب النجاۃ والنجاح فی اذکار المساء والصباح۔ الدر الثمین فی بیان المہم من علوم الدین، الحواشی علی العروۃ الوثقی تعریف الأحیاء بفضائل الاحیاء۔ عقد اللآل بفضائل اللآل، بغیۃ المستفید شرح تحفۃ المرید، النفحۃ العنبریۃ بتبیین العدنیۃ، غایۃ القرب فی شرح غایۃ الطلب شرح علی قصیدہ الشیخ ابی بکر، النور السافر فی اخبار قرن العاشر، اور علم حدیث میں المنتخب المصطفی فی اخبار مولد مصطفیٰ

۲۱۱۔ فقہ محمد، حدائق حنفیہ۔ ص ۴۲۸:

Marfat.com

اور فتح الباری بختم النجا ای ۔

آپ کی وفات ۱۰۳۸ھ/ ۱۶۲۸ء میں احمد آباد میں ہوئی۔ (۲۱۲)

۱۴۸۔ شیخ عبداللہ بن حضرمی (۹۹۳ھ/ ۱۵۸۵ء۔ ۱۰۴۱ھ/ ۱۶۳۱ء)

آپ محدث ہونے کے ساتھ ساتھ فقیہ و صوفی بھی تھے۔ تریم شہر میں ۹۹۳ھ/ ۱۵۸۵ء میں پیدا ہوئے۔ فضل بن عبدالرحمٰن، شیخ زین بن حسین بافضل، قاضی عبدالرحمٰن بن شہاب الدین، شیخ محمد الطیاب، شیخ العراقی، سید عبداللہ بن علی سید احمد بن عیدروس اور شیخ عبدالمانع سے استفادہ کیا۔ آپ نے یمن، مکہ اور حرمین کے اسفار علمیہ کیے۔ تالیفات میں السلسلۃ فی خرقۃ الشرافۃ امتیازی حیثیت رکھتی ہے۔

۱۰۴۱ھ/ ۱۶۳۱ء میں دولت آباد میں وفات پائی۔ (۲۱۳)

۱۴۹۔ شیخ حسین بن باقر الحسینی۔ ہروی۔ م ۱۰۴۵ھ/ ۱۶۳۵ء

آپ نے شمائل النبی ﷺ کی دو شرحیں تالیف کیں۔ ایک مراد بن اکبر کے لیے جس کا نام آثر الشمائل رکھا۔ دوسری شہزادہ سلیم بن اکبر کے لیے جس کا نام شرح الشمائل رکھا۔ آپ کی ان دو تالیفات کو [illegible] ہوتا ہے کہ آپ نے گیارہویں صدی کے وسط میں وفات پائی۔ (۲۱۴)

۱۵۰۔ محمد صدیق بن شریف۔ م ۱۰۴۵ھ/ ۱۶۳۵ء

محمد صدیق کے تفصیلی حالات زندگی معلوم نہیں ہو سکے۔ البتہ اسقدر معلوم ہوا کہ آپ کی وفات بھی گیارہویں صدی کے وسط میں ہوئی ہے کیونکہ ۱۰۳۲ھ/ ۱۶۲۲ء میں آپ نے نجوم المشکوٰۃ کے نام سے مشکوٰۃ کی شرح تالیف کی۔ اس شرح میں مسائل فقہیہ کی [illegible] قدر وضاحت کی گئی ہے۔ (۲۱۵)

---

(۲۱۲) عبدالحی، نزہۃ الخواطر، ج ۵: ص ۲۴۱؛ عبدالحی، یاد ایام، ص ۲۶۱؛ [illegible]

(۲۱۳) شہزادہ مراد بن اکبر کی وفات ۱۰۰۷ھ میں ہوئی۔ شہزادہ سلیم بن اکبر کی وفات ۱۰۱۴ھ/ ۱۶۲۰ء میں ہوئی۔

عبدالحی، نزہۃ الخواطر، ج ۵: ص ۱۲۶؛ [illegible]

۱۵۱۔ عبدالنبی شطاری گجراتی متوفی گیارہویں صدی ہجری۔

عبدالنبی شطاریہ سے بیعت تھے آپ صوفی و متبحر عالم تھے۔ متعدد کتب آپ نے الیف کیں جن میں خواتم الانوار شرح لوائح الاسرار للجامی، روائح شرح لوائح، شرح الفصوص شرح و ترجمہ الفصوص، شوارق اللمعات فی شرح اللمعات شرح خلاصۃ العشق، شرح جہاں نما، شرح اللطیفۃ الغیبیہ شرح آداب حنفی، شرح معمائی لمیر حسن، شرح جواہر خمسہ، شرح عدید مخازن، شرح تحفۃ حل الودود، فیض الخبیر، رسالہ در تعریف خفر، رسالہ کشف الجواہر، رسالہ در اسم ذات و دیگر علم حدیث میں ذریعۃ النجاۃ شرح مشکوٰۃ، شرح شرح نخبۃ الفکر، رسالہ در شرح حدیث خیر الاسماء عبداللہ و عبدالرحمٰن گیارہویں صدی کے وسط میں آپ نے وفات پائی۔ (۲۱۶)

۱۵۲۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ م ۱۰۵۲ھ/۱۶۴۲ء

شیخ عبدالحق محرم ۹۵۸ھ/جنوری ۱۵۵۱ء میں پیدا ہوئے۔ اور ان کی زندگی کو تین غیر مساوی ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے (۱) ۹۶۳ تا ۹۸۵ھ/۱۵۵۶ تا ۱۵۷۷ء۔ (۲) ۹۹۶ تا ۱۰۰۰ھ/۱۵۸۸ء اور (۳) ۱۰۰۰ تا ۱۰۵۲ھ/۱۵۹۲ تا ۱۶۴۲ء پہلے دور کے اختتام پر انہوں نے دہلی میں فارسی، عربی، فقہ اور معقولات کی تعلیم مکمل کرلی تھی۔ اس دور میں ان کے والد سیف الدین اور دوسرے ممتاز علماء جن میں وسط ایشیاء سے آکر دہلی میں آباد ہونے والے فقہا بھی شامل تھے۔ ان کو تعلیم دیتے رہے۔ چونکہ عبدالحق کے والد محدث بھی تھے اس لیے یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ انہوں نے اپنے لڑکے کو حدیث کی تعلیم بھی ضرور دی ہوگی۔ مگر اس بات کا تحریری ثبوت نہیں ملتا کہ عبدالحق نے اس دور میں حدیث کی تعلیم بھی حاصل کی تھی۔

دوسرے دور میں (۹۹۶ تا ۱۰۰۰ھ) انہوں نے ساری توجہ علم حدیث کی تحصیل پر مرتکز کردی اور مکہ معظمہ میں شیخ عبدالوہاب متقی سے حدیث کی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اپنے شیخ سے صحاح ستہ کا اجازہ حاصل کرنے کے بعد عبدالحق نے حدیث کی تعلیم ختم کرلی۔ یہ زمانہ ان کی زندگی میں ایک انقلابی موڑ کی حیثیت

(۲۱۶) رحمٰن علی، تذکرہ علمائے ہند، ترجمہ: قادری، محمد ایوب (کراچی ۱۹۶۱) ص ۳۲۷

Marfat.com

رکھتا ہے کیونکہ اسی نے انہیں مستقبل کا ایک نامور محدث اور بلند پایہ مصنف بنانے کی راہ ہموار کر دی
یہ ایک دلچسپ بات ہے کہ تحصیل علم حدیث پر متوجہ ہونے سے قبل شیخ عبدالحق درباری زندگی کی طرف
کسی قدر مائل تھے کیونکہ فتح پور میں کچھ عرصہ تک وہ فیضی اور مرزا نظام الدین احمد کے ہم نشین رہے تھے
لیکن جب وہ حجاز سے واپس آئے تو ان میں زبردست تبدیلی آچکی تھی۔ اب وہ بالکل مختلف شخص
تھے اور ایک عالم کی گوشہ نشین اور سادہ زندگی کو تمام چیزوں پر ترجیح دیتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے لاہور
میں اپنے سابق دوست فیضی سے ملنے تک سے انکار کر دیا۔ حالانکہ فیضی ان سے ملاقات کے لیے بار بار
اصرار کرتا رہا۔

تیسرا یا آخری دور تصنیف و تالیف اور دہلی کی خانقاہ قادریہ میں اسلامی علوم بالخصوص علم حدیث
کا درس دینے کا زمانہ ہے۔ شیخ عبدالحق نے ایک بڑا کتب خانہ قائم کیا تھا جس میں منجملہ دوسرے علوم کے
علم حدیث سے متعلق کتابیں بڑی تعداد میں موجود تھیں۔ جو انہوں نے حرمین میں اپنی تعلیم کے زمانہ میں جمع
کی تھیں اور حدیث کی کتابیں عرب کے علاوہ دوسرے ممالک سے بھی منگوائی تھیں۔ حدیث کی نادر و کم
یاب کتابیں نقل کرنے کے لیے انہوں نے کاتب بھی رکھے تھے۔ مظاہر پٹنی کی مجمع بحار الانوار کے ایک مخطوطہ
پر یہ درج ہے کہ یہ نسخہ ۱۰۱۹ھ/۱۶۱۰ء میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے لیے نقل کیا گیا تھا۔ یہ مخطوطہ
نول کشور پریس لکھنؤ نے طبع کر دیا ہے۔ یہ دور شیخ عبدالحق کے انتہائی عروج کا زمانہ تھا اور وہ ایک محدث
اور خدا رسیدہ بزرگ کی حیثیت سے اس قدر مشہور ہو گئے تھے کہ شہنشاہ شاہجہان جیسے ان سے ملاقات
کے لیے آیا اور اظہار عقیدت کیا اور ۱۰۲۹ھ/۱۶۱۹ء میں دہلی سے کشمیر روانہ ہونے سے قبل ان کی دعا کا
طلب گار ہوا۔ شیخ عبدالحق نے ۱۰۵۲ھ/۱۶۴۲ء میں دہلی میں وفات پائی اور خزانہ شمسی کے قریب
ایک مقبرے میں جو خود انہوں نے تعمیر کرایا تھا دفن کیے گئے۔

تصانیف:

شیخ عبدالحق دہلوی بہت زیادہ لکھنے والے مصنف تھے اور انہوں نے حدیث، تصوف
تاریخ اور سوانح پر ایک سو سے زیادہ کتابیں لکھی ہیں جن میں سے تیرہ کتابوں کا ذکر بروکلمن نے اپنی کتاب
میں کیا ہے۔ علم حدیث پر ان کی تصانیف مندرجہ ذیل ہیں۔

الطریق القویم فی شرح صراط مستقیم — مطبوعہ یہ کتاب فیروز آباد میں مطبع الصمادیہ یا الزاہرہ کی شرح

Marfat.com

ہے۔ یہ ایسی مستند احادیث کا مجموعہ ہے جو آنحضرت ﷺ کی زندگی، کردار، عادات اور اخلاقی تعلیمات سے متعلق ہیں۔ یہ شرح دہلی میں لکھی گئی تھی اور ۲، جمادی الاول ۱۰۱۶ھ ستمبر ۱۶۰۷ء کو مکمل ہوئی۔ یہ ۱۸۸۵ء میں طبع کی گئی تھی۔ اس کتاب کا آغاز ایک مقدمہ سے ہوتا ہے۔ جو دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلے حصہ میں علم حدیث اور مستند مجموعوں پر روشنی ڈالی گئی ہے اور دوسرا حصہ مذاہب اربع کے اماموں کے بارے میں ہے۔ شارح نے عربی متون کا ترجمہ جا بجا ضروری تشریحات کے ساتھ کیا ہے۔ اس شرح کی قدر و قیمت کافی تعداد میں ایسی مستند احادیث کے اضافے سے بڑھ گئی ہے جن کو فیروز آبادی نے یا تو چھوڑ دیا تھا یا ضعیف قرار دے کے مسترد کر دیا تھا کیونکہ ان کا تعلق ظاہریہ فرقہ سے تھا۔ شیخ عبدالحق نے جن مآخذ سے معلومات حاصل کی ہیں وہ دیباچہ میں درج کر دے ہیں۔

(۲) اشعۃ اللمعات فی المشکوٰۃ یہ مشکوٰۃ کی مختصر شرح ہے جو فارسی میں لکھی گئی ہے۔ نول کشور پریس لکھنو نے ۱۵-۱۹۱۳ء میں یہ کتاب پانچ جلدوں میں شائع کی تھی۔ شیخ عبدالحق نے ۱۰۱۹ھ/ ۱۶۱۰ء کے وسط میں یہ کتاب لکھنی شروع کی تھی اور ۱۰۲۹ھ/ ۱۶۲۰ء میں اسے دہلی میں مکمل کیا۔ اس کتاب کے لکھنے میں اتنا زیادہ وقت کیوں صرف ہوا۔ اس کا سبب خود مصنف نے یہ بتلایا ہے کہ انہوں نے مشکوٰۃ کی دو شرحیں بہ یک وقت لکھنا شروع کی تھیں۔ ایک فارسی میں اور دوسری عربی میں جس کا نام اللمعات تھا۔ اس کا آغاز ۱۳ ذوالحجہ ۱۰۱۹ھ فروری ۱۶۱۱ء کو کیا گیا تھا اور یہ ۲۴ ربیع الاول ۱۰۲۵ھ مارچ ۱۶۱۶ء کو مکمل ہوئی۔

شرح سفر السعادۃ کی طرح اشعۃ اللمعات کا آغاز بھی ایک مقدمہ سے ہوتا ہے جو دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلے حصہ میں اصطلاحات الحدیث پر مختصر لیکن نہایت مفید بحث کی گئی ہے اور دوسرا حصہ صحاح ستہ کے مصنفوں اور دوسرے ائمہ حدیث یعنی مالک، احمد بن حنبل، شافعی، دارقطنی، رزین العبدری، النووی اور ابن الجوزی کے بارے میں ہے۔ اصل کتاب میں مصنف نے تھوڑا تھوڑا کر کے مشکوٰۃ کے پورے متن کا فارسی میں ترجمہ کر دیا ہے۔ مذاہب اربع سے متعلق احادیث کی بخوبی تشریح کی ہے اور ان کے بارے میں سوالات کا بھی بڑی وضاحت سے جواب دیا ہے۔

(۳) لمعات التنقیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح مشکوٰۃ کی اس عربی شرح میں دینی اور فقہی مسائل پر جو بحث کی گئی ہے وہ اشعۃ کے مباحث سے زیادہ واضح اور مفصل ہے۔ حالانکہ لمعات ضخامت میں اشعۃ

سے کم ہے اول الذکر میں اسی ہزار سطریں اور موخر الذکر میں ایک لاکھ تیس ہزار سطریں ہیں۔ اس فرق کا سبب یہ ہے کہ اشعۃ میں اصل عربی متن کے فارسی ترجمے نے بہت جگہ لے لی ہے لمعات کا مقدمہ اشعۃ کے مقدمہ جیسا ہی ہے اور ہند میں مشکوٰۃ المصابیح کے جو ایڈیشن شائع ہوتے ہیں ان کے شروع میں یہ مقدمہ شامل کر لیا گیا ہے اس لیے علم حدیث کا ہر طالب علم اس سے بخوبی واقف ہے۔

۴۔ الاکمال فی اسماء الرجال یہ کتاب ان راویوں کے حالات کے بارے میں ہے جن کا حوالہ مشکوٰۃ المصابیح میں ہے۔ یہ لمعات مکمل ہونے کے بعد لکھی گئی تھی۔

اس کتاب کے شروع میں چاروں خلفائے راشدین، ازواج مطہرات اور آلِ رسول کے مختصر حالات درج کیے گئے ہیں۔ اصل کتاب حروف تہجی کے لحاظ سے مرتب کی گئی ہے۔ چنانچہ اس ترتیب کے مطابق ابتدا الوالحم سے ہوتی ہے اور اختتام یاسر پر ہوا ہے۔ اس کتاب میں ایک ضمیمہ بھی شامل ہے جو ممتاز محدثین کے مختصر حالات پر مشتمل ہے سب سے پہلے امام مالک اور سب سے آخر میں الطحاوی کے حالات لکھے گئے ہیں۔

۵۔ جامع البرکات منتخب شرح مشکوٰۃ اس کتاب میں مصنف نے مشکوٰۃ کے ہر ایک باب سے ایک یا دو حدیثیں منتخب کی ہیں اور جملہ احادیث کے مفہوم پر فارسی میں بہت عمدہ عالمانہ بحث کی ہے۔

۶۔ ماثبت بالسنۃ فی ایام السنۃ (مطبوعہ) یہ تمام اقسام یعنی صحیح، حسن، ضعیف اور موضوع احادیث کا مجموعہ ہے جن کا تعلق نماز، روزہ اور دوسری عبادات و رسوم سے ہے جو سال کے بارہ مہینوں میں سے ہر مہینے کے مختلف دنوں اور راتوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ عبدالحق نے اس کتاب میں ہر ایسی مذہبی رسم کو جس کی علت معتبر احادیث سے ثابت ہوتی ہے، جائز قرار دیا ہے۔ اور جو رسمیں اس کسوٹی پر پوری نہیں اترتیں انہیں ناجائز قرار دے کر مسترد کر دیا ہے۔ کتاب کا جو حصہ ماہ ربیع الاول سے متعلق ہے اس کا بیشتر حصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات پر مشتمل ہے۔ اور ماہ محرم سے متعلق حصہ میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بیان کو زیادہ جگہ دی گئی ہے۔ بحیثیت مجموعی یہ کتاب شیخ عبدالحق کی فارسی تصانیف کا ضمیمہ کہی جا سکتی ہے جن میں محدثین اور صوفیا کے درمیان الزاماتی اور

Marfat.com

پر بحث کی گئی ہے جو سال کے ہر ایک مہینے میں مختلف رسوم کی ادائی کے سلسلہ میں پائے جاتے تھے۔ اور اس میں شیخ عبدالحق نے ان رسوم کے جائز یا ناجائز ہونے کے بارے میں اپنی رائے بھی ظاہر کی ہے یہ کتاب ۱۲۵۳ھ/ ۱۸۳۷ء میں کلکتہ میں اور ۱۳۰۷ھ/ ۱۸۸۹ء میں لاہور میں طبع کی گئی تھی۔

۷۔ الاحادیث الاربعین فی ابواب علوم الدین اس رسالہ میں چالیس احادیث شامل کی گئی ہیں جو دینی علوم سے متعلق ہیں۔

۸۔ ترجمہ الاحادیث الاربعین اس رسالہ میں ایسی چالیس احادیث کا فارسی میں ترجمہ کیا گیا ہے جن میں بادشاہوں اور شہنشاہوں کو تنبیہ کی گئی ہے۔

۹۔ دستور فیض النور یہ رسالہ فارسی میں لکھا گیا ہے جو آنحضرت ﷺ کے لباس کے بارے میں ہے۔ اور احادیث پر مبنی ہے۔ موضوع کے اعتبار سے یہ ایک اور رسالہ کے مماثل ہے جس کا عنوان ہے۔ "رسالہ در آداب لباس" اور یہ نام کتب خانہ برلن کی فہرست میں موجود ہے

۱۰۔ ذکر اجازۃ الحدیث فی القدیم و الحدیث شیخ عبدالحق محدث دہلوی کو ہند میں علم حدیث کا بانی کہا جاتا ہے۔ راقم الحروف کی رائے میں یہ خیال درست نہیں ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ شیخ عبدالحق سے کم از کم ایک صدی پہلے پورے ہند میں حدیث کی تعلیم کا آغاز ان محدثین نے کر دیا تھا ان کا ذکر گزشتہ صفحات میں کیا جا چکا ہے تاہم شیخ عبدالحق کا یہ کارنامہ قابل ستائش ہے کہ وہ نہایت خلوص و عقیدت کے ساتھ علم حدیث کی اشاعت و ترقی کے لیے تمام عمر کام کرتے رہے اور ان کی کوششوں سے شمالی ہند میں علم حدیث کو عظیم القدر فروغ حاصل ہوا۔ انہوں نے صرف یہی نہیں کیا، بلکہ ان کی بدولت محدثین کا ایک طویل سلسلہ بھی قائم ہو گیا۔ جنہوں نے نسلاً بعد نسلٍ علم حدیث کی مشعل کو روشن رکھا۔ بلاشبہ یہ بہت شاندار کارنامہ ہے۔ اور اس عظیم جد و جہد میں شیخ عبدالحق کے بزرگ ہم عصر شیخ احمد سرہندی نے بھی اہم حصہ لیا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے مکتبِ حدیث سے جن محدثین کا تعلق ہے ان کو دو گروہوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک گروہ تو خود ان کے افرادِ خاندان پر مشتمل ہے اور دوسرے گروہ میں ان کے شاگرد اور ان سے خاندانی تعلق رکھنے والے محدثین کے شاگرد شامل ہیں۔

۱۵۳۔ شیخ ابو رضا بن اسمٰعیل دھلوی۔ م ۱۰۶۳ھ/ ۱۶۵۲ء

آپ کی پیدائش و پرورش دھلی میں ہوئی۔ اپنے دادا شیخ عبدالحق بن سیف الدین اور شیخ مبارک بن فخرالدین بلگرامی سے علم حاصل کیا۔ بعدازاں دہلی میں درس کا سلسلہ شروع کیا جس سے خلق کثیر نے استفادہ کیا۔ ۱۰۶۳ھ/ ۱۶۵۲ء میں وفات دہلی میں پائی۔ (۲۱۸)

۱۵۴۔ جعفر بن علی گجراتی۔ م ۱۰۶۴ھ/ ۱۶۵۳ء

آپ شہر تریم میں پیدا ہوئے، عبداللہ عیدروس کی اولاد میں سے ہیں اپنے والد کے علاوہ عبدالرحمٰن السقاف بن محمد العیدروس، ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن شہاب، شیخ زین بن حسین بافضل، ابوبکر شلی علوی سے استفادہ کیا۔ آپ کو علم تفسیر حدیث، فقہ، تصوف، عربی زبان و ادب، ریاضی، فلکیات اور علوم وراثت پر گہری دسترس حاصل تھی۔ سفر حج کے دوران وہاں کے علماء سے استفادہ کیا اور وطن واپس آئے تو اہل وطن نے حد درجہ اکرام کیا، حصول علم کے بعد آپ نے اپنے آپ کو تدریس کے لیے وقف کر دیا، آپ فارسی میں درس دیا کرتے تھے ۱۰۶۴ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ (۲۱۹)

۱۵۵۔ ضیاء الدین جونپوری۔ م ۱۰۶۸ھ/ ۱۶۵۹ء

آپ شیخ محمد رشید بن مصطفیٰ عثمان جونپوری کے شاگرد تھے، علم تفسیر و حدیث میں دسترس رکھتے تھے، مدرسہ دارالملک میں آپ نے مولا حیدر سے استفادہ کیا۔

آپ کی وفات ۱۰۶۷ھ/ ۱۶۵۶ء کے بعد ہوئی۔ (۲۲۰)

(۱۵۶) شیخ محمد سعید سرہندی۔ م ۱۰۶۸ھ/ ۱۶۵۹ء

سرہند میں شعبان ۱۰۰۱ھ/ ۱۵۹۲ء میں پیدا ہوئے۔ سرہند کے علماء و رئیسین اور محدثین میں سے تھے، محمد صادق اور شیخ محمد طاہر لاہوری سے استفادہ کیا اور سند حدیث عبدالرحمٰن مرزی سے حاصل کی۔

(۲۱۸) عبدالحی، نزہۃ، ج ۵، ص ۱۹ (۲۱۹) ایضاً ... ج ۵، ص ۱۰۱-۱۰۲ (۲۲۰) ایضاً ج ۵، ص ۹۶

Marfat.com

۲۷ جمادی الثانی ۱۰۷۰ھ/۱۶۵۹ء کو آپ نے وفات پائی۔ (۲۲۱)

۱۵۷۔ مفتی نور الحق دہلوی۔ م ۱۰۷۳ھ/۱۶۶۲ء

آپ دہلی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی کتب اور علم حدیث میں اپنے والد سے استفادہ کیا۔

تالیفات۔ رسالۃ فی اثبات رفع المسبحۃ فی التشہد، ھدایۃ الحکمۃ کی شرح پر تعلیق، شرح مطالع۔ اور علم حدیث میں ۶ جلدوں پر مشتمل فارسی شرح بخاری۔

۱۰۷۳ھ/۱۶۶۲ء میں آپ کی وفات ہوئی۔ (۲۲۲)

۱۵۸۔ شیخ معصوم بن احمد سرہندی۔ م ۱۰۷۹ھ/۱۶۶۸ء

آپ ۹ شوال ۱۰۰۷ھ/۱۵۹۸ء یا ۱۰۰۹ھ/۱۶۰۰ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے تین ماہ کی مدت میں قرآن کریم حفظ کر لیا تھا۔

اپنے والد کے علاوہ شیخ محمد طاہر لاہوری سے استفادہ کیا۔ درس و تدریس اور خصوصاً بیضاوی مشکوٰۃ، توضیح تلویح اور ہدایہ کے درس سے خاص شغف تھا۔ تین جلدوں میں آپ کے علمی مکاتیب ہیں

آپ کی وفات ۹ ربیع الاوّل ۱۰۷۹ھ/۱۶۶۸ء کو ہوئی اور سرہند میں دفن کیا گیا۔ (۲۲۳)

۱۵۹: سید جعفر بن بلال، بدر عالم (۱۰۲۳ھ/۱۶۱۴ء - ۱۰۸۵ء/۱۶۷۴ء)

سید جعفر بن بلال، بدر عالم کے لقب سے معروف ہیں، آپ کے والد علوم اسلامیہ پر گہری دسترس رکھتے تھے۔ سید جعفر ۱۲ شعبان ۱۰۲۳ھ/ستمبر ۱۶۱۴ء کو احمد آباد میں پیدا ہوئے، اپنے والد سے علوم نقلیہ اور خصوصاً علم حدیث میں مہارت حاصل کی، کتابت کے ماہر تھے۔ اسقدر تیز کتابت کیا کرتے تھے کہ تین دن میں پورا قرآن کریم لکھ لیا کرتے تھے۔ شہنشاہ جہانگیر کی طرف سے سرکاری منصب کی پیش کش ہوئی مگر آپ نے اسے علمی مشغولیات میں حارج سمجھ کر قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ ۹ ذی الحجہ

---

(۲۲۱) ایضاً ــــ ج ۵: ص ۲۳۶ (۲۲۲) عبد الحی: نزھۃ: ج ۵: ص ۲۳۷ (۲۲۳) ایضاً ــــ ج ۵: ص ۴۱۹

Marfat.com

سنہ ۱۰۸۵ھ مارچ ۱۶۷۴ء کو آپ کا انتقال ہوا۔ (۲۲۴)

۱۶۰۔ شیخ احمد بن عبداللہ بیجاپوری۔ م گیارہویں صدی ہجری

گجرات کے شہر بیجاپور کے ممتاز علماء و محدثین میں شمار ہوتے۔ طہماسپ بیجاپوری کے زمانہ میں آپ بیجاپور میں مقیم تھے۔ (۲۲۵)

۱۶۱۔ شیخ اسمٰعیل بیجاپوری متوفی گیارہویں صدی ہجری

آپ فقہ و حدیث کے استاد تھے شیخ شمس الدین محمد ملتانی کی اولاد میں سے تھے۔ ابراہیم عادل شاہ کے زمانہ میں آپ بیجاپور میں درس فقہ و حدیث دیا کرتے تھے۔ (۲۲۶)

۱۶۲۔ شیخ سلیمان ابواحمد کردی متوفی گیارہویں صدی ہجری

آپ فقہ و حدیث کے عالم تھے، کردستان سے ہند ہجرت کر آئے۔ آپ نے فقہ و حدیث عبدالحق بن سیف الدین دہلوی سے حاصل کیے۔ آپ کا درس حدیث علمی افادیت کا حامل ہوتا تھا۔ (۲۲۷)

۱۶۳۔ شیخ عبدالملک بن عبداللطیف گجراتی متوفی گیارہویں صدی ہجری:

علم حدیث میں مہارت حاصل تھی مفتی قطب الدین بن علاء الدین سے آپ نے علم حدیث حاصل کیا۔ ابراہیم بن الحسن نے آپ سے استفادہ کیا۔ آپ کی سند چار واسطوں کے بعد جن میں ایک امام ابوحنیفہ ہیں، ابوہریرہؓ سے ملتی ہے۔ (۲۲۸)

۱۶۴۔ خواجہ سیف الدین سرہندی۔ م سنہ ۱۰۹۸ھ/ ۱۶۸۶ء

شیخ معصوم کے فرزند تھے۔ آپ نے اپنی زندگی خدمت و اشاعت حدیث کے لیے وقف

(۲۲۴) محمد اسحٰق۔ علم حدیث میں پاک و ہند کا حصہ۔ ص ۸۵ (۲۲۵) ایضاً۔ ص: ۵۱ (۲۲۶) ایضاً۔ ص ۷۸

(۲۲۷) ایضاً۔ ص ۱۹۲ (۲۲۸) ایضاً۔ ص ۲۶۱

کردی تھی ۔ اور اپنی ان ہمہ گیر خدمات کی بنا پر امت کی طرف سے آپ کو "محی السنۃ" کا لقب دیا گیا ۔
آپ نے ۱۰۹۸ھ / ۱۶۸۶ء میں وفات پائی ۔ (۲۲۹)

۱۶۵۔ عبدالنبی اکبر آبادی متوفی گیارہویں صدی ہجری؛

آپ سندیلہ میں پیدا ہوئے اور پھر ہجرت کر کے اکبر آباد چلے گئے۔ آپ صاحب تصانیف کثیرہ ہیں۔
فوائح الانوار شرح لوائح الاسرار، مختصر الفوائح ۔ شرح شرح نخبۃ الفکر ذریعۃ النجاۃ شرح المشکوٰۃ (نامکمل) شرح الفصوص وشرح ترجمۃ الوصوص (نامکمل) شوارق اللمعات شرح اللمعات، شرح خلاصۃ العشق شرح جام جہاں نما شرح الغیبۃ، شرح معمی المیر حسین، شرح الجواہر الخمسۃ شرح کلید مخازن شرح حدیث معراج المؤمنین، شرح حدیث کنت کنزاً مخفیاً۔
ان کے علاوہ دیگر کتب عدیدۃ کے مؤلف ہیں (۲۳۰)

۱۶۶۔ سید غضنفر بن جعفر گجراتی متوفی گیارہویں صدی ہجری؛

فقہ وحدیث کے ماہر تھے، عبدالرحمٰن جامی کے بھانجے شیخ محمد امین، شیخ المسند محمد سعید بن مولانا خواجہ کوہی، شیخ تاج الدین بن عبدالرحمٰن سے استفادہ کیا۔ شیخ ابوالمواہب، احمد بن علی، شیخ عبدالرحمن بن عیسیٰ عمری مفتی حرم مکی، اور شیخ امام عبدالقادر بن محمد آپ کے تلامذہ میں سے ہیں ۔ (۲۳۱)

۱۶۷۔ قاضی خوب اللہ جونپوری م ۱۱۰۰ھ / ۱۶۸۸ء

آپ علم نحو، زبانِ عربی اور علم حدیث کے استاد تھے آپ ۱۸۰۰ احادیث کے متون حفظ یاد کر لیا کرتے تھے ۔ آپ کی وفات ۱۴ شعبان ۱۱۰۰ھ / ۱۶۸۸ء میں ہوئی۔

۱۶۸۔ مرزا جان برکی م ۱۱۰۰ھ / ۱۶۸۸ء

آپ کا تعلق مشرقی پنجاب کے شہر جالندھر سے تھا۔ آپ کے متعلق صرف اتنا علم ہو سکا ہے کہ

(۲۲۹) نقیر محمد، حدائق: ص ۴۴۳ (۲۳۰) ایضاً ۲۶۹ (۲۳۱) ایضاً ۳۰۹

آپ گیارہویں صدی کے محدث تھے۔ نظم الدرر والمرجان کے نام سے سیرہ پر ایک کتاب مرتب کی۔[۲۳۲]

یہ وہ محدثین تھے کہ جو برصغیر کے اس حصہ کے ساتھ منسوب تھے کہ جو پاکستان میں شامل نہیں ہوا، آئندہ اوراق میں اس صدی کے ان محدثین کا تذکرہ نسبتاً تفصیل سے کیا جائے گا جن کا تعلق اس قطعہ سے ہے جو اب پاکستان میں شامل ہے۔

حصّہ پاکستان

گزشتہ ادوار میں علم حدیث کی خدمات کی زیادہ تر سرگرمیاں برصغیر کے ان حصوں کی جانب منسوب رہیں۔ جو اب پاکستان میں شامل ہیں۔ ابتداء سندھ کا اس میں حظ وافر رہا۔ پھر لاہور اور ملتان نے اس وادی میں قدم رکھا اور منازل ترقی طے کیے۔ لیکن دور خامس کے محدثین کی اکثریت اس خطہ ارضی سے منسوب نظر آتی ہے کہ جو اب پاکستان میں شامل نہیں۔ چنانچہ اس دور کا تذکرہ کرتے ہوئے اس قطعہ کی خدماتِ حدیث پر مستقلاً کلام کیا گیا جو اختصار پر مبنی تھا جبکہ حصہ پاکستان پر علیحدہ بحث کی جائے گی جو نسبتاً تفصیل سے ہوگی۔

برصغیر میں علم حدیث کی ابتداء کی سعادت سندھ کو حاصل ہوئی لیکن آٹھویں اور نویں صدی ہجری میں سندھ علم حدیث کی خدمت میں قدرے پیچھے رہا۔ اور اس کے مقابلہ میں شمالی برصغیر کی خدمات غالب رہیں۔ دسویں صدی ہجری میں شیخ علی متقی جن کا تعلق برہانپور سندھ سے تھا علم حدیث کے احیاء ثانی میں نمایاں و ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ ان کے علاوہ بلال المحدث۔ ان کے تلمیذ طیب، رحمت اللہ، عبداللہ بن سعد، اور احمد بن نصر اللہ نے اس صدی میں خدمات حدیث میں بلند مقام حاصل کیا۔ دسویں صدی میں رکھی گئی ان پختہ بنیادوں پر عمارت کا سلسلہ گیارہویں صدی میں شروع ہوا جس کی ابتداء کا سہرا طاہر بن یوسف برہانپوری کے سر ہے۔ اس صدی میں سندھ کے علاوہ کشمیر میں بھی علم حدیث کی خدمات کا چراغ روشن رہا۔

۱۶۹۔ یعقوب بن حسن صرفی کشمیری م ۱۰۰۳ھ/۱۵۹۴ء

یعقوب بن حسن ۹۰۸ھ/۱۵۰۲ء میں پیدا ہوئے۔ حفظ قرآن کریم کے بعد مولانا محمد امین، عبدالرحمٰن

(۲۳۲) محمد اسحٰق، علم حدیث میں پاک و ہند کا حصہ: ص: ۹۱

Marfat.com

جامی سے علوم دینیہ میں کسب فیض کیا۔ تحصیل علم سے فراغت کے بعد درس و تدریس میں مشغول ہو گئے
کچھ مدت بعد سمرقند گئے اور حسین خوارزمی کے ہمراہ حرمین گئے جہاں ابن حجر عسقلانی سے استفادہ کیا
آپ بیک وقت مفسر محدث و فقیہ تھے اور مختلف علوم میں آپ نے کتابیں تالیف کیں ہیں۔ تفسیر
قرآن کریم (نامکمل) مغازی النبوت، حاشیہ توضیح تلویح، مسلک الاخیار، کتاب مناسک حج، روائح
دامق و عذرا، لیلیٰ و مجنون، رسالہ اذکار، مقالات مرشد، جواہر خمسہ (مقابل خمسہ، مولانا عبدالرحمٰن جامی)
اور شرح رباعیات کے علاوہ علم حدیث میں شرح صحیح بخاری امتیازی حیثیت کی حامل ہیں۔
۱۲ ذیقعدہ ۱۰۰۳ھ/۱۵۹۴ء کو آپ کی وفات ہوئی۔ (۲۲۳)

۱۷۰۔ طاہر بن یوسف سندھی۔ م ۱۰۰۴ھ/۱۵۹۵ء

شیخ طاہر بن یوسف بن رکن الدین اس صدی میں سندھ سے تعلق رکھنے والے ممتاز محدثین
و فقہاء میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ نے ابتدائی علوم شیخ شہاب الدین سندھی سے حاصل کیے اور علم حدیث
میں سید عبدالاول سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ آپ نے طلب علم کے لیے گجرات، احمد آباد، ایلیچ پور
اور برہانپور کے اسفار علمیہ کیے اور مشائخ وقت سے استفاضہ کیا۔
تالیفات مجمع البحرین فی تفسیر القرآن والکریم، مختصر مختصرات القلوب، منتخب مواہب اللدنیہ
مختصر تفسیر المدارک،
علم حدیث میں شرح اسماء الرجال للبخاری، ریاض الصالحین، اس کتاب کا پہلا حصہ احادیث
صحیحہ پر دوسرا انتقالات صوفیاء پر اور تیسرا اہل توحید کے ملفوظات پر مشتمل ہے۔ آپ کی وفات ۱۰۰۴ھ
۱۵۹۵ء میں ہوئی۔ (۲۲۴)

۱۷۱۔ حاجی محمد کشمیری۔ م ۱۰۰۶ھ/۱۵۹۷ء

حاجی محمد کشمیری ابن حجر الہیتمی کے شاگرد اور شیخ یعقوب صرفی کے ہم عصر تھے۔ ابتدائی تعلیم ہند
میں حاصل کرنے کے بعد مدینہ منورہ چلے گئے اور ابن حجر اور دیگر مشائخ سے کسب فیض کیا۔ مختلف علوم

(۲۲۳) عبدالحئی: نزہۃ الخواطر، ج ۵، ص ۴۵۳ نیز محمد صدیق بھل ۴۱۶ (۲۲۴) ایضاً ——— ج ۵، ص ۱۱۹

پر آپ کو گہری دسترس حاصل تھی۔

فضائل القرآن، مصباح الشریعۃ اور شرح الاوراد کے علاوہ علم حدیث میں تالیفات حسب ذیل ہیں، شرح شمائل النبی۔ (ترمذی کی فارسی شرح) شرح مشارق الانوار۔ (فارسی) کتاب خلاصہ الجامع فی جمع الحدیث، شرح حصنِ حصین ۱۹ صفر ۱۰۰۶ھ / ۱۵۹۷ء کو آپ کی وفات ہوئی۔ (۲۲۵)

۱۷۲۔ حمید الدین بن قاضی عبداللہ سندھی م ۱۰۰۹ھ / ۱۶۰۰ء

قاضی عبداللہ کے ایک فرزند ارشد شیخ رحمت اللہ کا ذکر گزشتہ صدی کے محدثین کے ضمن میں گزرا، آپ کے دوسرے فرزند بھی علوم عقلیہ و نقلیہ میں عموماً اور علم حدیث میں خصوصاً مہارت رکھتے تھے آپ کی ولادت و پرورش سندھ کے ایک شہر بدر بلیہ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ اپنے والد کے ساتھ حرمین چلے گئے اور وہاں شیخ ابوالحسن شافعی، ابن حجر تمیمی مکی، شیخ نورالدین علی بن العراق الخطیب، شیخ نجم الدین محمد بن احمد غیطی مصری، شیخ محمد سالم طبلاوی مصری، شیخ محمد العلقمی شافعی، شیخ عبدالقادر حنفی کے علاوہ دیگر کبار محدثین سے استفادہ کیا۔ شیخ محمد بن احمد العجیل ابوالوفا الہمی، شیخ عبدالرحمٰن بن عیسیٰ العمری، مفتی حرم مکی آپ کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔

شیخ عبدالقادر حضرمی نے اپنی کتاب النور السافر میں اور محمد بن فضل اللہ المحبی نے خلاصۃ الاثر میں آپ کے علم، عمل، تقویٰ و تواضع کو بیان کیا ہے۔

مکہ میں سکونت اختیار کرنے سے قبل آپ گجرات میں درس حدیث دیا کرتے تھے۔

وفات تک مکہ مکرمہ میں رہے اور ۱۰۰۹ھ / ۱۶۰۰ء میں ۹۰ برس کی عمر میں وفات پائی۔ (۲۲۶)

۱۷۳۔ شیخ منور بن عبدالمجید لاہوری م ۱۰۱۱ھ / ۱۶۰۱ء

شیخ منور بن عبدالمجید بن عبدالشکور لاہوری، علوم عقلیہ و نقلیہ پر کامل دسترس رکھتے تھے۔ شیخ عبداللہ بن ابراہیم لاہوری سے آپ نے کسب فیض کیا۔ آپ امتیازی شان کی قوت حافظہ، ادراک کے

(۲۲۵) رحمٰن علی: تذکرہ علماء ہند، ص ۱۵۰؛ نزہۃ خواطر، جلد نمبر ۵، ص ۲۰۳؛ عبدالحی: نزہۃ الخواطر، ص ۱۲۹؛ دیوان خادم

(۲۲۶) سرزمین سندھ میں علم حدیث، الرحیم جولائی ۱۹۶۳ء، ص ۲۱

مالک تھے، بیس سال کی عمر میں آپ حصول علم سے فارغ ہو گئے تھے اور تجوید و قرأت میں مہارت حاصل کر لی تھی، آپ روایاتِ سبع کے مطابق تلاوت کیا کرتے تھے۔ ۹۸۵ھ/۱۵۷۷ء میں اکبر شاہ نے آپ کو مالوں کا والی بنایا۔ دس سال تک آپ اس منصب پر فائز رہے۔ اکبر شاہ سے اختلاف کی بنا پر آپ کو نہ صرف یہ کہ اس عہدہ سے علیحدہ کر دیا گیا بلکہ قلعہ گوالیار میں قید بھی رکھا گیا۔ دوران قید آپ نے تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری رکھا۔ الدر النظم فی الآی و سور القرآن الکریم کی تصنیف اور قاضی شہاب الدین دولت آبادی کی کتاب البحر المواج کی تعریب آپ نے زمانہ قید میں کی۔

الدر النظم کے علاوہ حدائق البیان شرح علی بدیع البیان، شرح الطوالع، شرح قصیدہ بردہ، الحق الصریح فی اثبات عدم قبول التوبۃ لساب النبیؐ اور شرح مشارق الانوار آپ کے علمی کارہائے نمایاں ہیں (۲۲۷)

۱۷۴۔ قاضی محمد اکرم نصر پوری۔ م اوائل گیارہویں صدی ہجری

صوبہ سندھ میں حیدر آباد کے نواح میں نصر پور کے نام سے ایک شہر آباد ہے جو علمی لحاظ اور صفت مردم خیزی کے اعتبار سے، منصورہ، قصدار اور دیبل کی مماثل ہے، کبار علماء محدثین، فقہاء اس کی خاک سے اٹھے۔ محمد اکرم بن عبد الرحمٰن کا تعلق بھی اسی سرزمین سے تھا۔ آپ کی پیدائش کے بعد آپ کے والد قاضی عبد الرحمن نے مکہ مکرمہ ہجرت کر لی۔ اور جوار حرم میں سکونت پذیر ہو گئے۔ آپ بھی اپنے والد کے ساتھ مکہ مکرمہ میں مقیم ہو گئے اور وہاں کے کبار شیوخ سے علوم دینیہ خصوصاً علم حدیث میں استفادہ شروع کیا۔ آپ علم حدیث میں گہری دسترس رکھتے تھے۔ اپنی ساری زندگی حدیث کی تدریس یا تصنیف و تالیف میں گذاری۔

چنانچہ سب سے پہلے آپ نے صحیح بخاری کی ایک جامع شرح تالیف فرمائی جس میں مسلکی تعصب سے بالاتر ہو کر مسلکِ حنفی کے مدلل وجوہ ترجیح ذکر فرمائے۔

آپ کی یہ شرح دجنیر عمر کوٹ کے نواح میں قصبہ "ولہٹ" میں موجود تھی لیکن افسوس کہ انبائے زمان نے اس علمی ذخیرہ کی قدر نہ کی اور اہل علم کی اس تک رسائی سے قبل یہ خوراک حشرات الارض بن گئی البتہ اس شرح کی تلخیص مشکوۃ پر ایک تعلیق کی صورت میں موجود ہے۔ مشکوٰۃ کا یہ نسخہ جو دو جلدوں پر مشتمل

(۲۲۷) عبد الحی۔ نزہۃ: ج ۵: ص ۴۲۳۔ نقوش لاہور نمبر۔ ص ۴۶۶

ہے۔اور مخطوطہ شکل میں اس کی ایک جلد مٹیاری۔نواح حیدر آباد میں محمد معروفؒ کے پاس محفوظ تھی جبکہ دوسری جلد سندھ یونیورسٹی میں انسٹیٹیوٹ آف سندھیالوجی میں موجود ہے۔

مشکوٰۃ کا یہ مخطوطہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھائی کے تلمیذ محمد عثمان مٹیاروی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔

علم حدیث میں دوسری قابل قدر تالیف نخبۃ الفکر کی شرح ہے۔تین مختلف مخطوطہ نسخوں کی مدد سے، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ قاسمی نے اس کی ترتیب و تدوین کر کے اس کو شائع کر کے علم اور اہل علم پر ایک احسانِ عظیم کیا ہے۔اس وقت اس کتاب کا اجمالی تعارف پیش کیا جائے گا۔

نام کتاب: امعان النظر شرح شرح نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر۔

مؤلف: العلامۃ القاضی محمد اکرم نصرپوری۔

تحقیق و تخریج: ابوسعید غلام مصطفیٰ قاسمی، ڈاکٹر۔

سنہ طباعت: درج نہیں سنہ تالیف۔ ۱۱۱۸ھ

ناشر: شاہ ولی اللہ اکیڈمی صدر حیدر آباد۔

سائز: $\frac{۲۳ \times ۳۶}{۸}$۔

کیفیت: پیپر بیک۔

کل صفحات: ۲۸۱

علامہ حافظ شہاب الدین احمد بن علی العسقلانی جو ابن حجر عسقلانی کے نام سے معروف ہیں نویں صدی کے ائمہ حدیث و رجال میں شمار ہوتے ہیں۔علم حدیث میں آپ کی فتح الباری شرح صحیح البخاری رجال صحابہ میں الاصابہ فی تمییز الصحابہ تہذیب التہذیب اور تقریب التہذیب اپنے اپنے فنون میں بنیادی و اساسی مصدر کی حیثیت رکھتی ہیں۔حدیث میں شرح بخاری کے علاوہ آپ نے اصول و اصطلاحات حدیث میں ایک کتاب "نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر" تالیف کی جو جامعیت و اختصار میں اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ابن حجر کی یہ کتاب مزید کتب کی تالیف کا سبب بنی چنانچہ علی بن سلطان محمد (م ۱۰۱۴ھ) جو ملا علی قاری کے نام سے معروف ہیں نے اس کتاب کی ایک شرح تالیف کی جس سے ان مقامات کی توضیح و تشریح ہوئی جو نخبۃ الفکر کے اختصار کی بنا پر پیچیدگی کا شکار ہو گئے تھے۔ملا علی قاری کی اس شرح نے نخبۃ کی تفہیم اہل علم کے لیے آسان کر دی۔ملا علی قاری کے بعد بھی بہت سے

Marfat.com

اس ضرورت کو قاضی محمد اکرم نصرپوری نے محسوس کیا اور اس کی ایک شرح امعان النظر کے نام سے تالیف کی۔

یہ شرح ہنوز زیور طبع سے آراستہ نہ ہو سکی تھی البتہ سندھ کے مختلف علاقوں میں اس کے تین نسخے مخطوطہ شکل میں محفوظ تھے۔ ان تین نسخوں کی مدد سے قاسمی صاحب نے اس کو تدوین و ترتیب کے بعد زیور طبع سے آراستہ کیا۔

ہادی محمد نے یہ کتاب اپنے حرمین کے قیام کے دوران نقل کی اور اس کی تکمیل بھی مدینہ منورہ میں ہوئی ہادی محمد بن جابر لکھتے ہیں۔

وقد وافق تمام رقم هذه النسخة المباركة بين صلوتي الظهر والعصر من نهار الربوع لعلة خامس او رابع يوم من شهر جمادى الاولى سنة الف ومائة وثمانية عشر بالمدينة المنورة - على صاحبها افضل الصلوٰة - (۲۳۸)

(اس نسخہ کی تحریر کا تمام آج پیر کے روز نماز ظہر و عصر کے درمیان پانچ یا چار جمادی الاول ۱۱۱۸ھ کو مدینہ منورۃ (علیٰ صاحبہا افضل الصلوٰۃ) میں ہوا)

اصولِ حدیث پر ابن حجر کی یہ کتاب اساسی اور بنیادی حیثیت کی حامل ہے۔ محدثین و فقہاء نے اسے ہر دور میں پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا اور مؤلفین حضرات اپنے عصور و زمانہ کی ضروریات کے مطابق اس کی شرح بھی تالیف کرتے رہے۔

قاضی اکرم نصرپوری کا دور وہ تھا کہ علوم دینیہ اور خصوصاً علم حدیث کی خدمات، برصغیر میں جن کی ابتداء کا سہرا اہل سندھ کے سر تھا۔ ان علوم میں اہل سندھ کی خدمات اساسی و بنیادی نوعیت کی تھیں، دسویں صدی ہجری میں سندھ سے نکل کر جنوبی ایشیا کی طرف منتقل ہونا شروع ہو گئی تھیں۔ ماضی کی ان خدمات کو نشاۃِ ثانیہ دینے کے لیے ضروری تھا کہ سندھ کے محدثین میں سے کوئی محدث ایسا کارنامہ سرانجام دیتا کہ جو محض ان کی زندگی تک یا ان کے تلامذہ کی حیوٰۃ تک قائم نہ رہے بلکہ ایک زندہ جاوید کارنامہ ہو۔ اس خیال کے پیش نظر قاضی نے صحیح بخاری کی ایک شرح تالیفات کی۔ اس شرح میں تحقیق کا حق ادا کیا۔

۲۳۸۔ محمد اکرم، امعان النظر: ص ۲۸۱

آپ کی اس شرح کی امتیازی خصوصیت یہ تھی کہ مسالک اربعہ میں سے کسی ایک مسلک کے لیے تعصب کی بو بھی سونگھنا محال تھا۔

آپ نے مسالک اربعہ اور ان کے دلائل کو واضح انداز میں بیان کیا اور مسائل خلافیہ میں احناف کی طرف سے تعصب سے بالاتر قوی و مدلل جوابات دیئے۔

آپ کی یہ بلند پایہ شرح سندھ میں ٹلہٹ کے مقام پر محفوظ تھی لیکن صد افسوس کہ ہم نے اس کی قدر و منزلت کو نہ پہچانا۔ اس کی اشاعت و طباعت کی طرف کوئی متوجہ نہ ہوا۔ اور سنت اللہ یہ رہی ہے کہ جب کوئی قوم اللہ کی دی ہوئی کسی نعمت کی قدر و منزلت نہیں پہچانتی اور بارگاہ الٰہی میں شکر نہیں بجالاتی۔ تو اللہ تعالیٰ اس قوم کو اپنی اس نعمت سے محروم کر دیتا ہے اور سنت خداوندی ایک اٹل اور ناقابل تغیر حقیقت ہوتی ہے۔ ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا (۳۳/۲۳) اللہ تعالیٰ نے ہم سے یہ نعمت چھین لی اور ہماری غفلتوں کی بنا پر ساری کی ساری شرح نخبہ اکرم بن گئی۔

قاضی محمد اکرم کا دوسرا زندۂ جاوید کارنامہ امعان النظر کی تشکیل میں محفوظ تھا۔ جس کو ڈاکٹر غلام مصطفیٰ قاسمی صاحب نے ضیاع سے بچایا۔ اور اس کی تعلیق و تدوین کر کے امت کے سامنے پیش کر دیا (۲۴)

امعان النظر کے کل تین نسخے موجود تھے۔

(۱) پہلا نسخہ شیخ عبد الکریم الفاطمی کے کتب خانہ، مکتبہ محمدیہ میں لاڑکانہ کے نواح میں کسی گاؤں میں محفوظ تھا۔ یہ نسخہ ۱۱۱۰ھ میں لکھا گیا۔ یہ سب سے قدیم نسخہ ہے۔

۲۔ دوسرا نسخہ سید وہب اللہ کے کتب خانہ دار الارشاد پیر جھنڈو میں محفوظ تھا۔ یہ نسخہ ۱۲۵۰ھ میں لکھا گیا۔ یہ صحیح ترین نسخہ ہے جس میں متن کو متاثر کیے بغیر کتابت متن کے لیے مرغ سیاہی استعمال کی گئی ہے۔

۳۔ تیسرا نسخہ سید وہب اللہ کے پاس محفوظ تھا جس کی کتابت کا صحیح سن دریافت نہیں ہو سکا (۲۵) شرح میں انداز و اسلوب یہ اختیار کیا گیا ہے کہ بین التوضیح متن ہے اور نہایۃ التوضیح شرح ہے۔ ابن حجر کی کتاب نخبۃ الفکر اختصار کی انتہاؤں پر گامزن تھی جس کا احساس خود ابن حجر کو بھی ہوا۔ ۳۳/۵۰ آیت ۲۴۰۱ ڈاکٹر صاحب نے اس کی تدوین میں جو اسلوب اختیار کیا ہے اسے موجودہ زمانہ کی علمی حدیث کے متن میں بیان کیا جا سکتا ہے (۲۶) محمد اکرم کا امعان النظر بھی اختصار کی انتہاؤں پر

Marfat.com

اور انہوں نے اس کی توضیحات "شرح نخبۃ الفکر" کے نام تالیف کیں۔ کتاب ہنوز مائل بہ اختصار اور طالب توضیحات تھی۔ ابن حجر کے ان مختصر اشاروں کی مکمل تفصیل اور پوری وضاحت قاضی اکرم نے کی۔ ابن حجرؒ نے اصطلاحاتِ حدیث کی تعریف میں راجح اقوال کو اختیار کیا ہے۔ قاضی صاحب نے اس سلسلہ میں دیگر اقوال کو بھی نقل کیا ہے

اصول حدیث پر تالیف کی جانے والی مختلف کتب میں جو امتیازی مقام شرح نخبۃ الفکر کو حاصل ہے" امعان النظر" کو اس کی شروح میں ویسا ہی بلند و ممتاز مقام حاصل ہے۔

قاضی اکرم کا یہ ایک ایسا علمی کارنامہ ہے کہ جو رہتی دنیا تک قائم رہے گا اور اہل علم حضرات اس سے استفادہ کرتے رہیں گے۔

شاہ ولی اللہ اکیڈمی نے اس کتاب کو شائع کیا ہے لیکن کتاب جس طرح معنوی اور علمی خوبیوں سے آراستہ ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کو ظاہری آرائش و زیبائش سے مزین کر کے شائع کیا جائے۔ مزید برآں اہل علم اگر اس طرف توجہ کریں کہ اس کے افادہ کو عام کرنے کے لیے اسے اردو میں منتقل کیا جائے تو یہ دین و دانش کی بہت بڑی خدمت ہوگی۔

۱۷۵۔ مولانا علم اللہ امیٹھوی۔ م ۱۰۲۴ھ/ ۱۶۱۵ء

مولانا علم اللہ بن عبدالرزاق امیٹھی میں ۲۷ جمادی الاول ۹۵۴ھ کو پیدا ہوئے، اپنے والد کے علاوہ شیخ نظام الدین عثمانی امیٹھوی سے ابتدائی علم حاصل کیا۔ اور پھر حصولِ علم کے لیے حجاز چلے گئے ۱۸ سال قیام مکہ میں آپ نے وہاں پر موجود مشائخ عصر سے علم حدیث و فقہ میں استفادہ کیا۔ حصول علم کے بعد آپ برصغیر واپس آگئے اور برہانپور سندھ میں قیام کیا۔ امیر برہانپور عادل شاہ فاروقی نے آپ کی آمد کو اپنے لیے باعث سعادت و اکرام سمجھا اور آپ کی عزت و توقیر کی۔ برہانپور میں طویل مدۃ قیام کے بعد ۱۰۲۲ھ/ ۱۶۱۲ء میں کبر سنی میں حج کا عزم کیا اور اس ارادہ سے برہانپور سے نکلے۔ ابھی بیجاپور پہنچے تھے کہ داعی اجل کو لبیک کہا اور حج کی تشنۂ تکمیل تمنا لیے اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

ابراہیم بن مرتضیٰ بیجاپوری کے مطابق آپ نے علم حدیث میں ابن حجر عسقلانی سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ آپ علم کے ساتھ تقویٰ و تبحر اور زہد و ورع میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔

Marfat.com

۱۱ ذی الحجہ ۱۰۲۴ھ/ ۱۶۱۵ء میں آپ کی وفات ہوئی اور بیجاپور شہر باہر آپ کو دفن کیا گیا۔ (۲۴۲)

۱۷۶: شیخ جوہرنات کشمیری م ۱۰۲۶ھ/ ۱۶۱۷ء

خواجہ جوہرنات کشمیری، فاضل محدث تھے، مدرسہ سلطان قطب الدین سے علوم حاصل کیے اور زیارت و حج کے لیے حرمین چلے گئے، حج سے فراغت کے بعد وہاں قیام کیا اور کبار شیوخ سے استفادہ کے علاوہ ابن حجر عسقلانی سے اجازتِ حدیث حاصل کی اور کشمیر واپس آنے کے بعد درس و تدریس میں مشغول ہو گئے

آپ کی وفات ۱۰۲۶ھ/ ۱۶۱۷ء میں ہوئی۔ (۲۴۳)

۱۷۷: محمد بن علی بن خانون العاملی م ۱۰۲۸ھ/ ۱۶۱۸ء

محمد بن علی اپنے زمانہ کے افاضل و اماثل میں شمار ہوتے ہیں۔ جبل عامل میں پیدا ہوئے اور عہد طفولیت کے بعد حیدر آباد آکر مقیم ہو گئے ۱۰۲۸ھ میں قطب شاہ حیدر آبادی نے آپ کو سفیر بنا کر ایران بھیج دیا۔ چند سال وہاں قیام کر کے آپ واپس حیدر آباد آ گئے۔ آپ علم حدیث کے علاوہ دیگر علوم میں درس دیا کرتے تھے۔

آپ کا معمول تھا کہ ہر پیر کے روز علماء و شعراء کو جمع کرتے اور ان سے علمی مذاکرے ہوا کرتے۔

آپ کی تصانیف میں شرح الارشاد، بہاؤ الدین عاملی کی "کتاب الاربعین" کا ترجمہ جامع العباسی کے پانچ ابواب پر فارسی حاشیہ قابل ذکر ہیں۔

آپ کی وفات ۱۰۲۸ھ/ ۱۶۱۸ء میں ہوئی۔ (۲۴۴)

۱۷۸: شیخ عیسیٰ بن قاسم سندھی م ۱۰۳۱ھ/ ۱۶۲۱ء

آپ رکن الدین سندھی کی اولاد میں سے ہیں بابر جب سندھ میں ۹۶۲ھ/ ۱۵۵۴ء میں پیدا ہوئے

۲۴۲۔ عبدالحی، نزھۃ الخواطر، ج ۵، ص ۱۲۳؛ ۱۲۴؛ تعلیقہ عبدالحق الدہلوی، ص ۴۲۴؛ عبدالحی، نزھۃ الخواطر، ج ۵، ص ۱۲۱؛ ۱۲۴؛ عبدالحی، کتاب توکل، ص ۳۵۸

Marfat.com

جبکہ آپ کے والد سفر پر تھے، آپ کے چچا طاہر بن یوسف سندھی نے آپ کا نام عیسیٰ رکھا اور پھر قاسم سندھی کے آنے کے بعد یہی نام برقرار رہا۔ آپ نے ابتدائی علوم اپنے والد اور علاقہ کے دیگر بزرگوں سے حاصل کیے اور سند حدیث شیخ لشکر محمد العارف الشطاری برہانپوری سے حاصل کی۔

تعلیم کے بعد درس وتدریس کا شغل شروع کر دیا۔ آپ سے استفادہ کرنے والوں میں آپ برخوردار ان عبدالستار، فتح محمد، برہان الدین برہانپوری، اسمٰعیل بن محمود الشطاری السندی، کے علاوہ خلق کثیر شامل ہے آپ متعدد کتب کے مؤلف ومصنف ہیں۔ جن میں

الروضة الحسنیٰ فی شرح اسماء اللہ الحسنیٰ، عین المعانی فی شرح اسماء الحسنیٰ، تبلة المذاهب الاربعة مع الاشارات من اهل التصوف شرح جامی پر حاشیہ تفسیر سے متعلق کتاب الفتح المحمدی التمیم شرح مائة العاملة، رسالة فی عقد الانامل، شرح علی الرباعیتین۔ أسرار الوحی کا ترجمہ۔ انوار الاسرار فی حقائق القرآن۔

آپ کی وفات ۱۴ شوال ۱۰۳۱ھ/ ۱۶۲۱ء کو برہانپور میں ہوئی۔ (۲۴۵)

۱۷۹۔ قاضی نصیر الدین برہانپوری م ۱۰۳۱ھ/ ۱۶۲۱ء

آپ فقہ وحدیث کے کبار علماء میں شمار ہوتے ہیں۔ اپنے زمانہ میں کتاب وسنت کے سب سے زیادہ جاننے والے اور سب سے اس کے متبع تھے،

آپ نے اپنے والد کے علاوہ شیخ عثمان بن سندھی سے نہ صرف شرف تلمذ حاصل کیا۔ بلکہ ان کے ساتھ ایک طویل مدت گذاری۔ آپ کے نزدیک ہر حالت میں احکام کتاب وسنت پر عمل واجب و ضروری تھا۔ قیاس کو ناجائز قرار دیتے تھے اپنے ہم عصر علماء شیخ محمد بن فضل اللہ برہانپوری اور عیسیٰ بن قاسم سے علمی اختلاف کی بنا پر وطن مالوف ترک کر کے حجاز چلے گئے اور پانچ سال تک حرم میں مقیم رہے۔ عادل شاہ کے زمانہ میں ۱۰۲۴ھ/ ۱۶۱۵ء میں آپ واپس ہند تشریف لے آئے، عادل کو آپ کی آمد کا علم ہوا تو آپ کے استقبال کے لیے شہر سے باہر آیا۔ جہانگیر نے آپ کو تاکید کی کہ اب آپ ہند میں ہی

(۲۴۵) ایضاً ——— ۳۰۴

Marfat.com

قیام کریں تاکہ آپ کے علم سے اہل ہند مستفید ہو سکیں۔ چنانچہ آپ نے برہانپور میں قیام کیا۔
خرم بن جہانگیر نے آپ کو آگرہ بھیج دیا۔ اور طویل مدت کے بعد آپ کو واپس برہانپور جانے کی اجازت دی۔ آپ برہانپور آئے اور گوشہ نشینی کی زندگی اختیار کر لی۔
۱۰۳۱ھ / ۱۶۲۱ء میں آپ کا انتقال ہوا۔ (۲۴۶)

۱۸۰: شیخ حیدر بن فیروز حنفی کشمیری۔ م ۱۰۵۷ھ / ۱۶۴۷ء

آپ کشمیر کے مشاہیر میں سے ایک ہیں۔ سات سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا۔ ابتدائی علوم میں میں شیخ نصیب الدین سے استفادہ کیا اور پھر مولانا جوہر المحدث کی صحبت اختیار کر لی۔ پھر طلب علم میں دہلی گئے اور شیخ عبدالحق بن سیف الدین محدث دہلوی سے استفادہ کیا۔
تحصیل علم کے بعد کشمیر آ گئے اور اپنے شہر میں درس و تدریس کے سلسلہ کا آغاز کیا۔ آپ طالبان و مشتاقان علم سے گہری محبت و شفقت فرمایا کرتے تھے۔ آپ کو قضاء کی پیش کش کی گئی۔ آپ نے انکار کر دیا جب زیادہ اصرار کیا گیا تو شہر چھوڑ کر چلے گئے کہ جب معلوم ہوا کہ قضا کے منصب پر کسی عالم کو متعین کیا جا چکا ہے۔ واپس آ گئے۔ اور تا وفات درس و تدریس میں مشغول رہے۔
آپ کی وفات ۱۰۵۷ھ / ۱۶۴۷ء میں ہوئی۔ (۲۴۷)

۱۸۱: شیخ موسیٰ بن جعفر کشمیری۔ م ۱۰۵۰ھ / ۱۶۴۰ء کے بعد

آپ کشمیر کے علماء و صلحاء میں سے ہیں ۱۰۱۶ھ / ۱۶۰۷ء میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے استفادہ کیا۔ آپ کے تلامذہ میں شیخ عبدالقادر بن شیخ العلقمی کا نام قابل ذکر ہے۔
آپ کے شیوخ کی سنہ وفات سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے ۱۰۵۰ھ / ۱۶۴۰ء کے بعد وفات پائی۔ (۲۴۸)

۱۸۲: شیخ فتح محمد برہانپوری۔ م ۱۰۵۵ھ / ۱۶۴۴ء کے بعد

آپ شیخ یعقوب کشمیری کے فرزند و تلمیذ تھے۔ اپنے والد سے علم حدیث حاصل کرنے کے بعد آپ نے

---

(۲۴۸) عبدالحی: ایضاً، ص ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ایضاً، ص ۳۰۳

Marfat.com

درس وتدریس کے ذریعہ اس علم کی مزید اشاعت کی اور پھر حرمین شریفین زیادہ وجہ کے لیے گئے اور وہیں وفات پائی۔

تالیفات ــــ رسالہ فی مراتب العوالم الخمسہ، رسالہ وحدۃ الوجود، شیخ علی بن شہاب الحسینی کی "السبعینیات" کی تخریج احادیث، مفتاح فتوح الغنائم، فتح المذاہب الأربعہ، فتح الطریقہ، رسالہ فی تحقیق نسب الشیخ عبدالقادر الجیلانی رح۔ آپ کی وفات ۱۰۷۵ھ/۱۶۶۴ء کے بعد ہوئی کیونکہ آپ کی ایک کتاب فتح الاوراد کی تالیف ۱۰۷۵ھ میں مکمل ہوئی۔ (۲۴۹)

۱۸۳۔ عبداللہ بن ملا سعداللہ م ۱۰۸۳ھ/۱۶۷۲ء

عبداللہ ان محدثین میں سے ہیں جنہوں نے قطب الدین کی سند سے عرب میں صحیح بخاری کی روایات نقل کی ہیں۔ آپ لاہور میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۰۸۳ھ/۱۶۷۲ء میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ مشہور محدث ابراہیم کردی آپ ہی کے شاگرد تھے۔ (۲۵۰)

۱۸۴۔ خواجہ معین الدین م ۱۰۸۵ھ/۱۶۷۴ء

خواجہ محمود نقشبندی کے فرزند تھے حدیث وتفسیر میں شیخ عبدالحق کے شاگرد تھے۔
معین الدین نے ۱۰۸۵ھ/۱۶۷۴ء میں کشمیر میں وفات پائی۔ (۲۵۱)

۱۸۵۔ سید محمد جعفر بدر عالم م ۱۰۸۵ھ/۱۶۷۴ء

سید محمد جعفر بن جلال بن محمد حسینی بخاری گجراتی احمد آباد میں ۱۲ شعبان ۱۰۲۲ھ/۱۶۱۴ء کو پیدا ہوئے۔ اپنے والد سے علم حاصل کیا علوم عقلیہ ونقلیہ میں مہارت خصوصاً علم تفسیر وحدیث میں اپنے ہم عصروں میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔ سید جعفر کی وفات ۹ ذی الحجہ ۱۰۸۵ھ/مارچ ۱۶۷۵ء کو احمد آباد میں ہوئی۔ "رُدُسات شاہی" کے نام سے ۲۴ جلدوں پر مشتمل ایک تصنیف یادگار چھوڑی ہے جس میں

۲۴۹۔ ایضاً ــــــ ص ۳۱۷ (۲۵۰) محمد اسحٰق۔ علم حدیث میں پاک وہند کا حصہ: ص ۲۸۰
۲۵۱۔ محمد اسحٰق، ڈاکٹر۔ علم حدیث میں پاک وہند: ص ۱۸۱۔

Marfat.com

سے پہلی جلد اولیاء کے ملفوظات پر اور آخری جلدیں محدثین و مفسرین کے حالات زندگی پر مشتمل ہیں۔ علاوہ ازیں "الفرید الساری فی شرح البخاری" عربی میں بخاری کی شرح ہے جو دو جلدوں پر مشتمل ہے اس کتاب کا مخطوطہ کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن میں محفوظ ہے۔ (۲۵۲)

صاحب نزھۃ الخواطر نے سید جعفر اور آپ کے فرزند ارشد محمد بن جعفر دونوں کو بارھویں صدی کے علماء میں شمار کیا ہے۔ (۲۵۳)

بعض تذکرہ نگار سید جعفر برزنجی کو گیارھویں صدی کے آواخر اور محمد بن جعفر مجذوب کو بارھویں صدی سے تعلق رکھتے ہیں۔ (۲۵۴)

۱۸۶۔ شیخ اسمٰعیل فتح اللہ لاہوری: ۱۰۸۵ھ/۱۶۷۴ء

اکبر ابن ہمایوں کے زمانہ میں پیدا ہوئے۔ پانچ سال کی عمر آپ کے والد نے آپ کو شیخ عبدالکریم لاہوری کی صحبت میں دیدیا آپ نے تمام علوم شیخ عبدالکریم سے حاصل کیے۔ اور جب دریائے چناب کے کنارہ واقع کسی گاؤں چلے گئے۔ طویل مدۃ تک وہاں درس و تدریس کے سلسلہ سے وابستہ رہے۔ پھر لاہور منتقل ہو گئے۔ آپ سے استفادہ کرنے والوں میں شیخ عبدالمجید، شیخ تیمور، جان محمد کے نام قابل ذکر ہیں۔ آپ کی وفات ۵ شوال ۱۰۸۵ھ/۱۶۷۴ء ہوئی۔ (۲۵۵)

۱۸۷۔ مولانا جمال الدین برہانپوری متوفی گیارھویں صدی ہجری

برہانپور کے مشہور محدثین میں سے ہیں

شیخ ابراہیم شطاری کی مسجد میں درس کی مجلس منعقد کیا کرتے ملا یوسف [illegible] کے سامنے بخاری شریف از اول تا آخر تلاوت کی اور اجازت حدیث حاصل کی۔ (۲۵۶)

۱۸۸۔ بابا داؤد مشکوتی م ۱۰۹۰ھ/۱۶۸۵ء

بابا داؤد کشمیر کے مفسرین، محدثین اور فقہا کی صف میں شمار ہوتے ہیں علوم عقلیہ و نقلیہ میں کمال

۲۵۲۔ حسن علی: تذکرہ علمائے ہند، اردو ترجمہ محمد الیوب قادری، کراچی، ۱۹۶۱ء، ص ۳۰۴ محمد اسحٰق: تذکرہ نقشبندیہ، ص ۱۶۰

۲۵۳۔ عبدالحی: نزھۃ الخواطر، ج ۶، ص ۵۵، ۲۵۰، ۱۵۴۰ عبدالحی: نزھۃ الخواطر، ج ۵، ص ۲۰

۲۵۴۔ عبدالحی: نزھۃ الخواطر، ج ۵، ص ۱۶

Marfat.com

مہارت رکھتے تھے، مشکوٰۃ آپ کو سنداً و متناً مکمل حفظ تھی اسی مناسبت سے آپ کو بابا داؤد مشکواتی کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔

علم تصوف و سلوک کے علاوہ کشمیر کے مشائخ و علماء کے حالات و ملفوظات پر مشتمل ایک کتاب اسرار الابرار لکھی جس کا ایک قلمی نسخہ دار المصنفین دہلی میں محفوظ ہے اس میں جا بجا صحیح بخاری اور دیگر احادیث کے حوالے نظر آتے ہیں۔ ۱۰۹۷ھ/۱۶۸۵ء میں کشمیر میں وفات پائی۔ (۲۵۶)

۱۸۹۔ مولانا یعقوب البنانی لاہوری م ۱۰۹۸ھ/۱۶۸۶ء

آپ کی ولادت و پرورش لاہور میں ہوئی اور اپنے زمانہ کے اکابر سے استفادہ کیا۔ آپ علم حدیث کے علاوہ متعدد علوم و فنون میں مہارت رکھتے تھے۔

آپ کی تالیفات میں الخیر الجاری فی شرح صحیح البخاری المعلم فی شرح الامام مسلم المصطفیٰ فی شرح المؤطا، تہذیب الکلام، حسامی اور شرعۃ الاسلام کی شروح، اساس العلوم فی التصریف، عضدی اور بیضاوی پر حاشیہ، شامل ہیں۔

۱۰۹۸ھ/۱۶۸۶ء میں دہلی میں آپ کی وفات ہوئی۔ (۲۵۷)

بارہویں صدی ہجری/اٹھارویں صدی عیسوی: شاہ ولی اللہ تک

اس صدی کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے پہلا حصہ قبل از شاہ ولی اللہ کا ہے جو ۷۵ سالوں پر محیط ہے اور دوسرا حصہ بعد از شاہ ولی اللہ کا ہے جو ۲۵ سالوں پر محیط ہے ان دونوں حصوں سے منسلک محدثین بھی اسی ترتیب سے ذکر کیے جائیں گے جس ترتیب سے سابقہ صدی میں بیان کیے گئے یعنی پہلے حصہ برصغیر ہندوستان اختصار کے ساتھ اور پھر حصہ پاکستان تفصیل کے ساتھ۔

۱۹۰۔ شیخ محمد بن جعفر گجراتی م ۱۱۱۱ھ/۱۶۹۹ء

آپ سید محمد جعفر بدر عالم کے فرزند ارشد ہیں گجرات میں ۲۷ ربیع الاول ۱۰۴۷ھ/۱۶۳۷ء کو پیدا ہوئے۔ اپنے والد کے علاوہ احمد آباد کے کبار علماء و محدثین سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ اور اس

(۲۵۶) فقیر محمد، حدائق الحنفیہ، ص ۴۴۳، معین الدین ندوی، نقالات سلیمانی، ج ۲، ص ۲۶ (۲۵۷) ایضاً ص ۴۵۳

کے بعد ساری زندگی تدریس و تالیف میں گزار دی۔ شیخ نورالدین بن محمد صالح آپ کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ۱۱ جمادی الاول ۱۱۱۱ھ/۱۶۹۹ء کو احمد آباد میں وفات ہوئی۔

آپ نے روایاتِ اہل بیت پر بنیاد رکھتے ہوئے قرآن کی فارسی تفسیر مرتب کی اور جلالین کی [illegible] علم حدیث میں مشکوٰۃ کی ایک عربی شرح تالیف کی جو "زینۃ النکات" سے معروف ہے (۲۵۸)

۱۹۱۔ شیخ محمد اعظم سرہندی، م ۱۱۱۴ھ/۱۷۰۲ء

محمد اعظم بن سیف الدین بن محمد معصوم حنفی سرہندی اپنے والد کے سب سے بڑے فرزند اور اپنے زمانہ کے کبار علماء میں شمار ہوتے تھے۔ آپ کی پرورش سرہند میں ہوئی اور اپنے چچا فرخ شاہ بن محمد سے ابتدائی علم حاصل کیا اور والد ماجد سے اجازت حدیث۔ ۱۱۱۴ھ/۱۷۰۲ء میں سرہند میں وفات پائی۔

"فیض الباری" کے نام سے بخاری شریف کی ایک عربی شرح تالیف کی جو علماء اور طلباء کے لیے افادیت میں اعلیٰ مقام رکھتی ہے۔ (۲۵۹)

۱۹۲۔ شیخ محمد صادق گجراتی، م ۱۱۱۴ھ/۱۷۰۲ء

شیخ محمد صادق بن محمد غنی، پٹنہ، گجرات کے کبار علماء و محدثین میں شمار ہوتے تھے۔ محمد عبدالرحیم سیوستانی کوکنی سے اجازت حدیث حاصل تھی۔ آپ کی وفات ۲۸ رمضان المبارک ۱۱۱۴ھ/۱۷۰۲ء کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ (۲۶۰)

۱۹۳۔ شیخ مبارک بن فخرالدین بلگرامی، م ۱۱۱۵ھ/۱۷۰۳ء

آپ بلگرام میں ۲۴ شعبان ۱۰۳۳ھ/۱۶۲۳ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم بلگرام میں طیب بن عبدالواحد بلگرامی اور دہلی میں خواجہ عبدالنبی بن عبدالباقی سے حاصل کی۔

۲۵۹۔ عبدالحی، قتیب: کو... ج ۶: ص ۲۵۰، (۱۵۹۰) عبدالحی: نزھۃ الخواطر: ج ۶: ص ۲۰۶

۲۶۰۔ (ایضاً) ... ص ۳۲۰

Marfat.com

علم حدیث میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے فرزند ارشد شیخ نورالحق اور ابو رضا ابن اسمٰعیل سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ فراغت کے بعد جب ۱۰۶۰ھ/۱۶۵۰ء میں بلگرام واپس آگئے اور درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔

عبدالجلیل بن احمد حسینی۔ اور طفیل بن محمد بن شکر اللہ آپ کے ممتاز تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔

۲۰ ربیع الثانی بروز اتوار ۱۱۱۵ھ/۱۷۰۳ء کو بلگرام میں آپ کی وفات ہوئی۔ (۲۶۱)

۱۹۴۔ مولانا فرخ شاہ سرہندی۔ م ۱۱۲۲ھ/۱۷۱۰ء

فرخ شاہ بن محمد سعید بن احمد بن عبدالاحد سرہندی ۱۰۴۲ھ/۱۶۲۸ء میں پیدا ہوئے۔ علم حدیث کے علاوہ تمام علوم نقلیہ و عقلیہ اپنے والد ماجد سے حاصل کیے۔ آپ سریع الفہم اور قوی الحفظ تھے۔ علم حدیث، فقہ اور تصوف میں خصوصی ملکہ حاصل تھا۔ حج کے بعد وطن مالوف میں درس حدیث میں مشغول ہو گئے۔ تلامذہ کی ایک کثیر تعداد نے استفادہ کیا۔ ۲۶ شوال المکرم ۱۱۲۲ھ/۱۷۱۰ء کو آپ کی وفات ہوئی۔

فقہ و حدیث میں رسائل تالیف کیے جن میں "القول الفاصل بین الحق والباطل کشف الغطاء عن وجوہ الخطاء رسالۃ فی حرمۃ الغناء، رسالہ فی العقائد رسالہ فی الحقیقۃ المحمدیۃ شامل ہیں۔ خیالی پر حاشیہ بھی لکھا۔ (۲۶۲)

۱۹۵۔ شیخ عبدالاحد سرہندی۔ م ۱۱۲۷ھ/۱۷۱۵ء

شیخ عبدالاحد فرخ شاہ کے برادر خورد ہیں، آپ بھی سرہند میں ۱۰۵۰ھ/۱۶۴۰ء میں پیدا ہوئے اور اپنے والد سے علم حاصل کیا۔ آپ محدث و فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ صوفی شاعر بھی تھے، آپ کا مکمل دیوان حقائق و معارف سے بھرپور ہے۔ جمعہ ۲۶ ذی الحجہ ۱۱۲۷ھ/۱۷۱۵ء کو آپ کی وفات ہوئی۔

شواہد التجرید، توبہ نامہ، چار چمن وحدت، آپ کی تالیفات ہیں۔ (۲۶۳)

---

(۲۶۱) ایضاً ــــــ ص ۲۴۸؛ آزاد، میر غلام علی بلگرامی۔ ماثر الکرام۔ طبع اول: لاہور، مطبع چنانی ۱۹۱۳ء: ص ۲۵۳، ۲۵۴؛ ذکر میر عبدالجلیل (۲۶۲) عبدالحئی: نزھۃ الخواطر: ج ۶: ص ۲۲۲

۲۶۳۔ ایضاً ــــــ ص ۱۲۵

Marfat.com

امین الدین جونپوری۔ م متوفی ۱۱۳۵ھ / ۱۷۲۲ء کے بعد :

آپ فقہ، اصول فقہ اور زبان عربی میں مہارت رکھتے تھے۔ آپ نے اشعۃ اللمعات کی تلخیص لکھی (۲۶۱)

مولانا جار اللہ سائنپوری، متوفی ۱۱۳۶ھ / ۱۷۲۳ء کے بعد :

مولانا جار اللہ بن محمود بن عطاء اللہ بن عبدالحئی سائنپوری کبار علماء میں شمار ہوتے تھے۔ فقہ و حدیث میں مہارت تھی۔

"جامع الشتی" کے نام سے ایک کتاب تالیف کی۔ یہ کتاب ۱۱۲۶ھ میں تالیف کی۔ (۲۶۵)

۱۹۶۔ سید عبدالجلیل حسینی، م ۱۱۳۹ھ / ۱۷۲۵ء

عبدالجلیل بن میر احمد حسینی بلگرامی ۱۰۸۱ھ کو بلگرام میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم وطن مالوف میں سید مسعد اللہ بلگرامی سے حاصل کی۔ اور دھلی کا سفر کیا اور سید آباد دکن میں مبارک بن فخر الدین یمنی سے اجازتِ حدیث حاصل کی۔ آپ مفسر، محدث، ادیب اور سیرت نگار ہونے کے علاوہ مجاہد بھی تھے ۲۲ شوال بروز جمعۃ ۱۱۳۹ھ / ۱۷۲۵ء کو دہلی میں وفات ہوئی اور بلگرام میں تدفین ہوئی۔ (۲۶۲)

۱۹۷۔ عبدالمقتدر بہاری

عبدالمقتدر بن عبدالغنی بہاری نے اپنے والد سے علوم حدیث و غیرہ حاصل کیے جو تین واسطوں سے شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے شاگرد تھے۔ آپ سے آپ کے بھتیجے مولانا محمد عتیق بہاری نے علم حدیث میں استفادہ کیا۔ (۲۶۳)

۱۹۸۔ مولانا محمد عتیق بہاری، م ۱۱۴۹ھ / ۱۷۳۶ء

محمد عتیق بن عبدالبیع کی ولادت و پرورش بہار میں ہوئی۔ علوم دینیہ اپنے چچا عبدالمقتدر بن عبدالغنی

(۲۶۴) ایضاً ص ۲۶۵ (۲۶۵) ایضاً ص ۲۶۶/۵۲ (۲۶۶) ایضاً ص ۲۶۷/۱۲۹ (۲۶۷) ایضاً ص ۱۶۹

Marfat.com

بہاری سے حاصل کیے۔

تحصیل علم سے فراغت کے بعد آپ درس حدیث میں مشغول ہو گئے۔

آپ کے تلامذہ میں وجیہ الحق بن امان اللہ جعفری کا نام قابل ذکر ہے۔

ربیع الاول ۱۱۴۹ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ (۲۶۸)

۱۹۹: سیف اللہ بخاری، دہلوی، متوفی وسط بارہویں صدی ہجری

سیف اللہ بن نوراللہ بن نور الحق بن عبدالحق محدث دہلوی علم حدیث وفقہ میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ آپ کے حالات زندگی کی تفصیلات اور تاریخ وفات کے بارہ میں علم نہیں ہو سکا۔ البتہ اندازہ ہے کہ بارہویں کے وسط تک زندہ رہے۔

اشرف الوسائل فی شرح الشمائل" نامی شمائل ترمذی کی فارسی شرح آپ نے تالیف کی۔ (۲۶۹)

۲۰۰: عبدالوہاب منور آبادی۔ م ۱۱۵۲ھ/ ۱۷۳۹ء

میر عبدالوہاب بن میر ہاشم منور آبادی، محدث وفقیہ تھے۔ حصول علم کے بعد تمام عمر درس حدیث میں گزار دی، خلق کثیر نے آپ سے استفادہ کیا۔ اسی سال کی عمر میں ۱۱۵۲ھ/ ۱۷۳۹-۴۰ء میں انتقال ہوا۔ (۲۷۰)

۲۰۱۔ شیخ نورالدین گجراتی۔ م ۱۱۵۵ھ/ ۱۷۴۲ء

نورالدین بن محمد صالح احمد آبادی، گجراتی۔ ۲۰ جمادی الاول ۱۰۶۲ھ/ ۱۶۵۲ء کو پیدا ہوئے۔ آپ نے احمد بن سلیمان گجراتی اور مولانا فریدالدین احمد آبادی سے ابتدائی تعلیم اور محمد بن جعفر حسینی سے اعلیٰ تعلیم حدیث وتفسیر حاصل کی۔ کثرت درس وافادہ میں آپ کے ہم پلہ کوئی ہم عصر آپ کے شہر میں نہ تھا۔ احمد آباد میں ایک مدرسہ میں آپ درس میں مشغول رہتے جہاں خلق کثیر نے آپ سے استفادہ کیا۔ ۹۱ برس کی عمر میں ۱۱۴۰ھ/ ۱۷۲۷ء میں آپ نے حج کیا۔

پیر کے روز ۲۱ شعبان ۱۱۵۵ھ/ ۱۷۴۲ء کو احمد آباد میں آپ کا انتقال ہوا۔

---

(۲۶۸) ایضاً ص ۳۳۰ (۲۶۹) ایضاً ص ۱۰۲ (۲۷۰) رحمٰن علی۔ تذکرہ ص: ۳۳۵

آپ نے گرانقدر کتب تالیف کیں، جو آپ کی جلالتِ علمی پر دلالت کرتی ہیں۔

مختصر تفسیر قرآن کریم، تفسیر النورانی للسبع المثانی، تفسیر الربانی علی سورۃ البقرۃ حاشیۃ اوائل تفسیر بیضاوی، الحاشیۃ القولیمۃ علی الحاشیۃ القدیمۃ شرح مواقف، شرح المقاصد، شرح المطالع، تلویح، عضدی مطول، شرح الوقایہ، کافیہ المنہل اور شمسیہ پر حواشی کے علاوہ تہذیب المنطق کی شرح الطریق الامم شرح فصوص الحکم۔

علم حدیث میں صحیح بخاری کی شرح "نور القاری" کے نام سے تالیف کی۔ (۲۰۱)

۲۰۲: شیخ قطب الدین سرہندی۔ م ۱۱۷۰ھ/۱۷۵۶ء

شیخ قطب الدین علم حدیث و فقہ میں دسترس رکھتے تھے۔ محمد زبیر ابن ابی العلی سرہندی سے علم حدیث حاصل کیا اور انہی کے پاس درس و تدریس میں طویل مدت تک مشغول رہے۔ ۱۱۶۰ھ/۱۷۵۶ء میں زبیدہ گئے اور حج و زیارۃ کے بعد وہیں خالق حقیقی سے جا ملے۔ (۲۰۲)

۲۰۳: مولانا فخر الدین دھلوی، متوفی بارہویں صدی ہجری:

مولانا فخر الدین بن عبد اللہ بن نور اللہ بن نور الحق بن عبد الحق محدث دہلوی علم حدیث و فقہ کے ماہر تھے آپ نے اپنے آباء و اجداد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تدریس و تالیف کے ذریعہ علم حدیث و فقہ کی خدمت کی فارسی میں صحیح مسلم کی ایک جامع شرح اور صحاح ستہ کی شرح کے علاوہ دین الحق کے نام سے ایک کتاب تالیف فرمائی۔ (۲۰۳)

۲۰۴: مولانا شیخ الاسلام دھلوی، متوفی بارہویں صدی ہجری:

شیخ الاسلام ابن فخر الدین بن عبد اللہ ممتاز محدثین میں شمار ہوتے ہیں اپنے والد ماجد سے علم حاصل کیا اور بیس جلدوں پر مشتمل فارسی میں صحیح بخاری کی ایک شرح تالیف کی جس میں آپ نے ثابت کیا ہے کہ آپ کو اپنے دادا سے براہ راست سماع و اجازت حدیث حاصل ہے شرح بخاری کے

۲۰۱۔ عبد الحی نزہۃ الخواطر ج ۶: ص ۷۰۲، ۲۰۳، ۲۰۲ ایضاً ص ۲۳۲، ۲۳۱ ایضاً ص ۲۱۱

علاوہ "کشف الغطاء عما لزم علی الاحیاء للموتی اور طرد الاوھام عن اثر الامام الھمام ... آپ کی تالیفات ہیں۔ (۲۷۴)

۲۰۵: شیخ محمد بن عبدالرحمٰن:

آپ علم حدیث اور فن رجال میں ید طولیٰ رکھتے۔ غالباً الجمع بین رجال الصحیحین آپ کی تالیف ہے۔ بارہویں صدی کے نصف یا وسط میں آپ کی وفات ہوئی۔ (۲۷۵)

حصہ پاکستان

۲۰۶: مولانا عنایت اللہ شال کشمیری۔ م ۱۱۲۵ھ/۱۷۱۳ء

عنایت اللہ شال کشمیر کے کبار علماء و محدثین میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ نے مولانا ابوالفتح، مولانا عبدالرشید زرگر۔ اور فرزندانِ خواجہ حیدر حرفی سے شرف تلمذ حاصل کیا، حصول علم کے بعد تمام عمر درس و تدریس میں صرف کی۔ فقہ و حدیث کے درس کو خصوصی امتیاز حاصل تھا۔ آپ کے سامنے آپ کے تلامذہ نے چھتیس مرتبہ صحیح بخاری کامل از اول تا آخر تلاوت کی۔

فقیہ و محدث ہونے کے ساتھ ساتھ آپ شاعر و صوفی بھی تھے۔ آپ کے اشعار صوفیانہ و دردمندانہ ہوا کرتے شعبان کے آخری عشرہ ۱۱۲۵ھ/۱۷۱۳ء میں آپ نے وفات پائی۔ (۲۷۶)

۲۰۷: ابوالحسن کبیر، سندھی۔ م ۱۱۳۶ھ/۱۷۲۳ء

ابوالحسن کنیت کے چار مشائخ سندھ میں گزرے ہیں۔ جن میں سے دو محدثین تھے۔ ایک ابوالحسن کبیر کے لقب سے معروف ہوئے، دوسرے ان کے شاگرد جو ابوالحسن صغیر کے لقب سے پہچانے گئے۔ دوسرے دو افراد میں سے ایک میاں ابوالحسن م ۱۱۳۳ھ/۱۷۲۰ء میں آپ شاعر تھے جبکہ دوسرے حاجی ابوالحسن سندھی م ۱۱۸۱ھ میں آپ صوفی تھے۔ سطور ذیل میں ابوالحسن کبیر کا تعارف

(۲۷۴) ایضاً ــــ ص: ۱۱۲ (۲۷۵) ایضاً ــــ ۲۶۲ (۲۷۶) فقیر محمد، حدائق حنفیہ: ص ۴۵۴ خواجہ حیدر حرفی

Marfat.com

پیش کیا جائے گا جبکہ آئندہ اوراق میں ابوالحسن صغیر کا۔

آپ کا نام محمد بن عبدالہادی سندھی ٹھٹھوی، مدنی اور کنیت ابوالحسن ہے۔ آپ سندھ کے مردم خیز شہر ٹھٹھہ میں پیدا ہوئے۔ جیسے سندھ میں دیبل، منصورہ اور قندھار کی طرح علمی اعتبار سے ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔

ابتدائی تعلیم ٹھٹھہ میں موجود مشائخ سے حاصل کی اور پھر حصول علم کے لیے حجاز کا سفر کیا اور وہیں قیام فرمایا حرمین میں جن اکابر شیوخ کے آگے آپ نے زانوئے تلمذ طے کیا۔ ان میں برہان الدین ابراہیم بن حسن کردی، محمد بن عبدالرسول مرزنجی عبداللہ بن سالم بصری کے نام شامل ہیں۔

تحصیل علم حدیث کے بعد بھی ابوالحسن نے وطن مراجعت نہ کی۔ بلکہ حرم میں ہی قیام کو ترجیح دی۔ ابتدائی دس سال عزلت نشین رہے۔ بعدازاں مسند درس بچھا دی جس سے طالبان علم کی اتنی تعداد مستفید ہوئی۔ کہ بقول ملا عابد سندھی۔

واخذ عنہم جماعۃ لا یحصون کہ ان سے اتنی بڑی جماعت نے استفادہ کیا ان کو صحیح تعداد میں بیان کرنا ممکن نہیں۔ تلامذہ کی اس جماعت میں سب سے نمایاں و ممتاز مقام پانے والے محمد حیات سندھی ہیں۔

علامہ ابوالحسن علوم عقلیہ و نقلیہ میں دسترس اور علم تفسیر، حدیث اور فقہ میں گہرائی و گیرائی رکھتے تھے۔ زہد و تقویٰ میں آپ بلند مقام رکھتے۔

آپ کی جلالت علمی، زہد و تقویٰ اور علم و فقہ کو تمام کبار علماء نے تسلیم کیا ہے۔ علامہ مرادی نے سلک الدرر میں جبرتی نے عجائب الآثار میں شیخ حسن تمیمی یمانی الحنبلی نے اور علامہ محمد عابد سندھی نے الدرر میں آپ کے علم و تفقہ اور زہد و تقویٰ کو تسلیم کیا ہے۔

علم اور زہد و تقویٰ کا یہ چراغ ۱۱۲۶ھ تک روشن رہا اور علم کی روشنی پھیلاتا رہا۔ مدینہ منورہ میں آپ کا انتقال باختلاف روایات ۱۱۲۶ھ (۲۰۰۳ء) یا ۱۱۴۱ھ (۲۰۸۰ء) یا ۱۱۲۶ھ (۲۰۹ء) یا ۱۱۲۹ھ (۲۱۰ء)

۱۰۰۔ عبدالحی نزہۃ الخواطر: ج ۶، ص ۶ (۲۷۸) ملا عابد سندھی، درج الدرر ۲۷۹ اس کے قابل ملاحیات صاحب مفہرس الفہارس عبدالحی کتانی اور مانع الجنی ہیں (۲۸۰) مرادی سلک الدرر: تفصیلات کیلئے دیکھیے۔ نعمانی، عبدالرشید امام ابوالحسن کہ سندھی الولی، اکتوبر نومبر ۷۶ء

میں ہوا۔ نماز جنازہ میں کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔

تالیفات: آپ کی تالیفات میں غالب حصہ علم حدیث کا ہے۔

آپ نے صحاح ستہ پر حواشی قلمبند کیے جن میں سے حاشیہ مسلم نہایت مختصر ہے۔ ملتان سے [illegible] آپ کا یہ حاشیہ علامہ جلال الدین سیوطی کے حاشیہ مصباح الزجاجہ سے زیادہ جامع ہے۔ اس میں ضبطِ الفاظ حل غرائب اور بیان اعراب کا زیادہ اہتمام کیا گیا ہے۔ (۲۸۱)

سنن ابی داؤد کا حاشیہ مستقلاً شائع نہیں ہوا۔ اس کا مخطوطہ کتب خانہ پیر جھنڈا میں محفوظ ہے۔

صحاح ستہ کے علاوہ مسند امام احمد پر بھی حاشیہ مرتب کیا جس کا مخطوطہ اب نایاب ہے، شرح نخبۃ الفکر پر آپ نے حاشیہ لکھا۔

علم حدیث کے علاوہ جو تعلیقات، تالیفات اور حواشی مرتب کیے، وہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ تفسیر بیضاوی پر حاشیہ۔
۲۔ جلالین پر حاشیہ۔
۳۔ تفسیر لطیف۔
۴۔ فتح القدیر شرح ہدایہ پر حاشیہ۔
۵۔ امام نووی کی کتاب الاذکار پر حاشیہ۔
۶۔ ملا علی قاری کی الزاہد ادین پر حاشیہ
۷۔ ابن قاسم کی شرح جمع الجوامع پر حاشیہ۔
۸۔ الفیوضات النبویہ فی حل المغازی البرکویہ۔

صحاح ستہ پر حواشی

صحاح ستہ پر آپ کے حواشی اختصار و جامعیت کے ساتھ مرتب کیے گئے ہیں۔ صحیح بخاری صحیح مسلم ابن ماجہ کے علاوہ سنن نسائی پر آپ کے حواشی دستیاب ہو سکے ہیں ان کا ایک مختصر تعارفی

(۲۸۱) محمد ضمیر گنگوہی، مولانا، ظفر المصلین باحوال المصنفین کراچی، میر محمد ص ۱۴۴

جائزہ پیش جائے گا۔

صحیح بخاری

مؤلف: بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل۔

محشی علامہ ابو الحسن سندھی۔

۱۹۷۸ء: بیروت، دار المعرفۃ۔

جلدیں چار۔

جلد اول از باب کیف کان بدء الوحی۔ ابواب الاعتکاف، صفحات ۲۴۸

جلد ثانی۔ کتاب البیوع تا۔ باب ہجرۃ النبی و اصحابہ الی المدینہ صفحات ۲۴۲

جلد ثالث۔ کتاب المغازی تا باب من شرب القدح النبی و کتاب الاشربہ، صفحات ۳۳۰

جلد رابع۔ کتاب الرقاق تا: آخر تمام کتاب۔ صفحات ۳۱۱

اسلوب: ابتدائی حاشیہ میں علامہ نے امام بخاریؒ کے تراجم ابواب کی غرابت شان پر مختصر مگر جامع کلام کیا ہے کہ امامؒ کے تراجم الابواب کی دو نوعیتیں ہیں۔ یا تو ترجمۃ الباب، تخریج کردہ حدیث کی دلیل ہوتا ہے یا مترجم الحدیث کی تشریح و وضاحت ہوتا ہے۔ اس بحث کے بعد اپنے حاشیہ کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"وسیجیئ لک فی ھذا التعلیق اللطیف حل مواضع یحتاج الی فضل تدقیق فی فھم معنی الترجمۃ او فی تطبیق بھا۔ (۲۸۲)

"اور تمہارے لیے اس تعلیق لطیف میں ایسے مقامات کی وضاحت آئے گی جو زیادہ دقت طلب ہیں ترجمۃ الباب کے معنیٰ کو سمجھنے میں یا حدیث کے ساتھ اس کی مطابقت میں

علامہ کے نزدیک اس نکتہ لطیف حاشیہ کا مطالعہ ہے [illegible] تراجم ابواب کی وضاحت اور تطبیق احادیث پر کلام بقاری کے لیے زیادہ استفادہ [illegible] لکھی جانے والی دوسری شروح کا بغائر نظر مطالعہ کرکے اس بات کا [illegible] ہو جائے کہ کن کن مقامات پر شارحین ترجمۃ الباب کا [illegible]

(۲۸۲) بخاری، محمد بن اسمٰعیل، الجامع الصحیح مع حاشیۃ السندی (۱)، ۱۹۷۸ء، بیروت، دار المعرفۃ۔

Marfat.com

ہیں جہاں شارحین ترجمۃ الباب سے حدیث کی مطابقت کی تلاش میں سرگرداں وحیران ہیں۔
ترجمۃ الباب کی وضاحت کے بعد متن حدیث کی تشریح وتوضیح اس انداز سے بیان کی گئی ہے کہ ترجمۃ الباب سے اس کی مطابقت و مناسبت خود بخود قاری کے ذہن میں آجاتی ہے۔ یہی اسلوب تا انتہائے کتاب قاری کو نظر آئے گا۔

کتاب الجامع الصحیح۔
مؤلف : مسلم بن الحجاج القشیری۔
محشی : علامہ ابوالحسن سندھی۔
جلدیں : دو۔
کراچی : المطابع نور محمد۔

صحیح مسلم پر علامہ کی تالیف کردہ یہ تعلیق بخاری سے زیادہ مختصر لیکن اس اختصار کے باوجود جامعیت کی خصوصیت اپنے مقام پر مسلم ہے۔
اس مختصر حاشیہ میں عموماً الفاظِ حدیث کے معانی، مفاہیم اور توضیحات کو بیان کیا گیا ہے اور اکثر مقامات پر ان کا بزبانِ فارسی ترجمہ بھی کیا گیا ہے۔ بعض مواقع پر کسی راوی کے متعلق ائمہ اسماء الرجال کی جرح وتعدیل بھی اختصار کے ساتھ نقل کر دی ہے۔ مسائل فقہیہ کے استنباطات کے بیان اور فقہاء کرام کی آراء کو نقل کرنے سے گریز کیا گیا ہے۔
علامہ سندھی کے اس حاشیہ کو بآسانی اردو میں منتقل کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ علم حدیث کی ایک عظیم خدمت ہوگی۔

تعارف سنن نسائی :

احمد ابو عبدالرحمن بن شعیب بن علی النسائی کی کتاب "السنن الکبریٰ" صحاح ستہ جنہیں حدیث میں اساسی و بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ میں پانچویں نمبر پر شمار کی جاتی ہے۔ آپ کی کتاب کی کچھ منفرد و نمایاں خصوصیات ہیں
۱۔ فاضل مؤلف نے رجال کے معاملہ میں ایک ہی بنیادی شرط عائد کی ہے کہ ہر اس راوی کی

روایت قابل قبول ہے کہ جس کے ترک پر ائمہ اسماء الرجال کا اجماع و اتفاق نہیں ہے۔ کیونکہ ہر فن کی طرح اسماء الرجال میں بھی کچھ سخت متشدد اور بعض متوسط ہوتے۔ چنانچہ اگر کوئی ایسا راوی ہے کہ جس پر متشددین نے حکم ضعیف کا حکم لگایا ہو لیکن متوسطین اس کی تعدیل کرتے ہوں، ایسے راویوں کی روایت امام کے نزدیک قابل قبول ہوتی

امام کی اس شرط کی بنا پر یہ کتاب اس صفت کے ساتھ مصنف شمار کی جاتی ہے۔ کہ سنن میں یہ "الیف ضعفاء مجروحین کے اعتبار سے سب سے کم تر اور صحت کے سب سے زیادہ قریب شمار کی جاتی ہے۔

صحت روایات کی اعتبار سے یہ کتاب سنن ابی داؤد اور سنن ترمذی کے قریب تر ہیں اور سنن ابن ماجہ سے فوقیت حاصل کیے ہوئے ہے۔

محمد بن معاویہ الاحمر امام نسائی سے نقل کرتے ہیں کہ سنن نسائی کی پندرہ احادیث کے سوا باقی تمام صحیح ہیں۔ (۲۱۲)

جامع ترمذی۔

مؤلف۔ ترمذی۔

شرح از علامہ ابوطیب سندھی۔

۱۳۱۱ھ کانپور۔ مطبع نظامی

علامہ ابوالحسن سندھی کی شرح ترمذی مجموعہ شروح اربعہ کے نام سے مراق احمد کی فاروقی شرح، قوت المغتذی علی جامع الترمذی، اور عارضۃ الاحوذی فی شرح الترمذی کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔ اسلوب کتاب یہ ہے کہ الفاظ ترجمۃ الباب یا متن حدیث نقل کرنے کے بعد اولاً مراق احمد کی فارسی شرح پھر ابوطیب سندھی کی عربی شرح، حاشیہ میں عارضۃ الاحوذی اور قوت المغتذی سے لی گئی ہے

علامہ ابوطیب حدیث کی تشریح کے ضمن میں مسائل مستنبطہ یا اختلاف فقہاء کے بیان حدیث کے مختلف طرق اور فرق الفاظ کو بیان کرتے ہیں۔ اسی طرح ہر روایت کے مختلف راوی

(۲۱۲) ابوالحسن سندھی، مقدمہ سنن النسائی۔ ص ۲ تا ۵۔

Marfat.com

اور ان سے منقول مختلف الفاظ بیک نظر سامنے آجاتے ہیں صحاح ستہ کی بقیہ پانچ کتب میں جہاں کہیں روایت نقل ہوتی ہے اس کا بھی حوالہ دیا جاتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے۔ اس شرح کو علیحدہ شائع کیا جائے۔ اور دیگر کتب کے جہاں حوالہ دیئے گئے ہیں۔ جدید اسلوب کے مطابق کتابیاتی معلومات فراہم کی جائے۔ اور ابواب و بحوث کا حوالہ دیا جائے۔ (۲۸۴)

باب سنن میں لکھی جانے والی کتب میں یہ کتاب ایک منفرد و امتیازی مقام رکھتی ہے، حسن ترتیب اور جدت تالیف اس کی خصوصیات ہیں باوجود یہ کہ سنن نسائی صحاح ستہ میں سے ہے لیکن ائمہ محدثین کی توجہ اس کی شروح و تعلیقات کی طرف۔ دوسری کتب حدیث کے مقابلہ میں کم رہی۔ چھ صدیاں گذرنے کے بعد جلال الدین سیوطیؒ نے اس پر تعلیق لکھی جس کا نام زہر الربی علی المجتبیٰ ہے۔

دوسری تعلیق ابوالحسن سندھی کی ہے جو سیوطی کی تعلیق سے زیادہ مفصل ہے۔ (۲۸۵)

نام کتاب : سنن نسائی :

مؤلف : احمد ابو عبدالرحمٰن النسائی۔

محشی : ابوالحسن سندھی۔

مطبوعہ : بیروت دار الاحیاء التراث العربی۔

سنہ طباعت : درج نہیں۔

جلدیں ۸ عدد کتاب الموامیت

جلد اول : از ابتداء۔ تا : کیف یقضی الفائت من الصلوٰۃ صفحات : ۲۹۹

جلد ثانی : از کتاب الأذان۔ تا : کیف التشہد الاول (کتاب الافتتاح صفحات : ۲۴۴

جلد ثالث : از کتاب السہو تا : باب متی یقضی من نام عن جزبہ من اللیل صفحات : ۲۶۶

جلد رابع : از کتاب الجنائز تا : کیف یصوم ثلاثۃ ایام من کل شہر (کتاب الصیام) (کتاب قیام اللیل وتطوع النہار ص ۲۲۵

جلد خامس : از کتاب الزکوٰۃ تا : باب ما یحل للمحرم بالحج رمی الجمار (کتاب مناسک الحج) صفحات : ۲۷۷

جلد سادس : از کتاب الجہاد تا : عطیۃ المرۃ بغیر اذن زوجہا (کتاب العمری صفحات : ۲۸۰

---

(۲۸۴) ابوالطیب : مجموعہ شروح اربعہ کانپور مطبع نظامی ۲۹۹ صفحہ (۲۸۵) محمد حنیف گنگوہی : ظفر المصلین : ص ۱۵۸

جلد سابع از کتاب الایمان والنذور تا: الرجل یبیع السلعة فیستحقها مستحق (کتاب البیوع) صفحات: ۲۲۱

جلد ثامن از کتاب القسامة تا: ذکر الاشربة المباحة (کتاب الأشربة) صفحات: ۱۲۹

حاشیہ میں علامہ سندھی کی خصوصیت یہ ہے کہ باوجودیکہ سیوطی اور علامہ موصوف کا حاشیہ ایک ہی نسخہ میں مطبوع ہے لیکن مباحث میں تکرار نہیں پایا جاتا ہے۔ علامہ صرف انہی مسائل پر بحث کرتے ہیں جن پر سیوطی نے قلم نہیں اٹھایا یہی وجہ ہے کہ علامہ کے حاشیہ میں سند اور مسائل فقہیہ پر بحث نہیں ملے گی البتہ حدیث کے الفاظ کی لغوی وضاحت و تشریح، اعراب و حرکات کا بیان اور اختلاف روایات کی صورت میں تطبیق، یہ علامہ سندھی کے حاشیہ کی امتیازی خصوصیات ہیں حدیث کی تشریح و وضاحت کے علاوہ ترجمۃ الباب میں اگر کوئی وضاحت طلب امر ہو تو اس کی توضیح بھی پیش کرتے ہیں۔

تعارف سنن ابن ماجہ

ابو عبداللہ محمد بن یزید جو ابن ماجہ کے نام سے مشہور ہیں۔ قزوین جو عراق کا ایک شہر ہے۔ کے رہنے والے ہیں آپ کی وفات ۲۷۳ھ یا ۲۷۵ھ میں ہوئی۔ آپ کی کتاب سنن ارلعہ میں چوتھی اور صحاح ستہ میں چھٹی کتاب شمار کی جاتی ہے ائمہ اسماء الرجال کے نزدیک سنن ابن ماجہ کے اکثر رجال ثقہ و عدل ہیں اور آپ اس کتاب کو ان حضرات نے اہل علم کے لیے عموماً اور فقہائے محدثین کے لیے خصوصاً نافع و مفید تسلیم کیا ہے۔ (۲۱۶)

امام ابن ماجہ نے اپنی کتاب کی تکمیل کے بعد جب اسے حافظ ابو زرعہ رازی کے سامنے پیش کیا تو ابو زرعہ نے اس کی صحت کی گواہی دی اور فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ کتاب لوگوں کے ہاتھوں میں آگئی تو (حدیث کی موجودہ) تصنیفات یا ان میں سے اکثر کو معطل ہو کر رہ جائیں گی۔ (۲۱۷)

حسن ترتیب، اختصار اور احادیث کا تکرار نہ ہونے میں یہ کتاب اپنی مثال آپ ہے۔

اس کتاب میں بتیس (۳۲) کتابیں، ایک ہزار پانچسو (۱۵۰۰) باب، اور کل چار ہزار حدیثیں ہیں۔ ان حدیثوں

---

(۲۱۶) کتانی، محمد بن جعفر: الرسالة المستطرفة: کراچی، نور محمد، ص ۱۲ (۲۱۷) عبدالعزیز دہلوی، شاہ بستان المحدثین اردو ترجمہ عبدالسمیع، مولانا، کراچی، میر محمد: ص ۱۹۰

Marfat.com

جن کی سندوں میں خلل ہے یا وہ روایات شدید النکارہ ہیں، تیس (۳۰) سے زائد نہ ہوں گی۔ شاہ محمد اسحٰق کے نزدیک آپ کی وفات ۲۲ رمضان المبارک ۲۷۳ھ کو پیر کے روز ہوا۔ (۲۸۸)

حاشیہ سنن ابن ماجہ

نام کتاب : سنن المصطفیٰ

مؤلف : ابن ماجہ محمد بن یزید ابی عبداللہ القزوینی۔

مصر : مطبع تازیہ۔ س ن : اشاعتِ اول

دو جلدیں :

جلد اول از کتاب اتباع السنۃ تا باب من خلط فی نذرہ طباعۃ لمعصیۃ صفحات : ۶۵۵

جلد ثانی: از ابواب التجارۃ تا باب صفۃ الجنۃ۔ صفحات ۵۹۸

مصر کے اس مطبوعہ نسخہ میں صفحہ کے بالائی حصہ پر متنِ حدیث اور زیریں حصہ پر علامہ سندھی کا حاشیہ مطبوع ہے۔

علامہ پہلے ترجمۃ الباب کی وضاحت کرتے ہیں۔ اسی کی تائید و توثیق میں آیاتِ قرآنیہ لاتے ہیں اور پھر متنِ حدیث پر کلام کرتے ہیں۔ متنِ حدیث پر کلام کرنے میں ترتیب عموماً حسب ذیل ہوتی ہے۔

۱۔ الفاظِ حدیث کی تشریح و وضاحت۔

۲۔ مسائل مستنبطہ کا بیان۔

۳۔ صراحۃ النص اور دلالۃ النص سے مستفاد معانی و مفاہیم۔

۴۔ حدیث کی حیثیت ضعیف ہے یا صحیح۔

۵۔ بعض مقامات پر کسی راوی کے بارہ میں ائمہ اسماء الرجال کے اقوال بھی نقل کیے جاتے ہیں۔

۶۔ ائمہ فقہاء کے اختلاف کی صورت میں امام ابوحنیفہؒ کے قول کو ترجیح دیتے ہیں۔

۷۔ کسی روایت میں اگر کوئی لفظ راوی کا مدرج ہو تو اس کی صراحت علامہ سندھی کرتے ہیں (۲۸۹)

---

(۲۸۸) ایضاً س ۱۹۱ (۲۸۹) ابن ماجہ، محمد بن یزید ابی عبداللہ القزوینی۔ سنن المصطفیٰ بحاشیہ علامہ ابوالحسن سندھی مصر، مطبع تازیہ س ن : اشاعت اول۔ سنن نسائی کی دوسری اشاعت بیروت، دار احیاء التراث العربی سے شائع ہوئی ہے یہ ۸ اجزاء اور چار جلدوں پر مشتمل ہے اس اشاعت میں علامہ سندھی کے ساتھ سیوطی کا حاشیہ بھی موجود ہے۔

Marfat.com

۲۰۸: شیخ محمد افضل سیالکوٹی۔ م ۱۱۴۶ھ/ ۱۷۳۳ء

آپ علم حدیث کے ماہرین میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ نے علم حدیث عبدالاحد بن محمد سعید سرہندی سے حاصل کیا اور پھر حجاز کا سفر کیا جہاں شیخ سالم بن عبداللہ کی صحبت خیر و منافع کثیر حاصل کیے۔ وطن مراجعت کے بعد دہلی میں سکونت اختیار کرلی اور غازی الدین خان کے مدرسہ میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔

شاہ ولی اللہ، شیخ جانجاناں علوی اور شیخ گدا علی جیسے کبار محدثین و علماء آپ کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔

درس و تدریس کے علاوہ نقد و کتب سے اہل علم کی خدمت کیا کرتے تھے، ایک مرتبہ آپ کو پندرہ ہزار درہم ملے آپ نے تمام کی کتب خرید کر اہل علم کے لیے وقف کر دیں۔

آپ کی وفات ۱۱۴۶ھ/ ۱۷۳۳ء میں ہوئی۔ (۲۹۰)

۲۰۹: شیخ محمد قائم سندھی۔ م ۱۱۵۷ھ/ ۱۷۴۴ء

شیخ محمد قائم کا تعلق ٹھٹھہ سے ہے، شیخ رحمت اللہ سندھی کے تلمیذ ہیں۔ آپ دوسری مرتبہ حجاز گئے وہیں سکونت اختیار کرلی۔ درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا اور ۱۱۵۷ھ/ ۱۷۴۴ء میں حجاز ہی میں وفات پاگئے۔ (۲۹۱)

علامہ محمد معین ٹھٹھوی۔ م ۱۱۶۱ھ/ ۱۷۴۸ء

مخدوم محمد معین ابن مخدوم محمد امین ابن مخدوم طالب اللہ ٹھٹھہ میں پیدا ہوئے۔ اپنے زمانہ کے ممتاز محدث مخدوم عنایت اللہ ٹھٹھوی اور شاہ ولی اللہ سے شرف تلمذ حاصل کیا، مفتی عبدالقادر صدیقی مکی سے اجازت حدیث حاصل کی۔ دہلی سے سند فراغت کے بعد آپ نے ابوالقاسم نقشبندی اور سید عبداللطیف سے کسب فیض کیا۔ اور ان حضرات سے علمی و روحانی استفادہ کیا۔ آپ اپنے زمانہ کے عدیم النظیر محدث، متکلم، ادیب اور شاعر تھے۔ ائمہ اربعہ میں سے کسی متعین امام کی تقلید کے قائل نہ تھے۔

---

(۲۹۰) عبدالحئی: نزھۃ الخواطر: ج ۶: ص ۲۸۰ (۲۹۱) ایضاً ــــــ ص ۳۴۵

Marfat.com

آپ نے معرکۃ الآراء کتاب "دارالسلام اللبیب فی اسوۃ الحسنۃ بالحبیب۔" مرتب کی جس کے باب اول میں فقہاء و مجتہدین کے اقوال و مسالک کا حدیث کی روشنی میں جائزہ لیا گیا ہے۔

علاوہ ازیں آپ نے علم تصوف میں کچھ رسائل مرتب کیے جن میں "طریقۃ العون فی حقیقۃ الکون" فارسی رسالہ سب سے زیادہ معروف ہے۔ ۱۱۶۱ھ/۱۷۴۸ء میں آپ نے وفات پائی۔ (۲۹۲)

۲۱۰: شیخ ابوطیب سندھی متوفی بارہویں صدی ہجری:

ابوطیب محمد بن عبدالقادر سندھی۔ مدنی، ان علمائے محدثین میں سے ہیں جن کی ولادت و پرورش سندھ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد حصولِ علم کے لیے حجاز کا سفر کیا۔ وہاں حسن بن علی العجیمی، طاہر بن ابراہیم بن الحسن کورانی، اور محمد سعید کوکنی سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ حصولِ علم کے بعد آپ نے مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کرلی۔ تدریس سے منسلک اور تالیف میں منہمک ہوگئے۔ شیخ عبدالرحمٰن بن عبدالکریم انصاری۔ شیخ عبداللہ بن ابراہیم بری۔ شیخ محمد بن علی شروانی اور شیخ یوسف بن عبدالکریم کے علاوہ خلق کثیر نے آپ سے استفادہ کیا۔

آپ کی تاریخ وفات کا صحیح علم نہیں ہوسکا۔ البتہ آپ کے مشائخ سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ آپ شیخ ابوالحسن سندھی کے ہم عصر علماء میں سے ہیں اور ان کے حجاز جانے کے کچھ مدت بعد حجاز گئے۔ کیونکہ شیخ ابوالحسن کے استاذ ابراہیم بن الحسن کورانی تھے جبکہ ابوطیب کے استاد ابراہیم کے فرزند ارشد طاہر بن ابراہیم ہیں۔ (۲۹۳)

درس و تدریس کے علاوہ آپ نے تصنیف و تالیف کے ذریعہ بھی علم حدیث کی خدمت کی جامع ترمذی کی عربی میں ایک شرح مرتب کی جو شروح ترمذی میں نمایاں مقام رکھتی ہے۔ مطبع نظامی، دہلی نے اسے شروح اربع کے ساتھ شائع کیا تھا۔ (۲۹۴)

---

(۲۹۲) ایضاً ـــــــ ص ۳۵۱: الرحیم: اگست ۱۹۶۳ء: ص ۲۹ (۲۹۳) ایضاً ـــــــ ص ۱۴

محمد اسحٰق۔ علم حدیث میں پاک و ہند: ص ۲۸۲ (۲۹۴) حوالا بالا

۲۱۱۔ شیخ محمد حیات سندھی۔ سنہ ۱۱۶۳ھ / ۱۷۴۹ء

علامہ ابوالحسن کبیر نے جو مسند درس مدینہ منورہ میں بچھائی تھی۔ اس کو جاری رکھنے کی سعادت علامہ کے تلامذہ میں شیخ محمد حیات سندھی کے حصہ میں آئی۔

محمد حیات بن ابراہیم سندھی جو قبیلہ چاچڑ سے تعلق رکھتے تھے کی پیدائش مدینہ منورہ میں اور نشو و نما سندھ میں ہوئی۔ محمد معین ٹھٹھوی سے ابتدائی علوم حاصل کرنے کے بعد علم حدیث کے حصول کی غرض سے آپ حرمین گئے اور مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کر لی۔ شیخ ابوالحسن کبیر، شیخ عبداللہ بن سالم البصری، شیخ ابوطاہر محمد بن ابراہیم کردی۔ اور شیخ حسن بن علی العجیمی سے علم حدیث میں استفادہ کیا جحصول علم کے بعد مدینہ منورہ میں شیخ ابوالحسن کبیر کی جگہ درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔

شیخ ابوالحسن صغیر، احمد بن عبدالرحمٰن سندھی، محمد سعید صقر، شیخ عبدالقادر خلیل کوک، شیخ عبدالقادر بن احمد بن عبدالقادر، شیخ عبدالکریم بن عبدالرحیم، شیخ علی بن صادق داغستان، سید علی بن ابراہیم بن جمعہ شیخ عبدالکریم بن احمد شرابانی، محمد بن عبداللہ خلیفتی، شیخ علیم اللہ بن عبدالرشید لاہوری، شیخ خیرالدین بن محمد زاہد سورتی، شیخ محمد فاخر بن محمد یحییٰ عباسی الہ آبادی، شیخ غلام علی بن نوح واسطی بلگرامی کے علاوہ ۲۵ سال تک، اہل علم کی ایک کثیر تعداد آپ سے مستفید ہوتی رہی۔

۲۲ صفر بروز بدھ سنہ ۱۱۶۳ھ / ۱۷۴۹ء کو مدینہ منورہ میں آپ کی وفات ہوئی اور جنت البقیع میں دفن کیے گئے

تالیفات: رسالۃ فی ابطال الضرائح۔ رسالہ فی النھی عن عشق صور المرد والنسوان الایقاف علی اسباب الاختلاف۔ سنت و حدیث کی حجیت اور واجب العمل کے ثبوت میں ایک رسالہ مرتب کیا جس کا نام: تحفۃ الامام فی العمل بحدیث النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔

۲۱۲۔ مولانا عبدالولی کشمیری۔ م سنہ ۱۱۷۱ھ / ۱۷۵۷ء

آپ طرخان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم وطن مالوف میں حاصل کرنے کے بعد حجاز چلے گئے۔ ابوالحسن کبیر سے علم حدیث میں استفادہ کیا۔ حصول علم کے بعد ہندآکر درس حدیث شروع کیا۔ شیخ قوام الدین

(۲۹۵)۔ عبدالحی: نزھۃ الخواطر: ج ۶: ص ۲۰۱: الزام جولائی ۱۹۶۲ء: سرزمین سندھ میں علم حدیث

Marfat.com

محمد کشمیری کے علاوہ خلق کثیر نے آپ سے استفادہ کیا۔ ۱۱۷۱ھ/۱۷۵۷ء میں آپ کی وفات ہوئی۔ (۲۹۶)
ایک روایت کے مطابق آپ کو شہید کیا گیا۔ (۲۹۷)

۲۱۳: مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھائی م ۱۱۷۴ھ

مخدوم محمد ہاشم بن عبدالغفور بن عبدالرحمٰن ٹھٹھوی ۱۱۰۴ھ/۱۶۹۲ء میں ہٹورہ ضلع ٹھٹھہ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اپنے والد مخدوم عبدالغفور سے حاصل کی اس کے بعد ٹھٹھہ جاکر وہاں کے مشہور عالم مخدوم ضیاءالدین ٹھٹھوی کی خدمت میں حدیث وفقہ ودیگر علوم وفنون کی تکمیل کی۔ بعدہٗ حرمین شریفین جاکر مقامات مقدسہ کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور مکہ شریف کے مشہور علماء اور محدثین مثلاً شیخ عبدالقادر صدیقی۔ شیخ عبد بن علی مصری، شیخ محمد ابی طاہر مدنی اور شیخ علی بن عبدالملک دراوی سے حدیث کی سند حاصل کی۔ طریقت کا خرقہ سید سعداللہ سورتی سے پہنا جو اپنے وقت کے مرشد کامل تھے۔

آپ نے تین سو سے زائد کتابیں تفسیر، حدیث، فقہ، تجوید، حساب، فلسفہ وغیرہ علوم وفنون پر عربی فارسی اور سندھی میں لکھی ہیں۔ جس میں اکثر ضائع ہو چکی ہیں جو موجود ہیں وہ آپ کی جلالت شان اور تبحر علمی پر دلالت کرتی ہیں۔ آپ کی تصانیف میں سے حیاۃ القاری باطراف البخاری، فرائض الاسلام تحفۃ القاری۔ مجمع القاری۔ ایسی کتابیں ہیں جن کی نظیر شاید ہی کہیں مل سکے۔ آپ کا ایک ثبت بنام اتحاف الاکابر اور اس کا ذیل موجود ہے۔

مخدوم ابوالحسن صغیر ٹھٹوی ثم مدنی، حاجی فیض اللہ علوی شکارپوری، مخدوم عبداللطیف بن مخدوم محمد ہاشم جیسے نامور علماء آپ کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔

مخدوم ہاشم کی رحلت ۱۱۷۴ھ/۱۷۶۰ء میں ہوئی ٹھٹھہ شہر میں مدفون ہیں۔ (۲۹۸)

پانچواں دور گیارہویں صدی ہجری/سترہویں صدی عیسوی مکمل اور بارہویں صدی ہجری/اٹھارویں صدی عیسوی کے تین چوتھائی پر مشتمل ہے۔

اس دور کے محدثین کے تذکرہ میں اس بات کا اہتمام کیا گیا ہے کہ حصہ پاکستان میں ہونے والی

---

(۲۹۷) رحمٰن علی: تذکرہ: ص ۲۳۲۔

Marfat.com

خدماتِ حدیث کا تذکرہ علیحدہ اور تفصیل سے کیا جائے اور برصغیر کے دوسرے حصّہ کی خدمات کو اختصار کے ساتھ بیان کیا جائے۔

اس دور کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ ایک جانب اس دور میں اکبر جیسا بادشاہ موجود تھا کہ جس نے اتحاد، اتفاق، رواداری اور بھائی چارہ کے پردہ میں اسلام اور ادیانِ باطلہ کو ملا کر ایک دین اکبری تشکیل دیا اور اس کا نام "دین الٰہی" رکھا۔ شیخ احمد سرہندی نے اس فتنہ کا مقابلہ کیا اور تجدید دین کے فریضہ کو حسن و خوبی انجام دیکر امت سے "مجدد الف ثانی" کا لقب حاصل کیا۔ ان کی ان خدمات کے اثرات نے جہاں عوام کے ذہنوں کو دین اکبری کی پراگندگیوں سے پاک کیا، وہاں اہل علم میں علم کی ایک تحریک زندہ و اجاگر کی۔

چنانچہ گیارہویں صدی میں سرہند سے تعلق رکھنے والے محدثین کی کثیر تعداد نظر آتی ہے۔ سرہند سے منسلک محدثین کا یہ سلسلہ مجدد الف ثانی کے استاد مولانا عبدالرحمن محدث سے شروع ہوتا ہے اور مجدد الف ثانی، شیخ محمد سعید سرہندی، شیخ معصوم بن احمد سرہندی اور خواجہ سیف الدین سرہندی سے ہوتا ہوتا ہوا۔ بارہویں صدی میں داخل ہوتا ہے۔ بارہویں صدی میں اس کے اثرات شیخ محمد اعظم سرہندی فرخ شاہ سرہندی، شیخ عبدالاحد سرہندی، شیخ قطب الدین سرہندی کی صورت میں نظر آتے ہیں۔ سرہند کے علاوہ اس دور میں گجرات کے محدثین نمایاں تعداد میں نظر آتے ہیں۔

حصہ پاکستان میں سندھ سے تعلق رکھنے والے تمام محدثین ماسوائے طاہر بن یوسف، عیسیٰ بن تمّام سندھی، قاضی نصیر الدین برہانپوری اور علامہ محمد معین ٹھٹھوی حجاز چلے گئے اور وہیں وفات پائی۔ جن میں حمید الدین بن قاضی عبداللہ، شیخ فتح محمد برہانپوری، ابوالحسن کبیر، شیخ محمد قائم سندھی، شیخ ابوالحبیب سندھی، اور شیخ محمد حیات جیسے کبار محدثین شامل ہیں۔

اس دور کی خصوصیات میں سے یہ بھی ایک امتیازی خصوصیت ہے کہ اس دور میں شروح صحاح ستہ پر زور دیا گیا اور بہت سے محدثین اس طرف متوجہ ہوئے

Marfat.com

دَورِ سادس

دورِ سادس

۱۱۷۶ھ / ۱۷۶۲ء تا ۱۲۸۰ھ

۱۴۔ شیخ شاہ ولی اللہ دھلوی م ۱۱۷۶ھ / ۱۷۶۲ء

شاہ ولی اللہ بن عبدالرحیم امام المحدثین والمفسرین، ۱۴ شوال بروز بدھ ۱۱۱۴ھ / ۱۷۰۲ء کو پیدا ہوئے آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔

۲۵ سال کی عمر تک اپنے والد سے علم تفسیر، حدیث اور فقہ کی بنیادی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ ۱۱۴۳ھ / ۱۷۳۰ء کو حرمین چلے گئے۔ دو سال قیام کے دوران مدینہ منورہ میں آپ نے ابوطاہر محمد بن ابراہیم کردی سے استفادہ کیا۔

آپ نے صحیحین وسنن کے علاوہ جامع ترمذی، مؤطا امام مالک مسند دارمی واحمد، الجامع الکبیر للشافعی کا کردی سے سماع کیا۔ اور کردی نے آپکو اجازۂ حدیث دی۔ پھر ۱۱۴۴ھ / ۱۷۳۱ء میں آپ مکہ مکرمہ آگئے وہاں شیخ وفداللہ مکی سے مؤطا امام مالک کا سماع کیا، شیخ تاج الدین قلعی مکی کے درس حدیث میں حاضر ہوئے اور قلعی سے کچھ حصہ صحاح ستہ، مؤطا امام مالک، مسند دارمی اور کتاب الآثار لامام محمد کا سماع کیا۔ قلعی نے بھی آپ کو روایت حدیث کی اجازت دی۔ ۱۱۴۵ھ / ۱۷۳۲ء میں آپ ہند واپس آگئے۔

آپ علم حدیث کے علاوہ تفسیر، اصول تفسیر، علم العقائد، فقہ، اصولِ فقہ، علم تصوف اور زبان وادب عربی وفارسی میں مہارت رکھتے تھے۔

شاہ ولی اللہ کی علم حدیث کی خدمات کو دو بڑے حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے، ایک طرف آپ نے علم حدیث میں کتب وشروح تالیف کیں دوسری جانب درس حدیث کا سلسلہ ایک نئے اسلوب وانداز سے جاری کیا۔ درسِ حدیث کا سلسلہ شاہ ولی اللہ سے قبل کے ہندی محدثین کے تذکروں میں

Marfat.com

ملتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تلامذہ کی ایک کثیر تعداد نے استفادہ کیا، لیکن شاہ ولی اللہ کو یہ فوقیت حاصل ہے کہ ایک جانب ان کے اقارب نے اس علم کو آگے بڑھایا دوسری جانب ان کے تلامذہ نے اس کی ترقی میں بھرپور حصہ لیا۔ اور ایسا سلسلۃ الذھب معرض وجود میں آیا کہ جس میں ہنوز کڑیاں ملتی چلی جارہی ہیں، اور بعضہا فوق بعض محدثین و رجال علم حدیث کی خدمت کرتے چلے آرہے ہیں۔

شاہ ولی اللہ کے بعد علم حدیث کی قلیل ذکر کوئی ندرت اگر ہند میں نظر آتی ہے تو وہ براہ راست یا بالوسائط شاہ ولی اللہ سے ہی منسوب نظر آتی ہے۔

شاہ ولی اللہ کے وہ بلا واسطہ تلمیذ جنہوں نے اس سلسلہ کی ترقی و ترویج میں بنیادی و اساسی کردار ادا کیا، شاہ عبدالعزیز دھلوی ہیں

شاہ عبدالعزیز کے تلمیذ شاہ محمد اسحٰق دہلوی ہیں

شاہ محمد اسحٰق کے تلامذہ میں دو قسم کے محدثین پائے جاتے ہیں۔ ایک وہ جو اپنے آپ کو "اہل حدیث" کا نام دیتے ہیں۔ اور تقلید ائمہ کے قائل نہیں۔

شاہ محمد اسحٰق کے بعد ان محدثین کا سلسلہ میاں سید نذیر حسین دھلوی سے شروع ہوتا ہے۔ جبکہ دوسرا طبقہ ان محدثین پر مشتمل جو اپنے آپ کو "حنفی" کہتے ہیں اور امام ابوحنیفہ کی تقلید کے قائل ہیں۔ یہ سلسلہ سند شاہ عبدالغنی سے شروع ہوتا ہے۔ اس طرح محدثین کے دو سلاسل شاہ ولی اللہ کے بعد شروع ہوتے ہیں۔ ان سلاسل کی بنا پر برصغیر میں علم حدیث کی خدمات میں ایک انقلاب رونما ہوتا ہے اور یہ اس انقلاب کا پہلا سنگ میل ثابت ہوتا ہے جو آئندہ صدی میں رونما ہوا۔ شاہ ولی اللہ سے قبل تک برصغیر علم حدیث کے معاملہ میں خود کفیل نہ تھا بلکہ شائقان و طالبان علم حدیث کو اپنی تشنہ تکمیل تمنا کو پورا کرنے اور اپنے خواب کو شرمندۂ تعبیر کرنے کے لیے دمشق، عراق اور حجاز کے سفر کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑتی تھیں جس کے بنیادی طور پر دو نتائج برآمد ہوئے جو گزشتہ اوراق میں اشارۃً بیان کیے جاچکے ہیں۔ اولاً ہر طالب علم سفر کی ان مشکلات اور اخراجات برداشت کرنے پر قادر نہ تھا۔ جن کا اس وقت مقابلہ کرنا پڑتا تھا چنانچہ بہت سے حضرات اپنی تشنہ تکمیل تمنا لیے خالق حقیقی سے جا ملتے۔

ثانیاً جو محدثین اسفار علمیہ کرتے تھے۔ بہت کم ایسے ہوتے تھے جو واپس ہند آتے اور درس و تدریس

سلسلہ شروع کرتے۔ اور اگر شروع کرتے تو ان کے کبر سنی اور ضعفِ قوی کی بنا پر اسقدر شائع نہ ہوتا کہ اس سے چند ایسے لوگ مستفید ہو جاتے کہ جو اس سلسلہ کو آگے بڑھاتے۔

لیکن شاہ ولی اللہ کی یہ خوش بختی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے مراجعت ہند کے بعد ایسے تلامذہ عطاء فرمائے کہ جنہوں نے نہ صرف تصنیف و تالیف کے ذریعہ اس سلسلہ کو آگے بڑھایا بلکہ درس و تدریس کے سلاسل قائم کر کے سند شاہ ولی اللہ کو حیاۃ جاودانی دی۔

درس حدیث کے علاوہ شاہ ولی اللہ نے تصنیف و تالیف کے ذریعہ علم حدیث کی جو خدمت کی وہ حسب ذیل ہے۔

"المصفّٰی شرح موطا۔ صرف شرح حدیث پر مشتمل ہے۔ اختلافِ فقہاء کو بیان نہیں کیا گیا۔

المسوّٰی شرح مؤطا۔ بیانِ اختلاف پر مبنی، شرح تراجم ابواب بخاری۔ ابواد النوادر، الاربعین الدہلیتین فی بشرات النبی الامین۔ الارشاد فی مہمات الاسناد، فارسی اسناد پر مشتمل ایک بسیط رسالہ علم حدیث کے علاوہ، علم تفسیر، علم عقائد، فقہ و اصولِ فقہ، معرفت و سلوک زبان و ادب اور سیر و تاریخ پر تالیفات کا ایک ذخیرہ موجود ہے۔

۶۲ سال کی عمر میں ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء میں آپ کی وفات ہوئی۔ (۲۹۹)

۲۱۵: شیخ محمد عاشق پھلتی۔ م ۱۱۸۷ھ/۱۷۷۳ء

محمد عاشق بن عبید اللہ بن محمد صدیقی پھلتی۔ شاہ ولی اللہ کے تلمیذ۔ کبار علماء میں شمار ہوتے ہیں آپ شاہ ولی اللہ کے ماموں زاد بھائی تھے، ان سے آپ نے کسب فیض کیا۔ ۱۱۴۴ھ/۱۷۳۱ء میں آپ نے شاہ ولی اللہ کے ساتھ حرمین کا سفر کیا۔ حج و زیارۃ کے بعد کبار علماء سے کسب فیض کیا جن میں شاہ ولی اللہ کے استاد شیخ ابو طاہر خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

آپ نے ۱۱۸۷ھ میں وفات پائی۔

(۲۹۹) تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو: (الف) عبد الحئی: نزھۃ الخواطر ج ۶: ص ۳۹۸ تا ۴۱۵ (ب) امام خان نوشہروی تراجم علماء حدیث ہند (لاہور: ۱۹۳۸ء) ص ۲۸ تا ۷۲ (ج) برکاتی: محمد احمد حکیم: شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان (لاہور ۱۹۶۷ء) ص ۲۷۔ (د) اختر، احسان الحق: حضرت شاہ ولی اللہ: لاہور سنگ میل۔ ص: ۱۲۱

Marfat.com

تالیفات: معرفت وسلوک میں فارسی کتاب "سبیل الرشاد، القول الجلی فی مناقب الولی شاہ ولی اللہ کی کتاب "دعاء الاعتصام" کی شرح کے علاوہ شاہ ولی اللہ کی المصطفیٰ کی شرح (۳۰۰)

۲۱۶۔ مرزا جانجاناں دہلوی۔ م ۱۱۹۵ھ/۱۷۸۰ء

زاہد شمس الدین حبیب اللہ مرزا جانجاناں علوی جمعہ کے دن ۱۱ رمضان ۱۱۱۱ھ/۱۶۹۹ یا ۱۱۱۳ھ/۱۷۰۱ کو پیدا ہوئے۔ قرآن کریم کی تکمیل اور ابتدائی تعلیم کے بعد محمد افضل سیالکوٹی کی صحبت اختیار کر لی اور ان سے علم حدیث میں کسب فیض کیا

آپ پر تصوف و زہد کا اسقدر غلبہ تھا کہ عام لوگوں کی دعوت قبول کرتے تھے نہ عام لوگوں کی مجالس میں شرکت کرتے۔ حصولِ علم کے بعد آپ نے علم حدیث کا درس دینا شروع کر دیا۔ عمل بالحدیث کی تاکید کیا کرتے تھے۔ آپ کا نظریہ تھا کہ حدیث صحیح منسوخ نہیں ہو سکتی کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم معصوم عن الخطا ہے۔

۱۷ محرم الحرام ۱۱۹۵ھ/۱۷۸۰ء کو بعد مغرب آپ کی وفات ہوئی۔ (۳۰۱)

۲۱۷۔ مولانا فخر الدین دہلوی۔ م ۱۱۹۹ھ/۱۷۸۴ء

فخر الدین بن محب اللہ، شاہ ولی اللہ کے تلمیذ، متعدد علوم کے ماہر تھے۔ آپ کی ولادت اورنگ آباد میں ہوئی، آپ نے حصول علم کے لیے دہلی، اجمیر، پاک پٹن لاہور اور پانی پت کے سفر کیے اور دہلی میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔

۱۱۶۰ھ/۱۷۴۷ء میں آپ نے دہلی میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا جو وفات تک جاری رہا۔ آپ کی وفات ۷ جمادی الثانی ۱۱۹۹ھ/۱۷۸۴ء کو دہلی میں ہوئی۔

تالیفات: نظام العقائد، الرسالۃ المرسیۃ، فخر الحسن۔ (۳۰۲)

۳۰۰۔ عبدالحی نزھۃ الخواطر، ج ۶: ص ۲۲۱

۳۰۱۔ ایضاً ——— ص ۵۰۔

۳۰۲۔ ایضاً ——— ص ۲۱۸

Marfat.com

حصہ پاکستان:

۲۱۸۔ شیخ ابوالحسن ٹھٹھوی۔ م ۱۱۸۷ھ/۱۷۷۳ء

آپ کا نام محمد بن صادق تھا۔ ابوالحسن کنیت تھی۔ اور ابوالحسن کبیر سے امتیاز کی بنا پر ابوالحسن صغیر کے لقب سے معروف ہوئے۔

۱۱۳۵ھ/۱۷۲۲ء میں ٹھٹھہ میں پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی اور پھر حرمین ہجرت کرلی جہاں شیخ محمد حیات سندھی، شیخ شمس بن عقیلہ، سالم بن عبداللہ بصری عطار مکی سے استفادہ کیا۔ شیخ شاکر العقاد حافظ مرتضیٰ زبیدی، امین الدین بن حمید الدین کاکوروی اور شیخ محمد عابد انصاری سندھی جیسے کبار محدثین آپ کے تلامذہ شمار ہوتے ہیں۔

صحیح بخاری سے آپ کو خصوصی تعلق تھا اور اس کی زیر زبر کے ساتھ سے کتابت کیا کرتے تھے۔ ایک نسخہ مکمل ہوجاتا تو دوسرا شروع کردیتے۔ آپ کے ہاتھ کا لکھا ہوا بخاری کا ایک نسخہ امام یمن کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

شیخ محمد حیات کی وفات کے بعد ان کی مسند پہ درسِ حدیث شروع کیا اور یہ سلسلہ وفات تک جاری رہا۔

۱۱۸۷ھ/۱۷۷۳ء میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ (۳۰۳)

تیرہویں صدی ہجری/انسویں صدی تا ۱۲۸۰ھ/۱۸۶۵ء

حصہ ہند:

(۲۱۹) مرتضیٰ بن محمد بلگرامی۔ م ۱۲۰۵ھ/۱۷۹۰ء

مرتضیٰ بن محمد بن قادری بن ضیاء اللہ بلگرام میں ۱۱۴۵ھ/۱۷۳۲ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم وطن

(۳۰۳) الرحیم، اگست ۱۹۶۲ء ص ۲۰۔ سرزمین سندھ میں علم حدیث کی خدمت۔ قسط ۲

مالوف اور سندیلہ میں حاصل کی اور پھر حصولِ علم حدیث کے لیے دہلی کا سفر کیا اور شاہ ولی اللہ سے علم حدیث میں استفادہ کیا۔ پھر سورت میں خیر الدین بن زاہد سورتی سے سماع کیا اور ایک سال وہاں قیام کے بعد حجاز مقدس چلے گئے۔ محمد مقبول اھدال، شیخ عبد الخالق بن ابی بکر مزجاجی اور شیخ محمد بن علاء الدین مزجاجی سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ حجاز کے بعد آپ نے مصر، رشید، دمیاط اسیوط اور الصعید کے اسفار علمیہ کیے اور وہاں موجود علماء و محدثین سے کسبِ فیض کیا۔

اطراف عالم اور علماء وقت سے حصولِ علم کے بعد درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گئے آپ کو علم لغت اور علم حدیث میں خاص مہارت حاصل تھی۔ تالیفات میں دس جلدوں پر مشتمل "تاج العروس شرح القاموس" کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ علاوہ ازیں اتحاف السادۃ المتقین شرح احیاء علوم الدین، ۱۰ جلدیں تکملۃ القاموس، رفع الکلل عن العلل، شرح الحزب الکبیر، انالۃ المنیٰ فی سر الکنیٰ، القول المبتوت فی تحقیق لفظ التابوت حسن المحاضرۃ فی اداب البحث والمناظرہ، کشف الغطاء عن صلوۃ الوسطیٰ الاحتفال بصوم الست من شوال۔ ایضاح المدارک عن نسب العواتک اقرار العین بذکر من نسب الی الحسن والحسین الابتہاج بذکر امر الحاج الفیوضات العلیہ بما فی سورۃ الرحمٰن من اسرار الصیغۃ الالٰہیہ، التعریف بضرورۃ عقد الصحبۃ العقد المتین فی طرق الالباس والتلقین، اتحاف الاصفیا بسلاسل اولیاء، اتحاف نبی الزمان فی حکم قہوۃ الیمن، اتحاف الاخوان فی حکم الدخان، القاعدۃ التعدیہ فی المشاھد النقشبندیہ و دیگر۔

علم حدیث میں۔ شرح حدیث ام زرع تخریج حدیث "شیبتنی ھود" تخریج حدیث نعم الادام الخل۔" المواھب الجلیۃ فیما یتعلق بحدیث المسلسل بالاولیۃ العروس المجلیہ فی طرق حدیث الاولیۃ، رسالۃ فی اصول الحدیث، تالیفات اساسی حیثیت رکھتی ہیں۔

روز ہفتہ ماہ شعبان ۱۲۰۵ھ کو مرض طاعون سے وفات ہوئی۔ (۳۴)

---

(۳۴) عبد الحی: نزھۃ الخواطر، ج ۸، ص ۴۸۴ تا ۴۹۲

۲۲۰: مولانا خیر الدین سورتی۔ م ۱۲۰۶ھ/۱۷۹۱ء

مولانا خیر الدین بن محمد زاہد بن حسن محمد حضرت زبیر بن عبد المطلب کی اولاد میں سے ہیں۔ سورت میں پیدا ہوئے۔ مولانا عبد الغفور، شیخ محمد بن عبد الرزاق حسینی، شیخ نور اللہ اور شیخ نصر اللہ سے ہند میں اور شیخ حیاۃ سندھی سے مدینہ منورہ میں استفادہ کیا۔ مدینہ منورہ سے وطن واپس آگئے اور پچاس سال تک درسِ حدیث دیتے رہے۔ علم سلوک میں تصانیف بھی موجود ہیں۔

۱۰ رجب ۱۲۰۶ھ/۱۷۹۱ء کو سورت میں وفات ہوئی۔ (۳۰۵)

۲۲۱: شیخ صفدر بن حسین اورنگ آبادی۔ م ۱۲۱۲ھ/۱۷۹۷ء

صفدر بن حسین بن صادق اورنگ آبادی اپنے علاقہ و زمانہ کے ممتاز محدثین میں شمار ہوتے ہیں آپ کو ضبط اسناد و متون میں ملکہ حاصل تھا۔ ۱۲۱۲ھ/۱۷۹۷ء حیدر آباد دکن میں تپ کی وفات ہوئی۔ (۳۰۶)

۲۲۲: شیخ نثار علی ظفر آبادی۔ م ۱۲۱۵ھ/۱۸۰۰ء

شیخ نثار علی بن محمد صادق حسینی قطب الدین ابی الغوث کی اولاد اور شاہ ولی اللہ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ الہ آباد میں مولانا برکت اللہ آبادی سے ابتدائی علوم کے حصول کے بعد دہلی چلے گئے اور شاہ ولی اللہ سے شرفِ تلمذ حاصل کیا وطن مالوف واپسی کے بعد درس و تدریس میں مشغول ہوئے۔ حدیث، فقہ اور منطق میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔

روز جمعہ ۲۷ شوال ۱۲۱۵ھ/۱۸۰۰ء کو الہ آباد کے نواح میں قصبہ میاں پور میں وفات پائی۔ (۳۰۷)

۲۲۳: شیخ احمد بن محمد حسینی۔ م ۱۲۱۸ھ/۱۸۰۳ء

آپ کا سلسلہ نسب اسمٰعیل بن جعفر بن محمد بن علی حسینی سے ملتا ہے علوم عقلیہ و نقلیہ اپنے والد

(۳۰۵) ایضاً ص ۱۶۴ (۳۰۶) ایضاً ص ۲۲۸ (۳۰۷) ایضاً ص ۵۰۸

Marfat.com

سے حاصل کیے۔ صوفی محدث تھے۔

تالیفات ــــ ثمرۃ الیقین شیخ عبدالقادر جیلانی کے اشعار کی شرح، سید الاسرار، نہج الرشاد کنھ المراد، کے علاوہ علم حدیث میں ایک بلند پایہ خدمت وفائی کی مشارق الانوار کی عربی شرح کی تالیف ہے۔

۱۵ رجب ۱۲۱۸ھ / ۱۸۰۳ء میں وفات پائی۔ (۳۰۸)

مولانا تھور علی بگینوی، متوفی تیرہویں صدی ہجری:

آپ شاہ ولی اللہ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ کبار علماء و محدثین میں شمار ہوتے ہیں۔ حصول علم کے بعد مدۃ العمر درس و تدریس میں مشغول رہے۔ قاضی بشیر الدین عثمانی اور سید محمد مخدوم بن نظیر الدین آپ کے اجل تلامذہ میں سے ہیں۔ (۳۰۹)

۲۲۴: شیخ رفیع الدین مراد آبادی۔ م ۱۲۲۳ھ / ۱۸۰۸ء

شیخ رفیع الدین بن فرید الدین بن عظمت اللہ مراد آباد میں ۱۱۶۲ھ / ۱۷۴۹ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی علوم وطن میں حاصل کرنے کے بعد دہلی جا کر شاہ ولی اللہ سے سماع کیا۔ پھر وطن آکر درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ ۱۲۰۱ھ / ۱۷۸۶ء میں حجاز کے سفر کے دوران سورت قیام کیا۔ اور مولانا خیر الدین سورتی سے صحیح بخاری کی تلاوت کر کے اجازت حاصل کی۔ پھر شاہ ولی اللہ کے حوالہ سے ۱۲۰۱ھ / ۱۷۸۶ء میں وطن واپس آئے۔

تالیفات:۔ کشف الآمال بذکر الحال و المآل، کنز الحساب، تذکرہ، تذکرہ سلوک، تاریخ افاغنہ، کتاب الاذکار، ترجمہ عین العلم، شرح غنیۃ الطالبین۔

تفسیر سے متعلق شاہ عبدالعزیز کے ملفوظات کا مجموعہ الافادات العزیزیہ، علم حدیث میں آپ نے تدریس کے علاوہ تالیف کے میدان میں بھی خدمت کی، امام نووی کی "الاربعین" کی شرح مرتب کی۔

۱۵ ذی الحجہ ۱۲۲۳ھ / ۱۸۰۸ء کو وفات ہوئی۔ (۳۱۰)

---

(۳۰۸) عبدالحی: نزہۃ الخواطر، ج ۶، ص: ۳۰۹، ۳۱۰، ایضاً ص ۱۴۱، ۳۱۰، ایضاً ص: ۱۹۵

Marfat.com

۲۲۵: قاضی ثناء اللہ پانی پتی م ۱۲۲۵ھ/۱۸۱۰ء

قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا سلسلۂ نسب حضرت عثمان غنیؓ سے ملتا ہے۔ آپ شاہ ولی اللہ کے اجل تلامذہ میں سے ہیں علم تفسیر، حدیث، فقہ اور تصوف میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ اپنی علمی و تدریسی خدمات کی بنا پر قوم سے "بہتی وقت" کا خطاب حاصل کیا۔

حفظ احادیث اور وسعت نظر میں آپ بلند مقام رکھتے ہیں۔

آپ کی تفسیر "تفسیر مظہری" آپ کے حفظ حدیث پر دلالت کرتی ہے۔ اس تفسیر میں آپ نے اس کثرت سے احادیث جمع کی ہیں کہ قاری کو آپ کی وسعت اور دقت علم پر حیرت ہوتی ہے تفسیر مظہری کے علاوہ علم تصوف پر متعدد کتب تالیف کی۔ اوائل رجب ۱۲۲۵ھ/۱۸۱۰ء میں آپ کی وفات ہوئی (۳۱۱)

۲۲۶: مولانا قطب الہدیٰ بریلوی۔ م ۱۲۲۶ھ/۱۸۱۱ء

قطب الدین بن محمد رافع بن محمد صابر حسینی، علوم نقلیہ و عقلیہ میں نمایاں مقام رکھتے ہیں خصوصاً حدیث و فقہ میں ید طولیٰ حاصل ہے۔ رائے بریلی میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کرنے کے بعد لکھنؤ چلے گئے۔ اور وہاں شیخ تفضل حسین کشمیری سے استفادہ کیا۔ بعد ازاں دہلی میں شاہ عبدالعزیز سے شرف تلمذ اور غلام علی علوی رسلوی سے اجازت حدیث حاصل کر کے وطن واپس آ گئے اور درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔

آپ نے صحیح بخاری، جامع ترمذی کے علاوہ عین العلم اور سفر السعادہ پر تعلیقات لکھیں اور اثبات کفر فرعون پر رسالہ تحریر کیا۔

۱۱ ربیع الثانی ۱۲۲۶ھ/۱۸۱۱ء کو چالیس سال کی عمر میں وفات پائی۔ (۳۱۲)

---

(۳۱۱) (الف) فقیر محمد، حدائق حنفیہ۔ ص ۲۸۳، (ب) عثمانی، ظفر احمد مولانا۔ سلسلہ شاہ ولی اللہ کی خدمت حدیث، معارف شمارہ ۵ جلد ۵۲ ص ۳۴۵ (ج) عبدالحئی: نزھۃ الخواطر ج ۷: ص ۱۸۸

(۳۱۲) عبدالحئی کتاب مذکور۔ ج ۷: ص: ۳۹۸۔

۲۲۶: مولانا محمد مخدوم لکھنوی۔ م ۱۲۲۹ھ / ۱۸۱۳ء

محمد مخدوم ابن محمد لوازن عبدالسمیع سیفی۔ کی ولادت و پرورش لکھنؤ میں ہوئی۔ شیخ یعقوب بن عبدالعزیز سے ابتدائی تعلیم کے بعد دہلی میں شاہ ولی اللہ سے علم حدیث حاصل کیا اور لکھنؤ آکر درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔

مرزا احسن علی شافعی کے علاوہ خلق کثیر نے آپ سے استفادہ کیا۔

۱۸ ربیع الثانی ۱۲۲۹ھ / ۱۸۱۳ء کو آپ کی وفات ہوئی۔ (۳۱۳)

۲۲۷: سلام اللہ سرمندی۔ م ۱۲۲۹ھ / ۱۸۱۳ء

سلام اللہ بن شیخ الاسلام بن فخرالدین، سراج احمد سرمندی اور شاہ عبدالعزیز کے ہم سبق تھے دہلی کو ترک کر کے رام پور چلے گئے۔ اور "محدث رام پوری" کے لقب سے معروف ہوئے۔

جمادی الثانی کے مہینے میں ۱۲۲۹ھ / ۱۸۱۳ء یا ۱۲۳۲ھ / ۱۸۱۷ء میں وفات پائی۔

تالیفات۔ کمالین حاشیہ جلالین کے علاوہ علم حدیث میں مجلی نزہت المؤمل [illegible]

ترجمہ صحیح بخاری، فارسی شمائل ترمذی اور عربی میں رسالہ اصول حدیث تحریر کیا۔ (۳۱۴)

۲۲۸: مولانا سراج احمد رامپوری م ۱۲۳۰ھ / ۱۸۱۴ء

مولانا سراج احمد بن مرشد بن ارشد۔ شعبان ۱۱۵۶ھ کو [illegible] میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد سے علوم دینیہ حاصل کیے۔

آپ نے صحیح مسلم جامع ترمذی، اور ابن ماجہ کی فارسی شروح مرتب کیں۔ علاوہ ازیں سبیل المرشدین فی انساب المجددین، کحل العین فی رد بدعۃ المبتدعین، برہان التاویل فی نزہت الاکلیل، رسالہ فی حرمۃ الغناء، اور بدور السافرہ کا ترجمہ بھی آپ کی تالیفات میں شامل ہیں۔

۱۲ ذی الحجہ کو جمعرات کے روز ۱۲۳۰ھ / ۱۸۱۱ء میں لکھنؤ میں وفات پائی اور [illegible] میں دفن کیا گیا۔ (۳۱۵)

---

(۳۱۳) عبدالحی نزہۃ الخواطر [illegible] (۳۱۴) ایضاً [illegible] (۳۱۵) [illegible]

۲۲۹: شاہ رفیع الدین دہلوی۔ م ۱۲۳۳ھ/۱۸۱۸ء

شیخ رفیع الدین بن شاہ ولی اللہ دہلوی کی ولادت و پرورش دہلی میں ہوئی، شیخ محمد عاشق ابن عبید اللہ پھلتی سے کسب فیض کیا۔

حصول علم کے بعد، آپ تدریس و تالیف سے وابستہ ہو گئے۔

علم حدیث کی خدمات میں زیادہ تر تدریسی خدمات کا حصہ ہے، سلسلہ شاہ ولی الٰہی کی ترویج و ترقی میں آپ نے نمایاں کردار ادا کیا۔

آپ صاحب تصانیف کثیرہ ہیں۔ آپ اپنے برادر بزرگ شاہ عبدالعزیز کی حیوٰۃ میں ہی ۱۲۳۳ھ/۱۸۱۸ء میں دہلی میں وفات پا گئے۔ (۳۱۶)

۲۲۰: شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی۔ م ۱۲۳۹ھ/۱۸۲۳ء

شیخ عبدالعزیز بن ولی اللہ دہلوی شب جمعہ بیں ۲۴۔ رمضان ۱۱۵۹ھ/۱۷۴۶ء کو دہلی میں پیدا ہوئے حفظ قرآن کریم کے بعد اپنے والد سے علوم دینیہ حاصل کیے، والد ماجد کے علاوہ آپ نے شیخ نور اللہ برہانوی، شیخ محمد افضل کشمیری، شیخ محمد عاشق بن عبید اللہ پھلتی سے کسب فیض کیا۔ آپ نے اپنے رسالہ میں اپنے اساتذہ کی مکمل تفصیل تحریر کی ہے۔ تحصیل علم کے بعد آپ خاندانی روایت و ماحول کے مطابق تدریس و تالیف میں مشغول ہو گئے۔ ہند کے کبار محدثین آپ کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں جن میں آپ کے برادران شاہ عبدالقادر، شاہ رفیع الدین، اور شاہ عبدالغنی کے علاوہ عبدالحئی بن ھبۃ اللہ بڈھانوی، مفتی الٰہی بخش کاندھلوی، سید قمر الدین سونی پتی، شیخ غلام علی بن عبداللطیف دہلوی، سید قطب الہدیٰ بن محمد واضح بریلوی، کے اسماء گرامی امتیازی حیثیت کے حامل ہیں۔ سلسلہ شاہ ولی اللہ کی ترقی میں شاہ عبدالعزیز اور شاہ رفیع نے نمایاں کردار ادا کیا۔ تدریس کے علاوہ میدان تالیف میں بھی آپ نے علم حدیث کی ایسی خدمات سرانجام دی ہیں کہ جو اپنے دائمی انوار و برکات کے ساتھ آج بھی زندۂ جاوید ہیں۔ آپ کی ان خدمات نے آپ کو

۳۱۶۔ عبدالحئی: نزہۃ الخواطر: ج ۷: ص ۱۸۶ تا ۱۸۹

Marfat.com

جہاں حیوٰۃِ جاودانی دی وہاں تشنگان وطالبانِ علم کی طرف سے ان پر آپ کو "سراج الہند" اور "حجۃ اللہ" کے القاب سے نوازا۔

بستان المحدثین علم حدیث میں آپ کی وسعت نظر، ملفوظات عزیز پر دقتِ نظر اور رجال النافعہ آپ کے تحقیقی مقام پر شہداء عدل کی حیثیت رکھتی ہیں۔

علم حدیث میں ان تصانیف کے علاوہ علم تفسیر، تاریخ، بلاغت، کلام، منطق و حکمت پر کثیر تعداد میں تالیفات موجود ہیں۔

۷ شوال بروز ہفتہ ۱۲۳۹ھ/۱۸۲۳ء کو صبح فجر کی نماز کے بعد ۸۰ سال کی عمر میں دہلی میں وفات پائی۔ (۳۱۸)

۲۳۱: مولانا غلام محمد سورتی۔ م ۱۲۴۰ھ/۱۸۲۴ء

غلام محمد بن ولی اللہ بن غلام احمد کی ولادت، پرورش اور تعلیم سورت میں ہوئی۔ اپنے والد سے تحصیل علم کے بعد درسِ حدیث و فقہ میں مشغول ہو گئے۔ اور علماء کی کثیر تعداد آپ سے مستفید ہوئی۔ ۷ صفر ۱۲۴۰ھ/۱۸۲۴ء کو آپ کی وفات ہوئی۔ (۳۱۸)

۲۳۲: شیخ ثناء اللہ سنبھلی۔ م تیرہویں صدی ہجری

آپ شاہ ولی اللہ کے تلامذہ اور شاہ عبدالعزیز کے ہم عصر علماء میں سے ہیں شاہ [illegible] کے علاوہ شیخ موسیٰ اور مرزا مظہر جانجاناں سے بھی شرف تلمذ حاصل ہے [illegible] سے تحصیل علم میں اور حصولِ علم کے بعد تدریس میں مشغول ہو گئے۔

اور وفات تک علم دین کی خدمت کرتے رہے۔ (۳۱۹)

---

(۳۱۷) (الف) ایضاً ص ۴۰۲ تا ۴۱۳ (ب) برکاتی: شاہ ولی اللہ ... ص ۴۹ تا ۵۶

(ج) مولانا مشتاق ... سلسلہ شاہ ولی اللہ ص ۱۲۵ (د) فقیر محمد: حدائق ... ص ۴۰۰ - ۴۱۰

(ہ) اکرام خان، مولانا ... تراجم علماء ص ۴۰ تا ۴۵

(۳۱۸) عبدالحی: نزہۃ الخواطر ج ۷ ص ۳۶۹

(۳۱۹) ایضاً ص ۱۱۰

۲۲۳۔ مفتی الٰہی بخش کاندھلوی۔ ۱۲۴۵ھ/۱۸۲۹ء

مفتی الٰہی بخش بن شیخ الاسلام بن قطب الدین ۱۱۶۲ھ/۱۷۴۹ء میں مردم خیز سرزمین کاندھلہ میں پیدا ہوئے۔

آپ کا سلسلہ نسب امام فخر الدین رازی سے ہوتا ہوا حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ملتا ہے۔

ابتدائی تعلیم وطن مالوف میں اپنے والد محترم سے حاصل کی اور پھر اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے دہلی چلے گئے اور شاہ عبدالعزیز دہلویؒ سے سماع کیا۔ شاہ عبدالعزیز سے سماع، بیعت و صحبت حاصل کرنے کے بعد آپ وطن واپس آگئے۔ آپ مشاغل علمیہ، تصنیف و تالیف کے علاوہ اپنا وقت اذکار اوراد میں گزارتے

آپ کی وفات ۱۵ جمادی الثانی ۱۲۴۵ھ/۱۸۲۹ء کو ہفتہ کے روز ہوئی۔

آپ کی تالیفات میں تکملہ مثنوی مولانا روم، شرح حضرات الخمس، شمیم الطیب فی ذکر خصائل الحبیب کے علاوہ علم حدیث میں جوامع الکلم قابل ذکر ہیں۔ (۳۲۰)

احسان دانش نے جہاں دانش میں کاندھلہ کے ممتاز علماء میں آپ کا ذکر کیا ہے۔ (۳۲۱)

(۲۲۴) شیخ ببر علی اخباری۔ م ۱۲۴۸ھ/۱۸۳۲ء

ببر علی فقیہ و محدث شمار ہوتے ہیں۔ شیعہ علماء میں سے ہیں آپ نے عراق ہجرت کی اور وہیں ۲۷ جمادی الثانی ۱۲۴۸ھ/۱۸۳۲ء کو وفات پائی۔ (۳۲۲)

۲۲۵۔ شیخ ابوسعید دہلوی۔ م ۱۲۵۰ھ/۱۸۳۴ء

ابوسعید بن صفی، بن عزیز بن عیسیٰ دہلوی ۲۔ ذیقعدہ ۱۱۹۶ھ/۱۷۸۱ء کو رامپور میں پیدا ہوئے حفظ

(۳۲۰) عبدالحئی نزھۃ الخواطر: ج ۷: ص ۷۰، ۷۱۔

(۳۲۱) احسان دانش۔ جہانِ دانش، لاہور ۱۹۷۳ء: ص ۲۰

(۳۲۲) عبدالحئی: نزھۃ الخواطر: ج ۷: ص ۹۸

Marfat.com

وتجوید قرآن کریم کے بعد ابتدائی کتب درسیہ مفتی شرف الدین رامپوری سے اور اعلیٰ تعلیم شاہ رفیع الدین سے حاصل کی۔ شاہ رفیع الدین کے علاوہ شاہ عبدالعزیز اور سراج امت سے بھی اجازت حدیث حاصل ہے۔ ۱۲۴۹ھ/۱۸۳۳ء میں آپ نے حج کی سعادت حاصل کی۔

حج و زیارۃ سے فراغت کے بعد آپ ہند واپس ہو رہے تھے کہ راستہ میں ٹونک کے مقام پر شدت درد و بخار کی بنا پر قیام کیا اور وہیں ۱۲۵۰ھ/۱۸۳۴ء میں وفات پائی۔ (۳۲۳)

۲۳۶: شیخ امین کاکوروی۔ م ۱۲۵۳ھ/۱۸۳۷ء

امین الدین بن حمید الدین بن غازی الدین کاکوروی ۱۹ ربیع الثانی ۱۱۶۴ھ کو کاکورہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم وطن مالوف میں حاصل کی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد شاہجہاں پور اور سورت اسفار علمیہ کیے۔ ربیع الاول ۱۱۸۷ھ/۱۷۷۳ء میں مکہ مکرمہ پہنچے حج سے فراغت کے بعد شیخ ابوسعید سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ پھر مدینہ منورہ میں چھ ماہ قیام کے دوران ابوالحسن مدنی، دق سندھی سے اجازت حدیث حاصل کی۔ بعد ازاں مکہ مکرمہ اور طائف ہوتے ہوئے ہند مراجعت کی۔ کاکورہ میں آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ علماء کی کثیر تعداد نے آپ سے استفادہ کیا۔

۲۱ محرم الحرام ۱۲۵۳ھ/۱۸۳۷ء کو کاکورہ میں وفات پائی۔ (۳۲۴)

۲۳۷ مرزا حسن علی شافعی۔ م ۱۲۵۵ھ/۱۸۳۹ء

حسن علی بن عبدالعلی شافعی لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم وطن مالوف میں حمید علی بن عبداللہ سندیلوی سے حاصل کی پھر عازم دہلی ہوئے اور شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر سے کتب قبیل کیا۔ شیخ عبدالعزیز سے بھی اجازت حدیث حاصل کی۔ ابتداءً آپ حنفی تھے، پھر شافعی ہو گئے۔

علم حدیث و فقہ کے متبحر عالم تھے۔ تحفۃ المشتاق فی النکاح والصداق، برہان الخلاف،

۳۲۳۔ ایضاً ـــــــ ص ۱۳

۳۲۴۔ ایضاً ـــــــ ص ۱۵

Marfat.com

رسالۃ فی تحریم النجوم والوسل والجفر آپ کی تالیفات ہیں۔

۲۶ صفر ۱۲۵۵ھ/۱۸۳۹ء کو وفات پائی۔ (۳۲۵)

۲۳۸: شیخ امام الدین امروہی م ۱۲۵۶ھ/۱۸۴۰ء

امام الدین ابن علی احمد ابن زین الدین حسینی امروہہ میں پیدا ہوئے۔ مذہب شیعہ سے آپ کا تعلق تھا۔ شیخ ضیف اللہ امروہی کے فیضِ صحبت سے شیعیت سے نکل کر اہل سنت والجماعت میں داخل ہو گئے۔ دہلی میں شاہ عبدالقادر سے استفادہ اور شیخ غلام علی دھلوی سے اجازت حاصل کر کے درس حدیث و فقہ میں مشغول ہو گئے۔

۶ ذیقعدہ ۱۲۵۶ھ/۱۸۴۰ء کو ۶۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ (۳۲۶)

۲۳۹: مولانا محمد علی رامپوری م ۱۲۵۸ھ/۱۸۴۲ء

مولانا محمد علی بن عنایت علی بن فضل علی حسینی، احمد بن عرفان شہید بریلوی کے شاگرد تھے عبدالعلی نصیر آبادی نے علم حدیث میں آپ سے استفادہ کیا۔

۱۲۵۸ھ/۱۸۴۲ء میں وفات پائی۔ (۳۲۷)

۲۴۰: عبدالخالق دہلوی

عبدالخالق حسینی دہلوی شاہ عبدالقادر اور شیخ اسحاق بن افضل عمری کے تلمیذ اور شیخ نذیر حسین حسینی دہلوی کے استاد تھے۔ علم حدیث میں خلق کثیر نے آپ سے استفاضہ کیا۔ (۳۲۸)

۲۴۱: شیخ اسحٰق بن محمد افضل دھلوی م ۱۲۶۲ھ/۱۸۴۵ء

ابو سلیمان اسحٰق بن محمد افضل بن احمد بن محمد، شاہ عبدالعزیز کے نواسہ ۸ ذی الحجہ ۱۱۹۶ھ یا ۱۱۹۷ھ/۱۸۸۱ء یا ۱۸۸۲ء

(۳۲۵) ایضاً ـــــ ص ۱۲۸ (۳۲۶) ایضاً ـــــ ص ۷۶

(۳۲۷) ایضاً ـــــ ص ۴۶۴ (۳۲۸) ایضاً ـــــ ص ۲۵۷

Marfat.com

دہلی میں پیدا ہوئے۔ عبدالحئی بن حبۃ اللہ، شاہ عبدالقادر اور شاہ عبدالعزیز سے استفادہ کیا ۱۲۴۰ھ/۱۸۲۴ء میں عازم حرم ہوئے اور وہاں شیخ عمر بن عبدالکریم سے اجازت حدیث حاصل کی۔ وطن مراجعت کے بعد دہلی میں درس و تدریس میں مشغول ہوگئے اور ۱۶ سال تک درس دیتے رہے بعد ازاں اپنے اہل و عیال کے ساتھ مکہ ہجرت کر گئے۔

ہند کے کبار محدثین آپ کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں جن میں شیخ عبدالغنی، سید نذیر حسین شیخ عبدالرحمٰن بن محمد، سید عالم علی مراد آبادی، شیخ عبدالقیوم بن عبدالحئی، شیخ قطب الدین بن ولی اللہ شیخ احمد علی بن لطف اللہ، شیخ عبدالجلیل شہید، مفتی عنایت احمد کاکوروی، اور شیخ احمد اللہ بن ولی اللہ شامل ہیں۔ ہند میں آپ کی سند ایک وقیع درجہ رکھتی ہے۔ تدریس کے علاوہ آپ نے مشکوٰۃ کا فارسی ترجمہ کیا

مکہ مکرمہ میں ۲۶ رجب ۱۲۶۲ھ/۱۸۴۵ء کو پیر کے روز حالت صوم میں آپ کی وفات ہوئی۔ جنت المعلیٰ میں دفن ہوئے۔ (۲۲۹)

۲۴۱: مولانا عبداللہ مدراسی۔ م ۱۲۶۷ھ/۱۸۵۰ء

مولانا عبداللہ بن عبدالقادر بن صادق مدراسی۔ ۱ شعبان ۱۲۰۹ھ/۱۷۹۵ء میں مدراس میں پیدا ہوئے۔ محمد حسین، مدراسی، عبدالعلی بن نظام الدین لکھنوی، شیخ محمد غوث شافعی سے شرف تلمذ حاصل کیا۔

علم حدیث میں آپ کی متعدد تالیفات ہیں

الدر الثمین فی شرح الاربعین، کتاب فی رجال الصحیح المسلم کتاب فی شرح اسماء النبی

۲۶ محرم الحرام ۱۲۶۷ھ/۱۸۵۰ء میں وفات پائی۔ (۲۳۰)

۲۴۲: مولانا وجیہ الدین سہارنپوری۔ متوفی تیرہویں صدی ہجری:

مولانا وجیہ الدین عبدالغنی بن حبۃ اللہ کے تلمیذ ارشد ہیں۔ سہارنپور میں درس حدیث و فقہ دیں

(۲۲۹) نزہۃ الخواطر، ج ۸، ص ۴۱۰؛ ابجد العلوم، ص ۸۱۰؛ مولانا مناظر احسن گیلانی: مسلک شاہ ولی اللہ، ص ۳۲۲

(۲۳۰) عبدالحئی کتاب مذکور، ص ۳۰۱

Marfat.com

مشغول رہے۔ علی بن لطف اللہ سہارنپوری نے صحیح بخاری آپ سے پڑھی۔ (۳۲۱)

اندازہ یہ ہے کہ آپ کی وفات ۱۲۶۰ھ/۱۸۴۴ء کے بعد ہوئی۔

۲۴۴: مولانا محمد علی لکھنوی۔ م ۱۲۶۷ھ/۱۸۵۰ء

مولانا محمد علی بن عبدالعزیز بن حمید الحق لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔

علی مرزا احسن علی المحدث سے کسبِ فیض کیا اور درس حدیث میں مشغول ہوگئے۔ عبدالعزیز بن احمد کشمیری اور عبدالغفار بن عالم علی آپ کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔ شوال ۱۲۶۷ھ/۱۸۵۰ء میں لکھنؤ میں وفات پائی۔ نورالعین فی اخبار سید الکونین آپ کی تالیف ہے۔ (۳۲۲)

۲۴۵: مولانا ولایت علی صادق پوری۔ م ۱۲۶۹ھ/۱۸۵۲ء

مولانا ولایت علی بن فتح بن وارث علی صادق پور میں ۱۲۰۵ھ/۱۷۹۰ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں حاصل کرنے کے بعد لکھنؤ چلے گئے۔ شیخ اشرف بن نعمت اللہ سے ابتدائی علوم میں اور شیخ اسمٰعیل بن عبدالغنی دہلوی سے علم حدیث میں استفادہ کیا۔ پھر حیدرآباد دکن میں قیام کیا اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ معرکہ بالاکوٹ کے بعد اپنے وطن عظیم آباد آگئے۔ دو سال بعد حجاز گئے اور شیخ عبداللہ سراج سے اجازت حدیث حاصل کی۔ یمن، نجد اور حضرموت ہوتے ہوئے ہند آگئے اور کشمیر میں درس حدیث میں مشغول ہوگئے۔

محرم ۱۲۶۹ھ/۱۸۵۲ء میں وفات پائی۔ (۳۲۳)

۲۴۶: شیخ عبداللہ الہ آبادی۔ م ۱۲۷۳ھ/۱۸۵۶ء کے بعد

شیخ عبداللہ صدیقی محمدی، الہ آبادی۔ الہ آباد کے نواحی قصبہ "مئو" میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم وطن میں مقیم علمائے کرام سے حاصل کی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد دہلی چلے گئے اور شاہ محمد اسحٰق سے شرف تلمذ حاصل کیا

۳۲۱۔ ایضاً ـــــــ ص ۵۲۷ (۳۲۲) ایضاً ـــــــ ص ۴۶۲

(۳۲۳) ایضاً ـــــــ ص ۵۲۱

Marfat.com

آپ تقلید کے سخت مخالف تھے۔ آپ تصنیف و تالیف میں بنسبت تدریس کے زیادہ مصروف رہتے۔ امور فی حلاوۃ التوحید، النبراس المنیر، النبراس المنیر بصلوۃ اللہ یا جید، معین الأبرار علی الصلوۃ فی اللیل و النہار، سمصام الحدید المسلول فی قطع لغادید البدعۃ والرأی والمذہب والتقلید تخذول، اعجاز المتین فی معجزات سید المرسلین (فارسی ترجمہ الکلام المبین، مفتی عنایت احمد، ترجمہ شرح الصدور، البدور السافرۃ، .....

سیف الحدید فی قطع المذاہب والتقلید، العروۃ المتین فی اتباع سنۃ سید المرسلین آپ کی معرکۃ الآرا تصانیف ہیں۔ علم حدیث میں آپ نے الیم الزغرب فی لغات الحدیث المنتخب، العروۃ الوثقی لمتبع سنۃ سید الورٰی، عمدۃ الصلوۃ وفائز النجاۃ (مسائل صلوۃ پر احادیث)، اعتصام السنۃ وقاطع البدعۃ۔

آپ نے آخری کتاب السیف اللول ۱۲۷۳ھ/۱۸۵۶ء میں تالیف کی۔ (۲۳۱)

۲۴۷: مولانا سخاوت علی جونپوری۔ م ۱۲۷۴ھ/۱۸۵۷ء

مولانا سخاوت علی بن رعایت علی بن درویش علی جونپوری ۱۲۲۵ھ/۱۸۱۰ء میں پیدا ہوئے، شیخ قدرت علی رودولوی، شیخ احمد اللہ امامی، شیخ احمد علی چڑیاکوٹی، شیخ اسمٰعیل بن عبدالغنی دہلوی، اور شیخ عبدالحئی بن ہبۃ اللہ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ سید احمد بن عرفان شہید سے اجازۃ حدیث حاصل کی۔ حصول علم کے بعد وطن واپس آگئے اور درس و تدریس میں مشغول ہوگئے۔

آپ کا درس قرآن اختیاری شہرت رکھتا تھا۔ ۱۲۶۴ھ/۱۸۴۸ء میں آپ نے فریضہ حج ادا کیا۔ وطن واپس آکر دوبارہ درس و تدریس میں مشغول ہوگئے لیکن حرم کا فراق برداشت نہ کرسکے حجاز ہجرت کرگئے اور مکہ مکرمہ میں ۶ شوال ۱۲۷۴ھ/۱۸۵۸ء کو وفات پائی۔

علم منطق میں ایک رسالہ الاسلم رسالہ فی التناسخ والمسوخ، رسالہ فی معرفۃ اوقات الصلوۃ

---

(۲۳۱) ایضاً ـــــــ ص ۲۱۲

Marfat.com

رسالۃ فی الہیئۃ اور فقہ وتصوف میں متعدد رسائل کے علاوہ "القویم فی احادیث النبی الکریم ﷺ" آپ کی تالیفات میں شامل ہیں۔ (۳۳۵)

۲۴۸: مولانا فرحت حسین عظیم آبادی م ۱۲۷۴ھ/۱۸۵۷ء

مولانا فرحت حسین بن فتح علی بن وارث علی ہاشمی ۱۲۲۶ھ/۱۸۱۱ء میں پیدا ہوئے، والد ماجد کے علاوہ شیخ محمد واعظ سے علوم ابتدائیہ اور شیخ ولایت علی سے علم حدیث حاصل کیا۔ حصول علم کے بعد درس وتدریس میں مشغول ہوگئے اور خلق کثیر نے آپ سے استفادہ کیا۔ ۴۸ سال کی عمر میں ۱۲۷۴ھ/۱۸۵۷ء میں وفات پائی۔ (۳۳۶)

۲۴۸: مولانا حسین احمد ملیح آبادی م ۱۲۷۵ھ/۱۸۵۸ء

مولانا حسین احمد بن علی احمد بن علی احمد حسینی ملیح آباد میں پیدا ہوئے، مفتی ظہور اللہ، مولانا نور الحق برادر احسن علی، سید مخدوم حسینی، عبدالرحیم بن عبدالکریم صفی پوری، حیدر علی بن حمد اللہ سندیلوی سے علوم ابتدائیہ حاصل کرنے کے بعد دہلی میں شاہ عبدالعزیز سے اجازت حدیث حاصل کی۔

درس فقہ وحدیث میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ عبدالحلیم بن امین اللہ عبدالرزاق بن جمال الدین کے علاوہ خلق کثیر نے آپ سے استفادہ کیا۔

رسالۃ فی اثبات البیعۃ المروحۃ، رسالۃ فی حلیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ شاہ رفیع الدین کے رسائل کی شرح آپ کی تالیفات میں شامل ہیں۔ ۴ رمضان ۱۲۷۵ھ/۱۸۵۷ء کو آپ کی وفات ہوئی۔ (۳۳۶)

شیخ پناہ عطاء السلونی: م ۱۲۷۵ھ/۱۸۵۸ء آپ قاضی عبدالکریم نگرامی اور شاہ عبدالعزیز کے شاگرد ہیں نجم الثاقب لمن یکاتب، الدر المنظیم، بھجۃ المجالس، اشرف السیر کے علاوہ انوار الحق بأحادیث اشرف الخلق آپ کی تالیفات ہیں ۱۲۷۵ھ/۱۸۵۸ء میں سلون میں وفات پائی۔ (۳۳۷)

---

(۳۳۵) ایضاً ـــــ ص ۱۹۲ (۳۳۶) ایضاً ـــــ ص ۲۷۹

(۳۳۶) ایضاً ـــــ ص ۴۵ (۳۳۷) ایضاً ـــــ ص ۱۰۵

Marfat.com

۲۴۸: شیخ عبدالحق بنارسی۔ م ۱۲۷۶ھ/۱۸۵۹ء

شیخ عبدالحق بن فضل اللہ عثمانی۔ قصبہ نیوٹنی ہیں ۱۲۰۶ھ/۱۷۹۱ء میں پیدا ہوئے۔ وطن مالوف ہیں ابتدائی تعلیم کے بعد دہلی گئے اور شاہ اسمٰعیل دہلوی، شیخ عبدالغنی بن صبغۃ اللہ سے کسب فیض کیا۔ اور شاہ عبدالقادر کے بعض دروسِ حدیث میں شرکت کی۔ حصولِ علم کے مکہ مکرمہ گئے اور سند فراغت کے بعد وطن واپس آکر درس و تدریس میں مشغول ہوگئے۔

شیخ احمد بن عرفان شہید کے ساتھ دوبارہ حج کے لیے، حج کے بعد مدینہ منورہ میں قیام کیا۔ وہاں کے علماء سے بعض مسائل میں اختلاف پیدا ہوگیا تو "جریدہ" آگئے۔

کچھ مدت وہاں قیام کے بعد صنعاء یمن چلے گئے۔ جہاں کبار علماء محدثین سے ملاقاتیں کیں۔ اجازۃ حدیث حاصل کی۔ پھر وطن واپس آکر تصنیف و تالیف میں مشغول ہوگئے۔

آپ کی تالیفات میں صنعاء یمن کا سفر نامہ، سید عبداللہ امیر سے ملاقات اور سند حدیث پر ایک رسالہ، اور الدر الفرید فی المنع عن التقلید شامل ہیں۔ آپ نے حالت احرام میں ہی مکہ کے مقام پر ۸ ذی الحجہ ۱۲۷۶ھ/۱۸۵۹ء کو داعی اجل کو لبیک کہا۔ (۲۲۹)

۲۴۹: مولانا کرامت علی دہلوی۔ م ۱۲۷۷ھ/۱۸۶۰ء

مولانا کرامت علی بن حیوٰۃ علی اسرائیلی، شاہ رفیع الدین امام ابن امداد شہید حیدرآبادی کے تلمیذ تھے۔ شاہ اسمٰعیل اور شاہ اسحٰق سے اجازۃ حدیث حاصل تھی۔ حصولِ علم کے بعد دہلی میں ایک طویل زمانہ تک درس دیتے رہے اور پھر حیدرآباد کے قاضی ہوکر چلے گئے۔

حیدرآباد ہی میں ۱۲۷۷ھ/۱۸۶۰ء میں وفات پائی۔

عربی میں ایک ضخیم جلد پر مشتمل "السیرۃ الأحمدیۃ" آپ کی تالیف ہے۔ (۲۳۰)

---

(۲۲۸) ایضاً ــــــ ص ۲۴۰

(۲۲۹) ایضاً ــــــ ص: ۲۴۱

۲۵۰: مولانا محبوب علی دہلوی۔ م ۱۲۸۰ھ/۱۸۶۳ء

مولانا محبوب علی بن مصاحب بن حسن علی دہلی میں محرم ۱۲۰۰ھ/۱۷۸۵ء میں پیدا ہوئے۔ شاہ عبدالقادر اور شاہ عبدالعزیز کے تلمیذ اور شاہ اسمٰعیل کے ہم عصر تھے۔ حصول علم کے بعد درسِ حدیث میں مشغول ہو گئے۔ قاضی محمد بن عبدالعزیز مچھلی شہری آپ کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔ قاضی نے آپ سے سلسلات اور اربعین اہل بیت کا سماع کیا۔ ۱۰ ذی الحجہ ۱۲۸۰ھ/۱۸۶۳ء کو دہلی میں وفات پائی۔ (۳۴۰)

۲۵۱: شیخ محسن بن یحییٰ ترہٹی۔ م ۱۲۸۰ھ/۱۸۶۳ء کے بعد

آپ شیخ سلامت اللہ صدیقی بدایونی کے شاگرد ہیں۔ اسانید پر ایک کتاب تالیف کی "الیانع الجنی فی أسانید الشیخ عبدالغنی" یہ کتاب ۱۲۸۰ھ/۱۸۶۳ء میں مکمل ہوئی۔ (۳۴۱)

۲۵۲: قاضی صبغۃ اللہ مدراسی۔ م ۱۲۸۰ھ/۱۸۶۳ء

صبغۃ اللہ بن محمد غوث بن ناصر الدین مدراس میں ۵ محرم الحرام ۱۲۱۱ھ/۱۷۹۶ء میں پیدا ہوئے۔ حفظ قرآن کریم کے بعد اپنے والد کے علاوہ عبدالعلی بن نظام الدین لکھنوی، جعفر حسین مدراسی، شیخ علاء الدین بن انوار الحق مدراسی، سید علی بن عبداللہ حموی سے تعلیم حاصل کی۔ ۱۲۶۰ھ/۱۸۴۴ء میں آپ قضا کے منصب پر فائز ہو گئے ۱۲۶۶ھ میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ حج سے واپسی کے بعد درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گئے۔

۲۴ محرم الحرام بروز سہ شنبہ ۱۲۸۰ھ/۱۸۶۳ء کو آپ کی وفات ہوئی۔

تالیفات: ازالۃ القمۃ فی اختلاف الامۃ، عمدۃ الرائض فی فن الفرائض نور العینین فی مناقب حسنین مطالعہ البدریۃ فی شرح الکواکب الدریۃ، مناہج

---

(۳۴۰) انساب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ص: ۲۱۵

(۳۴۱) ایضاً ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۱۷

الرشاد شرح زواجر الإرشاد شرح المواقف پر حاشیہ علم حدیث میں، ھدایۃ السالک الی مؤطا امام مالک، الاربعین فی معجزات سید المرسلین، شق سہام الی من ضعف کل مسکرٍ حرام، القول المسدد فی الذب عن مسند امام احمد معجم الصغیر (فہرست احادیث)، صحیح مسلم، سنن ترمذی، اور شمائل ترمذی پر حواشی۔ (۲۴۲)

(فہرست احادیث)، صحیح مسلم، سنن ترمذی اور شمائل ترمذی پر حواشی۔ (۲۴۲)

حصہ پاکستان

۲۵۲: سید محمد زاہد شاہ ہمدانی: سنہ ۱۲۱۹ھ/۱۸۰۲ء

سید محمد زاہد شاہ قصور میں پیدا ہوئے۔ علماء و اہل تقویٰ کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے علوم دینیہ میں دسترس کے علاوہ خطِ نسخ میں مہارت رکھتے تھے۔

تالیفات: آپ کی مندرجہ ذیل تالیفات بشکل مخطوط ملتی ہیں۔

۱۔ تعلیقات علیٰ عذاب القبر لشرح العقائد۔

۲۔ احادیث قدسیہ (۲۴۲)

۲۵۳: شیخ احمد بن مصطفیٰ کشمیری م سنہ ۱۲۱۹ھ/۱۸۰۴ء

احمد بن مصطفیٰ بن معین رفیقی ۱۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے۔ حفظ قرآن کریم اور ابتدائی تعلیم کے بعد شیخ عبداللہ اور نور الہدیٰ لیسوی کشمیری سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ فقہ و حدیث میں مہارت و دسترس رکھتے تھے، ہر دو علوم میں آپ کا درس نمایاں حیثیت رکھتا تھا اور ایک خلق کثیر آپ سے مستفید ہوتی۔

۲۱ رجب ۱۲۱۹ھ/۱۸۰۴ء کو آپ کی وفات ہوئی۔ (۲۴۳)

---

(۲۴۲) ایضاً ص ۱۲۱

(۲۴۳) اختر راہی: تذکرہ علمائے پنجاب، ص ۶۰۱ (مسودہ)

(۲۴۴) عبدالحی: نزہۃ الخواطر، ج ۷، ص ۳۶

Marfat.com

۲۵۴: مولانا عبدالعزیز ہارروی۔ م ۱۲۳۹ھ/۱۸۲۳ء

مولانا عبدالعزیز بن محمد بن حامد ۱۲۰۹ھ/۱۷۹۴ء بستی پرہار مضافات کوٹ ادو (مظفر گڑھ) میں پیدا ہوئے۔ حفظِ قرآن کریم کے بعد خواجہ محمد جمال چشتی سے استفادہ کیا۔ آپ زود قلم مؤلف تھے۔ علوم تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، عقائد و کلام، منطق و فلسفہ اور طب و فلکیات میں دسترس رکھتے تھے۔

۱۲۳۹ھ/۱۸۲۳ء میں تیس سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

تالیفات: نبراس شرح شرح عقائد (عربی) الناھیۃ عن طعن معاویہ (عربی) ایمان کامل (فارسی) انوار جمالیہ، نغم الوجیز فی البیان والبدیع، الصمصام فی اصول تفسیر القرآن (عربی) مرام الکلام فی عقائد اسلام۔ (فارسی) زمرد الطب (عربی) کتاب الاکسیر۔ سر السماء۔ السر المکتوم ما اخفاہ المتقدمون۔ درمکنون یاقوت احمر، یاقوت التاویل البحر المحیط۔ سلسبیل۔ رسالہ فی اثبات رفع السبابۃ فی التشہد، مسدرۃ المنتہی۔ فرہنگ مصطلحات طبیہ، مدمنت تقلید، العتیق، معدن الجواہر، الاوقیانوس، البواقیت فی علم المواقیت، رسالہ فی الکسوت۔ لوح محفوظ منتہی الکمال۔

علم حدیث میں آپ کی کتاب "کوثر النبی" ہے جو اصول و مصطلحات حدیث پر آپ نے مرتب فرمائی۔ (۲۴۵)

۲۵۵: مولانا جلال الدین برہانپوری۔ م ۱۲۷۳ھ/۱۸۵۶ء

مولانا جلال الدین بن محمد تقی بن غلام محمد حسینی کی ولادت، پرورش اور ابتدائی تعلیم برہانپور میں ہوئی۔

---

(۱) (الف) نذیر حسین، میاں سید۔ تذکرہ اکابر اہل سنت (لاہور ۱۹۷۶ء) ص ۲۲۰

(ب) اختر راہی کتاب مذکور، ص ۲۱۶ (حاشیہ)

(ج) عبدالحی۔ کتاب مذکور، ج ۷، ص: ۲۸۳

Marfat.com

ابتدائی تعلیم کے بعد حرمین چلے گئے اور وہاں محدثین ومشائخ سے علم حدیث میں استفادہ کیا۔ اصول علم کے بعد وطن واپس آگئے اور درس حدیث، فقہ وسلوک میں منہمک ہوگئے۔
روز جمعہ ۵ شوال ۱۲۷۳ھ/ ۱۸۵۶ء کو ہر بانپور میں آپ کی وفات ہوئی۔ (۳۴۶)

چھٹے دور کی ابتداء ۱۱۷۶ھ/ ۱۷۶۲ء سے ہوتی ہے۔
یہ سنہ شاہ ولی اللہ کا سنہ وفات ہے۔
شاہ ولی اللہ نے علم حدیث کی خدمت کے سلسلہ میں جو خدمات سرانجام دیں۔ وہ متاج بیان نہیں برصغیر میں خدمات حدیث میں ایک انقلاب پیدا کرنے والی شخصیت شاہ ولی اللہ کی ہے۔ شاہ ولی اللہ نے علم حدیث کی خدمات میں ایسا نظم وضبط پیدا کیا۔ کہ بادی النظر رکھنے والے انسان یہ خیال کرتے ہیں کہ برصغیر میں علم حدیث کی ابتداء ہی شاہ ولی اللہ سے ہوئی جا۔ یہ بات گزشتہ تحریرات سے ثابت ہوچکی ہے کہ برصغیر میں علم حدیث کی ابتداء شاہ ولی اللہ کی حیات سے بہت قبل ہوچکی تھی۔ البتہ ان خدمات میں دو خصوصیات پائی جاتی ہیں۔
اول یہ کہ شاہ ولی اللہ کے زمانہ سے قبل کے محدثین کو حصول علم کے لیے حجاز وبغداد اور بخارا وسمرقند کا سفر کرنا ہوتا تھا۔ پھر اس سفر کی صعوبتیں، طوالتیں اور پریشانیاں اسقدر زیادہ تھیں کہ کثیر تعداد میں اہل علم ان اسفار علمیہ کے دوران ہی جان جان آفریں کے سپرد کر گئے۔ دور جدید کی طرح کوئی مخصوص مدت کا نصاب اور اس نصاب کی تکمیل پر اعلیٰ سند اور مراجعت وطن کی اجازت کا اہتمام نہ تھا بلکہ یہ حضرات اپنے شیوخ سے کسب فیض کے لیے طویل مدۃ یا مدۃ العمر ان کی صحبت میں رہنا اپنے لیے باعث سعادت سمجھتے تھے کہ خود ان کے نزدیک اور ان کے مشائخ کی رائے میں بھی صرف حصول علم مقصود نہ ہوتا تھا۔ بلکہ حصول علم کے ساتھ ساتھ ذہنی، اخلاقی، فکری اور نظریاتی تربیت بھی مطمح نظر ہوتی تھی اور یہ اخلاقی تربیت کثرت صحبت کی بنا پر ہی حاصل ہوسکتی تھی۔ اسپر مستزاد یہ کہ برصغیر اور خصوصاً اس عہد سے حجاز جانے والے محدثین نے اپنے اساتذہ کی مسانید درس کو حجاز میں قائم رکھا اور اسطرح انہیں یہ سعادت حاصل

(۳۴۶) عبدالحی، نزہۃ الخواطر، ج ۷، ص ۱۲۲

Marfat.com

ہوئی کہ کثیر تعداد میں حجاز و عرب کے محدثین محدثین سندھ کے تلامذہ میں سے ہیں۔

علامہ ابوالحسن سندھی نے حرمین میں عبداللہ بن سالم بصری اور ان کے ہم عصر دیگر محدثین سے استفادہ کرکے مدینہ منورہ میں مسند درس قائم کی جس سے استفادہ کرنے والے محدثین نے استفادہ کیا کہ ان کا حد تعداد میں بیان میں دشوار ہے۔ (۲۴۷)

علامہ سندھی کی قائم کردہ اس مسند درس کو ان کی وفات کے بعد شیخ محمد حیات سندھی نے جاری رکھا۔ اس طرح سندھی محدثین کا حجاز میں ہی ایک سلسلہ درسِ حدیث قائم رہا۔ ان محدثین نے قیام حجاز کو ترجیح دی اور وطن واپس نہ آئے۔

اس کے برعکس شاہ ولی اللہ حصولِ علم کے بعد وطن واپس آئے اور سلسلہ درس و تدریس شروع کیا۔ شاہ ولی اللہ کو یہ امتیازی مقام حاصل ہوا کہ انہوں نے برصغیر میں علم حدیث کی خدمات کو مستحکم، منظم اور خود مختار بنایا۔ اہل برصغیر پر شاہ ولی اللہ یہ احسانِ عظیم ہے کہ برصغیر سے تعلق رکھنے والے طالبان و تشنگانِ علم کو اپنے علم کی تشنگی کی تکمیل کے لیے اب اسفار بلادِ عربیہ اور ان مشکلات و صعوبتوں کے برداشت کی حاجت نہ رہی تھی۔ شاہ ولی اللہ کی جلائی ہوئی اس شمع نے دہلی کے علاوہ بریلی، لکھنؤ، پانی پت اور مدارس میں علم کی روشنی پھیلائی اور اکناف ایشیا سے اہل علم دہلی آنے لگے۔

اس سلسلہ کا مثبت اور منفعت رساں نتیجہ تیرہویں صدی کے اخیر میں ظاہر ہوا جبکہ ہند میں ایک نظامِ تعلیم اور اس نظامِ تعلیم کے تحت درسگاہیں قائم ہونا شروع ہوئیں۔

اوراقِ آئندہ میں اس دور کا جائزہ پیش کیا جائیگا۔ جبکہ ہند کو یہ مقام حاصل ہو گیا کہ بلادِ عربیہ سے اہل علم استفادہ کرنے ہند آنے لگے۔

دورِ سابع ۱۲۸۳ھ/۱۸۶۷ء تا ۱۳۶۶ھ/۱۹۴۷ء (قیام پاکستان)

سابقہ دور کی ابتداء اس سال سے ہوتی ہے جبکہ ہندوستان کے صوبہ یوپی کے ایک قصبہ

---

(۲۴۷) اس سلسلہ میں ملا عابد سندھی کا قول "فاخذ عنہ جماعۃ لا یحصون" علامہ ابوالحسن کے تعارف کے ضمن میں نقل کیا جا چکا ہے۔ دیکھئے ص ۲۸۲۔

Marfat.com

دیوبند میں دارالعلوم کے نام سے ایک مدرسہ قائم ہوا، جس کو "ازہر ہند" کا خطاب دیا گیا۔ اس مدرسہ کے قیام نے خدماتِ علوم دینیہ میں ایک عظیم انقلاب برپا اور قیام دارالعلوم کے چند سال ہی بعد یہ صورت حال ہو گئی کہ علم حدیث کے حصول کے لیے طالبان و تشنگان علم اطراف عالم سے برصغیر کا رخ کرنے لگے۔ ادوارِ گزشتہ میں یہ صورتحال تھی کہ اہل ہند طلب علم کے لیے دمشق، بغداد اور حجاز کے اسفار کیا کرتے تھے۔ سلسلۂ شاہ ولی اللہ کی ترویج و ترقی کے بعد علم حدیث میں برصغیر خود مختار ہو گیا اور اب طالبانِ علم حدیث کو سفر کی مشقتیں برداشت کرنے کی ضرورت نہ رہی قیام دارالعلوم دیوبند کے بعد مزید ترقی اس نہج پر یہ ہوئی کہ ممالک عربیہ کے لوگ علم حدیث میں دسترس و مہارت حاصل کرنے کے لیے ہند آنے لگے۔

اس دور کی خدمات کا جائزہ لیتے ہوئے تطویل و اطناب سے بچنے کے لیے حصہ ہند کے محدثین کے صرف نام ذکر کیے جائیں گے۔ جو حسب سابق ان کی زمانی ترتیب کے اعتبار سے ہوں گے البتہ حصہ پاکستان کے محدثین کا تعارف تفصیل کے ساتھ پیش کیا جائیگا اور امکانی حد تک اس بات کی سعی کی جائے گی کہ ان کی کتب کا تعارف بھی نذر قارئین کر دیا جائے۔

تیرہویں صدی ہجری، بقیہ ۱۷ سال

حصۂ ہند:

برصغیر کے اس خطے سے جو پاکستان میں شامل نہیں، تعلق رکھنے والے محدثین کے صرف اسماء گرامی اور ان کے سنہائے وفات تحریر کیے جائیں گے۔ اور مراجع کی نشاندہی کر دی جائے گی تاکہ قارئین کو تفصیلی حالات مطلوب ہوں، وہ اصل مراجع کی طرف رجوع کر لیں۔

(۲۵۶) مولانا یحییٰ علی بن الٰہی بخش صادق پوری، م ۱۲۸۴ھ / ۱۸۶۷ء (۳۴۹۰)

(۲۵۷) مولانا عبدالحلیم بن امین اللہ۔ لکھنوی : م ۱۲۸۵ھ / ۱۸۶۹ء (۳۴۹۰)

(۲۵۸) مولانا احمد الدین بن نور حیات۔ بگوی : م ۱۲۸۶ھ / ۱۸۶۹ء (۳۵۰۰)

(۳۴۹۰) عبدالحی: زہۃ الخواطر، ج ۸، ص ۵۱۰ (۳۴۹۱) نقش حیات: تذکرہ علمائے ۱۴، ص ۲۰۲، عبدالحی

کتاب مذکور، ج ۷، ص ۱۵۲ (۳۵۰۰) عبدالحی: کتاب مذکور، ج ۸، ص ۴۶

Marfat.com

(۲۵۹) مفتی محمد یوسف بن مفتی محمد اصغر۔ م ۱۲۸۶ھ/ ۱۸۶۹ء (۳۵۱)

(۲۶۰) مولانا عبدالتواب بن صغبۃ اللہ مدراسی، م ۱۲۸۸ھ ۱۸۷۱ء (۳۵۲)

(۲۶۱) مولانا قطب الدین بن محی الدین دہلوی: م ۱۲۸۹ھ/ ۱۸۷۲ء (۳۵۳)

(۲۶۲) مولانا امیر حسن بن لیاقت علی۔ سہسوانی: م ۱۲۹۱ھ/ ۱۸۷۴ء (۳۵۴)

(۲۶۳) مولانا فیاض علی بن الٰہی بخش صادق پوری متوفی تیرہویں صدی ہجری۔ (۳۵۵)

(۲۶۴) مولانا عالم علی بن کفایت علی مراد آبادی۔ م ۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء (۳۵۶)

(۲۶۵) مولانا شاہ عبدالغنی ابن ابی سعید دہلوی م ۱۲۹۶ھ/ ۱۸۷۹ء (۳۵۷)

(۲۶۶) مولانا محمد بن عبداللہ غزنوی م ۱۲۹۶ھ ۱۸۷۹ء (۳۵۸)

(۲۶۷) مولانا قاضی بشیر الدین بن قطب الدین کاکوروی: م ۱۲۹۶ھ/ ۱۸۷۸ء (۳۵۹)

(۲۶۸) مولانا آل محمد بن محمد امام پھلواری۔ م ۱۲۹۶ھ/ ۱۸۷۸ء (۳۶۰)

(۲۶۹) مولانا احمد علی بن لطف اللہ سہارنپوری م ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۷۹ء (۳۶۱)

(۲۷۰) مولانا محمد قاسم بن شیخ اسد علی۔ نانوتوی م ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۷۹ء (۳۶۲)

(۲۷۱) مولانا منیر الدین بن کریم الدین عثمانی م ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۷۹ء (۳۶۳)

---

(۳۵۱) فقیر محمد، حدائق حنفیہ ص (۳۵۲) ایضاً ص: ۳۰۸

(۳۵۲) مولانا قطب الدین نے مظاہر حق کے نام سے ایک اردو میں مشکوٰۃ کی ایک شرح مرتب کی ہے مظاہر حق قدیم طرز کی اردو زبان میں تھی جسے اب مولانا عبداللہ جاوید غازی پوری کی تسہیل و تجدید کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔

دیکھئے فقیر محمد: حدائق حنفیہ: ص ۵۰۵؛ عبدالحئی کتاب مذکور ج ۷: ص ۳۹۶ (۳۵۴) عبدالحئی: نزھۃ الخواطر ج ۷: ص: ۸۱

(۳۵۵) مولانا یحییٰ علی کے بھائی: عبدالحئی: کتاب مذکور ج ۷ ص ۲۷۹ (۳۵۶) عبدالحئی: کتاب مذکور ج ۷: ص ۲۳۵

(۳۵۷) ایضاً ۲۹۶؛ مولانا عثمانی: سلسلہ شاہ ولی اللہ ص ۳۴۸؛ عبدالحئی نزھۃ الخواطر ج ۷ ص ۴۲۷

(۳۵۹) ایضاً ص ۱۰۳ (۳۶۰) ایضاً ص ۲۰

(۳۶۱) ایضاً ص ۴۳ (۳۶۲) بانی دارالعلوم دیوبند

فیوض الرحمٰن، قاری، مشاہیر علماء دیوبند (لاہور ۱۹۷۶ء) ج ۱: ص ۵۵۱

(۳۶۳) عبدالحئی: نزھۃ الخواطر، ج ۷: ص ۱۰۲

(۲۷۲) مولانا محمد محدث تھانوی — متوفی اواخر تیرہویں صدی ہجری (۳۶۴)

(۲۷۳) مولانا عبداللہ بن محمد غزنوی — م ۱۲۹۸ھ / ۱۸۸۰ء (۳۶۵)

(۲۷۴) مولانا سیف اللہ بن نور اللہ — متوفی تیرہویں صدی ہجری (۳۶۶)

(۲۷۵) عبدالقیوم بن عبدالحی بڈھانوی — ۱۲۹۹ھ / ۱۸۸۱ء (۳۶۷)

(۲۷۶) امۃ الغفور بنت اسحٰق اہلیہ عبدالقیوم بڈھانوی — متوفی تیرہویں صدی ہجری (۳۶۸)

(۲۷۷) مولانا جمال الدین بن وحید الدین دہلوی — م ۱۲۹۹ھ / ۱۸۸۱ء (۳۶۹)

(۲۷۸) مولانا عبدالسلام بن ابی القاسم حسینی فتحپوری — م ۱۲۹۹ھ / ۱۸۸۱ء (۳۷۰)

(۲۷۹) مولانا نور الاسلام بن سلام اللہ رامپوری — تیرہویں صدی ہجری کے آخری محدث (۳۷۱)

حصہ پاکستان

(۲۸۰) مولانا مصطفیٰ بن طیب رفیقی م ۱۲۹۴ھ / ۱۸۷۷ء

مولانا مصطفیٰ بن طیب بن احمد بن مصطفیٰ اکشیری ۱۲۲۶ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد کے علاوہ اپنے زمانہ کے دیگر علماء و محدثین سے علم فقہ و حدیث حاصل کیا اور درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ مولانا بہاء الدین احمد، احسن اور عبدالشکور کے علاوہ خلق کثیر نے آپ سے استفادہ کیا۔

جمعہ کے روز ۱۴ ربیع الاول ۱۲۹۴ھ / ۱۸۷۷ء کو آپ کا انتقال ہوا۔ (۳۷۲)

---

(۲۶۴) شاہ محمد اسحٰق کے تلامذہ میں سے ہیں۔ عثمانی، مولانا: سلسلہ شاہ ولی اللہ ص ۲۵۱

(۲۶۵) عبدالحی: کتاب مذکور، ج ۷: ص ۳۱۰

(۲۶۶) محمد اسحٰق، ڈاکٹر: علم حدیث میں پاک و ہند کا حصہ، ص ۱۱۱

(۲۶۷) عبدالحی: نزھۃ الخواطر ج ۷: ص ۳۴۰ ۔ عثمانی، مولانا: سلسلہ ص ۳۵۲

(۲۶۸) ایضاً ـــــــ ج ۷: ص ۹۲

(۲۶۹) ایضاً ـــــــ ج ۷: ص ۲۴ (۲۷۰) ایضاً ـــــــ ج ۷: ص ۲۰۰

(۲۷۱) ایضاً ـــــــ ج ۷: ص ۵۲۴

(۲۷۲) عبدالحی: نزھۃ الخواطر، ج ۷: ص ۴۴۶

چودھویں صدی ہجری ۱۸۸۴ء تا ۱۳۶۶ھ/۱۹۴۷ء (قیام پاکستان)

حصہ ہند:

۱۹۴۷ء/۱۳۶۶ھ میں پاکستان معرض وجود میں آیا۔ اس باب کے اخیر میں ان محدثین کے اسماء گرامی ذکر کیے جائیں گے کہ جو حصہ ہند میں آباد میں تھے اور اس صدی سے تعلق رکھتے تھے۔

(۲۸۱) مولانا محمد یعقوب بن مملوک علی صدیقی نانوتوی م ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۴ء (۳۷۳)

(۲۸۲) مولانا عبدالحئی بن عبدالحلیم لکھنوی م ۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء (۳۷۴)

(۲۸۳) مولانا بدیع الزماں بن مسیح الزماں لکھنوی م ۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء (۳۷۵)

(۲۸۴) مولانا فیض الحسن بن علی بخش سہارنپوری م ۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء (۳۷۶)

(۲۸۵) مولانا محمد سعید بن واعظ علی عظیم آبادی م ۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء (۳۷۷)

(۲۸۶) ملا محمود دیوبندی م ۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء (۳۷۸)

(۲۸۷) مولانا سید حامد علی دہلوی م ۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء (۳۷۹)

(۲۸۸) سید شریف حسین بن سید نذیر حسین دہلوی م ۱۳۰۰ھ/۱۸۸۶ء (۳۸۰)

(۲۸۹) مولانا محمد حسن بن ظہور حسن سنبھلی م ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء (۳۸۱)

(۲۹۰) سید امیر احمد بن امیر حسن سہنوانی م ۱۳۰۶ھ/۱۸۸۸ء (۳۸۲)

---

(۳۷۳) عبدالحئی، نزہۃ الخواطر ج ۷: ص ۵۲۴

(۳۷۴) ایضاً ص ۲۳۴

(۳۷۵) ایضاً ص ۸۹

(۳۷۶) ایضاً ص ۳۶۶

(۳۷۷) ایضاً ص ۴۲۰

(۳۷۸) فیوض الرحمٰن حافظ قاری، مشاہیر علماء دیوبند: ج ۱: ص ۵۶۳، دارالعلوم دیوبند کے پہلے مدرس

(۳۷۹) امام خان نوشہروی، مولانا تراجم علماء حدیث ہند، ص ۱۵۶ (۳۸۰) ایضاً ص ۱۵۷

(۳۸۱) عبدالحئی، کتاب مذکور: ج ۷: ص ۴۱۸ (۳۸۲) ایضاً ص ۷۲

Marfat.com

(۲۹۱) مولانا علیم الدین حسین بن تفضل حسین بنگرمئوی م ۱۳۰۶ھ ۱۸۸۸ء (۳۱۲۰)

(۲۹۲) مولانا احمد اللہ بن صبغۃ اللہ مدراسی: م ۱۳۰۷ھ / ۱۸۸۹ء (۳۱۵۰)

(۲۹۳) نواب صدیق حسن بن اولاد حسن قنوجی: م ۱۳۰۷ھ / ۱۸۹۰ء (۳۱۵۵)

(۲۹۴) سید سبا احمد بن سید اولاد احمد: م ۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۰ء (۳۱۶۱)

(۲۹۵) مولانا محمد بن عبدالرحمٰن سہارنپوری م ۱۳۰۱ھ ۱۸۹۰ء (۳۱۰۱)

(۲۹۶) مولانا عبداللہ بن عبدالوہاب سورتی م ۱۳۱۰ھ ۱۸۹۲ء (۳۱۱۱)

(۲۹۷) مولانا سید احمد دہلوی م ۱۳۱۱ھ ۱۸۹۳ء (۳۸۹۱)

(۲۹۸) مولانا حسن شاہ بن سید شاہ حسینی رامپوری م ۱۳۱۲ھ ۱۸۹۴ء (۳۹۰۱)

(۲۹۹) مولانا محمد سعید بن صبغۃ اللہ مدراسی م ۱۳۱۴ھ ۱۸۹۶ء (۳۹۰۱)

(۳۰۰) مولانا سید احمد بن متقی دہلوی م ۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۷ء (۳۹۲۱)

(۳۰۱) مولانا احمد بن محمد سورتی م ۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۷ء (۳۹۳۱)

(۳۰۲) مولانا فخر الحسن بن عبدالرحمٰن گنگوہی م ۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۷ء (۳۹۴۱)

(۳۰۳) مولانا فضل الرحمٰن بن اہل اللہ م ۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۷ء (۳۹۵۱)

---

(۳۰۳) ایضاً ـــــــ ص ۲۲۲ (۳۸۴) ایضاً ـــــــ

(۳۰۵) ایضاً ـــــــ ص ۱۸۷ (۳۰۶) امام خان: کتاب مذکور ص ۱۰۷

(۳۰۸) عبدالحی نزہۃ الخواطر ج ۷: ص ۲۹۴ (۳۰۱) ایضاً ـــــــ ص ۲۹۴

(۳۱۹) کتاب مذکورہ ج ۱: ص: ۲۰۴ (۳۹۰۱) عبدالحی: کتاب مذکور ج ۷: ص ۱۰۱

(۳۹۱) ایضاً ـــــــ ص ۴۲۹

(۳۹۲) ایضاً ـــــــ ص: ۳۰

(۳۹۳) ایضاً ـــــــ ص: ۳۰

(۳۹۴) ایضاً ـــــــ ص ۲۵۴

(۳۹۵) ایضاً ـــــــ ص: ۲۶۲

(۳۰۴) مولانا قاضی ایوب بن قمرالدین پھلتی م ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۷ء (۳۹۶)

(۳۰۵) مولانا محمد بن ہاشم سورتی م ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۷ء (۳۹۷)

(۳۰۶) مولانا احمد حسن بن محمد نصیرآبادی م ۱۳۱۷ھ/ ۱۸۹۹ء (۳۹۸)

(۳۰۷) مولانا حاجی امداد اللہ بن محمد امین مہاجر مکی م ۱۳۱۷ھ/ ۱۸۹۹ء (۳۹۹)

(۳۰۸) مولانا محمد نعیم بن عبدالحکیم لکھنوی م ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۰ء (۴۰۰)

(۳۰۹) مولانا ابراہیم بن عبدالعلی آروی م ۱۳۱۹ھ/ ۱۹۰۱ء (۴۰۱)

(۳۱۰) مولانا امام الدین بن یار محمد ٹونکی م ۱۳۱۹ھ/ ۱۹۰۱ء (۴۰۲)

(۳۱۱) مولانا عبداللہ بن ولایت ہاشمی، صادق پوری م ۱۳۲۰ھ/ ۱۹۰۲ء (۴۰۳)

(۳۱۲) مولانا سید نذیر حسین بن جواد علی دہلوی م ۱۳۲۰ھ/ ۱۹۰۲ء (۴۰۴)

(۳۱۳) مولانا قاضی محمد بن عبدالعزیز مچھلی شہری م ۱۳۲۰ھ/ ۱۹۰۲ء (۴۰۵)

(۳۱۴) مولانا سلامت اللہ بن رجب علی جیراج پوری: م ۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۴ء (۴۰۶)

(۳۱۵) مولانا محمد بشیر بن بدرالدین سہسوانی م ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء (۴۰۷)

(۳۱۶) مولانا محمد رشید احمد بن ہدایت احمد گنگوہی م ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۶ء (۴۰۸)

(۳۱۷) مولانا محمد صادق الیقین بن سراج الیقین کرسوی م ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ء (۴۰۹)

(۳۱۸) مولانا حفیظ اللہ خان دہلوی م ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ء (۴۱۰)

(۳۱۹) مولانا ظہیر احسن بن سلمان علی نیموی م ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء (۴۱۱)

(۳۲۰) مولانا عبدالخالق راجکوٹی م ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء (۴۱۲)

---

(۳۹۶) ایضاً ص ۸۵ (۳۹۷) ایضاً ص ۴۰۲

(۳۹۸) ایضاً ص ۴۲ (۳۹۹) ایضاً ص ۷۰

(۴۰۰) ایضاً ص ۴۵۹ (۴۰۱) ایضاً ص ۴

(۴۰۲) ایضاً ص ۶۷ (۴۰۳) ایضاً ص ۲۹۶ (۴۰۴) ایضاً ص ۴۹۶

(۴۰۵) ایضاً ص ۳۹۵ (۴۰۶) ایضاً ص ۱۵۹ (۴۰۷) ایضاً ص ۴۱۵

(۴۰۸) ایضاً ص: ۱۴۸ (۴۰۹) ایضاً ص ۱۸۶ (۴۱۰) امام خان تراجم: ص: ۱۵۸

(۴۱۱) عبدالحئی کتاب وجلد مذکور ص ۲۰۶ (۴۱۲) ایضاً ص ۲۴۰

(۳۲۱) مولانا فخر الدین ابن عبد العلی بریلوی — م ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۱ء (۴۱۳)

(۳۲۲) مولانا قاضی حسین بن محسن یمانی — م ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء (۴۱۴)

(۳۲۳) الشیخ احمد بن عثمان مکی، مراد آبادی — م ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۰ء (۴۱۴)

(۳۲۴) مولانا شمس الحق بن امیر علی دیانوی — م ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء (۴۱۵)

(۳۲۵) مولانا ادریس بن عبد العلی بگرامی — م ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۱ء (۴۱۶)

(۳۲۶) مولانا عبد الجبار بن عبد اللہ غزنوی — م ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۲ء (۴۱۷)

(۳۲۷) مولانا علی نعمت بن عنایت رسول جعفری پھلواری — م ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۲ء (۴۱۸)

(۳۲۸) مولانا احمد حسن بن اکبر حسن امروی — م ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۳ء (۴۱۹)

(۳۲۹) مولانا محمد یحییٰ بن مولانا محمد اسمٰعیل کاندھلوی — م ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۴ء (۴۲۰)

(۳۳۰) مولانا فرید الدین بن مسیح الدین کاکوروی — م ۱۳۳۴ھ / ۱۹۱۵ء (۴۲۱)

(۳۳۱) مولانا عبد اللہ بن عبد الرحیم غازیپوری — م ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۸ء (۴۲۲)

(۳۳۲) مولانا امیر علی بن معظم علی حسینی لکھنوی — م ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۸ء (۴۲۳)

(۳۳۳) مولانا احمد حسن دہلوی — م ۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۹ء (۴۲۴)

(۳۳۴) مولانا محمد شاہ بن حسن شاہ حسینی رامپوری — م ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء (۴۲۵)

(۳۳۵) مولانا وحید الزماں بن مسیح الزماں حیدرآبادی — م ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء (۴۲۶)

(۳۳۶) مولانا امین الدین بن محمد اسمٰعیل — م ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء (۴۲۷)

---

(۴۱۲) ایضاً ص ۲۵۴ (۴۱۳) ایضاً ص ۱۱۱ (۴۱۴) عبد الحی: نزہۃ الخواطر ج ۸ ص ۲۹

(۴۱۵) ایضاً ص ۱۷۹ (۴۱۶) ایضاً ص ۴۹ (۴۱۷) ایضاً ص ۲۱۹

(۴۱۸) ایضاً ص ۳۳۲ (۴۱۹) ایضاً ص ۴۱ (۴۲۰) فیوض الرحمٰن: مشاہیر ج ۱ ص ۱۹

(۴۲۱) عبد الحی: کتاب مذکور ج ۸ ص ۳۶۰ (۴۲۲) ایضاً ص ۲۸۰

(۴۲۳) ایضاً ص ۷۵ (۴۲۴) ایضاً ص ۴۴

(۴۲۵) ایضاً ص ۴۳۲ (۴۲۶) ایضاً ص ۵۱۲

(۴۲۷) فیوض الرحمٰن۔ کتاب مذکور ج ۱: ۱۰۱

(۴۲۷) مولانا محمود حسن بن ذوالفقار علی دیوبندی — م ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء (۴۲۸)

(۴۲۸) مولانا محمد معصوم بن عبدالرشید دہلوی — م ۱۳۴۱ھ / ۱۹۲۲ء (۴۲۹)

(۴۲۹) مولانا عبدالرحیم بن فرحت حسین منڈاپوری — م ۱۳۴۱ھ / ۱۹۲۲ء (۴۳۰)

(۴۳۰) مولانا احمد رضا بن نقی علی بریلوی — م ۱۳۴۳ھ / ۱۹۲۴ء (۴۳۱)

(۴۳۱) مولانا محمد بن حسین انصاری یمانی — م ۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۵ء (۴۳۲)

(۴۳۲) مولانا عبدالباری بن عبدالوہاب لکھنوی — م ۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۵ء (۴۳۳)

(۴۳۳) مولانا خلیل احمد بن مجید علی انبیٹھوی — م ۱۳۴۶ھ / ۱۹۲۷ء (۴۳۴)

(۴۳۴) مولانا برکات احمد بن دائم علی ٹونکی — م ۱۳۴۷ھ / ۱۹۲۸ء (۴۳۵)

(۴۳۵) مولانا عبدالکریم مرادآبادی — م ۱۳۵۱ھ / ۱۹۳۲ء (۴۳۶)

(۴۳۶) مولانا منور علی بن مظہرالحق رامپوری — م ۱۳۵۱ھ ۱۹۳۲ء (۴۳۷)

(۴۳۷) مولانا سید انور شاہ بن معظم شاہ کشمیری — م ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۳ء (۴۳۸)

(۴۳۸) مولانا عبدالرحمٰن بن عبدالرحیم مبارکپوری — م ۱۳۵۳ھ / ۱۹۳۴ء (۴۳۹)

(۴۳۹) مولانا ابوبکر بن ابی الخیر جونپوری — م ۱۳۵۹ھ / ۱۹۴۰ء (۴۴۰)

۳۵۰ مولانا عاشق الٰہی بن یاد الٰہی میرٹھی — م ۱۳۶۰ھ / ۱۹۴۱ء (۴۴۱)

---

۴۲۸) شیخ الہند، دارالعلوم دیوبند کے پہلے طالب علم۔ عبدالحی: نزہۃ الخواطر ج ۸: ص: ۴۶۵

۴۲۹) ایضاً ص: ۴۵۶ (۴۳۰) ایضاً ص: ۲۴۹

۴۳۱) بانی مصباح العلوم بریلی

محمد مسعود احمد، ڈاکٹر، حیات مولانا احمد رضا خان بریلوی۔ دسکہ، سیالکوٹ۔ ۱۹۸۱ء ص ۸۳

۴۳۲) عبدالحی: نزہۃ الخواطر: ج ۸ ص ۲۸۸ (۴۳۳) ایضاً ص ۲۱۴

۴۳۴) ایضاً ص ۱۳۳ (۴۳۵) ایضاً ص ۹۱

۴۳۶) ایضاً ص ۲۸۳ (۴۳۷) ایضاً ص ۴۸۳

۴۳۸) ایضاً ص ۸۰ (۴۳۹) ایضاً ص ۲۴۲

۴۴۰) ایضاً ص ۵ (۴۴۱) ایضاً ص ۱۲۵

Marfat.com

(۲۵۱) مولانا احید رحسن بن احمد حسن — ٹونکی — م ۱۳۶۱ھ / ۱۹۴۲ء (۴۴۲)

(۲۵۲) مولانا اشرف علی بن عبدالحق — تھانوی — م ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء (۴۴۳)

(۲۵۳) مولانا سید اصغر حسین بن محمد حسن — دیوبندی — م ۱۳۶۴ھ / ۱۹۴۴ء (۴۴۴)

یہ ان حضرات محدثین کے اسماء گرامی تھے کہ جو قبل از قیام پاکستان انتقال کر گئے تھے اور برصغیر کے اس حصہ میں آباد تھے کہ جو ہند کا حصہ کہلاتا ہے ان میں بعض حضرات وہ بھی تھے کہ جو اپنے طبقات میں سرخیل رؤسا قائدین اور ہادیین امت کہلاتے ہیں۔ ان کی خدمات امت میں ایک حیثیت جاودانی رکھتی ہیں۔ ان حضرات میں نواب صدیق حسن خان، سید نذیر حسین دہلوی، شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی، مولانا سید انور شاہ کاشمیری، مولانا اشرف علی تھانوی اور مولانا احمد رضا خان بریلوی شامل ہیں۔

قبل از قیام پاکستان برصغیر کی خدمات حدیث کا یہ آخری دور تھا۔ سلسلۂ شاہ ولی اللہ کے اجراء سے برصغیر علم حدیث کے معاملہ میں خود کفیل ہو گیا تھا چنانچہ شاہ ولی اللہ سے قبل کے ادوار میں طالبان علم حدیث ممالک عربیہ کے سفر کیا کرتے تھے، شاہ ولی اللہ کے بعد جب اس سلسلہ نے ترقی کی تو حصول علم حدیث کے لیے لوگوں کو اسفار کی ضرورت نہ رہی۔ موجودہ دور میں جس میں کہ ۱۲۸۳ھ میں دیوبند کے مقام پر ایک عظیم درسگاہ اور ۱۲۸۹ھ میں بریلی کے مقام پر علوم دینیہ کا ایک مدرسہ قائم ہوا اس سے برصغیر میں مدارس کے قیام کی ایک تحریک پیدا ہوئی۔ اور اس قسم کے دوسرے مدارس بھی برصغیر میں قائم ہوئے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ دور سابق میں جو خود مختاری حاصل ہوئی تھی اس میں ترقی و استحکام پیدا ہوا اور اب ممالک عربیہ کے بجائے برصغیر علوم دینیہ کی اشاعت و تعلیم کا مرکز بن گیا اور ممالک عربیہ سے طالبان علم برصغیر میں آکر علوم حاصل کرنے لگے۔

برصغیر کے لیے علم حدیث میں یہ دور دور ترقی کہلا سکتا ہے۔ اور اسی دور میں پاکستان عرصہ وجود میں آیا۔

اب باب آئندہ میں انشاء اللہ پاکستان میں ہونے والی علم حدیث کی خدمات کا تفصیل سے جائزہ لیا جائے گا۔

(۴۴۲) فیوض الرحمٰن، مشاہیر، ج ۱، ص ۲۴۲ تا ۲۴۱، اشرف السوانح۔

(۴۴۳) فیوض الرحمٰن مشاہیر، ج ۱، ص ۱۰۔

Marfat.com

باب ششم:

پاکستان میں علم حدیث

گزشتہ باب میں برصغیر میں ہونیوالی خدماتِ حدیث اور محدثین کا ترتیب زمانی کے اعتبار سے مفصل تذکرہ کیا گیا۔ برصغیر میں علم حدیث کی ابتداء باب الاسلام (سندھ) سے ہوئی، سندھ سے یہ سلسلہ لاہور اور ملتان کے راستے دہلی پہنچا، دہلی میں شاہ ولی اللہ کا سلسلہ شروع ہوا جس نے برصغیر میں علم حدیث کی خدمات کو ایک منظم لڑی میں پرو دیا۔ سلسلہ شاہ ولی الٰہی جسے عام طور پر مؤرخین اور ارباب حدیث برصغیر میں علم حدیث کا موجد مانتے ہیں، دراصل علم حدیث کی سابق خدمات میں ایک انقلاب، نظم و انضباط اور استقلال پیدا کرتا ہے۔ کیونکہ اس سلسلہ سے قبل برصغیر میں خدماتِ حدیث تشتت و انتشار کا شکار رہیں اور برصغیر علم حدیث کے معاملہ میں خود کفیل نہ تھا، اہلیانِ برصغیر کو علم کے حصول کے لیے اسفارِ علمیہ کرنے ہوتے تھے۔

تیرہویں صدی میں اس نظم و ضبط اور سلسلۃ الذہب کے نتیجہ میں ایک مزید انقلاب رونما ہوا کہ اس صدی میں برصغیر میں ایسی درسگاہوں کا قیام عمل میں آیا جن کی بنا پر ہند کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ ممالک عربیہ سے لوگ حصول علم کے لیے ہند آنے لگے۔ اس سلسلہ کی ایک کڑی ضلع سہارنپور کے ایک قصبہ دیوبند میں "دارالعلوم دیوبند" کے نام سے ۱۵ محرم الحرام ۱۲۸۳ھ / ۳۰ مئی ۱۸۶۷ء کو ظاہر ہوئی۔ (۱)

دارالعلوم دیوبند کے قیام کے چھ سال بعد ۱۲۸۹ھ / ۱۸۷۲ء میں صوبہ یوپی میں بریلی کے مقام "مصباح التہذیب" کے نام سے ایک مدرسہ قائم ہوا۔ جو "مصباح العلوم" کے نام سے مشہور ہوا۔ (۲) یہ وہ زمانہ ہے کہ جب برصغیر میں انگریز حکومت ہے اور مسلمان ہندوؤں اور انگریزوں کی سازشوں

۱۔ محمد طیب، مولانا، تاریخ دارالعلوم دیوبند کراچی، دارالاشاعت ۱۹۷۲ء ص ۱۴

۲۔ [illegible] کتب خانہ ۱۹۸۱ء ص ۱۱۸

Marfat.com

کے نتیجہ میں سیاسی، معاشرتی، اقتصادی اور علمی ہر میدان میں محکومی وغلامی کا شکار ہونے کی بنا پر اپنا تشخص، شعار اور اپنا انفرادی وممتاز وجود کھوتے جا رہے تھے۔ مسلمانوں کے اس گم گشتہ تشخص و ملی شعار کو تلاش و بیدار کرنے کے لیے علمی تحاریک کی ابتداء ہوئی جس میں سب اہم کردار دارالعلوم دیوبند نے ادا کیا۔

برصغیر میں بیدار ہونے والی اس علمی تحریک کو ہر آنکھ نے دیکھا، ہر ذی حواس انسان نے محسوس کیا اور اس کا برملا اظہار کیا۔

انطاکی اپنے سفر ہند کے تاثرات کے ضمن میں لکھتا ہے۔

" وفی بلاد الهند عدد كبير من الكليات العلمية، مثل كلية ديوبند وهي اكبر كلية لتدريس اللغة العربية في وسط الهند، وكلية كلكوتا، والكلية العثمانية في حيدرآباد دكن وكلية لكنؤ والكلية الاسلامية في دلهي، وكلية عليكره۔ (۳)

ہند کے علاقہ میں تعلیمی ادارے کثرت سے پائے جاتے ہیں، مثلاً دیوبند کی درسگاہ جو وسط ہند میں لغت عربی کی سب سے بڑی درسگاہ ہے، کلکتہ کی درسگاہ، عثمانیہ کالج حیدرآباد دکن، لکھنؤ کالج، اسلامیہ کالج دہلی، علی گڑھ یونیورسٹی)

برصغیر میں اس علمی تحریک کے نتیجہ میں سیاسی بیداری وجود میں آئی اور مسلمانان ہند نے اپنے ملی تشخص اور مذہبی شعار کی مکمل حفاظت کی خاطر ایک علیحدہ مملکت کا مطالبہ پیش کر دیا اور یہ تحریک کامیابی کے ساتھ اگست ۱۹۴۷ء میں ختم ہوئی۔

قیام پاکستان کے بعد ہند میں قائم ان امہات المدارس کی طرز پر مدارس و مراکز علمی قیام ہونے ایک محتاط اعداد و شمار کے مطابق ۱۹۰۲ء میں ان مدارس کی تعداد تھی۔

۱۹۷۶ء میں ۱۱۸ ہو گی۔ ۱۹۷۹ء میں اس تعداد میں مزید اضافہ ہوا اور یہ ۱۰۴۵ ہو گئی۔

اس کے ساتھ ساتھ پاکستان میں قائم جامعات کے عربی و اسلامی علوم کے شعبہ جات بھی رجال، مفسرین، محدثین اور مؤلفین و فقہاء کی تیاری میں جتن شعول نظر آتے ہیں ۱۹۰۰ - ۱۹۷۰ کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں جامعات، یونیورسٹیز کی تعداد جن میں ۱۹۲۹ طلباء و

(۳) الانطاکی، تذکرۃ الاولی والتبصرۃ لمن یری ص ۲۱۰

Marfat.com

طالبات زیر تعلیم تھے۔

۸۴ - ۱۹۱۲ء میں یہ تعداد ۱۲ ہو گئی اور استفادہ کرنے والوں کی تعداد ۲۲۲۵۶ ہو گئی۔

ہر جامعہ کے ساتھ شعبہ عربی اور شعبہ یا ادارۂ علوم اسلامیہ قائم ہے۔

باب زیر بحث میں پاک و ہند سے تعلق رکھنے والے محدثین کا تعارف اور جہاں تک حد استطاعت و امکان میں ہوا۔ ان کی کتب پر تبصرہ پیش کیا جائیگا۔ اس مکمل جائزے سے اندازہ ہوگا کہ دوسری صدی ہجری سے تاہنوز علم حدیث کی خدمات میں پاک و ہند کا گرانقدر حصہ کسقدر موجود ہے۔

سوانح، ایک نظر میں

(۳۵۴) مکمل نام: محمد حسین اسرائیلی بن عبدالستار

تاریخ و مقام پیدائش: گڑھی حبیب اللہ خان ہزارہ

ابتدائی تعلیم: وطن مالوف

اعلیٰ تعلیم: ..... ایضاً

ممتاز اساتذہ: مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی۔

تدریسی زندگی: سکندرپور، ہری پور ہزارہ۔

ممتاز تلامذہ: ہزارہ کے مقتدر علماء

مختلف علوم میں تصانیف: اشاعۃ اللمعہ فی فرضیۃ الجمعۃ

علم حدیث میں تصانیف: تحفۃ الباقی شرح الفیہ عراقی (مطبوعہ دہلی ۱۳۰۰ھ) شرح الشرح نخبۃ الفکر (فارسی) (مطبوعہ لاہور ۱۳۰۸ھ)

تاریخ و مقام وفات: گڑھی حبیب اللہ خان (۱۳۰۸ھ کے بعد) (۴)

سوانح، ایک نظر میں

۳۵۵: مکمل نام: مولانا قاضی عبدالقادر ہزاروی،

نبوغ الرحمٰن علمائے سرحد کی تصنیفی و علمی خدمات: الحق جلد ۱۱ (۱۹۷۶) ص ۲۴۲

تاریخ و مقامِ پیدائش : ہزارہ

ابتدائی تعلیم : وطن مالوف

اعلیٰ تعلیم : بھوپال ہند

ممتاز اساتذہ : مولانا محمد احمد بن عم سید نور الحسن بخاری

تدریسی زندگی : وطن مالوف ۔

ممتاز تلامذہ : علماء وطن

مختلف علوم میں تصانیف : السیف المسلول فی نحر من سب التابعی واصحاب الرسول الملقب بہ کشف الحجاب عن مغالطۃ الرفضۃ فی عقد ام مکتوم لعمر بن الخطاب۔ تبصرۃ المحودین فی رد مغالطات الوھابیین ۔ البینات فی استنباط احکام اخراج الایات ۔

علم حدیث میں تصانیف : حاشیہ مشکوٰۃ عربی ، مطبوعہ مطبع صدیقی شاہجہانی اسماء الرجال ۔ رد لفظ وار (غالباً رجال مشکوٰۃ)

تاریخ و مقامِ وفات : ۱۸۹۹ء/ ۱۳۱۰ھ ؒ

سوانح ایک نظر میں

۲۵۶ : مکمل نام : فیض عالم بن ملا جیون ہزاروی ، مولانا

تاریخ و مقامِ پیدائش : ہری پور ہزارہ ۱۲۵۶ھ ۱۱۴۱ء

ابتدائی تعلیم : غیر مذکور

اعلیٰ تعلیم : ایضاً

ممتاز اساتذہ ایضاً

تدریسی زندگی : ایضاً

ممتاز تلامذہ : ایضاً ۔

مختلف علوم میں تصانیف : بذل اس البررۃ عند اداء الجمعۃ فی سکۃ الآخرۃ

(۵) فیوض الرحمٰن بتاریخ مشاہیر علماء یونین ، مطبع عزیزی ، ۱۹۸۶ء ، ص ۳۲۰

(مطبوعہ بمبئی ۱۳۰۰ھ) نبراس الصالحین لرفع مطاعن غیر المقلدین۔ وجیز الصراط فی مسائل صدقات۔ مصباح الظلام عند قبر عبد السلام۔ صیانۃ الاکیاس عن وسوسۃ الخناس۔ (فارسی) البراھین القطعیۃ فی تعیین اوقات المغربیۃ (قلمی)

علم حدیث میں تصانیف: شرح الفیۃ۔ حل مشکلات المغیث فیما متعلق بالفقہ و الحدیث۔ (عربی۔ قلمی)

تاریخ و مقام وفات: ۱۹۰۲ء/ ۱۳۲۱ھ درویش نبرارہ (۶)

سوانح، ایک نظر میں:

۳۵۷: **مکمل نام:** محمد ایوب بن لطیف اللہ محدث پشاوری:

تاریخ و مقام پیدائش: ۱۲۵۰ھ/ ۱۸۲۵ء زخی چارباغ ضلع پشاور

ابتدائی تعلیم: وطنِ مالوف

اعلیٰ تعلیم: ڈاگئی یار حسین، ضلع مردان

ممتاز اساتذہ: مولانا عبد الحکیم۔ شیخ عباسی بن جعفر بن صدیق حنفی

تدریسی زندگی: ۴۳ سالہ تدریسی زندگی جٹاں، پشاور

ممتاز تلامذہ: مختلف علماء سرحد

مختلف علوم میں تصانیف: تحریر الفوائد فی تقسیم العقائد۔ عقود الدریۃ فی الرد علی الوجودیۃ، اسفار المسئلۃ فی اسرار البسملۃ، تعلیم الغبی فی امامۃ الصبی۔ بذل الھمۃ فی نفع المیت، ضیاء النبراس فی حکم شعر الرأس، رحمۃ الأحد فی سنۃ الا ۃ المضیۃ فی ضیافۃ التعزیۃ، الدر المصون فی حکم النفع بالمرھون، تبیین المسئلۃ

علم حدیث میں تصانیف: فی تحسین المسئورۃ۔، مصباح الضیا فی حقیقۃ الربوا۔ و دیگر شرح نخبۃ الفکر

تاریخ و مقام وفات: ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ (۷)

(۶) عبد الحی بن فخر الدین الحسنی، نزھۃ الخواطر و بھجۃ المسامع والنواظر، کراچی، نور محمد، ۱۹۷۶ء، ج ۸، ص ۹

(۷) فیوض الرحمٰن علمائے سرحد۔ الحق۔ ص: ۳۸۲

Marfat.com

سوانح، ایک نظر میں

(۳۵۸) **مکمل نام:** سید عبداللہ قطب شاہ بن حبیب شاہ عباسی:

تاریخ و مقامِ پیدائش: طور و ضلع مردان ۱۸۵۰ء/ ۱۲۶۷ھ

ابتدائی تعلیم: منضبط نہیں

اعلیٰ تعلیم: ایضاً

ممتاز اساتذہ ایضاً

تدریسی زندگی ایضاً

ممتاز تلامذہ ایضاً

مختلف علوم میں تصانیف: اسماء القرآن بنجوم الفرقان فی اطراف القرآن مدیتہ الفرد۔

علم حدیث میں تصانیف: رسالہ حدیقۃ عرفان، ایمان کے ۷۰ حصوں کے بیان (مطبوعہ نایاب)، شرح شعب الایمان۔

تاریخ و مقامِ وفات: ۱۹۳۴ء/ ۱۳۵۳ھ موضع معیار۔ (۸۱)

سوانح، ایک نظر میں

(۳۵۹) **مکمل نام:** عبدالعزیز بن عبدالسلام عثمانی ہزاروی۔

تاریخ و مقامِ پیدائش: ۱۲۸۰ھ ۱۶۴ء گڑھی حبیب اللہ خان، تحصیل مانسہرہ۔

ابتدائی تعلیم: وطن مالوف۔

اعلیٰ تعلیم: دہلی۔

ممتاز اساتذہ: مولانا محمود عثمانی، مولانا قاضی محمد، قاضی عبدالاحد، نعمانپوری ہزاروی، مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی۔

تدریسی زندگی: سپاٹو شملہ۔

---

(۸۱) یٰسین الرحمٰن، علمائے سرحد، الحق، ص ۳۹۲

ممتاز تلامذہ: ہزارہ کے ممتاز علماء

مختلف علوم میں تصانیف: نفحہ مخدومی مترجم قواعد فارسی منظوم معروف بہ نیر لامع

علم حدیث میں تصانیف: استجلاء العین من شرح نخبۃ الفکر (مطبوعہ) قرۃ العیون (احادیث کا ایک عمدہ انتخاب، ناتمام قلمی)۔

تاریخ و مقام وفات: ۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء (۹)

سوانح، ایک نظر میں

(۳۶۰) مکمل نام: مولانا عبدالعزیز محدث سہالوی:

تاریخ و مقام پیدائش: ۱۸۸۴ء ۱۳۰۲ھ پنڈ سہالہ ضلع راولپنڈی؛

ابتدائی تعلیم: دہلی مالوف، نوشہرہ الہنی ضلع گجرات:

اعلیٰ تعلیم: دارالعلوم دیوبند:

ممتاز اساتذہ: مولانا غلام رسول، شیخ الہند مولانا محمود حسن۔

تدریسی زندگی: مدرسہ نعمانیہ لاہور (۱۳۲۷ء - ۲۸) مدرسہ رحیمیہ (۱۳۲۸ - ۲۹) درس حدیث انوار العلوم:

ممتاز تلامذہ: پنجاب کے مختلف علماء۔

مختلف علوم میں تصانیف: بغیۃ الامعی حاشیہ نصب الرایہ للزیلعی تاکتاب الحج:

علم حدیث میں تصانیف: نبراس الساری فی اطراف البخاری۔ (مطبوعہ) دو جلدیں تبویب مسند احمد، رجال طحاوی، حاشیہ طحاوی، فہرست مسند احمد (غیر مطبوعہ)

تاریخ و مقام وفات: ۳ رمضان ۱۳۵۹ھ/ ۵ اکتوبر ۱۹۴۰ء سہالہ۔ (۱۰)

---

(۹) حبیب الٰہی، کتاب ندکور، ج ۸: ص ۲۶۰

فیوض الرحمٰن، علمائے سرحد۔ الحق (۱۹۷۶ء) ۳۰۲

(۱۰) فیوض الرحمٰن، مشاہیر ج ۱: ص ۲۰۱

نام کتاب : نبراس الساری فی اطراف البخاری

مؤلف : مولانا عبدالعزیز محدث سہالوی

ناشر : لاہور مطبع کریمی۔

سنہ طباعت : ۱۳۴۵ھ /

سنہ تالیف : محرم ۱۳۴۴ھ /

جلدیں : ۲

جلد اول از ابتداء تا باب اتیان الیہود النبی حین قدم المدینۃ۔ صفحات ۲۵۶

جلد ثانی از کتاب المغازی تا آخر کتاب بخاری۔ صفحات ۱۸۱

امام بخاری کی کتاب صحیح بخاری ایک ایسی کتاب ہے کہ جس کا وجود ہزاروں کتب کے وجود کا باعث بنا کسی نے اس کی شرح تالیف کی۔ کوئی اسے دیگر زبانوں میں منتقل کرنے کی طرف متوجہ ہوا کسی کی توجہ اس کے تراجم الواب کی شرح کی طرف ہوئی اور بہت سے محدثین اس کی اسانید و ادبی حیثیت اجاگر کرنے میں مشغول ہوئے۔

غرضیکہ بخاری کی جو خصوصیت اپنے میدان علم و فن میں کسی کو نظر آئی۔ اس نے اس میدان میں [illegible] کا مقام بلند کرنے کے لیے قلم اٹھایا۔

ان عنوانات میں مکررات بخاری پر بھی متعدد کتب تالیف کی گئی۔

مولانا عبدالعزیز کی یہ کتاب باوجود اختصار کے اپنے اندر چند انفرادی و امتیازی خصوصیات رکھتی ہے

۱۔ مکررات بخاری کو اس طرح مدون کیا گیا ہے کہ ہر حدیث کی تخریج کے ساتھ شرح کے لیے فتح الباری اور عمدۃ القاری کا حوالہ جلد و صفحہ کے ساتھ دیا گیا ہے۔

۲۔ پہلی مرتبہ جہاں حدیث تخریج کی گئی ہے۔ وہاں بخاری میں وہ حدیث جن الواب میں مکرر آئی ہے اس کا حوالہ دیا گیا ہے۔ مثلاً پہلی حدیث انما الاعمال بالنیات پہلی مرتبہ تخریج کرنے کے بعد تیرہ مقامات کا حوالہ دیا گیا ہے کہ ان میں یہ حدیث امام بخاری نے پھر نقل کی ہے۔

۳۔ ایک حدیث مکرر ہونے کی صورت میں صرف اس صفحہ کا حوالہ دیا جاتا ہے جہاں وہ حدیث پہلی مرتبہ تخریج کی گئی ہے۔

Marfat.com

۴۔ مولانا سید انور شاہ صاحب، مولانا اشرف علی تھانویؒ اور مفتی کفایت اللہ دہلویؒ نے اپنی تقاریظ میں مولانا کی اس کاوشِ علمی کو سراہا ہے۔

بخاری کی یہ منفرد شرح جو واقعتاً اطرافِ بخاری کو جامع ہے، علم و تحقیق کے میدان میں اہمیت کی حامل ہے۔ اس کتاب کے ذریعہ میدانِ تحقیق کے شہسواروں کو بھرپور مدد مل سکتی ہے۔ لاہور کی مطبوعہ یہ قدیم کتاب شاید دوبارہ شائع نہیں ہوئی اور اس وقت نایاب ہے۔

سوانح، ایک نظر میں

(۳۶) **مکمل نام:** محمد بن عبداللہ، مولانا، المعروف بہ حبون بن نورالدین پکھلوی ہزاروی۔

تاریخ و مقامِ پیدائش: ۱۲۸۲ھ / ۱۹۶۹ء پکھلی تحصیل مانسہرہ ہزارہ۔

ابتدائی تعلیم: وطن مالوف

اعلیٰ تعلیم: ہندوستان

ممتاز اساتذہ: علامہ حسین بن محسن انصاری یمانی۔

تدریسی زندگی: حیدرآباد دکن

ممتاز تلامذہ: حیدرآباد دکن کے افراد

مختلف علوم میں تصانیف: عجائب البیان فی لغات القرآن مع تفسیر المتان و نجوم الفرقان۔ اللغۃ العربیۃ مترجمہ اردو۔ عثمان البیان فی سیرۃ النبی آخر الزمان۔ السیف المسلول فی اثبات خط الرسول۔

علم حدیث میں تصانیف: ترجمہ مسند امام احمد اردو۔ عون الودود شرح ابی داؤد (عربی) مفتاح الحاجۃ شرح ابن ماجہ (عربی) مطبوعہ لکھنؤ، ایڈیشن ۲ء سرگودھا۔

تاریخ و مقامِ وفات: ۱۳۶۶ھ / ۱۹۴۷ء حیدرآباد دکن (۱۱)

---

۱۱ فیوض الرحمٰن، علمائے سرحد، الحق مذکور، ص ۳۰۵، ۳۰۶

سوانح، ایک نظر میں

(۳۶۲) مکمل نام: مولانا شبیر احمد عثمانی۔ بن مولانا فضل الرحمٰن۔

تاریخ و مقام پیدائش: ۱۳۰۵ھ/ ۱۸۸۸ء دیوبند، ضلع سہارنپور، ہند۔

ابتدائی تعلیم: دارالعلوم دیوبند۔

اعلیٰ تعلیم: دارالعلوم دیوبند۔

ممتاز اساتذہ: شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی، مولانا غلام رسول (صوبہ سرحد) مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی، حکیم محمد حسن، مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوری، مولانا گل محمد خان، مولانا محمد احمد۔

تدریسی زندگی: مدرسہ فتحپوری، دہلی۔ دارالعلوم دیوبند (۱۳۲۸ تا ۱۳۴۶ھ)
جامعہ اسلامیہ ڈابھیل (۱۳۴۶ تا ۱۳۵۴ھ) صدر مہتمم دارالعلوم دیوبند (۱۳۵۴ تا ۱۳۶۲ھ)

ممتاز تلامذہ: مولانا محمد ادریس کاندھلوی، مولانا مناظر احسن گیلانی، مولانا ابوالمآثر، مولینا مفتی محمد شفیع، مولانا محمد یوسف بنوری، مولانا بدر عالم میرٹھی، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، مولانا قاری محمد طیب قاسمی، مولانا سعید احمد اکبرآبادی، مولانا محمد مالک کاندھلوی، مولانا محمد اشفاق احمد، مولانا قاضی عبدالرحمٰن

مختلف علوم میں تصانیف: الاسلام، العقل والنقل، اعجاز القرآن، الشہاب، تفسیر عثمانی۔

علم حدیث میں تصانیف: فتح الملہم شرح مسلم [۱]، تقریر بخاری، افضل الباری۔

تاریخ و مقام وفات: ۱۲ دسمبر ۱۹۴۹ء بغداد الجدید، ریاست بہاولپور، تدفین کراچی [۲]

فتح الملہم شرح صحیح مسلم:

کراچی، مکتبہ رشیدیہ

۱۹۸۵ء

تین جلدیں۔

---

[۱] فتح الملہم پر مصروفیات کی بنا پر مکمل نظر ثانی نہ کر سکے تھے۔ اب اس کی تہیں مولانا تقی عثمانی کر رہے ہیں۔ (ان کا تعارف آئندہ اوراق میں ملاحظہ کریں) انوار الحسن شیر کوٹی: حیات عثمانی (کراچی ۱۹۸۵ء)

جلد اول از ابتداء تا باب الدلیل علی ان نوم الجالس لا ینقض الوضوء (کتاب الطہارہ)
مع مقدمہ، صفحات : ۵۰۰ ۔

جلد ثانی : از کتاب الصلوٰۃ تا الصلوٰۃ علی قاتل النفس ومسالک العلماء فیہ
(کتاب الجنائز) صفحات ۵۱۲

جلد ثالث از کتاب الزکوٰۃ تا باب جواز الغیلۃ وہی وطئی المرضع وکراہۃ العزل :
کتاب النکاح، صفحات ۵۲۰

کل صفحات ۱۵۳۲

مقدمہ :

کتاب کی ابتداء میں ۱۵۰ صفحات پر مشتمل ایک وقیع مقدمہ ہے کہ جس میں علوم واقسامِ حدیث کے علاوہ خصوصیات صحیح مسلم، تراجم وشروح مسلم، امام مسلم کے حالاتِ زندگی، بعض رواۃِ مسلم کے حالات اور مقدمہ صحیح مسلم پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

مقدمہ اپنی گہرائی اور علمی مباحث کی بنا پر از خود علم حدیث پر ایک مختصر کتاب کا درجہ رکھتا ہے قاری کو اس مقدمہ کا مطالعہ، اصول واقسام حدیث پر علیحدہ کتاب کے مطالعہ سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

اقسام حدیث کے بیان میں فاضل مؤلف نے ابن حجر کی فتح الباری شرح بخاری، ابن الصلاح، المسعانی کی القواطع، ابو اسحٰق شیرازی کی اللمع شاطبی کی الموافقات، السخاوی کی شرح الفیہ العراقی، ابن مظہر الحلی کی طفایۃ الوصول اور نووی کی تقریب پر مدار کیا۔

اقسام حدیث کے تفصیلی تذکرہ کے بعد طرق تحمل حدیث، سند کی اقسام کتبِ حدیث کی اقسام اور ان کے طبقات کے بیان کے ساتھ کتبِ حدیث میں صحیح مسلم کا مقام واضح کیا۔

مقدمہ صحیح مسلم کی توضیحات کے ضمن امام مسلم کی شرائطِ قبول روایت اور امام بخاری ومسلم کا روایت معنعن کے قبول میں اختلاف بسط وتفصیل کے ساتھ بیان کیا۔ غرضیکہ مقدمہ کے مطالعہ سے نہ صرف یہ کہ انسان صحیح مسلم، صاحبِ کتاب اور رواۃِ کتاب کے احوال ومقام سے متعارف ہو جاتا ہے۔ بلکہ علم حدیث کی بنیادی واساسی تعلیم اسے حاصل ہو جاتی ہے۔ علم حدیث میں استعمال ہونے والی اصطلاحات کا علم ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

اسلوب شرح:

شرح حدیث کا انداز یہ ہے کہ صفحہ کے بالائی حصہ پر متن حدیث اور حد فاصل قائم کرنے کے بعد حصہ زیریں پر شرح۔ شرح کی ترتیب اسطرح ہوتی ہے۔

۱۔ رواۃ حدیث میں پہلی مرتبہ جسکا نام آئے۔ اس کے احوال اختصار کے ساتھ اور ائمہ اسماء الرجال کے اقوال مختصراً نقل کیے جاتے ہیں۔

۲۔ سند کی تفصیلات کے بیان اور رواۃ کے مقام کی وضاحت کے بعد الفاظ حدیث کی لغوی شرح و وضاحت۔ لغوی تشریح و وضاحت کے ضمن میں اس کے مترادفات، متقاربات اور اقسام کی وضاحت بھی کی جاتی ہے۔ اسامہ بن زیدؓ کی حدیث۔

"بعثنا رسول ﷺ فی سریۃ" کی تشریح کے ضمن میں سریہ کی وضاحت کے ساتھ اس مترادف و متقاربات بھی بیان کیے۔ مولانا لکھتے ہیں۔

سریۃ۔ قطعۃ من جیش تخرج منه وتعود الیه وهی من مائة الی خمسمائة۔

منسر۔ فما زاد علی خمسمائة یقال له منسر۔ (جو پانچسو سے زائد ہو وہ منسر کہلاتا ہے) جیش فان زاد علی ثمانمائة سمی جیشاً۔ (جو آٹھ سو سے بڑھ جائے وہ جیش ہے۔)

هبطه۔ وما بینهما یسمی هبطة۔ (جو منسر و جیش کے درمیان ہو وہ ہبطہ ہوگا)

جحفل۔ فان زاد علی اربعة آلاف یسمی جحفلا۔ (جو چار ہزار سے زائد ہو وہ جحفل ہوگا۔)

جیش جرار۔ فان زاد جیش جرار۔ (اگر جحفل سے بھی زائد ہو تو وہ جیش جرار ہے)

بعث ما اخترق من السریۃ۔ (جو سریۃ سے علیحدہ ہو جائے۔ ۱۲)

۳۔ مسائل فقہیہ میں ائمہ اربعہ کے علاوہ صحابہ کرامؓ کے اقوال و مسالک بھی نقل کرتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ کے قول کو ترجیح دینے کے بعد قرآن و سنت کی روشنی میں اس کے وجوہ ترجیح شرح و بسط کے ساتھ

---

(۱۲) عثمانی: شبیر احمد، فتح الملہم، ج ۱: ص ۲۶

بیان کرتے ہیں

۴۔ مشکل و دقیق مسائل کو آسان عبارت، سہل الفاظ اور عام زندگی میں پیش آنے والی مثالوں کے ذریعہ واضح کرتے ہیں۔

۵۔ ہر کتاب کی ابتداء میں اس موضوع سے متعلق تفصیلات آیاتِ قرآنیہ، احادیث نبویہ اور صوفیاء و علماء کے اسرار و رموز بیان کیے جاتے ہیں۔

۶۔ جدید تعلیم یافتہ افراد کے اذہان میں ابھرنے والے سوالات اور شبہات کا شافی و مدلل جواب دیتے ہیں

۔ حدیث کی تشریح کے ضمن میں اس سے مستفاد موضوع پر کثرۃ سے احادیث جمع کرتے ہیں۔

۸۔ حدیث میں تضاد کی صورت میں وجوہِ تطبیق بیان کیے جاتے ہیں۔

کتاب الصلوٰۃ کی ابتداء میں صلوٰۃ کے لغوی و اصطلاحی مفہوم کی وضاحت کے بعد باب الامر بشفع الاذان و الاقامۃ کے تحت شفع الاذان اور ایتار الاقامۃ پر استیعاب کے ساتھ احادیث جمع کیں۔ اور مسلک احناف کو ان احادیث کی روشنی میں اقرب الی السنۃ قرار دیا۔ (۱۵)

اسی طرح باب اوقات الصلوٰت الخمسہ کے ترجمۃ الباب میں اوقات صلوٰۃ پر سیر حاصل بحث کی ہے خصوصاً عصر کی تاخیر پر کثرت سے احادیث جمع کی ہیں۔ (۱۶)

باب فضل مابین قبر ہ صلی اللہ علیہ وسلم و منبرہ و فضل موضعہ کے ترجمۃ الباب کے تحت امام مسلمؒ نے عبداللہ بن زید المازنی کی روایت تخریج ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"مابین بیتی و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ"

(میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کا ٹکڑا جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے)

اس حدیث کی تشریح کے ضمن میں زرقانی اور خطابی کے اقوال نقل کرنے کے بعد اس حدیث کے متعلق اپنی رائے دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"قلت والحق ان کونہ روضۃ حقیقۃ بحیث ینتقل ذالک الموضع بعینہ فی الآخرۃ إلی الجنۃ یستلزم ترتب احکام الجنۃ۔ و آثارھا علیھا فی الحالۃ

---

(۱۵) عثمانی، شبیر احمد علامہ، فتح الملہم، ج ۲: ص ۱۶

الراهنة كما زعمهٗ ابن حزم وغيره والله تعالىٰ اعلم بالصواب (۱۷)

(میں یہ کہتا ہوں کہ حق یہ ہے کہ یہ الفاظ اپنی حقیقت پر محمول ہیں اور یہ ٹکڑا واقعۂ جنت کا ٹکڑا ہے جو قیامت کے دن اسی حالت میں جنت میں ملا دیا جائیگا۔)

باب فضل الصلوٰۃ بمسجد مکۃ والمدینۃ کے تحت امام مسلمؒ نے ابوہریرۃؓ کی ایک حدیث سفیان بن عیینہ عن زہری عن سعید بن المسیب کی سند سے تخریج کی ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"صلوٰۃ فی مسجدی ھذا افضل من الف صلوٰۃ فیما سواہ الا المسجد الحرام"

(میری اس مسجد میں نماز ادا کرنا دوسری مساجد میں نماز سے ایک ہزار درجہ افضل ہے سوائے مسجد حرام کی نماز کے)

اس حدیث کی تشریح کے ضمن میں فاضل مؤلف نے مکہ اور مدینہ میں فضیلت پر بحث حاصل بحث کی ہے۔ مولانا نے ائمہ سلف کے اقوال نقل کیے ہیں جن میں کچھ ائمہ مکہ کی فضیلت کے اور کچھ ائمہ مدینہ منورہ کی فضیلت کے قائل ہیں ان تمام ائمہ کے مسالک اور دلائل کی تفصیلات بیان ہیں فضیلت کے اقوال کو نقل کرنے سے قبل مولانا نے ابن بطال کا قول اور اپنے اس قول میں ان کا تفرد بیان کیا ہے کہ مکہ اور مدینہ دونوں برابر ہیں۔

دلیل اس کی یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ باستثنائے حرم کی مسجد نبوی کی ایک فضیلت بیان کی ہے۔ اس استثناء میں دو احتمال ہیں یہ کہ حرم کی و مدنی برابر ہیں یعنی ارشاد نبوی کا مفہوم یہ ہوگا کہ میری مسجد کی نماز مساجد عالم سے ہزار گنا افضل ہے سوائے نماز حرم کے وہ اس کے برابر ہے۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ حرم مکی کی نماز اس سے افضل یا مفضول ہے اور افضل یا مفضول ثابت کرنے کے لیے مقدار کا تعین ضروری ہے اور وہ کسی نص میں وارد نہیں لہذا دونوں برابر ہیں۔ مولانا نے ابن بطال کے اس قول کی تردید میں روایت نقل کی ہے کہ جس میں نبی کریم نے حرم مکی کی نماز کو اپنی مسجد کی نماز سے سو گنا افضل بیان کیا ہے (۱۸)

ابن عبدالبر، امام مالکؒ اور امام مالکؒ کے اکثر تلامذہ اس بات کے قائل ہیں کہ مدینہ منورہ

---

(۱۷) مولانا کے مطابق امام احمد نے اس روایت کو [illegible] سے نقل کیا ہے اور ابن حبان نے اس کی تائید کی ہے۔

(۱۸) [illegible]

Marfat.com

افضل ہے ابن عبدالبر استدلال میں ایک روایت اور عبداللہ بن نافع کا اسی روایت کے بارہ میں قول نقل کرتے ہیں۔

رفعه الصلوٰة بمسجد الحرام بمائة الفِ صلوٰة والصلوٰة فی مسجدی بالف صلوٰة والصلوٰة فی بیت المقدس بخمسمائة صلوٰة۔ (۱۹)

ابن عبدالبر عبداللہ بن نافع کی یہ توضیح نقل کرتے ہیں کہ

بالف سے مراد بدون الف ہے یعنی ایک ہزار سے کم افضل ہے مراد یہ ہے کہ مسجد نبوی کی نماز حرم مکی کی نماز سے ۹۹۹ درجہ افضل ہے۔

اس تاویل کی دلیل ابن عبدالبر حضرت عمرؓ کی ایک روایت سے کرتے ہیں۔ جس میں نبی کریم ﷺ کا یہ قول نقل کیا گیا ہے۔

صلوٰة فی المسجد الحرام خیر من مائة فیما سواہ۔ اور ایک دوسری سند میں یہ الفاظ بھی الفاظِ مذکورہ کے بعد منقول ہیں الا مسجد الرسول فانما تفضل علیہ بمائة صلوٰة اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ مسجد نبوی کی نماز مکہ کی نماز سے افضل ہے۔ امام مالکؒ نبی کریم ﷺ کے اس قول ما بین بیتی ومنبری روضة من ریاض الجنة سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جنت کا قطعہ دنیا وما فیہا سے افضل ہے۔

حافظ اور ابن رشد مکہ کی افضلیت کے قائل ہیں۔ ان کے دلائل حسبِ ذیل ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ کو قبلہ بنایا ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے اسکے طواف کو واجب قرار دیا ہے جبکہ اس کے علاوہ کسی عمارت کا طواف جائز وحلال نہیں۔

۳۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے مکہ کو اللہ نے حرم قرار دیا ہے نہ کہ لوگوں نے۔

۴۔ حرم مکی میں شکار کی صورت میں دم کے واجب ہونے پر اہل علم کا اجماع جبکہ حرم مدنی کے شکار پر دم کے وجوب پر ائمہ کا اجماع نہیں ہے۔

۵۔ اس پر علماء وائمہ کا اجماع ہے کہ حدود حرم مکی میں کسی پر حد نہیں لگائی جاسکتی بفحوائے ارشاد الٰہی

(۱۹) ہزار اس روایت کے متعلق یہ فرماتے ہیں کہ اس کی سند حسن ہے۔

ومن دخلہ کان آمنا۔

جبکہ مدینہ منورۃ کے بارہ میں ایسا اجماع نہیں ہے۔

(۶) کسی مقام کی فضیلت یا قباحت ذاتی نہیں بلکہ وہاں پر بجائے جانے والے اعمال اور ان اعمال پر ملنے والی جزاء وسزا کے اعتبار سے ہے چنانچہ حرم مکی میں عبادات اور اعمال صالحہ کا زیادہ ثواب اور معصیت ونافرمانی کا زیادہ گناہ ہے نسبتاً اور مقامات کے بشمول حرم مدنی۔ ان دلائل کی روشنی میں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے باقی ہمہ ان احادیث کا کہ جن میں سکونت کی تاکید اور مدینہ میں مرنے والوں کے فضائل بیان کیے گئے ہیں کوئی انکار ہے نہ جواب

ان تمام مسالک اور دلائل نقل کرنے کے بعد فاضل مؤلف فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی افضلیت میں یہ اختلاف اس خطۂ ارضی کے علاوہ ہے کہ جس سے نبی کریم ﷺ کا جسد اطہر ملا ہوا ہے یعنی زمین کا وہ حصہ جہاں نبی کریم ﷺ کا جسم اقدس کی داطہر موجود ہے اس اختلاف میں داخل نہیں بلکہ قاضی عیاض نے اس قطعہ ارضی کی مطلقاً افضلیت پر امت کا اجماع نقل کیا ہے۔

تمام ائمہ امت کے نزدیک وہ قطعہ ارضی زمین کے ہر قطعہ حتیٰ کہ مکہ، حرم مکی اور خانہ کعبہ سے اور عرش وکرسی سے بھی افضل ہے۔

مولانا شبیر احمد عثمانی اخیر میں اس بحث کو سمیٹتے ہوئے اس سلسلہ میں جو عقلی دلیل پیش کرتے ہیں اس کا مفہوم یہاں بیان کیا جاتا ہے۔ کسی بھی مکان یا مقام کی فضیلت ذاتی نہیں ہوتی بلکہ اس میں رہنے والے مکین کی فضیلت پر منحصر ہوتی ہے۔

کائنات ارض وسموٰت دو حقیقتوں کا مجموعہ ہے کہ ایک ذات اس کائنات رنگ وبو کی خالق ہے اور باقی ساری کائنات مخلوق ہے۔ یہ ایک فطری وطبعی امر ہے کہ خالق اپنی مخلوق پر فضیلت رکھتا ہے۔ کوئی ذی عقل ودانش اس بات کا دعویٰ نہیں کرسکتا کہ مخلوق خالق سے افضل ہے معلوم ہوا اس کائنات ارض وسموٰت میں خالق ومالک جو خدا کی ذات ہے افضل ترین، اعلیٰ ترین اور احسن ترین ذات ہے جب خالق کائنات افضل ترین ہوا تو وہ مقام یا مکان بھی افضل ترین ہونا چاہئے کہ جس میں اس ہستی کی رہائش ہو جب اسی نظریہ سے ذات الٰہی کو دیکھا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ذات زمان ومکان سے بے نیاز ہے خیر ومقام کی احتیاج سے مستغنی ہے چنانچہ الرحمٰن علی

Marfat.com

العرش استوی کا مفہوم اگر یہ مانا جائے کہ خدا کی رہائش و تمکین عرش پر ہے تو تمکین کی اس فضیلت کی بنا پر عرش کائنات میں افضل ترین مقام ٹھہریگا۔

لیکن استوی علی العرش کی مراد یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش کا محتاج و مکین ہے۔ معلوم ہوا کہ اس ارض سموٰت میں کوئی ایسا گوشہ نہیں جس کو یہ کہا جائے کہ کیونکہ خدا یہاں متمکن ہے اس لیے باقی گوشہائے عالم سے افضل ہے۔ خالق سے یہ صفت مخلوق میں منتقل ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات میں انسان افضل ترین مخلوق ہے۔ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔ پھر ان انسانوں میں انبیاء علیہم السلام کہ جن کا اللہ نے اصطفاء و اجتباء کیا سب سے زیادہ افضل ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کی اس جماعت کے سرخیل بہرہ سردار اور افضل الانبیاء نبی کریم ﷺ ہیں۔ یعنی اللہ کی تمام مخلوقات میں آپ افضل ترین ہیں مخلوقات میں کوئی مخلوق آپ سے افضلیت کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔ جب افضل المخلوقات ہو گئے۔ تو جس مقام پر آپ متمکن ہیں وہ افضل المقام اور احسن المکان ہو گیا کہ مکان و مقام کی فضیلت مکین و مقیم کی فضیلت پر منحصر ہے (۲۰)

۱۳۵۷ھ / ۱۹۳۸ء کے اوائل فتح الملہم کی تیسری جلد مکمل ہوئی اور چوتھی جلد کی ابتداء کتاب الرضاع سے ہوئی تھی لیکن یہ زمانہ وہ تھا جبکہ تحریک پاکستان منازل عروج طے کر رہی تھی اور مولانا عثمانی اس تحریک کی صف قائدین میں تھے، تحریک کے ان ہمہ تن مشاغل نے آپ کو اتنا مہلت نہ دی کہ آپ اس رفیع کتاب کو مکمل فرماتے۔ کتاب کی قدر و وقعت کا اندازہ جہاں اس کے مطالعہ اور اس میں کی گئی علمی مباحث سے ہوتا ہے وہ وہاں۔

علامہ محمد زاہد بن حسن بن علی کوثری کے ایک خط سے بھی ہوتا ہے جو انہوں نے مولانا عثمانی کے نام لکھا۔ وہ لکھتے ہیں۔

أبد یتم بشر ح صحیح مسلم هذا عن علم غزیر وفضل فیاض فی هدوء تام و سکینة کاملة فی کل أخذ ورد کما هو شان ارباب القلوب من السلف الصالح" (۲۱)

(صحیح مسلم کی اس شرح سے آپ کا وسیع علم، فضیلت و کمال اور ہر دلیل و رد میں کمال اطمینان و

---

(۲۰) مولانا عثمانی۔ فتح الملہم۔ ج ۳: ص: ۴۱۶ تا ۴۲۲

(۲۱) مولانا عثمانی الملہم: ج ۳: ص ۵۱۹

Marfat.com

استدلال ایسا ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ وسیع المحوصلہ اسلاف صالحین میں تھا)

مولانا انور شاہ کاشمیریؒ فرماتے ہیں

"در علم ایں احقر ہیچکس خدمت ایں کتاب بہتر و برتر از ایشان نتوانست کرد، متوجہ اس خدمت شدہ منت بر رقاب اہل علم نہادند:" (۲۲)

(احقر کے علم میں کوئی شخص اس کتاب (مسلم) کی خدمت ان سے زیادہ بہتر اور برتر نہ کر سکا۔ اس خدمت کی طرف متوجہ ہو کر انہوں نے اہل علم کی گردن پر احسان کیا ہے)

مکتبہ رشیدیہ کراچی نے اس کتاب کو شائع کیا ہے لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کو نئی کتابت کے ساتھ شائع کیا جائے۔ اور اگر اس کی ترتیب و تدوین کا کام کر دیا جائے تو یہ علم کی ایک عظیم خدمت ہوگی۔

مولانا کی اس غیر مکمل شرح کی تکمیل مولانا محمد تقی عثمانی کر رہے ہیں تکملہ فتح الملہم کے نام سے اس کی ایک جلد طبع ہو چکی ہے اس پر تبصرہ آئندہ اوراق میں پیش کیا جائے گا۔

فضل الباری شرح اردو صحیح البخاری:

کراچی، ادارۂ علوم شرعیہ،

۱۹۷۵

مطبوعہ جلدیں۔ دو

جلد اول: از ابتداء بخاری تا باب ما یذکر فی المناولۃ: کتاب اھل العلم کتاب العلم صفحات ۵۰۶

جلد ثانی: از باب من قعد حیث ینتہی بہ المجلس، من رأی فرجۃ فی الحلقۃ قعد فیھا کتاب العلم تا باب الیتیم ضربۃ، کتاب الیتیم، صفحات ۵۲۶

مرتب و مدون مولانا قاضی عبدالرحمٰن۔

(۲۲) عثمانی، شبیر احمد علامہ، فضل الباری شرح اردو صحیح البخاری، مرتب قاضی عبدالرحمٰن کراچی، ادارہ علوم شرعیہ ۱۹۷۲ء، ج ۱: ص ۴۲

فضل الباری:

کتاب کا پس منظر: کتاب فضل الباری کا پس منظر بیان کرتے ہوئے آپ خواہر مولانا محمد یحییٰ صدیقی لکھتے ہیں کہ فضل الباری کی تالیف کے اصل محرک مولانا سید انور شاہ کاشمیریؒ نے ان کی خواہش تھی کہ مولانا جیسے طرح تفسیر قرآن، فتح الملہم لکھ کر قرآن کریم کے حقائق و دقائق واضح کیے ہیں۔ اور مسلم کی دقت نظر کو امت کے سامنے رکھا ہے وہ بخاری کے حقائق و رموز پر بھی ایک کتاب وجیز تالیف کریں۔ مولانا کی وفات کے بعد جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کی تدریس بخاری کی سعادت مولانا عثمانی کے حصہ میں آئی۔ اور سال اول ہی میں مولانا نے ایک فاضل تلمیذ کو درس بخاری ضبط تحریر میں لانے پر مامور کر دیا۔ اور پھر سالہا سال اس تحریری مجموعہ پر نظر ثانی فرماتے رہے اور اس میں ترامیم و اضافات بھی کرتے رہے۔ آپ کی حیوٰۃ میں یہ شرح طبع نہ ہو سکی۔ ان حوالہ جات کی مراجعت و تخریج جو مولانا نے دورانِ نظر ثانی حواشی پر دیئے تھے نہ ہونے اور دیگر وجوہ کی بنا پر یہ کتاب عرصہ دراز تک زیور طباعت آراستہ نہ ہو سکی۔ (۲۳)

قاضی عبدالرحمٰن نے یہ کام اپنے ذمہ لیا اور اسکی مراجعت کے بعد کتاب کی دو جلدیں شائع کر پائے تھے کہ داعی اجل کو لبیک کہا۔ کتاب کی ابتداء میں مولانا قاری محمد طیب صاحب، سید محمود بن نذیر الطراری مدارس مسجد نبوی مدینہ منورہ مولانا شمس الحق افغانی، مولانا محمد یوسف بنوری، مولانا شفیع صاحب رحمہم اللہ کی قیمتی آراء دی گئی ہیں

شرح حدیث میں جو اسلوب فتح الملہم کے تعارف کے ضمن میں بیان کیا گیا ہے۔ وہی اس شرح میں بھی نظر آتا ہے۔ شرح حدیث کا یہ علمی انداز عموماً نظر نہیں آتا۔ بخاری کے تراجم کی شرح ان کی دقت نظر کو بحسن و خوبی واضح کیا گیا ہے۔ کتاب عامۃ الناس کے لیے عموماً اور طلباء و مدرسین حدیث کے خصوصاً انتہائی افادیت کی حامل ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کتاب کی مکمل طباعت کا اسی نہج پر اہتمام کیا جائے۔

---

(۲۳) فضل الباری۔ ج ۱، ص ۲۲

Marfat.com

سوانح، ایک نظر میں

۳۶۳ **مکمل نام:** مولانا اشفاق الرحمٰن کاندھلوی ابن مولانا عنایت الرحمٰن صدیقی:

تاریخ ومقامِ پیدائش: کاندھلہ ضلع مظفر نگر ہند۔

ابتدائی تعلیم: مدرسہ سلیمانیہ بھوپال، خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون۔

اعلیٰ تعلیم: مظاہر علوم سہارنپور۔

ممتاز اساتذہ: پیر ابو احمدؒ، مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ

تدریسی زندگی: مدرسہ اشرفیہ چھتہ لال میاں دہلی۔ مدرسہ عالیہ عربیہ فتح پوری، دہلی، اکتوبر ۱۹۴۶ء تا نومبر ۱۹۵۰ء محدث اول مدرسہ احمدیہ بھوپال جنوری ۱۹۵۱ء تا وفات دارالعلوم اسلامیہ ٹنڈو الہ یار سندھ۔

ممتاز تلامذہ: مولانا ابوالاعلیٰ مودودی، قاری سعید الرحمٰن، مولانا عبید الرحمٰن، مولانا اسماعیل افریقی، پروفیسر مولانا مسعود احمد دہلوی، مولانا حامد الرحمٰن صدیقی، مولانا عابد الرحمٰن صدیقی، مولانا حبیب الرحمٰن صدیقی۔

مختلف علوم میں تصانیف: صرأۃ التفسیر، احسن البیان فی مقربۃ القرآن بالبیان، الوسنان فی احکام رمضان، احکام الشعر واللحیٰ، نور العینین فی تحقیق رفع الیدین، تنسیق الکلام فی وجود صانع النظام، مناقب ابی حنیفہ، عربی تفسیر سورۃ فاتحہ، الارتداع عن الابتداع، شرح شمائل ترمذی (غیر مطبوعہ)، رفع الحجاب عن کید الہاد ونساب

علم حدیث میں تصانیف: الطیب الشذی شرح جامع الترمذی، سنن نسائی پر حاشیہ، کشف الغطاء شرح مؤطا، سنن ابی داؤد پر حاشیہ (غیر مطبوعہ) علم حدیث (غیر مطبوعہ)

تاریخ ومقامِ وفات: ۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۰ھ / دسمبر ۱۹۵۰ء ٹنڈو الہ یار سندھ (۴۴)

---

۲۰ فیوض الرحمٰن، مشاہیر ج ۱ ص ۱۵

نام کتاب : تحفہ شفوی شرح جامع ترمذی۔

مؤلف : مولانا شفاق الرحمٰن کاندھلوی۔

مطبوعہ : میرٹھ المطبعۃ الخیریۃ

سنہ طباعت : ۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۵ء

مطبوعہ حصہ کے صفحات : ۴۲۰ بڑی تقطیع۔

مطبوعہ از ابتداء تا باب فی الرجل یقرأ القرآن علی کا حال۔

جامع ترمذی کی ایک نہایت مبسوط و جامع شرح کاملاً ابھی تک زیر طباعت سے آراستہ نہیں ہو سکی۔

مطبوعہ حصہ مولانا عاشق الٰہی میرٹھی کی زیر نگرانی میرٹھ سے ۱۳۴۴ھ میں شائع ہوا۔

کتاب کی ابتداء میں ایک جامع مقدمہ مؤلف ہے جس کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے حصہ اول میں تدوین حدیث کی مختصر تاریخ ذکر کی گئی ہے۔ حصہ ثانیہ میں امام ترمذیؒ کے حالات زندگی مرقوم ہیں۔ تیسرے حصہ میں ائمہ صحاح ستہ کی شرائط پر سیر حاصل بحث ہے۔ چوتھے حصہ میں اصطلاحات حدیث کے مفاہیم بیان ہوئے ہیں جبکہ پانچویں حصہ میں روایت عنعنہ کے بارہ مختصر بحث ہے اور چھٹا حصہ موضوع علم حدیث پر مشتمل ہے۔ عام محدثین کی طرح مولانا نے کتاب کے بالائی حصہ پر متن کتاب اور زیریں حصہ پر شرح تالیف فرمائی ہے۔

شرح کا انداز یہ ہے کہ ابتداءً ترجمۃ الباب کی وضاحت کی جاتی ہے۔ پھر سند حدیث پر کلام کیا جاتا ہے۔ سند حدیث پر کلام کے بعد الفاظ حدیث کی تشریح کے ضمن میں مسائل مستنبطہ کو بیان کیا جاتا ہے اور ائمہ اربعہ کے مسالک اور دلائل پر نہایت مفصل، مدلل، جامع اور جزء انسی کے ساتھ بحث کی جاتی ہے۔

امام ترمذی کے قول "وفی الباب عن فلان وفلان" کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ سیوطی کا قول نقل کرتے ہیں کہ اس سے مراد کوئی متعین و مشخص حدیث نہیں ہوتی بلکہ معنیٰ یہ ہوتے ہیں کہ اس باب میں فلاں فلاں کی روایت بھی نقل کی جا سکتی ہے۔

مولانا شبیر احمد عثمانیؒ شرح ترمذی کے متعلق لکھتے ہیں۔

Marfat.com

شمر عن ساحق الجد منتضیاً لشرح الجامع الترمذی فنقح اسانیدہ وحقق متونہ فقہا وحدیثاً ولغۃ واعرابا وقد وصل الینا بعض اجزائہ فنتشرف لمطالعتہ۔ (۲۵)

(جامع ترمذی کی یہ شرح آپ کی اعلیٰ کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ اس شرح میں آپ نے ترمذی کی اسانید کی تنقیح اور متن کی فقہی، حدیثی، لغوی اور اعرابی اعتبارات سے تشریح کی ہے)

علامہ عثمانیؒ کے علاوہ مولانا اشرف علی تھانوی اور مولانا سید انور شاہ کاشمیریؒ کی تقاریظ بھی انہی جذبات کو ظاہر کرتی ہیں۔

کتاب کی ابتداء میں فہرست مشمولات کے ساتھ اس جلد میں مذکور رجال کا ایک اشاریہ بھی موجود ہے، جو حروف تہجی کے اعتبار سے مرتب ہے۔

نام کتاب : موطا الامام مالک۔

مؤلف : امام مالکؒ

محشی : مولانا اشفاق الرحمن کاندھلوی۔

المعروف : کشف الغطاء عن وجہ المؤطا۔

مطبوعہ : کراچی، نور محمد، اصح المطابع۔

سنہ طباعت: درج نہیں۔

صفحات : ۷۳۶

مؤطا امام مالک کی یہ شرح مؤطا کے حواشی پر نور محمد کتب خانہ کے زیر اہتمام طبع ہوئی جس کے متعلق متہمم طباعت فرماتے ہیں کہ ہمارے مطبع کی آج تک کی مطبوعات میں یہ کتاب سب سے زیادہ فائق ہے۔

اپنے اسلوب کے مطابق موطا کی شرح میں بھی مولانا تراجم ابواب کی وضاحت سندوں پر کلام اور مسالک فقہاء کو جامعیت اور شرح وبسط کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ مولانا کی یہ شرح علماء اور طلباء حدیث میں مقبولیت کی حامل ہے۔ مولانا نے فقہائے اربعہ کے علاوہ فقہائے صحابہ میں حضرت علیؓ

(۲۵) مولانا عثمانی نے یہ تقریظ ۲۰ صفر المظفر ۱۳۶۴ھ / ۱۹۴۵ء کو لکھی اور یہ مقدمہ کے آخر میں منسلک ہے۔

Marfat.com

عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عباسؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ تابعین فقہاء میں شعبی، نخعی، مجاہد، قاسم بن محمد نافع، ابن المسیب، اوزاعی، زہری، سفیان ثوری، حسن بن حی کے مسالک بھی نقل کیے ہیں۔

شرح میں علم حدیث کے اساسی و بنیادی مصادر سے استفادہ کیا گیا ہے جن میں صحاح ستہ متون و شروح، زیلعی، عمدۃ القاری، طحاوی، طبرانی کے علاوہ فقہ اور اصولِ فقہ کی بنیادی کتب شامل ہیں۔

موطا اور ترمذی کی شرح مولانا کی خدمات حدیث کا ایک درخشندہ باب اور ایک زندہ جاوید کارنامہ ہیں جس نے محدثین پاکستان کا سر فخر سے بلند کر دیا ہے۔

نام کتاب : علم حدیث۔

مولف : مولانا اشفاق الرحمن کاندھلوی، تدوین۔ ساجد الرحمن صدیقی، مولانا۔

مطبوعہ : لاہور کتب خانہ شانِ اسلام۔

سنہ طباعت۔ ۱۹۷۷

صفحات : ۲۴۰

سائز : ۱۸×۲۲/۸

مولانا کاندھلوی کی یہ کتاب ماہنامہ "تذکرہ" کراچی میں ۱۹۵۴ء، ۱۹۵۵ء میں سلسلہ وار شائع ہوئی تھی۔ تذکرہ میں شائع ہونے والے ان مضامین میں ضرورتِ حدیث، حجیت حدیث اور تدوین حدیث پر جامع اور مدلل بحث تھی۔ مولانا کے فرزند ساجد الرحمن صدیقی صاحب نے ان مضامین کو کتابی صورت میں یکجا کیا اور کتب خانہ شانِ اسلام نے ۱۹۷۷ء میں شائع کیا۔

اس طرح حدیث کی یہ خدمت پاکستان کے حق میں دو آتشہ ہو گئی جس کا سہرا اولاً مولانا اشفاق الرحمن صاحب کاندھلوی کے سر اور ثانیاً مولانا ساجد الرحمن صاحب صدیقی کے اپنے ان مقالات میں مولانا نے ابتداءً حقیقت نبوت اور عرض و غایت نبوت پر اختصار کے ساتھ بحث کرنے کے بعد منکرین حدیث کی ان غلط فہمیوں یا کجرویوں کے جوابات دیئے جن کے ثبوت کے لیے وہ خود آیاتِ قرآنیہ سے استدلال کرتے ہیں اور اس بات کو ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ تعلیماتِ قرآنی کی رو سے نبی ﷺ کا کام محض پیغام پہنچا دینا تھا۔ اس کا قول یا عمل امت کے واسطے نمونۂ عمل نہیں۔ مولانا نے شرح و بسط کے ساتھ ان نظریات کی تردید کے ساتھ ساتھ آیاتِ قرآنیہ سے

Marfat.com

اس بات کو ثابت کیا ہے کہ حدیث قرآن کا بیان اور اس کی تفسیر ہے۔

حدیث کی حجیت کو پایہ ثبوت تک پہنچانے کے بعد امت تک تعلیماتِ نبوی پہنچانے والے سب سے مقدم و اول ذریعہ صحابہ کرام کی عدالت اور نبی کریم ﷺ کی اطاعت کو مدلل بیان کیا گیا ہے۔ عام صحابہ اکرام رضی کا طرز بیان کرنے کے بعد خصوصاً شیخین کا احادیث کے سلسلہ میں جو طریقہ و مسلک رہا اسے بیان کیا۔

کتاب کے اواخر میں مستشرقین خصوصاً گولڈ زیہر Gold Zeher کی مدلل تردید کے بعد صحابہ کرامؓ کے صحف کا بھی ذکر کیا ہے۔ اور ائمہ محدثین عموماً اور مؤلفین صحاح ستہ خصوصاً نے جن صحابہ کرام سے احادیث نقل کی ہیں ان کو فرداً فرداً تین مختلف طبقات میں ذکر کیا اور جن صحابیؓ سے جتنی احادیث مروی ہیں ان کی تعداد بھی بیان کی گئی ہے کتاب علم حدیث، تاریخ اور علم اسماء الرجال کے بنیادی ماخذ صحیحین (۲۶)، سنین (۲۷)، الطبقات الکبری، تاریخ الامم، اور تذکرۃ الحفاظ پر مدار کرتی ہے۔ علم حدیث کے طلباء کے لیے یہ کتاب اپنے اندر بیش بہا افادات رکھتی ہے۔

سوانح، ایک نظر میں

۳۶۴) **مکمل نام:** مفتی عبدالحفیظ حقانی ابن مولانا عبدالمجید۔

تاریخ و مقام پیدائش: ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء بریلی۔

ابتدائی تعلیم: آنولہ لکھنؤ

اعلیٰ تعلیم: ایضاً

ممتاز اساتذہ: والد ماجد مولانا عبدالباری فرنگی۔

تدریسی زندگی: مدرسہ مبارک پور، اعظم گڑھ (۱۹۲۰ء تا ۱۹۲۴ء) مدرسہ منظر حق ٹانڈہ (۱۹۲۴ء تا ۱۹۲۶ء) صدر مدرس مدرسہ حمیدیہ بنارس (۱۹۲۶ء تا ۱۹۳۰ء) مدرسہ نعمانیہ خواجہ شاہ (۱۹۳۰ء تا ۱۹۵۵ء) مدرسہ مظہریہ کراچی (۱۹۵۵ء تا ۱۹۵۷ء) شیخ الحدیث انوار العلوم ملتان (۱۹۵۷ء تا ۱۹۷۰ء)

ممتاز تلامذہ: اعظم گڑھ کے ممتاز علماء۔

(۲۶) صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ (۲۷) سنن ترمذی، سنن ابی داؤد۔

مختلف علوم میں تصانیف: تکمیل الایمان، السیوف الکلامیہ لقطع الدعاوی الغلامیہ، الحسنی والمزید لمحب التقلید، علم غیب، عبادت اسلام، تبافۃ الوہابیہ متروکہ جائداد پر مساجد ریڈیو پر اعلان کا شرعی طریقہ، مجموعہ فتاوی، ارغام ہاذر مرزائیت پر تبصرہ (تمام مطبوعہ)

علم حدیث میں تصانیف: کلمہ اسلام (کلمہ طیبہ کی شرح وتفصیل)

تاریخ ومقام وفات: ۵ ذی الحجہ ۱۳۷۷ھ/ ۲۳ جون ۱۹۵۸ء ملتان (۲۸)

سوانح، ایک نظر میں

۳۶۵: مکمل نام: قاضی عبدالسبحان بن مولانا مظہر جمیل علوی۔

تاریخ ومقام پیدائش: ۱۸۹۸ء/ ۱۳۱۶ھ کھابٹ ہری پور ہزارہ۔

ابتدائی تعلیم: وطن مالوف

اعلیٰ تعلیم: ایضاً

ممتاز اساتذہ: مولانا خلیل علوی۔

تدریسی زندگی: بہ سالہ تدریسی زندگی۔

ممتاز تلامذہ: علماء ہزارہ

مختلف علوم میں تصانیف: انوار الالقاء فی حیات الانبیاءؑ، مواہب الرحمٰن فی رد جواہر القرآن (مطبوعات) مطول، مختصر المعانی شرح جامی، قاضی مبارک، بیضاوی، میر زاہد اور ہدایۃ النحو پر غیر مطبوعہ حواشی

علم حدیث میں تصانیف: خائض الأنوار شرح معانی الآثار صحیح بخاری اور مشکوٰۃ پر حواشی (تمام غیر مطبوعہ)

تاریخ ومقام وفات: ۱۹۵۸ء/ ۱۳۷۸ھ (۲۹)

---

(۲۸) عبدالحکیم: اکابر اہل سنت۔ ص: ۲۱۰

(۲۹) فیوض الرحمٰن۔ علمائے سرحد۔ الحق جلد ۱۱ (۱۹۷۶ ص ۳۰۴

Marfat.com

سوانح، ایک نظر میں

(۳۶۶) **مکمل نام:** مولانا احمد علی لاہوریؒ

تاریخ و مقام پیدائش: ۱۸۸۶ء/ ۱۳۰۴ھ قصبہ جلال آباد ضلع گوجرانوالہ

ابتدائی تعلیم: مولانا عبدالحق اور عبیداللہ سندھی سے ذاتی طور پر استفادہ کیا۔

اعلیٰ تعلیم: ایضاً

ممتاز اساتذہ: مولانا عبیداللہ سندھی، مولانا عبدالحق۔

تدریسی زندگی: درس قرآن مسجد لائن سجان خان (۱۹۱۷ تا ۱۹۲۱) مدرسہ قاسم العلوم لاہور (۱۹۲۴ تا ۱۹۶۲)

ممتاز تلامذہ پاکستان کے ممتاز علماء کرام

مختلف علوم میں تصانیف ترجمہ اردو سندھی قرآن کریم خطبات جمعہ، مواعظ مجلس ذکر، تذکرۃ الرسوم الاسلامیہ، اسلام میں نکاح، یوگان، ضرورت القرآن، خلق محمدی، خلاصہ اسلام، توحید مقبول، فلسفہ عید قربانی، فلسفہ روزہ، اسلام کا فوجی نظام، خدا کی نیک بندیاں، پیر و مرید کے فرائض، فلسفہ زکوٰۃ، علمائے اسلام و علامہ مشرقی و دیگر۔

علم حدیث میں تصانیف: خلاصۃ المشکوٰۃ، پیغام رسول، گلدستہ صحاح ستہ

تاریخ و مقام وفات: ۲۳ فروری ۱۹۶۲ء/ ۱۳۸۱ھ لاہور۔ (۳۰)

سوانح، ایک نظر میں

(۳۶۷) **مکمل نام:** مولانا سید داؤد غزنوی بن مولانا سید عبدالجبار۔

تاریخ و مقام پیدائش: ۱۹۱۵ء/ ۱۳۱۳ھ۔ امرتسر۔

ابتدائی تعلیم: مدرسہ غزنویہ امرتسر۔

اعلیٰ تعلیم: مدرسہ مسجد فتحپوری دہلی۔

---

(۳۰) فیوض الرحمٰن بشاہیر ج ۱: ص ۵۸

ممتاز اساتذہ: والد ماجد مولانا عبدالاول غزنوی، مولانا گل محمد، مولانا عبداللہ غازی پوری، مولانا سیف الرحمٰن کابلی۔

تدریسی زندگی: درس تفسیر و حدیث مدرسہ غزنویہ امرتسر۔ مدرسہ غزنویہ لاہور (بعد قیام پاکستان کے بعد)

ممتاز تلامذہ: لاہور امرتسر کے مختلف علماء کرام۔

مختلف علوم میں تصانیف: ترجمہ باب التوحید از حجۃ اللہ البالغہ اسوۂ حسن۔

علم حدیث میں تصانیف: نخبۃ الاحادیث

تاریخ و مقام وفات: ۱۶ دسمبر ۱۹۶۲ء / ۲۸ رجب ۱۳۸۲ھ لاہور۔ (۲۱)

سوانح، ایک نظر میں

۳۶۸: مکمل نام: حافظ محمد ادریس طوروی

تاریخ و مقام پیدائش: ۱۹۱۵ء / ۱۳۳۴ھ گھڑور ضلع مردان

ابتدائی تعلیم: وطن مالوف

اعلیٰ تعلیم: دھلی، جامعہ اسلامیہ ڈابھیل، جامعہ پنجاب۔

ممتاز اساتذہ: مولوی محمد اسمٰعیل، مولانا عبدالجلیل، مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیری، مولانا شبیر احمد عثمانی۔

تدریسی زندگی۔ عربی لیکچرر ایم اے او کالج امرتسر (۱۹۳۹ تا ۱۹۴۲) لیکچرر پشتو اسلامیہ کالج پشاور (۱۹۴۲۔۴۳) عربی لیکچرر گورنمنٹ کالج مردان و ایبٹ آباد (۱۹۵۲ تا ۱۹۶۲) صدر شعبہ عربی جامعہ پنجاب ۱۹۶۲ء تا ۱۹۶۵ء) صوبہ سرحد کے مختلف پروفیسر حضرات۔

ممتاز تلامذہ:

مختلف علوم میں تصانیف: تفسیر الکشاف پشتو تفسیر (غیر مطبوعہ) دراسۃ القرآن۔ جمال الدین افغانی و دیگر رسائل و تراجم:

علم حدیث میں تصانیف: خطبات نبوی کا ترجمہ، خلونیت احادیث چہل حدیث کا پشتو ترجمہ)

تاریخ و مقام وفات: ۲۰ مئی ۱۹۶۵ء / مطار قاہرہ (ہوائی حادثہ میں) (۲۲)

---

(۲۱) اختر راہی تذکرہ علمائے پنجاب ۱۸۰ (۲۲) فیوض الرحمٰن مشاہیر۔ ج ۱: ص ۴۶۱

سوانح، ایک نظر میں

۳۶۹: مکمل نام: مولانا نصیر الدین غورغشتوی

تاریخ و مقامِ پیدائش: ۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء غورغشتی ضلع اٹک۔

ابتدائی تعلیم: وطن مالوف، ہمرویہ فتح جنگ، لسے نواح ملتان

اعلیٰ تعلیم: چکڑالہ ضلع میانوالی۔

ممتاز اساتذہ: مولانا شہاب الدین (برادرِ بزرگ)، مولانا غلام رسول المعروف بہ انی بابا، قاضی قمر الدین مولانا محمود حسن۔

تدریسی زندگی: رنگون، پچاس تک درسِ تفسیر و حدیث غورغشتی میں سی درس کی بنا پر شیخ الحدیث کے نام سے مشہور ہوئے۔

ممتاز تلامذہ: ہزاروں کی تعداد میں مختلف مقامات پر علمی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

مختلف علوم میں تصانیف: غیر موجود

علم حدیث میں تصانیف: حاشیہ مشکوٰۃ (عربی)

تاریخ و مقامِ وفات: ۴ ذیقعدہ ۱۳۸۹ھ/ ۲۳ جنوری ۱۹۶۹ء غورغشتی۔ (۳۳)

سوانح، ایک نظر میں

۳۷۰: مکمل نام: سید انوار الحق کاکاخیل:

تاریخ و مقامِ پیدائش: ۱۹۲۰ء/ ۱۳۳۹ھ کاکاخیل تحصیل نوشہرہ ضلع پشاور۔

ابتدائی تعلیم: وطن مالوف

اعلیٰ تعلیم: دارالعلوم دیوبند

ممتاز اساتذہ: مولانا حسین احمد مدنی

تدریسی زندگی: جامعہ اسلامیہ ڈابھیل، لیکچرار اسلامیات، اسلامیہ کالجیٹ پشاور

---

(۳۳) فیوض الرحمٰن و مشاہیر، ج ۱: ص ۶۴۷

Marfat.com

ممتاز تلامذہ: بے شمار حضرات کی بڑی تعداد۔

مختلف علوم میں تصانیف: انوار القرآن تفسیر قرآن پشتو، رد بدعات، (مطبوعہ) اسلامیات برائے بی اے آپشنل اسلامیات برائے انٹر۔ انوار الاسلام، انوار العلوم شرح سلم العلوم و دیگر رسائل

علم حدیث میں تصانیف: انمول موتی، چہل حدیث کا مجموعہ، انوار النظر شرح نخبۃ الفکر۔

تاریخ و مقام وفات: دسمبر ۱۹۶۸ء / ۱۳۸۸ھ پشاور (۳۴)

سوانح، ایک نظر میں

۳۷۱: مکمل نام: مولانا سید احمد شاہ بخاری

تاریخ و مقام پیدائش: ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ مٹھ ٹک ضلع سرگودھا۔

ابتدائی تعلیم: مسجد جلال پور رنگیاناں، مسجد محلہ پراچگان۔ خوشاب۔

اعلیٰ تعلیم: دار العلوم دیوبند۔

ممتاز اساتذہ: مولانا غلام رسول، مولانا ولی اللہ مولانا محمد اشرف مولانا سید حسین احمد مدنی، مولانا محمد رسول خان۔ ہزاروی۔ مولانا میاں اصغر حسین۔

تدریسی زندگی: صدر مدرس جامعہ محمدی شریف ضلع جھنگ (۱۳۵۲ھ تا ۱۳۵۷ھ) آفتاب العلوم چنیوٹ، ریاض الاسلام گھیانہ، دار الہدیٰ، چوکیرہ ضلع سرگودھا (۱۳۶۸ھ تا ۱۳۸۶ھ)

ممتاز تلامذہ: مولوی عبد الواحد، حافظ محمد عیسیٰ، حافظ عبید اللہ مولانا محمد نافع۔

مختلف علوم میں تصانیف: تحقیق فدک، دفع الوسواس بشرح حدیث قرطاس۔

علم حدیث میں تصانیف: تدریسی خدمات:

تاریخ و مقام وفات: ۵ محرم الحرام ۱۳۸۹ھ / ۲۴ مارچ ۱۹۶۹ء سرگودھا (۳۵)

سوانح، ایک نظر میں

۳۷۲: مکمل نام: مولانا خیر محمد جالندھریؒ بن الٰہی بخش۔

---

(۳۴) فیوض الرحمٰن۔ علمائے سرحد، الحق، جلد ۱۱ (۱۹۷۶) ص ۳۸۰/۳۵ فیوض الرحمٰن مشاہیر: ج ۱: ص ۳۶

تاریخ و مقام پیدائش: ۱۸۹۵ء / ۱۳۱۲ھ تحصیل نکودر ضلع جالندھر

ابتدائی تعلیم: مدرسہ رشیدیہ نکودر، مدرسہ رشیدیہ رائے پور گوجراں، مدرسہ منبع العلوم گلاؤٹھی

اعلیٰ تعلیم: مدرسہ اشاعت العلوم بریلی۔

ممتاز اساتذہ: مولانا فضل احمد مفتی نقیر اللہ جالندھری، مولانا سلطان احمد، مولانا محمد حسین سرہندی، مولانا سلطان احمد پشاوری۔ مولانا سلطان احمد بریلوی، مولانا عبدالرحمٰن سلطان پوری۔

تدریسی زندگی: اشاعت العلوم، مدرسہ عربیہ، منڈی صادق گنج ریاست بہاولپور، مدرسہ فیض محمدی جالندھر، قیام مدرسہ خیر المدارس جالندھر ۹ مارچ ۱۹۳۱ء / ۱۹۴۸ء میں ملتان منتقل ہوا۔

مختلف علوم میں تصانیف: خیر الاصول، خیر التنقید فی اثبات التقلید خیر الوسیلۃ بتیسیر الابواب، خیر المصابیح فی اثبات التراویح۔ نماز حنفی ترجمہ۔

علم حدیث میں تصانیف: صحیح بخاری کی ایک مختصر شرح۔

تاریخ و مقام وفات: ۲۰ شعبان ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء ملتان۔ (۳۶۱)

سوانح ایک نظر میں

۱۳۷۲ مکمل نام: مولانا محمد عبدالحامد قادری، بدایونی بن مولانا حکیم عبدالقیوم۔

تاریخ و مقام پیدائش: ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء بریلی۔

ابتدائی تعلیم: مدرسہ قادریہ

ممتاز اساتذہ: شاہ عبدالقدیر بدایونی، مولانا محب احمد قادری، حافظ بخش بدایونی، مولانا فیض بخش بدایونی، مولانا مفتی محمد ابراہیم، مولانا مشتاق احمد کانپوری، مولانا وصی احمد حسین، مولانا عبدالسلام فلسفی۔

تدریسی زندگی: مدرسہ شمس العلوم بدایوں

ممتاز تلامذہ: بدایوں کے مختلف علماء

مختلف علوم میں تصانیف: فلسفہ عبادات اسلامی، تصحیح العقائد، نظام عمل، اسلام کا زراعتی نظام، اسلام کا معاشی نظام، مرقع کانگریس مشرق کا ماضی و حال مانتقابات کے مذہبی پہلو، اسلامک پریمیز الکریزی

(۳۶۱) فیوض الرحمٰن، مشاہیر ج ۱: ص ۱۷۸

Marfat.com

رمت و دو تاثرات دورۂ روس، تاثرات دورۂ چین، مشیر الحجاج۔ کتاب و سنت غیروں کی نظر میں۔ علم حدیث اور اہل حدیث۔ الجواب الشکور۔

تاریخ و مقامِ وفات: ۵ جمادی الاول ۱۳۹۰ھ / ۲۰ جولائی ۱۹۷۰ء کراچی (۳۷)

سوانح، ایک نظر میں

۳۷۴: **مکمل نام:** محمد انوری

تاریخ و مقامِ پیدائش: رائے کوٹ ضلع لدھیانہ

ابتدائی تعلیم: وطن مالوف

اعلیٰ تعلیم: دار العلوم دیوبند۔

ممتاز اساتذہ: مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیریؒ۔

تدریسی زندگی: تدریسِ سکول۔

ممتاز تلامذہ منضبط نہیں۔

مختلف علوم میں تصانیف: انوار انوری۔ مکتوباتِ بزرگان۔ و دیگر مقالات و مضامین۔

علم حدیث میں تصانیف: الاحادیث المتبرکہ (اربعین شاہ ولی اللہؒ کی تشریح مع چہل احادیث)

تاریخ و مقامِ وفات: ۲۲ جنوری ۱۹۷۰ء / ۱۴ ذیقعدہ ۱۳۸۹ھ فیصل آباد (۳۸)

سوانح، ایک نظر میں

۳۷۵: **مکمل نام:** مفتی احمد یار خان نعیمی بن مولانا محمد یار خان بدایونی۔

تاریخ و مقامِ پیدائش: شوال ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء کھیڑہ اورہیانی (ضلع بدایوں)

ابتدائی تعلیم: وطن مالوف، مدرسہ شمس الاسلام بدایوں۔ مدرسہ اسلامیہ منڈھور (ضلع علی گڑھ)

اعلیٰ تعلیم: جامعہ نعیمیہ مراد آباد

ممتاز اساتذہ: والد ماجد، مولانا تمیز بخش بدایونی، مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، مولانا مشتاق احمد کانپوری

(۳۷) عبد الحکیم: اکابر اہل سنت۔ ۲۰۲ (۳۸) راہی علمائے پنجاب ۵۹۵

تدریسی زندگی: جامعہ نعیمیہ مراد آباد (تدریس و افتاء) مدرسہ مسکینیہ دھوراجی، کاٹھیاواڑ، دار العلوم خدام الصوفیہ گجرات (قیام پاکستان کے بعد)

ممتاز تلامذہ: سینکڑوں کی تعداد میں ملک کے مختلف علاقوں میں علم دین کی خدمت میں مصروف ہیں

مختلف علوم میں تصانیف: تفسیر نعیمی (پورے بارہ پارے) نور العرفان فی حاشیہ القرآن (مولانا احمد رضا خان بریلوی کے ترجمۂ قرآن پر حاشیہ) جاء الحق (دو جلدیں) علم المیراث، شانِ حبیب الرحمٰن من آیات القرآن، اسلامی زندگی، سلطنتِ مصطفیٰ، دیوانِ مسالک، علم القرآن، رسالہ نور، رحمت خدا بوسیلۂ اولیاء، مواعظِ نعیمیہ، نئی تقریریں (تمام مطبوعہ)

علم حدیث میں تصانیف: نعیم الباری فی شرح البخاری، (بخاری شریف کا عربی کا حاشیہ غیر مطبوعہ) مرآۃ شرح مشکوٰۃ اردو (آٹھ جلدیں مطبوعہ)

تاریخ و مقامِ وفات: ۳ رمضان ۱۳۹۱ھ / ۲۴ اکتوبر ۱۹۷۱ء گجرات۔ (۲۹)

نام کتاب: مرآت المناجیح اردو ترجمہ مشکوٰۃ المصابیح۔

مؤلف: مفتی احمد یار خان نعیمی

ناشر: لاہور، سنی دار الاشاعت

سنہ اشاعت: ۱۳۷۸ھ / ۱۹۵۹ء

جلدیں: ۸۔

جلد اول، از ابتداء تا	اختتام	باب المتشرۃ	صفحات ۴۸۰
جلد دوم، از باب المتشرۃ	تا	باب زیارۃ القبور	" ۵۳۵
جلد سوم، از کتاب الزکوٰۃ	تا	باب متفرقات ت استغفار	" ۴۰۰
جلد چہارم، از باب ما یقول عند الصباح والمساء و		الطعام تا باب الوصایا	" ۴۰۰
جلد پنجم، از کتاب النکاح	تا	باب ما یحل لہ وما یحرم	" ۷۰۰
ششم، باب العفیفۃ	تا	باب الظلم	۶۹۱
ہفتم، باب الرقاق	تا	باب بدء الخلق وذکر الانبیاء	" ۶۲۴

(۲۹) عبد الحکیم، اکابر اہل سنت: ۵۴

Marfat.com

ہشتم۔ باب فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم تا باب ثواب ھذہ الامۃ صفحات ۶۱۲

کتاب کا اسلوب اس طرح ہے کہ ہر صفحہ کو تین حصوں میں منقسم کیا گیا ہے بالائی حصہ میں متن حدیث وسطی حصہ میں ترجمہ اور زیریں حصہ میں تشریح دی گئی ہے۔ دیباچہ میں منکرین حدیث کے بعض اشکالات کا جواب دیا ہے۔ پہلی حدیث جس صحابیؓ کا نام آتا ہے۔ اس کے حالاتِ زندگی اختصار کے ساتھ بیان کیے جاتے ہیں۔ صاحب مشکوٰۃ کیونکہ حدیث کی سند بیان نہیں کرتے اس لیے شارح نعیمی بھی سند پر کوئی کلام نہیں کرتے۔ اختلافِ فقہا کی صورت میں مذہب حنفیہ کو ترجیح دیتے ہیں دیگر فقہاء کو "بزرگوں" کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور بعض اوقات اختلافی مسائل میں ترجیح اخاف کرتے ہوئے دوسرے ائمہ کی غیر مناسب الفاظ میں تردید کرتے ہیں۔

جلد ہشتم کے اخیر میں حدیث کی اقسام اور پھر اکمال کا ترجمہ نام اجمال کیا گیا ہے جس میں صحابہ و تابعین کے حالاتِ زندگی تحریر کیے گئے ہیں۔

کتاب کے بنیادی ماخذ میں مرقاۃ، لمعات، اشعۃ اللمعات، درمختار اور شامی شامل ہیں اہل علم حضرات کے لیے ایک مفید کتاب ہے۔

سوانح ایک نظر میں

۱۳۰۶: مکمل نام: محمد نذیر صاحب حق بن فضل احمد سوانی، مولانا

تاریخ و مقام پیدائش: ۱۳۰۰ھ/۱۸۸۲ء چکیسر ضلع سوات

ابتدائی تعلیم: وطن مالوف

اعلیٰ تعلیم: اٹک شہر

ممتاز اساتذہ: مولانا قطب الدین غورغشتوی

تدریسی زندگی: سرحد کے ممتاز تعلیمی اداروں میں ۱۹۱۰ء/ ۱۹۷۱ (تا وفات) تدریس کرتے رہے۔

ممتاز تلامذہ: سرحد کے ممتاز علماء

مختلف علوم میں تصانیف: کشف الظلم فی حل مشکلات السلم (مطبوعہ) شرح قاضی مبارک (مطبوعہ) شرح بیضاوی۔

Marfat.com

علم حدیث میں تصانیف: شرح بخاری (غیر مطبوعہ)

تاریخ و مقام وفات: (۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء (۴۰)

سوانح ایک نظر میں

۳۷۷: مکمل نام: مولانا شیر زمان ہزاروی

تاریخ و مقام پیدائش: ۱۳۰۹ھ/۱۸۹۱ء بفہ ضلع ہزارہ۔

ابتدائی تعلیم: وطن مالوف

اعلیٰ تعلیم: دار العلوم دیوبند

ممتاز اساتذہ: شیخ الہند مولانا محمود حسن

تدریسی زندگی: مدرسہ عالیہ سلہٹ مشرقی پاکستان (۱۹۲۱ء تا ۱۹۴۸ء)

ممتاز تلامذہ: سلہٹ کے علماء۔

مختلف علوم میں تصانیف: غیر مذکور۔

علم حدیث میں تصانیف: اعتماد الرقوفی حل سنن ابی داؤد، کتاب الصلوٰۃ مکمل، غیر مبیضہ

فرحۃ البخاری، بخاری شریف پر نوٹ غیر مطبوعہ

تاریخ و مقام وفات: ۱۱ ستمبر ۱۹۸۲ء/۱۴۰۲ھ بفہ (۴۱)

سوانح ایک نظر میں

۳۷۸: مکمل نام: مولانا محمد ادریس کاندھلوی بن حافظ محمد اسمٰعیل۔

تاریخ و مقام پیدائش: ۲ رمضان الشافی ۱۳۱۷ھ / ۲۰ اگست ۱۸۹۹ء بھوپال ہند دستان

ابتدائی تعلیم: خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون۔

اعلیٰ تعلیم: مظاہر علوم سہارنپور، دار العلوم دیوبند

---

(۴۰) فیوض الرحمٰن۔ علمائے سرحد الحق جلد ۱۱ (۱۹۷۰ء) ص ۳۰۴، ۳۰۵

(۴۱) فیوض الرحمٰن: مشاہیر: ص: ۲۳۰

ممتاز اساتذہ: مفتی عزیز الرحمٰن، مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا خلیل احمد مہاجر مدنی مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیری، مولانا محمد احمد قاسمی، مولانا سید اصغر حسین

تدریسی زندگی: ۱۳۳۰ھ تا ۱۳۳۸ھ۔ مدرسہ امینیہ دہلی ۱۳۳۸ھ تا ۱۳۴۶ھ و ۱۳۵۸ھ تا ۱۳۶۸ھ دارالعلوم دیوبند ۱۳۶۸ھ / ۱۹۴۹ء جامعہ اسلامیہ بہاولپور ۱۳۷۰ھ / ۱۹۵۱ء تا ۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۴ء جامعہ اشرفیہ

ممتاز تلامذہ: مولانا محمد یوسف بنوری، مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی، مولانا عبید اللہ انور، ڈاکٹر رشید احمد جالندھری مولانا سید اسعد مدنی، مولانا محمد مالک کاندھلوی۔ مولانا سید محمد متین ہاشمی، مولانا سید محمد میاں دیوبندی۔ مولانا سعید احمد اکبر آبادی۔

مختلف علوم میں تصانیف: معارف القرآن، الفتح السماوی بتوضیح تفسیر البیضاوی سیرۃ المصطفیٰ، خلافتِ راشدہ، عقائد اسلام، اصول اسلام، علم الکلام۔

علم حدیث میں تصانیف: تحفۃ القاری بحل مشکلات البخاری التعلیق الصبیح علیٰ مشکوٰۃ المصابیح مقدمۃ الحدیث، منحۃ المغیث فی شرح الفیۃ الحدیث، حجیت حدیث۔

تاریخ و مقامِ وفات: ۸ رجب ۱۳۹۴ھ / ۲۸ جولائی ۱۹۷۴ء لاہور۔ (۴۲)

تحفۃ القاری بحل مشکلات البخاری

نام کتاب: تحفۃ القاری بحل مشکلات البخاری۔

تعداد جلدیں: ۲۰ عدد

مطبوعہ جلدیں: ۲ عدد (جزء اول، ثانی عشرون۔)

مطبوعہ جلدوں کے کل صفحات ۵۳۸

مطبوعہ جلدوں کا سائز $\frac{۲۲ \times ۲۶}{۸}$

ناشر: المکتبۃ العثمانیہ الجامعۃ الاشرفیہ بلاہور۔

سنہ طباعت: درج نہیں

زیادہ حصہ ابھی غیر مطبوع ہے۔ اگر مروج سائز میں عربی ٹائپ میں چھپوایا جائے تو کم و بیش تین ہزار

(۴۲) دیکھیے صدیقی، محمد میاں، تذکرہ مولانا محمد ادریس کاندھلوی (لاہور، ۱۹۷۷ء) صدیقی، محمد سعید، مولانا محمد ادریس کاندھلوی کی دینی خدمات (مقالہ ۱۹۸۳ء)

صفحات پر مشتمل ہوگا۔

عربی مسودہ مکمل کرنے کے بعد مولانا موصوف کو خیال ہوا کہ اس کی افادیت کو عام کرنے کے لیے اس کو اُردو میں بھی منتقل کیا جائے چنانچہ الابواب والتراجم کے نام سے آپ نے اس کا اُردو ترجمہ شروع کیا لیکن ابھی دس پارے مکمل کر پائے تھے کہ داعی اجل کو لبیک کہا۔

تحفۃ القاری کے مقدمہ میں مولانا اس کتاب کے موضوع پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں۔

فیہ حل ابوابہ وتراجمہ۔ وشرح مشکلاتہ وایضا۔ مغلقاتہ لا شرح الکتاب بتمامہ ولاحل جمیع الفاظہ وعباراتہ۔ (۴۳)

(اس کتاب میں بخاری کے تراجم ابواب کا حل ہے۔ اس کے مشکل مقامات کی شرح ہے اور وضاحت طلب مقامات کی وضاحت ہے، اس کتاب میں پوری بخاری اس کے تمام الفاظ وعبارات کی شرح نہیں ہے)

کتاب الایمان کے ایک باب "باب امور الایمان" کا عنوان قائم کرنے کے بعد امام بخاریؒ نے اس حدیث کو ترجمۃ الباب کا جزو بنایا جس کے الفاظ یہ ہیں۔

"الایمان بضع وسبعون شعبۃ والحیاء شعبۃ من الایمان"

(ایمان کے ستر اور کچھ شعبے ہیں اور حیاء بھی شعبہائے ایمان میں سے ایک شعبہ ہے۔)

اس عدد کی وضاحت میں محدثین نے مختلف اقوال اختیار کیے ہیں مولانا کاندھلوی نے ان تمام اقوال نقل کیے اور اس کے بعد ستر کے عدد کو ترجیح دی۔ آگے چل کر فاضل مؤلف نے تمام محققین حافظ بدرالدین عینی اور شیخ الاسلام زکریا انصاریؒ کے حوالہ سے ان ستر شعبوں کی تفصیل بتائی۔

قلب سے متعلق ۳۰ شعبے زبان سے متعلق ۷ شعبے۔

اعضاء وجوارح سے متعلق ۱۶ شعبے۔ اہل وعیال وخدام سے متعلق ۶ شعبے۔

عامہ خلائق سے متعلق ۸ شعبے۔

اس طرح یہ کل ۷۷ شعبے ہوئے۔ (۴۴)

(۴۳) کاندھلوی مولانا محمد زکریا تحفۃ القاری ج ۱ ص ۲

(۴۴) کاندھلوی مولانا محمد زکریا تحفۃ القاری ج ۱ ص ۶۴ تا ۶۷ الابواب والتراجم لابخاری ج ۱ ص ۶۰ تا ۸۵

Marfat.com

مولینا موصوف کا طرز اس کتاب میں یہ ہے کہ سب سے پہلے بخاری کے باب کے عنوان کی عبارت نقل کرتے ہیں۔ اسکی وضاحت فرماتے ہیں بعد ازاں اگر ترجمۃ الباب میں امام کوئی آیت یا حدیث نقل کر رہے ہوں تو اس آیت و حدیث کی تشریح بیان کرنے کے بعد اس آیت کو یا حدیث کو ترجمہ الباب کا حصہ بنانے کی وجہ بیان کرتے ہیں۔

امام بخاری خود مجتہد ہیں اس لیے اپنے تراجم الواب میں مسالک اربعہ میں کسی ایک مسلک کو راجح قرار دیتے ہیں اگر امام کا ترجمہ الباب غیر حنفی مسلک ترجیح دے رہا ہو۔ مولانا موصوف امام ابوحنیفہ کے مسلک کی ترجیحات بیان کرتے ہیں۔

بعض مواقع پر امام بخاری امام ابوحنیفہ پر اعتراض کی صورت اختیار کرتے ہیں۔ مولانا اس اعتراض کے احناف کی طرف سے مدلل جوابات دیتے ہیں۔

مولانا کی یہ کتاب درحقیقت علماء و طلباء کے لئے بے حد مفید ہے کاش مولینا چند دن اور جیواتے رہتے اور اس کا اردو ترجمہ جو انہوں نے خود شروع فرمایا تھا، تکمیل فرما دیتے۔ اس کتاب کی مکمل عربی میں جدید انداز سے طباعت اور پھر اس کا اردو اور انگریزی میں ترجمہ ضروری ہے۔

التعلیق الصبیح علی مشکوٰۃ المصابیح

نام: التعلیق الصبیح علی مشکوٰۃ المصابیح۔

تعداد جلدیں: ۸ عدد، ابتدائی چار جلدیں دمشق میں طبع ہوئی۔

سائز: $\frac{۲۲۰۲۹}{۸}$ ، $\frac{۲۲×۲۶}{۸}$ سنہ تالیف ۱۳۵۰ھ / ۱۹۳۰ء سنہ طباعت ۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۶ء

ناشر: مجلس اشاعۃ العلوم حیدرآباد دکن۔ (۴۵)

طابع: المطبعۃ الاعتدال دمشق۔

جزء خامس تا ثامن۔ آپ نے خود پاکستان میں طبع کرائیں۔

---

(۴۵) التعلیق الصبیح مکتبہ عثمانیہ لاہور کے زیر اہتمام ان دنوں زیر طبع ہے جو سات جلدوں پر مشتمل ہوگی۔

Marfat.com

اجزاء کی ترتیب

الجزء الاول ۔ از ابتداء تا باب الدعا فی التشہد ۔ صفحات ۔ ۴۲۳

الجزء الثانی ۔ از باب الذکر بعد الصلوٰۃ تا باب الالتفات ۔ صفحات ۔ ۴۲۴

الجزء الثالث ۔ از کتاب فضائل القرآن تا باب الوصایا ۔ صفحات ۔ ۴۰۸

الجزء الرابع ۔ از کتاب النکاح تا باب الترجل و کتاب اللباس صفحات ۔ ۴۲۲

الجزء الخامس ۔ از باب التصاویر تا باب الامر بالمعروف : صفحات ۔ ۴۲۳

الجزء السادس ۔ از کتاب الرقاق تا باب خلق الجنۃ و النار ۔ صفحات ۔ ۴۱۲

الجزء السابع ۔ از باب بدء الخلق و ذکر الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تا

باب مشتمل علی ذکر وفاۃ النبوۃ و ان ما ترکہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم صدقۃ

لا یرث ولا یورث منہ ۔ صفحات ۔ ۴۲۴

الجزء الثامن ۔ از باب مناقب قریش و ذکر القبائل تا باب ثواب الصلوٰۃ الامۃ صفحات ۔ ۴۱۸

اسلوب کتاب :۔

عربی زبان میں یہ کتاب فصیح و بلیغ الفاظ کے ساتھ سلاست اور روانی کے ساتھ تالیف کی گئی ہے۔ الفاظ متشدد کے بجائے آسان الفاظ و کلمات ، رعایت جمع کے ساتھ اس کتاب کی املاء کی گئی ہے جس کو پڑھنے میں قاری کو لطف بھی آتا ہے۔

مولینا کا انداز اس کتاب میں اس طرح ہے کہ متن کتاب کے صفحہ کے بالائی حصہ میں دے کر ایک لکیر کھینچ کر اس کی تشریح و وضاحت فرمادی۔

حوالہ دینے کا انداز بھی قدیم انداز ہے یعنی درمیان عبارت جہاں حوالہ دینا ہو وہاں قوسین کے درمیان کتاب کا نام لکھ دیا ہے اور کبھی ساتھ باب کا نام بھی دیا گیا ہے۔

کتاب الایمان میں "باب الکبائر و اعلامات النفاق" عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کبیرہ گناہ کے ارتکاب کرتے ہوئے کسی کو ایمان سلامت نہیں رہتا ہے۔

Marfat.com

قول اوّل :۔ عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں "ہر وہ چیز جس کو خدا تعالیٰ نے قرآن میں منع فرمایا ہے وہ گناہ کبیرہ ہے یہی قول ابو اسحٰق اسفرائنی اور قاضی عیاض کا بھی ہے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ اللہ کے حکم کی مخالفت زیادہ بُری بات ہے۔

اکثر علماء محدثین وفقہاء اس بات کے قائل ہیں کہ گناہ کی دو قسمیں ہیں ایک صغیرہ اور دوسری کبیرہ جبکہ ابو حامد الغزالی نے گناہوں کی اس تقسیم سے انکار کیا ہے۔ لیکن جمہور محدثین وفقہا کیونکہ اس تقسیم کے قائل ہیں اس لیے ابو حامد کا یہ قول فقہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

پھر ان گناہ کبیرہ میں بھی بعض گناہ زیادہ ضرر رساں ہیں۔ مثلاً پانچ نمازوں کا ترک رمضان کے روزوں کا ترک یا وضو کا ترک اور اس کے مقابلے میں یوم عرفہ اور یوم عاشوراء کے روزے کا ترک یا کسی بھی صحیح حدیث سے ثابت شدہ کسی فعل حسن کا نہ کرنا۔ گناہ صغیرہ کبیرہ کی اس تقسیم کے بعد یہ مسئلہ ہے کہ کون سی تقصیرات گناہ کبیرہ ہیں اور کونسی صغیرہ چنانچہ عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ہر وہ گناہ کہ جس کے ارتکاب پر اللہ تعالیٰ نے آگ، اپنے غصہ، لعنت اور عذاب کی وعید دی ہے وہ گناہ کبیرہ ہے۔ حسن بصری کا بھی یہی قول ہے۔

بعض حضرات نے فرمایا کہ ہر وہ جنایت کہ جس پر اللہ تعالیٰ نے آگ کی وعید نازل کی ہو آخرۃ میں اور دنیا میں اس کے لیے حد متعین فرمائی ہو وہ گناہ کبیرہ ہے۔

الشیخ امام ابو محمد بن عبدالسلام نے ایک قاعدہ کلیہ بیان فرمایا ہے کہ جب تجھے فرق معلوم کرنا ہوگا کبیرہ اور صغیرہ میں تو کسی بھی گناہ کے مفاسد کا مقابلہ کر ان گناہوں کے مقاصد کے ساتھ جو قرآن میں بیان ہوئے ہیں۔ چنانچہ جس گناہ میں اعلیٰ واکثر مفاسد اور خرابیاں پائی جاتی ہوں گی۔ وہ گناہ گناہ کبیرہ ہوگا اور جس میں ادنیٰ اور قلیل مفاسد وخرابیاں پائی جاتی ہوں گی۔ وہ گناہ گناہ صغیرہ ہوگا۔

امام ابو الحسن الواحدی فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ گناہ کبیرہ اور صغیرہ کے درمیان حد فاصل معلوم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے گناہوں کو گناہ کبیرہ قرار دیا اور بعض کو صغیرہ اور بعض کی وضاحت نہیں کی کہ یہ صغیرہ ہیں یا کبیرہ۔ اور اس کی وضاحت نہ کرنے میں حکمت یہ ہے کہ لوگ ان گناہوں سے بھی بچتے رہیں کہ جن میں یہ احتمال ہو کہ یہ گناہ کبیرہ ہوں گے۔ اور یہ خفا ایسا ہی ہے کہ جیسا کہ لیلۃ القدر کا خفا جمعہ کے روز کے لمحہ کا خفا اور رات کے اس لمحہ کا خفا کہ جس میں دعا قبول ہوتی ہے اور اسم اللہ اعظم کا خفا (۹)

(۹) مولانا کاندھلوی التعلیق الصبیح ج ۱ ۔ ص ۵۰

Marfat.com

صاحب مشکوٰۃ نے "باب ثواب التسبیح والتحمید والتہلیل والتکبیر" ابوہریرہ کی روایت نقل کی جس میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ کلمتان خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان حبیبتان الی الرحمٰن سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

اس حدیث کی تشریح کے ضمن میں مولانا موصوف فرماتے ہیں۔

خفیفتان علی اللسان (زبان پر آسان ہیں) اس آسانی کی وجوہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ ان الفاظ میں ایسے حروف ہیں کہ جن کی ادائیگی آسان ہے اور جلد ہو جاتی ہے کیونکہ اہل عرب میں جو حروف مشکل مشہور ہیں۔ یعنی ہمزہ، با، تا، ح، دال، طاق اور ک اور نہ ہی اس میں حروف استعلاء ہیں۔ جیسے خا، صاد، ضاد، طاء وظا اور غین۔

۲۔ فعل اسم کے مقابلہ میں ثقیل ہوتا ہے اور ان کلمات میں فعل نہیں ہے۔

۳۔ اسم غیر منصرف اسم منصرف کے مقابلہ میں ثقیل ہوتا ہے اور اس میں اسم غیر منصرف نہیں ہے۔

۴۔ اس میں تینوں حروف مدہ یعنی الف، واو اور یا تمع ہو گئے ہیں جن کی وجہ سے یہ کلمات مزید آسان ہو گئے ہیں۔

ثقیلتان فی المیزان علماء اہل سنت اس بات کے قائل ہیں کہ اعمال قیامت کے دن جسام کی شکل اختیار کر جائیں گے۔ اور ان اعمال کو تولا جائے گا۔ اور اس حدیث میں اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ تمام اعمال صالحہ نفس پر ثقیل اور مشکل ہوتے ہیں لیکن یہ کلمات نفس کے لیے ثقیل اور مشکل نہیں ہے لیکن میزان اعمال میں ایسے ثقیل ہوں گے جیسے اعمال صالحہ نفس پر ثقیل ہوتے ہیں۔ روایات میں آتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ سے پوچھا گیا کہ نیکی مشکل اور بدی آسان کیوں ہوتی ہے۔ فرمایا نیکی کی کڑوا بٹ ظاہر ہوتی ہے مگر مٹھاس مخفی ہوتا ہے جبکہ بدی کا مٹھاس ظاہر ہوتا ہے اور کڑوا بٹ پوشیدہ ہوتی ہے اس لیے نیکی کرنے والا نیکی میں بوجھ محسوس کرتا ہے جبکہ بدی کرنے والا بدی کرنے میں بوجھ محسوس نہیں کرتا۔ اور ممکن ہے یہ کلمات سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر کا اختصار ہوں۔ اس میں سبحان اللہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی ذات ہر قسم کے عیب، نقصان سے پاک ہے اور اس میں لا الٰہ الا اللہ کے معنی بھی شامل ہو گئے اسی لیے سبحان اللہ پر اختصار کیا۔

Marfat.com

وبحمدہ۔ اس کے معنی صراحۃً الحمد اللہ کے ہیں کیونکہ حمد مضاف ہے ہ کی طرف اور ضمیر لفظ اللہ کی طرف راجع ہے اور اضافت بمعنی لام ہوتی ہے اور جو ذات پاک تمام تعریف وستائش کے لائق ہے وہی سب سے بڑی بڑی اور بزرگ ہے اس میں اللہ اکبر بھی آگیا۔ (۴۷)

مسجد نبوی مدینہ منورہ کے ایک بلند پایہ محدث صاحب الورع والتقوی مولانا الشیخ عمر بن حمدان کتاب تعلیق الصبیح کے بارے میں فرماتے ہیں

امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا ہے کہ لوگوں کو علم کی زیادہ ضرورت ہے بنسبت کھانے پینے کے کیونکہ کھانے پینے کی ضرورت دن میں ایک مرتبہ یا دو مرتبہ ہوتی ہے، جبکہ علم کی ضرورت انسان کو ہر سانس کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور اگرچہ علوم کی اقسام وانواع بڑھتی چلی جارہی ہیں لیکن علم کی قدر کسی طور پر بھی کم نہیں ہوتی۔ اور خاص طور پر وہ علوم کہ جن کی اسناد ہمارے کبار شیوخ سے صاحب السنہ علیہ السلام تک متصل ہے (یعنی علم حدیث) ان علوم کی قدر ومنزلت کے کیا ہی کہنے۔ ان علوم کے ایک ماہر مشہور محدث، اور پایہ کے فقیہ محمد ادریس کاندھلوی نے جو علم کی طلب میں شبانہ روز مصروف رہے نے اپنی ایک تالیف پیش کی جو مشکوٰۃ المصابیح کی شرح پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب جامع اور عجیب وغریب تحقیقات سے بھرپور ہے اور طالب علم کو اس قدر کافی وشافی مواد مہیا کردیتی ہے کہ اس کو دوسری شروح سے رجوع کی حاجت نہیں رہتی۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو اجر عظیم عطا فرمائے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کو ان کے علوم سے مستفید فرمائے۔ آمین۔ (۴۸)

نام کتاب۔ حجیت حدیث

مطبوعہ۔ لاہور ناشر ایم ثناء اللہ خاں۔

صفحات: ۱۸۴

سائز ۱۸×۲۱

مولینا نے "حجیت حدیث" میں منکرین حدیث کو خسرو پرویز اور ابولہب سے تشبیہ دی ہے کہ جب پرویز کے پاس سب والا نامہ نبی ﷺ پہنچا تو اس نے نخوت وغرور سے اس کو پارہ پارہ

---

(۴۷) تعلیق الصبیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، (طبع جدید ۱۳۹۷ھ) ج ۱: ص ۴۰، ۵۰

(۴۸) یہ خط شیخ عمر حمدان نے ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ کو لکھا جو تعلیق الصبیح کی جلد ۱۔ صفحہ ۴۱۲ پر شائع ہوا۔

کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے خود اس کو بھی اور اس کی سلطنت کو بھی ریزہ ریزہ کر دیا۔ آج کے منکرین حدیث بھی خسرو پرویز کی مانند ہیں۔ ابولہب مکہ کی گلیوں میں یہی کہتا پھرتا تھا کہ محمد کی کوئی بات نہ سننا۔ آج کے منکرین حدیث بھی یہی ڈھنڈورا پیٹتے ہیں کہ حضور کا کوئی قول قابل اعتبار اور حجت نہیں۔ ۴۹

قرآن کریم میں جا بجا نبی کریم ﷺ کی اطاعت کو لازم و ضروری قرار دیا ہے۔ اور اکثر مقامات پر اللہ کی اطاعت کے ساتھ رسول کی اطاعت کا ذکر ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ ۵۰

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ۔ ۵۱

مزید ترقی کر کے اللہ تعالیٰ نے اطاعت رسول اور بیعت رسول کو اطاعت اللہ اور بیعت اللہ قرار دیا۔

وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔ ۵۲

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ۔ ۵۳

قرآن کریم میں ہے۔ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى۔ ۵۴

ستاروں کی قسم کھائی یعنی جس طرح ستارے ایک معین راہ پر چلتے ہیں اور لوگ ان سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ آسمان نبوت و رسالت کے ایسے ستارے ہیں جس طرح ظاہری ستاروں کا نظام محکم ہے اسی طرح باطنی ستاروں کا نظام محکم ہے۔

قاضی عیاض نے "الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ" میں حقوق کے متعلق جو بحث کی ہے وہ بیان فرماتے ہیں۔ اس طرح علامہ شہاب خفاجی نے نسیم الریاض میں حقوق کی تفصیل کے ساتھ بیان فرمائے۔ ان تمام حقوق کا خلاصہ یہ ہے۔

۱) محبت ۲) عظمت ۳) اطاعت

حق محبت یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو اپنی جان، مال، اولاد اور تمام اہل و عیال سے زیادہ

۴۹) مولانا اسلم جیراجپوری، حجیت حدیث ص ۱۳۰ ۵۰) ۵۱) ۵۲) ۵۳) الفتح ۱۰ ۵۴) النجم ۱ تا ۴ مولانا اسلم جیراجپوری، حجیت حدیث ص ۱۳۰

Marfat.com

عزیز رکھتا ہو۔ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ۔ (۵۶)

نبی اور رسول میں ایمان بالذات ہے اور مومنین میں ایمان بالعرض ہے۔ مومنین رسول کے ایمان کا ایک پرتو اور عکس ہیں تو جس طرح بیٹا اپنے جسمانی وجود میں باپ کا محتاج ہوتا ہے اسی طرح امتی اپنے ایمانی وجود میں نبی اور رسول کا محتاج ہوتا ہے۔

حق عظمت یہ ہے کہ حضور کے اداب و احترام کا پورا لحاظ رکھا جائے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا۔ (۵۷)

اس آیت میں نبی کریم ﷺ کی توقیر و تعظیم صبح شام بیان کرنے کی تعلیم و تلقین کی گئی ہے۔ حق اطاعت یہ ہے کہ دل و جان سے بہزار رغبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر حکم کی اطاعت کرے اور اس اطاعت پر اللہ کی اطاعت کا دار و مدار ہے۔

اس مختصر، جامع و مدلل رسالہ کو جو اب نایاب ہو چکا ہے جدید اسلوب پر دوبارہ شائع کرانا چاہیئے۔ (۵۸)

سوانح، ایک نظر میں

۳۷۹: مکمل نام: مولانا ظفر احمد عثمانی۔ ابن شیخ لطیف احمد عثمانی۔

تاریخ و مقام پیدائش: ۱۳ ربیع الاول ۱۳۱۰ھ / ۱۸۹۲ء دیوبند ضلع سہارنپور ہند۔

ابتدائی تعلیم: دار العلوم دیوبند، مدرسہ امداد العلوم تھانہ بھون۔ جامع العلوم کانپور۔

اعلیٰ تعلیم: مظاہر علوم سہارنپور ہند۔

ممتاز اساتذہ: مولانا محمد اسحٰق بردوانی، مولانا محمد رشید کانپوری، مولانا خلیل احمد سہارنپوری۔

تدریسی زندگی: ۱۳۲۹ھ تا ۱۳۳۶ھ مظاہر علوم، ۱۳۳۶ھ تا ۱۳۳۹ھ ارشاد العلوم گڑھی پختہ ۱۳۳۹ھ تا ۱۳۴۶ھ مدرسہ امداد العلوم تھانہ بھون ۱۳۴۶ھ تا ۱۳۴۹ھ مدرسہ راندیدیہ رنگون۔ برما ۱۳۴۹ھ تا ۱۳۵۸ھ امداد العلوم ۱۳۵۸ھ تا ۱۳۶۲ھ ڈھاکہ یونیورسٹی و اشرف العلوم ڈھاکہ ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء تا

---

(۵۶) ۳۳: الاحزاب: ۶ (۵۷) ۴۸: الفتح: ۹

(۵۸) مولانا کاندھلوی حجیت حدیث ص ۴۹ تا ۵۴

Marfat.com

۱۹۵۴ء مدرسہ عالیہ ڈھابیل کراچی ۱۹۵۴ء تا وفات دار العلوم اسلامیہ ٹنڈو الہ یار۔

ممتاز تلامذہ: مولانا محمد ادریس کاندھلوی، مولانا عبد الرحمٰن کاملپوری۔ مولانا بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنی، مولانا محمد زکریا کاندھلوی، مولانا محمد اسعد اللہ سہارنپوری، مولانا عابد الرحمٰن صدیقی

مختلف علوم میں تصانیف: تحذیر المسلمین من سوالات المشرکین فتاوی امداد الاحکام (۴ جلدیں) برأۃ عثمان

علم حدیث میں تصانیف: اعلاء السنن ۲۰ جلدیں، فقہ الحدیث، مقدمۃ انہاء السکن (قواعد التحدیث)

تاریخ و مقام وفات: ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۹۴ھ / ۸ دسمبر ۱۹۷۴ء ٹنڈو الہ یار (۵۹۱)

نام کتاب: اعلاء السنن

مؤلف۔ عثمانی، ظفر احمد مولانا۔ تدوین و تعلیق۔ مولانا محمد تقی عثمانی۔

مطبوعہ: کراچی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ۔

سنہ طباعت: ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء

جلدیں: ۱۸، و مقدمہ (۶۰)

جلد اول: از مقدمہ حصہ اول تا فصل العاشر فی اصطلاحات الخاصۃ لنافی ہذا الکتاب صفحات: ۳۲۴

جلد ثانی۔ از مقدمہ حصہ ثانی تا مناظرہ بین ابی حنیفہ و اوزاعی رح صفحات: ۲۵۱ } ۶۰۲

جلد ثالث: از مقدمہ حصہ ثالث تا تذکرہ علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل صفحات: ۵۰

جلد رابع: از الجزء الثالث کتاب الصلوٰۃ تا ابواب الامامۃ و ما یتعلق بہا صفحات: ۵۲۸

جلد خامس: از ابواب احکام الحدث فی الصلوٰۃ تا باب دخول المسجد و ما یتعلق بہ صفحات: ۱۵۳

جلد سادس: ابواب الوتر تا باب الاوتار فی ایلۃ صفحات: ۱۱۰

جلد سابع از ابواب النوافل والسنن تا باب التطوع فی السفر صفحات: ۲۹۶

جلد ثامن از باب عدم جواز الجمعۃ فی القری تا باب جواز الصلوٰۃ فی الکعبۃ صفحات: ۲۲۴

---

(۵۹۱) فہرس الرحمٰن لما تناثر من مشاہیر علمائے دیوبند، ص ۱۲ ترجمہ مولانا ظفر احمد عثمانی، ناشر: دار الاشاعت کراچی، ۱۹۸۰ء، باب ثانی

(۴) مقدمہ کتاب انہاء السکن الی من یطالع اعلاء السنن، جو مولانا اشرف علی تھانوی کی زیر نگرانی تیار ہوا، ۱۳۴۳ھ میں مراد آباد سے شائع ہوا۔ ۱۹۲۴ء کراچی زیر نگرانی مصنف سے شائع ہوا۔

Marfat.com

جلد تاسع عشر از کتاب الزکوٰۃ تا باب ضرب الخباء للمعتکف فی المسجد	صفحات :	۱۶۰
جلد عاشر از کتاب الحج تا باب زیارۃ قبر النبی قبل الحج او بعدہ	صفحات :	۵۲۴
جلد حادی عشر از کتاب النکاح تا باب یقین سارق المتاع	صفحات	۷۸۳
جلد ثانی عشر از کتاب السیر تا باب ابطال القومیۃ التحدہ	صفحات	۶۸۵
جلد ثالث عشر از کتاب الفضائل تا باب اذا وقعت السقایۃ او الخان او الربط	صفحات	۲۲۴
جلد رابع عشر از ابواب البیوع تا باب کل قرض جر نفعاً محظوراً بالاجماع	صفحات	۶۰۰
جلد خامس عشر از کتاب القضاء تا باب اقرار الوارث لوارث	صفحات	۴۹۵
جلد سادس عشر از کتاب الصلح تا باب غصب العقار	صفحات	۲۵۵
جلد سابع عشر از کتاب الشفعۃ تا باب کراھۃ اتخاذ الکلب للھو	صفحات	۴۷۷
جلد ثامن عشر از کتاب احیاء الموات تا باب الذکر والدعاء	صفحات	۴۶۴

آئمہ فقہاء پر اور خاص طور پر امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ یہ حضرات اپنی عقل و رائے کو حدیث کے مقابلہ میں ترجیح دیتے ہیں۔

فقہاء میں سے یہ بات متعدد دین میں منتقل ہوئی اور صبحی محمصانی نے علانیہ اس بات کا برملا اظہار کیا کہ تابعین کے بعد فقہاء امت دو حصوں میں منقسم ہو گئے۔

صبحی لکھتے

وعلی الجملہ، انقسم الفقہاء طائفتین کبیرتین : اسد ھما طائفۃ اھل الرأی فی العراق برئاسۃ ابی حنیفۃ النعمان۔ (۶۱)

بہرحال، اس وقت فقہا کی جماعت دو حصوں میں بٹ گئی، ایک حصہ اہل رائے عراق میں ابوحنیفہ نعمان کی سرگردگی پیدا ہوا)

صبحی کی طرح دیگر بہت سے محققین احناف کو عموماً اور امام ابوحنیفہ کو خصوصاً حدیث کے مقابلہ میں عقل کو ترجیح دینے کا الزام دیتے۔

مولانا اشرف علی تھانوی علمائے عرب و عجم کے اس اعتراض کا شافی و جامع جواب دینا چاہتے تھے۔

عثمانی، ظفر احمد مولانا، اعلاء السنن، تحقیق ۱۳۹۱ھ کراچی، ادارۃ القرآن، ج ۱: ص ۱۲

۶۱۔ صبحی محمصانی، فلسفۃ التشریع فی الاسلام، (بیروت، مکتبۃ الکشاف، ۱۹۴۶ء) ص ۲۷

Marfat.com

جو اصولی اور تبنیادی نوعیت کے ساتھ جزءاً اسی اور تحقیقی انداز میں ثابت کرے کہ امام ابوحنیفہ ہر مسئلہ میں تحقیق و تدقین کے بعد وہ موقف اختیار کیا کرتے ہیں جو تعلیم نبوی کے اساسی منہاج اور بنیادی اسلوب سے زیادہ قریب تر واقع ہو۔

چنانچہ مولانا تھانویؒ نے "احیاء السنن" کے نام سے ایک تالیف شروع کی جس کا مسودہ ضائع ہو گیا۔ بعد ازاں "جامع الآثار" کے نام سے ایک تالیف اسی موضوع پر شروع کی اور "تابع الآثار" کے نام سے اس کی تعلیق کی۔ دونوں کتب صد درجہ مختصر تھیں اور پھر مولانا کی دیگر مصروفیات نے اس تحقیقی کام کو کما حقہ آگے بڑھنے نہ دیا تو مولانا نے یہ کام مولانا احمد حسن امروہی کے سپرد کیا لیکن مولانا جس منہاج پر یہ تالیف کرانا چاہتے تھے وہ حاصل نہ ہو سکا تو آپ نے مولانا ظفر احمد عثمانی کو حکم دیا کہ وہ اس فریضہ کو سرانجام دیں۔

مولانا عثمانی نے "کتاب الصلوٰۃ" کے بعد سے تالیف شروع کی اور مولانا کی تالیف کردہ جامع الآثار کی شرح "اعلاء السنن" کے نام سے تالیف کی۔ مولانا کی یہ تالیف و شرح ایک ہی نام "اعلاء السنن" کے نام سے ۱۸ جلدوں میں کراچی سے شائع ہوئی۔ جس کی پہلی جلد میں جامع الآثار کی شرح ہے مولانا نے ایک فصیح و بلیغ مختصر و جامع مقدمہ بھی تالیف کیا ہے جس کے تین حصے ہیں۔

۱۔ پہلے حصہ میں اصول حدیث کے قواعد پر سیر حاصل، مدلل و مفصل گفتگو کی گئی ہے۔

۲۔ دوسرا حصہ اصول فقہ اور اصول حدیث پر بعض اساسی و بنیادی مباحث پر مشتمل ہے۔

۳۔ جبکہ تیسرے حصہ میں امام ابوحنیفہ اور ان کی خدمات حدیث پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

اس مقدمہ کا نام "النبأ الحسن فیما یتعلق باعلاء السنن" رکھا۔

اس مولانا کی یہ خدمت ایک جانب علم حدیث کی ہے تو دوسری جانب علم فقہ اور خصوصاً فقہ حنفی کی عظیم خدمت ہے۔

مقدمہ سے قبل مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تقریظ منقول ہے جس میں مولانا نے فرمایا کہ اعلاء السنن کی تالیف سے عامۃ الناس پر عموماً اور علماء پر خصوصاً یہ بات ظاہر ہو گئی کہ امام ابوحنیفہ کا کوئی مسلک کتاب و سنت کے خلاف نہیں ہے۔ مولانا فرماتے ہیں۔

"ولم یکن بالخافی علی ذوی الفطانۃ من العلماء [illegible] ان تالیف

Marfat.com

"اعلاء السنن" لکفیٰ بہٖ کرامۃ و فضلاً فانہٗ عدیم النظر فی بابہٖ۔" (۶۲)

(اگر خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون میں اعلاء السنن کے علاوہ کچھ نہ ہوتا تو خانقاہ کی کرامت و فضیلت مسلّم رہتی کہ اس باب میں یہ کتاب بے مثال تالیف ہے۔)

اس سے قبل یہ کتاب پاکستان اور ہندوستان میں شائع ہوئی تھی اور اب جدید اسلوب پر عبدالفتاح ابوغدہ کی تدوین کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔

مقدمہ کے پہلے حصہ میں حدیث کا مفہوم، اس کی اقسام، پر تفصیلی بحث ہے۔ اصولِ حدیث کے ضمن میں قواعد جرح و تعدیل مذکور ہیں، حدیث ضعیف و حسن لغیرہٖ کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ رفع وقف، وصل و قطع کی وضاحت کے ساتھ تعدیل صحابہؓ اور ان کے اقوال کی حجیت پر شرح و بسط کے ساتھ کلام کیا گیا ہے۔ حصہ اوّل کی پانچویں فصل میں مرسل، مدلس، معلق، منقطع اور معضل کے احکام بیان کیے گئے ہیں۔ ضعیف اور موضوع روایت کرنے والوں کا حکم بیان کیا گیا ہے آٹھویں فصل میں مصادرِ سر لعجز میں تعارض کی صورت میں ترجیح راجح کے اصول بیان کیے گئے ہیں۔

مقدمہ کا یہ حصہ ایک مستقل کتاب کی حیثیت رکھتا ہے جس کی اساسی و بنیادی مراجع پر بنا ہے اس مقدمہ کی تالیف میں مولانا نے رجال و اصولِ حدیث کی تقریباً تمام بنیادی کتب جن میں میزان الاعتدال، الاصابہ، لسان المیزان، تہذیب التہذیب تدریب الراوی شرح نخبۃ الفکر صحیحین سنن اربعہ، فتح الباری، عمدۃ القاری، فتح المغیث اور خطیب کی تاریخ بغداد اہم ہیں، سے استفادہ کیا ہے۔ مقدمہ کا دوسرا حصہ دوسری جلد میں منقول ہے جس میں اصول فقہ سے بحث ہے جبکہ تیسرے حصہ میں جو تیسری جلد میں مطبوع ہے، امام ابوحنیفہ اور آپؒ کی خدمات حدیث پر سیر حاصل بحث کی گئی۔ اس طرح یہ مقدمہ تین اجزاء پر مشتمل ہے جو ایک ہی جلد کی صورت میں شائع ہوا ہے۔ اور دیگر جلدوں کے مقابلہ میں یہ جلد سب سے زیادہ ضخیم ہے مقدمہ کی تکمیل اس روز ہوئی جس دن یہودیوں نے مسجد اقصیٰ پر قبضہ کیا جزء رابع سے اصل کتاب کا آغاز ہوتا ہے۔ جس میں مولانا ایک منفرد انداز و اسلوب کے ساتھ فقہ حنفی کی حمایت میں عرق ریزی، جزء رسی اور تحقیقی و علمی دیانت کے ساتھ پیش کی ہیں۔ جہاں ضرورت ہوئی وہاں راویوں پر بھی کلام اور تعدیل کے ساتھ جرح کے اقوال بھی نقل کیے ہیں۔ کتاب کے صفحات کے دو حصے کیے گئے ہیں

---

(۶۲) ظفر احمد، اعلاء السنن، تحریر، کراچی، ادارۃ القرآن ۱۳۹۱ھ، ج ۱: ص ۱۲

Marfat.com

بالائی حصہ پر ایک حدیث نقل کی جاتی ہے اور پھر اس کی تشریح و وضاحت کے ضمن اس کی مؤید دوسری احادیث بھی نقل کی جاتی ہیں۔

باب دیۃ المراءۃ کا باب قائم کر کے مکحول اور عطاء کی حدیث تخریج کی ہے جس میں نبی کریم ﷺ اور فاروق اعظمؓ کے زمانہ کا معمول کا ذکر ہے جس کے مطابق عورت کی دیت مرد کے مقابلہ میں نصف ہوا کرتی تھی۔ اس کی تشریح کے ضمن میں مولانا نے معاذ بن جبل، عمر بن خطاب، علی بن ابی طالب، ابن المسیب، عمرو بن حزم اور عبداللہ بن مسعودؓ کی روایات کے علاوہ صحابہ کا اجماع نقل کیا ہے۔ (۶۲)

مولانا نے اس اسلوب کو تمام کتاب میں اپنائے رکھا ہے۔

اس طرح مولانا کی یہ کتاب ایک جانب علم حدیث کی عظیم خدمت ہے تو دوسری جانب علم الفقہ اور خصوصاً فقہ حنفی کی ایک عدیم المثال خدمت ہے۔

مولانا ظفر احمد عثمانی کی شخصیت علمی پہلو کے ساتھ ساتھ سیاسی پہلو بھی رکھتی تھی۔ مولانا دو قومی نظریہ کے حامی اور تحریک پاکستان کے ایک مجاہد تھے جنہوں نے سلہٹ اور گوالپارہ کے علاقہ میں جو کانگریس کی حمایت کا مضبوط مرکز تھے مسلم لیگ کا علم بلند کیا اور قوم کو تحریک پاکستان میں شمولیت کی دعوت دی۔ مولانا نے اپنی کتاب میں ایک منفرد باب باندھا ہے جس کو عام طور پر محدثین ذکر نہیں کرتے۔ بارھویں جلد کے آخیر میں مولانا نے "باب ابطال القومیۃ المتحدۃ" کے تحت پچھ احادیث تخریج کی ہیں جس میں مسلمانوں کی ایک متحدہ حیثیت اور ان کے دوسروں سے تشخص و امتیازات کو نقل کیا گیا ہے۔ ان احادیث کی تشریح کے ضمن میں مولانا نے دو قومی نظریہ پر سیر حاصل بحث کی ہے اور متحدہ قومیت کے ہند میں رائج ہونے کی مکمل تاریخ بیان کی ہے۔

احادیث مبارکہ، روایات سیرت، عمل صحابہ اور تاریخی شواہد سے مولانا نے متحدہ قومیت کا ابطال کیا ہے اور متحدہ قومیت کی حمایت میں پیش کی جانے والی بعض روایات کا شافی جواب دیا ہے۔ متحدہ قومیت کی حمایت کرنے والوں نے روایات سیرت سے یہ دلیل پیش کی ہے کہ مسلمانوں نے حبشہ میں ہجرت کی اور نجاشی کی مملکت میں سکونت اختیار کر لی۔ حالانکہ نجاشی کافر تھا۔ اس کا جواب

---

۶۲ عثمانی، ظفر احمد مولانا، اعلاء السنن، ج ۱۱: ص ۱۶۶ تا ۱۶۹

دیتے ہوئے مولانا لکھتے ہیں کہ مسلمانوں نے صرف سکونت اختیار کی تھی کہ اس قوم کے ساتھ اتحاد نہیں کیا تھا اگر اتحاد کیا تھا، تو اس کی دلیل لاؤ۔ اور فقہاء و محدثین کے نزدیک تجویز تجارت یا کسی اور مقصد کے لیے کسی کافر ملک کا سفر جائز ہے۔

اسی طرح دیگر دلائل سے مولانا نے متحدہ قومیت کی مدلل تردید اور دو قومی نظریہ کی تائید کی ہے (۶۴)

سوانح، ایک نظر میں

۲۸۰ مکمل نام: عبدالرحمٰن بن سید امیر مردانی، مولانا۔

تاریخ و مقام پیدائش: مینئی تحصیل صوابی ضلع مردان

ابتدائی تعلیم: وطن مالوف

اعلیٰ تعلیم: دارالعلوم دیوبند۔

ممتاز اساتذہ: مولانا سید حسین احمد مدنی

تدریسی زندگی: ہندوستان کے مختلف مدارس دارالعلوم تعلیم القرآن راولپنڈی

ممتاز تلامذہ: پاکستان کے مختلف علماء خصوصاً راولپنڈی اور صوبہ سرحد سے منسوب

مختلف علم میں تصانیف: غیر مذکور

علم حدیث میں تصانیف: جواہر الاصول فی اصول الحدیث عربی (مطبوعہ) رسالہ فیضان الباری فی شرح حدیث عبداللہ بن زبیر فی البخاری (مطبوعہ)

الکوثر البخاری علی ریاض البخاری (حصہ اوّل مطبوعہ)

تاریخ و مقام وفات: ۵ مارچ ۱۹۷۵ء / راولپنڈی (۶۵)

سوانح، ایک نظر میں

۲۹۱: مکمل نام: سید ابوبکر غزنوی بن مولانا سید داؤد غزنوی۔

---

(۶۴) مولانا عثمانی۔ اعلام السنن ج: ۱۲: ص ۶۴۷ تا ۶۷۱

(۶۵) الرشید: دیوبند ج ۴۱۶

تاریخ و مقام پیدائش: ۲۲ مئی ۱۹۲۷ء / ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۴۵ھ

ابتدائی تعلیم: امرتسر، لاہور۔

اعلیٰ تعلیم: ایم اے عربی زبان و ادب، جامعہ پنجاب۔

ممتاز اساتذہ: مولانا سید داؤد غزنوی، والد حافظ محمد گوندلوی اور مولانا محمد شریف اللہ۔

عملی و تدریسی زندگی: اسلامیہ کالج سول لائنز صدر شعبہ عربی و علوم اسلامیہ، اسلامیہ کالج شعبہ اسلامیات انجینئرنگ یونیورسٹی، وائس چانسلر جامعہ اسلامیہ، بہاولپور ۱۹۰۵ء تا وفات

ممتاز تلامذہ: ملک کے مختلف پروفیسر حضرات۔

مختلف علوم میں تصانیف: حقیقتِ ذکرِ الٰہی۔ اسلام اور آدابِ معاشرت، اسلام میں گردشِ دولت اسلامی ریاست کے چند ناگزیر تقاضے، قرآن کے صوری و معنوی محاسن محمدی انقلاب کے خدوخال عصرِ حاضر میں استاد شاگرد، اس دنیا میں اللہ کا قانون جزاء و سزا، واقعہ کربلا، حجۃ الاسلام، وغیرہ۔

علم حدیث میں تصانیف: خطبات جہاد، کتابت حدیث، بدعتی ہیں، رسالہ

تاریخ و مقام وفات: ۲۵ اپریل ۱۹۷۶ء لندن تدفین لاہور (۶۶)

سوانح، ایک نظر میں

۳۸۲ **مکمل نام:** مولانا سید محمد یوسف بنوری بن سید محمد زکریا۔

تاریخ و مقام پیدائش: ۹ ذیقعدہ ۱۳۲۶ھ ۱۹۰۸ء مہابت آباد

ابتدائی تعلیم: علمائے کابل، اور والد سید محمد زکریا۔

اعلیٰ تعلیم: دارالعلوم دیوبند، پنجاب یونیورسٹی مولوی فاضل

ممتاز اساتذہ: مولانا عبدالقدیر قاضی القضاۃ بلال آباد، حافظ عبداللہ [illegible] شیخ محمد صالح [illegible] افغانی، مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیری۔

تدریسی زندگی: [illegible] ۱۹۲۱ء تا ۱۹۵۱ء شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ [illegible] ۱۹۵۱ء تا [illegible] ۱۹۵۴ء [illegible] العلوم اسلامیہ [illegible] ۱۹۵۴ء تا [illegible]

(۶۶) [illegible] ۵۲

۱۳۹۷ھ/۱۹۷۷ء مدرسہ عربیہ اسلامیہ کراچی۔

ممتاز تلامذہ: ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا خان محمد، شیخ سلیمان بن عبدالرحمٰن الیصنع مکی، مولانا مصباح اللہ شاہ، شیخ عبدالفتاح ابوغدہ، مولانا محمد یوسف طلال، شیخ حسن المشاط۔ مکی، ابراہیم ختنی مدنی، شیخ عبدالعزیز عیون السود۔ شامی، شیخ علی محمد مراد حموی۔

مختلف علوم میں تصانیف: بغیۃ الادیب فی احکام القبلۃ والمحاریب (عربی) نفحۃ العنبر فی حیاۃ الشیخ انور، یتیمیۃ البیان فی مشکلات القرآن، تسخیر کائنات اور اسلام ختم نبوت

علم حدیث میں تصانیف: عوارف المنن مقدمہ معارف السنن، معارف السنن شرح الترمذی، ۶ جلدیں (عربی)، مقدمہ فیض الباری۔

تاریخ ومقام وفات: ۱۷ اکتوبر ۱۹۷۷ء/۱۳۹۷ھ اسلام آباد (تدفین کراچی) (۶۰)

نام کتاب: معارف السنن شرح سنن الترمذی

مؤلف: مولانا محمد یوسف بنوری

مطبوعہ: کراچی، ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی۔

سنہ طباعت: ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء

تعداد جلدیں۔ ۶

جلد اول از ابتداء تا باب ماجاء فی بول یصیب الارض (کتاب الطہارۃ) صفحات: ۵۰۷

جلد ثانی از ابواب الصلوٰۃ وتحقیق لفظ الصلوٰۃ۔ تا باب رفع الیدین عند الرکوع صفحات: ۵۰۱

جلد ثالث از باب ماجاء فی وضع الیدین علی الرکبتین فی الرکوع تا باب ماجاء فی الرجل یسلم فی الرکعتین (کتاب الصلوٰۃ) صفحات: ۵۴۴

جلد رابع از باب ماجاء فی الصلوٰۃ فی النعال تا باب فی صلوٰۃ الاستسقاء صفحات ۵۰۰

جلد خامس از باب صلوٰۃ الکسوف تا باب .... الترغیب فی قیام شہر رمضان صفحات ۵۸۲

جلد سادس از ابواب الحج عن رسول ﷺ تا آخر ابواب الحج صفحات

جامع ترمذی کی شرح ایک جامع ومبسوط شرح ہے جس میں مولانا بنوری نے عمدہ اسلوب نگارش کے ساتھ مشکل ومغلق مقامات کو حل کیا ہے۔

۶۰۔ بینات کراچی ماہنامہ اشاعت خاص محرم الحرام تا ربیع الاول ۱۳۹۸ھ جنوری فروری ۱۹۷۸ء

Marfat.com

شرح کا زیادہ تر دار و مدار مولانا انور شاہ کاشمیریؒ کے افاضات پر ہے جو مخطوطات، تالیفات یا درس کے ذریعہ سے مولانا عثمانیؒ نے حاصل کیے۔

مسائل فقہیہ میں ائمہ اربعہ کے مسالک اور دلائل بسط و تفصیل کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں اور اختلاف کی صورت میں راجح مسلک کی وجوہ ترجیح بھی ذکر کی گئی ہیں۔ کتاب کی ابتداء میں ایک مقدمہ بھی مرقوم ہے جس میں امام ترمذی کی بیان کردہ سند کی بھی وضاحت کے علاوہ طرق تحمل حدیث صحیحین کا اسلوب، اقسامِ کتب حدیث، ائمہ صحاح ستہ کی شرائط اور ائمہ ستہ کے مسالک بھی بیان کیے گئے ہیں۔

امام ترمذی کتاب کی ابتداء "ابواب الطہارۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" سے کرتے ہیں تراجم کا یہ طرز امام ترمذی کا منفرد طرز ہے چونکہ دیگر محدثین کتاب اور کتاب کے تحت "باب" کا طرز اختیار کرتے ہیں عن رسول اللہ ﷺ کی وضاحت و تشریح میں مسند، مرفوع، محوّل، مرسل اور موقوف کے معانی بیان کیے ہیں۔

رجال میں تہذیب التہذیب اور الاصابہ پڑھے

اختلاف فقہاءؒ کی صورت میں اولاً مذاہب بیان کیے جاتے ہیں، پھر ہر مذہب اصولی نقلی اور عقلی دلائل ذکر کیے جاتے ہیں اور پھر ترجیح راجح کی وجوہ بیان کی جاتی ہیں۔ اپنی اس تالیف کے اسلوبِ نگارش اور ادوارِ تاریخیہ کے بارہ میں مولانا نے جن چیزوں کی طرف اشارہ کیا ہے وہ حسبِ ذیل ہیں۔

(۱) مولانا سید انور شاہ کاشمیریؒ صحیح بخاری اور جامع ترمذی کا درس دیا کرتے تھے ان کا درس علوم و معارف کا ایک عظیم سمندر ہوتا تھا۔ مولانا چونکہ املاء نہ کراتے تھے اس لیے دورانِ درس ضبط و تحریر صرف وہی حضرات کر سکتے تھے جو اعلیٰ دماغی ذہنی اور فکری صلاحیتوں کے ساتھ لکھنے کا ملکہ بھی رکھتے تھے۔ "العرف الشذی" کے نام سے مولانا کے یہ افادات اگرچہ شائع ہوئے ہیں چنانچہ مجلس علمی جس کے مؤسس خود مولانا انور شاہ صاحب تھے، نے یہ محسوس کیا کہ مولانا کے افادات پر مبنی ترمذی کی ایک جامع شرح ہونی چاہیئے۔ جو ان خصوصیات کو بھی جامع و حاوی ہو جن سے العرف الشذی محروم ہے۔ چنانچہ مولانا افادات نے کے علاوہ کتاب سے بواسطہ [illegible]

دلائل الاعجاز، اسرار السلاغہ، عروس الافراح کشف الاسرار للبخاری، فخر الدین رازی کی اصول البزدوی فتح الباری، عمدۃ القاری، شرح المہذب، ابن قدامہ کی مغنی اور رجال کی دیگر کتب کا بھی بنظر غائر مطالعہ کیا اور جدید ترتیب کے ساتھ ایک کتابی شکل میں تالیف کیا جس میں حسب ذیل امور کی رعایت کی گئی (۶۸)

(۱) مولانا انور شاہ کاشمیریؒ کے افادات کا حصول

۲۔ جدید موضوعات پر جو رسائل مولانا کے موجود ہیں۔ مسائل کی تشریح و وضاحت میں ان سے استفادہ۔

۳۔ مولانا کے کلام میں ابہام ہوا۔ اس کی وضاحت۔

۴۔ مولانا تھانوی کی اعلاء السنن پر تعلیقات سے استفادہ۔

۵۔ حسن تعبیر و ترتیب کی کاوش۔

۶۔ مذاہب و مسالک کے بیان میں بنیادی مصادر پر مدار ان امور کی رعایت کے ساتھ جو شرح مرتب کی گئی ہے اس کی خصوصیات حسب ذیل ہیں

۱۔ ائمہ اربعہ کے مسالک اور تعامل امت کو اساسی مصادر سے بیان کیا گیا ہے۔

۲۔ ہر حدیث پر اصولی، فقہی اور لغوی لحاظ سے بحث کی گئی ہے۔

۳۔ مغلقات کتاب کی آسان اور فصیح و بلیغ انداز میں تشریح۔

۴۔ مولانا انور شاہ کاشمیریؒ کے علوم کو سب سے زیادہ اسی کتاب نے قاری کے سامنے رکھا۔

۵۔ بلاغت بیان، حسن ترتیب، اور ان کلمات، اور سہل عبارات کا مرقع ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کے افادہ کو عام کرنے کے لیے اسے اردو میں منتقل کیا جائے تاکہ قانونِ اسلامی میں دسترس کا شوق رکھنے والے ایسے حضرات جو عربی زبان میں مہارت نہیں رکھتے اس سے استفادہ کر سکیں۔

---

(۶۸) مولانا بنوری۔ معارف السنن۔ ج ۶: ص ۴۳۰ تا ۴۳۴۔

Marfat.com

سوانح، ایک نظر میں

۲۸۱: **مکمل نام:** مولانا اکبر علی بن احسان علی سہارنپوری۔

تاریخ و مقام پیدائش: ۱۳۲۶ھ یا ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۸ء یا ۱۹۰۹ء سہارنپور

ابتدائی تعلیم: مظاہر علوم، سہارنپور

اعلیٰ تعلیم: ایضاً۔

ممتاز اساتذہ: مولانا ظہور الحق، مولانا صدیق احمد، مولانا عبدالرحمٰن، مولانا عبدالشکور کاملپوری، مولانا حافظ عبداللطیف، مولانا محمد زکریا کاندھلوی، مولانا عبدالرحمٰن کامل پوری۔

تدریسی زندگی: معین مدرس مظاہر علوم (۱۳۴۰ھ تا ۱۳۷۰ھ) دارالعلوم کراچی (۱۳۷۰ھ تا ۱۹۵۷ء تا وفات)

ممتاز تلامذہ: مولانا ابرار الحق، مولانا محمد یوسف کاندھلوی، مولانا انعام الحسن کاندھلوی، مولانا سعید احمد خان، مولانا مفتی مہدی رفیع عثمانی، مفتی محمد عبداللہ، مولانا عبدالرشید افغانی

مختلف علوم میں تصانیف: اردو ترجمہ اظہار الحق، بنام بائبل سے قرآن تک

علم حدیث میں تصانیف: تدریسی خدمات

تاریخ و مقام وفات: ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء کراچی[۶۹]

سوانح، ایک نظر میں

۲۸۲: **مکمل نام:** سید ابوالاعلیٰ مودودی

تاریخ و مقام پیدائش: ۳ رجب ۱۳۲۱ھ / ۲۵ ستمبر ۱۹۰۳ء اورنگ آباد

ابتدائی تعلیم: مدرسہ فرقانیہ اورنگ آباد، دارالعلوم حیدرآباد

اعلیٰ تعلیم: پانچ سال کے مختلف پابندیوں و مدارس

ممتاز اساتذہ: مولانا فراہی، مولانا اصلاحی کاندھلوی۔

۶۹۔ الیاس برنی، تاریخ تبلیغ، ص ۳۰۰۔ ابلاغ کراچی، ۱۹۸۳ء

علمی و تدریسی زندگی: ادارت "الجمعیت" دہلی، ۱۹۲۵ تا ۱۹۲۸) ادارت "ترجمان القرآن" حیدرآباد (۱۹۲۸ء تا وفات)

ممتاز تلامذہ: ملک کے مختلف علمی و ادبی حلقے۔

مختلف علوم میں تصانیف: تفہیم القرآن، دینیات، قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں، مسئلہ جبر و قدر، اسلامی عبادات پر تحقیقی نظر، اسلام کا سرچشمۂ قوت، خلافت و ملوکیت، الجہاد فی الاسلام، اسلامی نظام زندگی، اسلامی ریاست، معاشیات اسلام، سود، اسلام اور جدید معاشی نظریات، مسئلہ ملکیت زمین، رد و حقوق زوجین

علم حدیث میں تصانیف: سنت کی آئینی حیثیت، خطبات

تاریخ و مقام وفات: ۲۶ ستمبر ۱۹۷۹ء / ۴ ذیقعدہ ۱۳۹۹ھ لاہور۔ (۷۰)

نام کتاب: سنت کی آئینی حیثیت۔

مؤلف: سید ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا

ناشر: لاہور، اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ

سنہ اشاعت: بار اول ۱۹۶۲ء بار ہفتم ۱۹۸۲ء

صفحات: ۲۹۲

سنہ تالیف: ۱۹۶۱ء

مولانا کی یہ کتاب ان مقالات و مضامین کا مجموعہ ہے جو ترجمان القرآن میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے۔ کتاب میں مولانا فاضل مؤلف اور ڈاکٹر عبدالودود کی وہ مراسلت بھی موجود ہے۔ جو ۱۹۶۰ء اور ۱۹۶۱ء کے دوران ان دونوں حضرات کے درمیان ہوئی۔

ڈاکٹر صاحب نے سنت نبوی کی قانونی و آئینی حیثیت اور اس کے مفہوم و شمولات پر چند سوالات کیے ہیں۔ مولانا نے جواباً ان سوالات کے شافی و مدلل جوابات دیئے ہیں۔ اس لحاظ سے یہ کتاب ایک انفرادی حیثیت کی حامل ہوگئی ہے کہ اس میں منکرین حدیث کی جانب سے کیے جانے والے اعتراضات کو بھی واضح انداز میں، ان کے اصل الفاظ کے ساتھ نقل کیا گیا ہے۔ اور ان کے مدلل

---

(۷۰) اشتیاق احمد، تذکرہ علمائے پنجاب۔ ص: ۴۲

Marfat.com

جوابات اور پھر ان جوابات پر مزید استفسارات نقل کیے گئے ہیں

کتاب کے قریباً ڈھائی سو صفحات ڈاکٹر صاحب اور فاضل مولف کی مراسلت پر مشتمل ہیں بقیہ صفحات میں عدالت عالیہ مغربی پاکستان کا ایک فیصلہ نقل کیا گیا ہے اور فاضل مولف نے اس پر چند اصولی سوالات قائم کیے ہیں۔

مولانا مودودی کے ان متفرق مضامین کو یکجا شکل میں شائع کیا جائے گا تو مولانا نے دیباچہ کے عنوان سے انکار سنت کا پس منظر اور اس کی تاریخ بیان کی۔ انکار سنت کی اہم بنیادوں کو بھی تفصیل سے بیان کیا گیا۔

بایں ہمہ چونکہ یہ مولانا کی باقاعدہ تصنیف نہیں بلکہ ان کے کچھ مضامین کا مجموعہ ہے اس لیے اس کتاب کی علمی و تحقیقی حیثیت پر کلام کیا جا سکتا ہے۔ بلاشبہ اگر مولانا اس موضوع پر کوئی مستقل تحقیقی کتاب تصنیف کرتے تو وہ یگانہ روزگار کتاب ہوتی۔

سوانح، ایک نظر میں

۳۸۵: مکمل نام: مولانا محمد محترم فہیم عثمانی۔

تاریخ و مقام پیدائش: ۱۹۲۵ء دیوبند۔

ابتدائی تعلیم: وطن مالوف۔

اعلیٰ تعلیم: جامعہ پنجاب لاہور۔

ممتاز اساتذہ: مختلف علماء دارالعلوم و اساتذہ جامعہ پنجاب

تدریسی زندگی: علمی و تالیفی زندگی

ممتاز تلامذہ: ایک وسیع حلقہ علم

مختلف علوم میں تصانیف: اسلام اور [illegible]

علم حدیث میں تصانیف: مقالات و [illegible]

تاریخ و مقام وفات: ۱۹۸۵ء

نام کتاب : حفاظت وحجیت حدیث

مؤلف : محمد محترم فہیم عثمانی مولانا

ناشر : لاہور، دار الکتب۔

سنہ طباعت : دسمبر ۱۹۷۱ء صفحات : ۵۱۲

سائز : $\frac{18 \times 11}{8}$

سنہ تالیف : مارچ ۱۹۷۹

کتاب کو دو اجزا میں تقسیم کیا گیا۔ جزو اول حفاظت پر مشتمل ہے جو ۲۸۰ صفحات کو حاوی ہے جبکہ جزو دوم حجیت حدیث پر مشتمل ہے اور اس کے صفحات ۳۱۰ ہیں اسطرح یہ کتاب ۵۹۰ صفحات پر اور اخیر میں فہرست آیات دو صفحات پر مشتمل ہے۔ کتاب کا بیشتر حصہ علم تفسیر، حدیث اور تاریخ کی بنیادی و اساسی مصادر پر مدار کرتا ہے جن میں صحاح کے علاوہ تہذیب التہذیب تذکرۃ الحفاظ اسد الغابہ اعلام الموقعین کنز العمال جامع بیان العلم وفضلہ السنۃ قبل التدوین السنۃ ومکانتہا فی التشریع الاسلامی صحیفہ ہمام بن منبہ الطبقات الکبریٰ سیرت النبی لابن ہشام مشکل الآثار کے علاوہ علوم الحدیث ومصطلحہ، تدوین حدیث، ازالۃ الخفا، اور ترجمان السنۃ شامل ہیں۔

حوالہ دینے کے اسلوب و انداز میں یکسانیت نہیں پائی جاتی کسی مقام پر حوالہ قدیم انداز کے مطابق یعنی عبارت کے درمیان قوسین میں دیا گیا ہے اور کسی جگہ جدید اسلوب پر یعنی صفحہ کے زیریں حصہ پر۔

جزو اول میں جو حفاظت حدیث پر مشتمل ہے اولاً انکارِ حدیث کے بنیادی اسباب اور اساسی علل کا تذکرہ کیا گیا ہے بعد ازاں طرقِ حفاظت حدیث ایک منفرد انداز میں اجمال و تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ حفاظت حدیث کے ضمن میں دلائل سے اس بات کو ثابت کیا گیا ہے کہ جسطرح اللہ تعالیٰ نے حفاظتِ قرآن کا وعدہ کیا ہے وعدۂ الٰہی میں حفاظت حدیث بھی شامل ہے۔ پھر یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ قرآن فہمی کے لیے حدیث کی حاجت کسقدر ہے۔

جزو اول کے تیسرے مرحلہ میں صحابہ کرامؓ کے تحریری مجموعوں کا ذکر ہے۔ ان صحابہ کرام میں

حضرت ابوہریرہؓ حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عائشہؓ حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت جابرؓ، حضرت انسؓ، حضرت عبداللہ بن عمرو العاص، حضرت علی، حضرت سعد بن عبادہؓ، حضرت سمرۃ بن جندب، حضرت وائل بن حجر (رضوان اللہ علیہم اجمعین) شامل ہیں۔ علاوہ ازیں حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی طرف انکار حدیث کی نسبت کا بھرپور اور مدلل جواب دیا گیا ہے۔

جزو اول کے آخری صفحات میں تابعین اور تبع تابعین کے حدیث کی حفاظت کے انتظامات کا تذکرہ پورے شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

جزو دوم کی ابتداء میں منکرین حدیث کے اعتراضات اور انکار حدیث پر ان کے دلائل کا تفصیل سے ذکر کرنے کے بعد حدیث کی نشر بعی حیثیت کو واضح کیا گیا ہے۔

اطاعت رسول ﷺ کی حقیقت و ماہیت کو واضح کیا گیا ہے اور منکرین حدیث اطاعت کا جو مفہوم مراد لیتے ہیں، اس کی مدلل تردید کی گئی ہے۔

غرضیکہ اہل علم کے لیے عموماً اور ایسے حضرات کے لیے خصوصاً کہ جن کے ذہنوں میں علم حدیث سے متعلق کچھ شکوک و شبہات موجود ہوں، یہ کتاب مفید تر ثابت ہوگی بشرطیکہ یہ شکوک و شبہات محض نادانی یا کم علمی کی بنا پر ہوں، عناد یا کج علمی کی بنا پر نہ ہوں۔

سوانح ایک نظر میں

۱۲۶۶ھ مکمل نام: مولانا سید احمد سعید کاظمی ابن سید نور محمد کاظمی۔

تاریخ و مقام پیدائش: ۲۲ صفر ۱۲۶۶ھ مطابق ۱۹۱۲ء امروہہ سادات مراد آباد

ابتدائی تعلیم: مدرسہ جمع العلوم شاہجہان پور۔

اعلیٰ تعلیم: ایضاً۔

ممتاز اساتذہ: مولانا سید محمد خلیل کاظمی (برادر بزرگ)

تدریسی زندگی: جامعہ نعمانیہ لاہور (۱۹۱۹ء تا ۱۹۲۱ء)، مدرسہ محمدیہ صفیہ امروہہ (۱۹۲۱ء تا ۱۹۲۵ء) ملتان ۱۹۲۶ء تا وفات۔

ممتاز تلامذہ: مولانا حسن الدین ہاشمی، مولانا فتح شجاعت علی قادری، مفتی محمد حسن عثمانی

مولانا محمد شفیع اوکاڑوی، مولانا غلام سرور قادری۔

مختلف علوم میں تصانیف: مزیلۃ النزاع عن مسئلۃ السماع، تسکین الخواطر، معراج النبی حیات النبی، تقریر میر، مکالمہ کاظمی و مودودی، تحقیق قربانی، نفی الظل والفیٔ، کتاب التراویح، الحق المبین، التحریر اور شرح البقریہ، اسلام اور سوشلزم اسلامی معاشرہ میں طلباء کا کردار، البشیر والتحذیر، میلاد النبی ﷺ، اسلام اور عیسائیت فتوی حنفی آئینہ مودودیت

علم حدیث میں تصانیف: حجیت حدیث

تاریخ و مقام وفات: ۴ جون ۱۹۸۶ / ۲۵ رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ ملتان (۷۱)

سوانح، ایک نظر میں

۱۔ مکمل نام: پیر وفیر حامد الرحمٰن صدیقی بن مولانا اشفاق الرحمٰن کاندھلوی۔

تاریخ و مقام پیدائش: ۱۹۳۵ء / ۱۳۵۴ھ قصبہ کاندھلہ ضلع مظفر نگر (انڈیا)

ابتدائی تعلیم: قصبہ کاندھلہ مدرسہ عالیہ عربیہ مسجد نتھپوری، دہلی۔

اعلیٰ تعلیم: بھوپال، جامعہ احمدیہ، دار العلوم اسلامیہ، ٹنڈو الہ یار (سندھ) مولوی فاضل (پنجاب یونیورسٹی) ایم اے (اسلامیات) کراچی یونیورسٹی)

ممتاز اساتذہ: مولانا اشفاق الرحمٰن کاندھلوی۔ مولانا عزیز الرحمٰن سیوہاریؒ، مولانا عبد الرحمٰن کامل پوریؒ، مولانا محمد بدر عالم میرٹھیؒ، مولانا محمد یوسف بنوریؒ، مولانا محمد مالک کاندھلوی مدظلہ، مولانا عبید بن محمد عربؒ۔

تدریسی زندگی: دار العلوم اسلامیہ (ٹنڈو الہ یار) ایس، ایم کالج، ٹنڈو الہ یار، زراعتی یونیورسٹی (ٹنڈو جام) گورنمنٹ سٹی کالج (کراچی) مفسر قرآن باب الاسلام مسجد (کراچی)

ممتاز تلامذہ: یہ کچھ یاد نہیں (صاحب سوانح کا قول)

مختلف علوم میں تصانیف: (۱) تزیین و ترتیب ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء (۲) ترجمہ بستان العارفین امام نوویؒ (۳) اسلام کا نظام حیات (۴) ترجمہ اردو احیاء علوم الدین جلد اول (غیر مطبوعہ)

---

(۱) محمد صدیق۔ تعارف علماء اہل سنت، ص ۲۶۔ نوائے وقت لاہور ۵ جون ۱۹۸۶

Marfat.com

علم حدیث میں تصانیف: ترجمہ اردو جامع ترمذی، مکمل، ارشادات رسول اکرم [illegible] صحاح ستہ۔

سوانح، ایک نظر میں

(۲۸۸) **مکمل نام:** مولانا حبیب الرحمٰن صدیقی بن مولانا اشفاق الرحمٰن کاندھلوی۔

تاریخ ومقام پیدائش: دہلی ۱۹۲۸ء / ۱۳۴۶ھ مدرسہ اشرفیہ چتہ میاں لال۔

ابتدائی تعلیم: قصبہ کاندھلہ ضلع مظفر نگر (یوپی) انڈیا، مدرسہ عالیہ عربیہ مسجد فتحپوری دہلی

اعلیٰ تعلیم: مدرسہ عربیہ مسجد فتحپوری دہلی۔ مدرسہ عبدالرب دہلی

ممتاز اساتذہ: مولانا اشفاق الرحمٰن کاندھلوی، مولانا محمد شفیع دیوبندی، شیخ الحدیث مدرسہ عبدالرب دہلی، مولانا ولایت علی، مولانا ممتاز بیگ کاندھلوی

تدریسی زندگی: مدرسہ اسلامیہ، چونڈہ، گوجرانوالہ، اسلامیہ ہائی اسکول، سابق خطیب وناظم مسجد [illegible] پیر کالونی، کراچی، نائب صدر سنی کونسل، کراچی

ممتاز تلامذہ: یہ کچھ یاد نہیں

مختلف علوم میں تصانیف: (۱) اصول فقہ (۲) ایصال ثواب قرآن کی روشنی میں [illegible] اور ان کی حقیقت۔ ترجمہ فوز الکبیر و نفع الصغیر، علم عربی چار حصے۔

علم حدیث میں تصانیف: موضوعات کبیر، ترجمہ اردو، ترجمہ اردو نسائی شریف، ترجمہ اردو ابن ماجہ۔

سوانح، ایک نظر میں

(۲۸۹) **مکمل نام:** خلیل الرحمٰن لعلی مظاہری، ابن قاضی فضل الرحمٰن

تاریخ ومقام پیدائش: ۲۴ جنوری ۱۹۱۶ء قصبہ کھیانہ ریاست جیند۔

ابتدائی تعلیم: مدرسہ کاشف العلوم بستی نظام الدین دہلی، مدرسہ نعمانیہ، مادیہ، اتفاقہ جون

اعلیٰ تعلیم: مظاہر علوم سہارنپور

ممتاز اساتذہ: مولانا عبداللطیف، مولانا عبدالرشید کاملپوری، مولانا محمد منظور سہارنپوری، مولانا ظہور الحق، مولانا محمد صدیق، مولانا عبدالشکور کاملپوری، مولانا محمد زکریا قدوسی، مولانا اسعداللہ، مفتی محمود گنگوہی۔

تدریسی زندگی: ۵۶ء تا قیام پاکستان وطن مالوف

ممتاز تلامذہ: علماء وطن

مختلف علوم میں تصانیف: اردو تراجم، تزوری، تحفہ اثنا عشریہ، المعجم، تالیفات، نماز کامل، رہنمائے حجاج، خواتین کا حج وعمرہ، رہنمائے عمرہ وزیارت، کتاب الزکوٰۃ خزینہ رحمت، منتخب وظائف اسلامی نام

علم حدیث میں تصانیف: تراجم، الادب المفرد، للبخاری، ریاض الصالحین للنووی۔

تاریخ ومقام وفات: زندہ۔

سوانح، ایک نظر میں

(۳۹۰) **مکمل نام:** مولانا سید بادشاہ گل ابن سید مہربان علی شاہ۔

تاریخ ومقام پیدائش: صفر ۱۳۲۲ھ / دسمبر ۱۹۱۴ء اکوڑہ خٹک، ضلع پشاور

ابتدائی تعلیم: ملوگی، مضافات پشاور شہید ونزد اکوڑہ خٹک، مدرسہ تعلیم القرآن پشاور

اعلیٰ تعلیم: دارالعلوم دیوبند

ممتاز اساتذہ: مولانا محمد اسمٰعیل، مولانا عبدالغنی، مولانا حسین احمد مدنی، مولانا محمد ابراہیم بلیاوی، مولانا میاں اصغر حسین، مفتی محمد شفیع، مولانا شمس الحق افغانی

تدریسی زندگی: مدرسہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک

ممتاز تلامذہ: اکوڑہ خٹک کے علماء

مختلف علوم میں تصانیف: فیوضات حسینیہ، زیارۃ القبور، کتاب الوسیلہ نور وبشر، اعفاء اللحی من سنن المصطفیٰ المعروف مسنون داڑھی، شرح السیاغوجی ھدایۃ النحو کی (پشتو شرح وضاحۃ النحو" زاد الذاکرین، ارشاد السالک الیٰ کلام المالک، کافیہ کی مکمل ترکیب

علم حدیث میں تصانیف: دعوت الحق، چار سوالوں کا مکمل جواب، حجیت تدوین حدیث بحمد اللہ تعالیٰ علی تراجم صحیح البخاری (عربی) جلد اوّل کا مسودہ تیار ہو چکا ہے۔ شرح ترمذی (عربی)

تاریخ و مقام وفات: زندہ (۷۲ء)

سوانح، ایک نظر میں

۳۹۱، مکمل نام: مولانا قاضی زاہد الحسینی

تاریخ و مقام پیدائش: یکم فروری ۱۹۱۳ء / ۱۳۳۱ شمس آباد ضلع اٹک۔

ابتدائی تعلیم: درنیکلہ مڈل سکول شمس آباد، ابتدائی دینی تعلیم وطن مالوف میں

اعلیٰ تعلیم: مظاہر علوم سہارنپور، دارالعلوم دیوبند۔

ممتاز اساتذہ: مولانا الحاج عبدالرحمٰن، مولانا سعد الدین، مولانا عبداللہ جان، علامہ سید انور شاہ کاشمیری مولانا سید حسین احمد مدنی، مولانا محمد رسول خان ہزاروی، مولانا میاں اصغر حسین، مولانا ابراہیم بلیاوی، مولانا اعزاز علی، مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی۔

تدریسی زندگی: مدرسہ محمدیہ شمس آباد، صدر مدرس جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک (درس بخاری و ترمذی) عربی پروفیسر گورنمنٹ کالج، ڈیرہ اسمٰعیل خان، ایبٹ آباد داخلہ۔

ممتاز تلامذہ: اٹک کے مختلف علماء اور پروفیسر حضرات۔

مختلف علوم میں تصانیف: خلافتِ اولیٰ بشان رسول، اصلاح رسوم، اسلام، عقائد حقہ، اصول دینی منظوم فارسی خلاصہ اصول الشاشی، البدر الجلی الصدر الشرح ابہیۃ انگلی، ضرورۃ القرآن، معارف القرآن اصول ترجمہ قرآن، خلاصہ فقہ اسلامی احسن الفوائد لحل نثرت العقائد، تذکرۃ المفسرین، رحمت کائنات جزء بالدین دو جلد۔

علم حدیث میں تصانیف: ضرورت حدیث، دینی لغات حدیث، تفسیر، فقہ کے کثیر لغات کا اردو ترجمہ، مطبوعہ، جواہر البخاری علی اطراف البخاری، الابواب والتراجم، مکمل اردو)

تاریخ و مقام وفات: زندہ (۷۲ء)

---

۲۰ فیوض الرحمٰن و مشاہیر، ج ۱، ص: ۱۰۹ ۲۱ فیوض الرحمٰن و مشاہیر، ج ۱، ص ۵۰۴

Marfat.com

سوانح، ایک نظر میں

(۳۹۲) **مکمل نام:** مولانا سرفراز خان صفدر ولد نور احمد خان۔

تاریخ و مقام پیدائش: ۱۹۱۶ء/ ۱۳۳۴ھ ڈھکی چیڑاں ہزارہ

ابتدائی تعلیم: وطن مالوف۔

اعلیٰ تعلیم: دار العلوم دیوبند۔

ممتاز اساتذہ: مولانا سید حسین احمد مدنی۔

تدریسی زندگی: گکھڑ، گوجرانوالہ، شیخ الحدیث نصرت العلوم گوجرانوالہ تا ہنوز۔

ممتاز تلامذہ: صوبہ پنجاب و سرحد کے مختلف علماء کرام۔

مختلف علوم میں تصانیف: احسن الکلام، راہ سنت، علم غیب، صرف ایک اسلام، چراغ کی روشنی گلدستۂ توحید، راہ ہدایت و دیگر۔

علم حدیث میں تصانیف: الکلام الحاوی علی الطحاوی، شوق حدیث۔ انکار حدیث کے نتائج۔

تاریخ و مقام وفات: زندہ۔ (۷۴)

سوانح، ایک نظر میں

(۳۹۳) **مکمل نام:** مولانا شمس الحق افغانی پشاوری۔

تاریخ و مقام پیدائش: ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۰ء ترنگ زئی ضلع پشاور۔

ابتدائی تعلیم: وطن مالوف مختلف مدارس سرحد و افغانستان

اعلیٰ تعلیم: دار العلوم دیوبند

ممتاز اساتذہ: مولانا محمد انور شاہ کاشمیری، مولانا میاں اصغر حسین مولانا محمد رسول خان ہزاروی

تدریسی زندگی: صدر مدرس مظہر العلوم کھڈہ کراچی (۱۳۴۱ھ تا ۱۳۴۲ھ) صدر مدرس مدرسہ ارشاد العلوم، قتیبہ علی خان لاڑکانہ (۱۳۴۲ھ/ ۱۳۴۶ھ) صدر مدرس مدرسہ قاسم العلوم لاہور۔ (۱۳۴۶ھ

---

(۷۴) فیوض الرحمٰن، علمائے سرحد ماضی جلد ۱۱ ۱۹۷۶ء ص: ۵۸۲

Marfat.com

۱۳۵۰ھ) صدر مدرس دار الفیوض ہاشمیہ سجاول سندھ (۱۳۵۰ھ تا ۱۳۵۴ھ) شیخ التفسیر دار العلوم دیوبند (۱۳۵۴ھ تا ۱۳۵۰ھ) صدر مدرس جامعہ اسلامیہ ڈابھیل (۱۹۴۴ء تا ۱۹۶۲ء) شیخ الحدیث والتفسیر اکیڈمی علوم اسلامیہ کوئٹہ (۱۹۶۲ء تا ۱۹۶۳ء) شیخ التفسیر جامعہ اسلامیہ بہاولپور (۱۹۶۳ء تا ۱۹۷۶ء)

ممتاز تلامذہ:

مختلف علوم میں تصانیف: علوم القرآن، سوشلزم اور اسلام، عالمی مشکلات کا قرآنی حل، تصوف اور تعمیر کردار، احکام جہاد، احکام القرآن، مفردات القرآن، مشکلات القرآن (آخری تین غیر مطبوعہ)

علم حدیث میں تصانیف: تنقیح الشذی علی جامع الترمذی (غیر مطبوعہ)

تاریخ ومقام وفات: زندہ

سوانح، ایک نظر میں:

(۳۹۴) **مکمل نام:** مولانا عابد الرحمن صدیقی بن مولانا اشفاق الرحمن کاندھلوی۔

تاریخ ومقام پیدائش: ۱۹۲۹ء / ۱۳۵۱ھ قصبہ کاندھلہ ضلع مظفر نگر (یوپی انڈیا)

ابتدائی تعلیم: جامعہ احمدیہ بھوپال، دار العلوم الاسلامیہ ٹنڈو الہ یار (سندھ)

اعلیٰ تعلیم: دار العلوم الاسلامیہ ٹنڈو الہ یار (سندھ)

ممتاز اساتذہ: مولانا ظفر احمد عثمانیؒ، مولانا اشفاق الرحمن کاندھلویؒ، مولانا محمد مالک کاندھلوی (مدظلہ)

تدریسی زندگی: نائب شیخ الحدیث دار العلوم الاسلامیہ ٹنڈو الہ یار (سندھ)

ممتاز تلامذہ: یہ یاد نہیں۔

مختلف علوم میں تصانیف: شاہ ولی اللہ کی کتابوں کے تراجم، ۱۔ البلاغ المبین، ۲۔ فیوض الحرمین وغیرہ، ۳۔ منہاج العابدین امام غزالی کا ترجمہ اردو

علم حدیث میں تصانیف: ترجمہ اردو صحیح مسلم، ترجمہ اردو ریاض الصالحین۔

نام کتاب: الجامع الصحیح

مؤلف: مسلم۔

مترجم: عابد الرحمن صدیقی

ناشر : کراچی قرآن محل

سنہ طباعت : ۱۹۶۴ء

سائز : $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۸}$ جلدیں ۲۔

مولانا عابدالرحمٰن صدیقی نے حسن اسلوبی کے ساتھ آسان وعام فہم زبان اور مروجہ عبارت
میں صحیح مسلم کا ترجمہ کیا ہے جس سے اس کے سمجھنے میں آسانی پیدا ہوگئی ہے۔ ترجمہ کے ساتھ سا
اختصار کے ساتھ تشریح بھی ہے شرح میں زیادہ تر نووی شرح مسلم پر اور عینی کی عمدۃ القاری ش
بخاری پر انحصار کیا گیا ہے۔ ترجمہ کا معیار اعلیٰ ہے البتہ چونکہ کتاب کی طباعت ۲۲ سال قبل کی
اس لیے طباعت کے جدید معیار پر پوری نہیں اترتی۔ کتابت میں یکسانیت نہیں پائی جاتی بعض
پر کتابت عمدہ ہے جبکہ بعض دوسرے مقامات پر کتابت اعلیٰ درجہ کی نہیں اس وقت یہ ترجمہ
سے طالبان علم خصوصاً متبدئین حدیث جو عربی زبان میں خاطر خواہ دسترس نہ رکھتے ہوں ان کے
لیے یہ ترجمہ افادیت کا حامل ہے اس ترجمہ کو جدید کتابت وطباعت کے ساتھ دوبارہ شائع کیا
چاہیئے۔

سوانح، ایک نظر میں

(۳۹۵) **مکمل نام:** مولانا عاشق الٰہی بلند شہری بن صوفی محمد صدیق۔

ابتدائی تعلیم: مدرسہ امدادیہ مراد آباد۔ مدرسہ خلافت علی گڑھ

اعلیٰ تعلیم: مظاہر علوم سہارنپور

ممتاز اساتذہ: مولانا محمد صادق، مولانا فیض الدین بلخی، مولانا محمد زکریا، کاندھلوی، مولانا عبداللطیف

مولانا اسعد اللہ، مولانا عبدالرحمٰن کاملپوری، مولانا منظور احمد خان۔

تدریسی زندگی: ۱۳۶۲ھ تا ۱۳۶۳ھ مدرسہ آثار وٹی، مدرسہ اسلامیہ کھٹور میرٹھ ۱۳۶۲ھ تا ۱۳۶۴ھ مدرسہ حافظ الاسلام فیروز پور جھرکہ ضلع گوڑگانوہ ۱۳۷۳ھ تا ۱۳۸۱ھ مدرسہ مدارس کلکتہ ۱۳۸۱ھ تا ۱۳۸۴ھ مدرسہ حیاۃ العلوم انتظام و درس حدیث دارالعلوم کورنگی۔

ممتاز تلامذہ: فضلاء دارالعلوم کورنگی۔

مختلف علوم میں تصانیف: تفسیر سورۃ فاتحہ۔ التحفۃ المرضیۃ شرح مقدمۃ الجزریۃ، صحابہ کرام کی سوانح پر مشتمل مختلف کتب امت مسلمہ کی مائیں، رسول اللہ ﷺ کی معاجزادیاں صحابہ کرام کی جانبازی تذکرہ اصحاب صفہ پچاس قصے، چھ باتیں مسنون دعائیں۔ خدا کا ذکر اکرام المسلمین، اخلاص نیت شرعی پردہ، مصیبتوں کے اسباب اور ان کا علاج، فضائل علم۔

علم حدیث میں تصانیف: معانی الآثار من شرح معانی الآثار (عربی)، تنقیح الرواۃ تخریج احادیث الطحاوی، زاد الطالبین من کلام رسول رب العالمین (عربی)، الفوائد السنیہ فی شرح الاربعین النوویہ، اخلاقی چہل حدیث، گلشن حدیث شاہ ولی اللہ کی خرابی چہل حدیث۔

تاریخ و مقام وفات: زندہ (۱۴۰۵ھ)

سوانح ایک نظر میں

۳۹۶، مکمل نام: قاضی عبدالحی بن قاضی عبدالقادر ہاشمی ہزاروی، معروف بہ پیر جی

تاریخ و مقام پیدائش: ۴ ستمبر ۱۹۱۰ء / ۱۳۲۸ھ رجوعیہ ضلع ایبٹ آباد

ابتدائی تعلیم: وطن مالوف، جامعہ قاسمیہ لاہور

اعلیٰ تعلیم: جامعہ عربیہ مفتاح العلوم کلمہوالی، ملتان

ممتاز اساتذہ: قاضی عبدالواحد برادر بزرگ، مولانا مہر محمد، مولانا نور محمد

تدریسی زندگی: احیاء العلوم جامع ووڈ، جولیلیاں ۱۹۵۰ء تا ہنوز خطیب مرکزی جامع مسجد جولیلیاں۔

ممتاز تلامذہ: ہزاروں کے قریب علماء و طلباء

مختلف علوم میں تصانیف: اسلامی تعلیمات، مسائل نماز، ترجمہ پارہ اول

---

(۷۵) نیاز الرحمٰن، مشاہیر ہزارہ، ص ۲۴۵

علم حدیث میں تصانیف: العروۃ الوثقیٰ، احادیث و دعاؤں کا مجموعہ (مطبوعہ)

تاریخ و مقام وفات: زندہ۔ ۷۶ء

(۳۹۷) محمد عبدالرشید نعمانی، مولینا

مولانا محمد عبدالرشید نعمانی کا شمار ملک کے مقتدر علماء کرام میں ہوتا ہے آپ کی ساری زندگی تصنیف و تالیف اور تدریس و تعلیم میں گزری۔

مولانا نے "ابن ماجہ اور علم حدیث" کے نام سے ایک کتاب تالیف کی ہے جو کتب حدیث میں ایک نمایاں اور بلند مقام رکھتی ہے میر محمد کتب خانہ کراچی نے اسے شائع کیا ہے ۲۵۹ صفحات پر مشتمل یہ کتاب ابن ماجہ کے جامع حالات زندگی ان کی کتاب کے تعارف کے علاوہ عہد رسالت سے ابن ماجہ تک کے زمانہ کی تاریخ تدوین حدیث پر مشتمل ہے۔ مولینا کی کتاب بنیادی اور اساسی مصادر پر مشتمل ہے اور تاریخ حدیث پر اردو زبان میں لکھی جانے والی دیگر کتب کے مقابلہ میں جامع تر ہے کتاب کے آخر میں اسماء الرجال، اماکن، قبائل و جماعات کی جامع فہرست کے علاوہ فہرست مصادر بھی دی گئی ہے جس نے کتاب کی افادیت میں اضافہ کیا ہے علماء و طلباء میں یہ کتاب مقبولیت کی حامل ہے۔

سوانح، ایک نظر میں

(۳۹۸) مکمل نام: قاضی عبدالکریم بن قاضی نجم الدین کلاچوی۔

تاریخ و مقام پیدائش: ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء کلاچی ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان

ابتدائی تعلیم: وطن مالوف۔ سراج العلوم سرگودھا۔

اعلیٰ تعلیم: خیر المدارس جالندھر، دارالعلوم دیوبند۔

ممتاز اساتذہ: والد محترم، مولانا سید حسین احمد مدنی۔

تدریسی زندگی: مدرسہ عربیہ انجمن اسلامیہ فورٹ سنڈیمن (بلوچستان) ۱۳۵۸ھ ۱۳۶۳ھ/۱۹۳۹ء تا ہنوز نجم المدارس کلاچی۔

۷۶۔ فیوض الرحمٰن۔ علمائے سرحد: الفتح: جلد ۱۱ (۱۹۷۶) ص ۵۱۱

Marfat.com

ممتاز تلامذہ : کلاچی کے متعدد علماء

مختلف علوم میں تصانیف : شمس العرفان (مطبوعہ) مختلف علمی مقالات جو وقتاً فوقتاً قادری رسائل میں شائع ہوتے ہیں۔

علم حدیث میں تصانیف : خیر البعلیقات علی المشکوٰۃ (غیر مطبوعہ)

تاریخ و مقام وفات : زندہ (۷۷)

سوانح، ایک نظر میں

(۲۰۴) مکمل نام : مفتی عزیز احمد قادری ابن مولانا علاء الدین بدایونی

تاریخ و مقام پیدائش : ۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱ء نواڑہ ضلع بانس بریلی

ابتدائی تعلیم : مدرسہ محمودیہ

اعلیٰ تعلیم : مدرسہ شمس العلوم جامعہ بدایوں (فاضل عربی)

ممتاز اساتذہ : مولانا احمد دین بنیری، مولانا محب احمد قادری، مولانا شاہ محمد ابراہیم قادری، مولانا محمد قدیر بخش بدایونی، مولانا واحد حسین فلسفی۔

تدریسی زندگی : مدرسہ عالیہ قادریہ بدایوں (۱۰ سال)، مدرسہ حنفیہ قصبہ بنیر ضلع لیہ (۔۔۔ سال)، جامعہ نعیمیہ لاہور (تدریس و خطابت)

ممتاز تلامذہ : فضلاء و طلباء جامعہ نعیمیہ

مختلف علوم میں تصانیف : صلوٰۃ المتقین فی قرآن مبین، حقوق الزوجین، حقوق الاولاد، احکام جنازہ، اکرام الہی بجواب انعام الٰہی ترجمہ قرآن کریم (غیر مطبوعہ)

علم حدیث میں تصانیف : چہل حدیث

تاریخ و مقام وفات : زندہ ۔۔۔

---

(۱) ۔۔۔ فیوض الرحمٰن علمائے محدث بدایوں : ۳۱۴ ، ۳۱۵

(۲) ۔۔۔ محمد اسحاق، تعارف، ص ۲

سوانح، ایک نظر میں

(۴۰۱) مکمل نام: مولانا غلام رسول بن چودھری بنی بخش

تاریخ ومقام پیدائش: ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۹ء عیسیہ مضافات امرتسر

ابتدائی تعلیم: مدرسہ نعمانیہ، مسجد خیر الدین، امرتسر

اعلیٰ تعلیم: جامعہ فتحیہ لاہور، منظر اسلام بریلی۔

ممتاز اساتذہ: مولانا مہر محمد، مولانا سردار محمد

تدریسی زندگی: شرقپور، ماروں آباد، بصیر پور، بورے والا، حزب الاحناف لاہور، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، شیخ الحدیث جامعہ رضویہ فیصل آباد

ممتاز تلامذہ: مولانا احسان الحق، مفتی عبد القیوم ہزاروی، مفتی محمد امین، مولانا معین الدین شافعی مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری، مولانا محمد علی۔

مختلف علوم میں تصانیف: جامع کرامات اولیاء حاشیہ مسلم الثبوت حاشیہ کنز الدقائق حاشیہ مسلم العلوم (آخری دو غیر مطبوعہ)

علم حدیث میں تصانیف: ترجمہ جواہر البحار، تفہیم البخاری (مطبوعہ)

تاریخ ومقام وفات: زندہ۔ ۱۹۹۰ء

سوانح، ایک نظر میں

۴۰۲: مکمل نام: مولانا محمد تقی عثمانی بن مفتی محمد شفیع، مولانا۔

تاریخ ومقام پیدائش: ۵ شوال المکرم ۱۳۶۲ھ / اکتوبر ۱۹۴۲ء دیوبند ضلع سہارنپور

ابتدائی تعلیم: دار العلوم کراچی

اعلیٰ تعلیم: دار العلوم کراچی

ایل، ایل بی جامعہ کراچی، ایم اے عربی، جامعہ پنجاب

---

(۶۹) محمد صدیق ہزاروی، تعارف علماء اہل سنت، ص ۲۲۳۔

Marfat.com

ممتاز اساتذہ: مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، محمد حسن الشاطا المکی، مولانا مفتی رشید احمد مفتی ولی حسن، مولانا سبحان محمود، مولانا سلیم اللہ خان، عبدالفتاح ابوغدہ۔

علمی و تدریسی زندگی: دارالعلوم کراچی ۱۹۷۶ء تا حال، مدیر البلاغ ۱۹۶۰ء سال

ممتاز تلامذہ: مولانا قاضی بشیر احمد، قاضی ظفیر احمد، مولانا منیب احمد، مولانا شعیب عمر افریقی مولانا یونس عثمان۔

مختلف علوم میں تصانیف: ماہی النصرانیۃ (عربی)، بائبل سے قرآن تک ۲ جلد، علوم قرآن و اصول تفسیر، حضرت معاویہ اور تاریخی حقائق، تقلید کی شرعی حیثیت، ضبط ولادت شرعی حیثیت سے احکام اعتکاف، عیسائیت کیا ہے، نظرۃ عابرۃ حول التعلیم الاسلامی (عربی)

علم حدیث میں تصانیف: فتح الملہم ۲ جلد میں طبع ہو چکی ہیں، شروح و تحقیق احادیث السنن، درس ترمذی، حضور نے فرمایا

نام کتاب: تکملہ فتح الملہم شرح صحیح مسلم

مؤلف: محمد تقی العثمانی۔

ناشر: مکتبہ دارالعلوم کراچی

سنہ طباعت: ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۵ء

جلد اول از کتاب الرضاع تا باب تحریم الظلم و غصب الارض، کتاب الساقاۃ، احادیث روایت نمبر ۳۴۴۳ تا ۴۰۱۰: کل احادیث ۵۶۳ صفحات ۶۹۲

جلد ثانی از کتاب الفرائض تا باب استحباب خطبۃ النکاح و ذکر ما یقال عند العقد، روایت نمبر ۴۰۱۱ تا ۴۲۰۹: کل احادیث ۱۹۶ صفحات ۶۴۲

عالم اسلام میں صحیح مسلم کی جو شرح سب سے زیادہ قبول ہے وہ علامہ نووی کی ہے علامہ نووی کی اس شرح و جیز کے بعد دنیائے علم میں فتح الملہم کا مقام ہے، علامہ شبیر احمد عثمانی نے مرتب کرنے کی سعادت حاصل کی، تفصیلی تعارف کا ذکر کیا، علامہ عثمانی کی دینی، سیاسی، تحریکی خدمات اور خصوصاً تحریک پاکستان سے وابستگی کی تاریخ اس کی تکمیل، پاکستان بننے تک آپ کا قیام، اس کے بعد مولانا پاکستان میں نظام اسلام کے نفاذ کی جدوجہد میں مصروف رہے۔

Marfat.com

یہ مشاغل بھی انہیں اس بات کی مہلت نہ دے سکے کہ وہ اس کتاب کی تکمیل کر پاتے حتی کہ داعی اجل کو لبیک کہا۔

مولانا کی وفات کے بعد قرعہ فال مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نام نکلا لیکن انہیں بھی اس بات کا احساس تھا کہ وہ اپنے دیگر مشاغل کی بنا پر اس خدمت کو سرانجام نہ دے سکیں گے۔ چنانچہ اپنی زیر نگرانی یہ کام انہوں نے اپنے فرزند مولانا محمد تقی عثمانی سے شروع کرایا۔ ابھی یہ کام کسی واضح منزل پر نہ پہنچا تھا کہ مفتی صاحب کی وفات کا سانحہ پیش آیا۔ مولانا عثمانی کے کاندھوں پر بھاری ذمہ داری آگئی تھی۔ مولانا نے اس کو بحسن و خوبی سرانجام دیا کہ ایک جانب صحیح مسلم جیسی عظیم کتاب کی شرح بجائے خود ایک بھاری ذمہ داری تھی اور پھر جبکہ اس کا ابتدائی حصہ علامہ شبیر احمد عثمانی جیسے محدث نے مرتب کیا ہو۔

تادم تحریر تکملہ کی دو جلدیں طبع ہو چکی ہیں جو علمی، ظاہری اور معنوی خوبیوں سے آراستہ ہیں۔ مولانا نے مسلم کی ہر روایت کو نمبر دیا ہے اس طرح جب یہ تکملہ مکمل ہو گا۔ تو صحیح مسلم کی احادیث کی صحیح تعداد سامنے آجائے گی۔

بدیع انداز و اسلوب پر مرتب یہ شرح، ایک امتیازی مقام رکھتی ہے جس میں حدیث و فقہ کی متداول و اساسی کتب پر انحصار کیا گیا ہے۔

فقہائے اربعہ کے دلائل میں بھی علمی انداز اختیار کیا گیا ہے۔ مسائل عصریہ پر تفصیل سے کلام کیا گیا۔ تکملہ کی یہ خصوصیت اس کو اصل فتح الملہم سے مشابہ کرنے میں بہت بڑا کردار ادا کرتی ہے کہ مولانا شبیر احمد عثمانی بھی وقت و زمانہ کے مسائل پر تفصیل کلام کیا کرتے تھے۔ متحدہ قومیت کا مسئلہ اس وقت کا سب سے بڑا مسئلہ تھا۔ جس پر مولانا نے تفصیل سے کلام کیا ہے جسے فتح الملہم کے تعارف کے ضمن میں نقل کیا جا چکا ہے۔

ہر کتاب کی ابتداء میں اس موضوع کے اصول و مبادیات پر سیر حاصل بحث ہے جو اس موضوع سے متعلق بنیادی و اساسی معلومات فراہم کرنے کے علاوہ قرآن و سنت سے اس کا حکم و طریقہ بھی بتاتی ہے۔ کتاب البیوع کی ابتداء میں انسان کے اقتصادی مسائل اور سرمایہ داری اور سوشلزم کے فراہم کردہ حل ذکر کرنے کے بعد تفصیل کے ساتھ اسلامی نقطہ نظر بھی بیان کیا ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ فتح الملہم کے سابقہ حصے کو بھی اس زینت طبع سے آراستہ کیا جائے تو کتاب کے ہر دو حصے اہل علم کے لیے ایک عظیم سرمایہ ہوں گے۔

سوانح، ایک نظر میں

(۴۰۳) **مکمل نام:** محمد رفیع عثمانی، بن محمد شفیع، مفتی مولانا۔

تاریخ و مقام پیدائش: ۲ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۶ء دیوبند

ابتدائی تعلیم: دار العلوم دیوبند، دار العلوم کراچی

اعلیٰ تعلیم: دار العلوم کراچی، جامعہ پنجاب، مولوی فاضل۔

ممتاز اساتذہ: والد ماجد، مفتی رشید احمد لدھیانوی، مولانا سلیم اللہ خان، مولانا انعام الحسن، مولانا سبحان محمود، مولانا شمس الحق۔

اجازت حدیث، مولانا ظفر احمد عثمانی، مولانا محمد ادریس کاندھلوی، شیخ حسین احمد مدنی

تدریسی زندگی: تدریس افتاء ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء دار العلوم کراچی

ممتاز تلامذہ: مولانا قاضی بشیر احمد، مولانا منیب احمد

مختلف علوم میں تصانیف: تزیہ علم الصیغہ، اردو، انعامی مقابلہ، پراویڈنٹ فنڈ پر سود اور زکوٰۃ کے مسائل، حاشیہ شرح وقایہ، حضرت مفتی اعظم (غیر مطبوعہ) پارٹی پیشن فنڈ پر سود

علم حدیث میں تصانیف: کتابت حدیث عہد رسالت

تاریخ و مقام وفات: ز ۔ ۔ ۔

نام کتاب: کتابت حدیث عہد رسالت و صحابہ

مؤلف: محمد رفیع عثمانی، مفتی مولانا۔

ناشر: ادارۃ المعارف کراچی

سنہ اشاعت: یوم الحرام ۱۴۰۱ھ / نومبر ۱۹۸۰ء

سنہ تالیف: ۱۳۹۷ھ

Marfat.com

صفحات ۱۱۱

سائز ۱۸×۲۲/۸

منکرین حدیث کی جانب سے علم حدیث پر تاریخ وتدوین کے حوالہ سے جو اعتراض کیا جاتا ہے کہ حدیث کی ترتیب وتدوین تیسری صدی میں کی گئی اور اسے تحریری شکل میں لایا گیا جبکہ اس سے قبل حدیث کا تمام ذخیرہ سینہ بہ سینہ نقل ہوتا آرہا تھا۔ جس میں غلطی اور خطاء کا غالب گمان ہے اس اعتراض کا مفصل جواب تاریخ وتدوین حدیث کے باب میں تفصیل سے گزر گیا۔ مستشرقین کے صرف اس اعتراض پر بھی بہت سی کتب تالیف کی گئی ہیں جو عہد صحابہ اور عہد رسالت کے تحریری مجموعوں اور علم حدیث کی سرگرمیوں پر مشتمل ہیں۔

مولانا محمد رفیع عثمانی نے عنوان مذکور سے ایک مختصر مگر جامع کتاب تحریر کی، جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یہ کتاب تدوین حدیث کے صرف اس دور سے متعلق ہے جو عہد رسالت میں صحابہ کے ذریعہ ہوئی۔ نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد ہوئی یا صحابہ کی سرکردگی کبار تابعین نے سرانجام دی۔

کتابت حدیث کے ادوار اور صحابہ کرامؓ کے تحریری وثائق ومجموعات کے بیان سے قبل ابتداء میں حجیت وحفاظت حدیث اور طرق تحمل حدیث پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ کتاب عمدہ کتابت اور طباعت کی عمدگی کے ساتھ ادارۃ المعارف نے شائع کی ہے۔ کتاب کی ابتداء میں فہرست مضامین اور اخیر میں مآخذ ومصادر کی فہرست دی گئی ہے۔ اگر اشاریہ کے عنوان سے رجال واماکنہ بھی فہارس دیدی جاتیں تو کتاب کی جامعیت میں اضافہ کا موجب بنتیں۔ کتاب کے بنیادی مآخذ میں صحاح ستہ کے علاوہ اسماء الرجال میں اسد الغابہ، الاکمال، تذکرۃ الحفاظ، تہذیب التہذیب اصول حدیث میں تدریب الراوی شرح نخبۃ الفکر، الرسالۃ المستطرفۃ، کتاب العلل، مقدمہ فتح الملہم، تاریخ تدوین حدیث میں امام اعظم اور علم حدیث، تاریخ الادب العربی، تدوین حدیث الوثائق السیاسیۃ، السنۃ قبل التدوین تاریخ کے بنیادی مآخذ البدایۃ والنہایۃ۔ الطبقات الکبریٰ فتوح البلدان، شامل ہیں۔ ہر صفحہ پر حوالہ جات موجود ہیں۔

مصادر کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ کتاب اہم، بنیادی اور اساسی مآخذ پر مشتمل ہے البتہ حوالہ دینے میں اور کتابیات میں بعض کتب کے صحیح نام تحریر کرنے کا اہتمام نہیں کیا گیا اور غلط العام نام لکھنے پر اکتفاء

Marfat.com

کیا گیا ہے مولانا عثمانی جیسے علم ذوق انسان سے اس کا رد و دباعث حیرت ہے۔

کتب کے مطابق صحابہ کرامؓ کے کل ۲۱ مجموعہائے حدیث تھے ۸۰ جن میں سے بعض نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارک میں ہی تحریر کیے جا چکے تھے ۸۱، آپ کے خطوط، وثائق، عہد نامے وامان نامے اس کے علاوہ ہیں ۸۲ صحابہ کرام سرکردگی "التابعین" کے مرتب کردہ مجموعوں کی تعداد ۱۸ ہے ۸۳۔

عہد صحابہ میں تدوین حدیث پر اس تحقیقی کام کے بعد ضرورت اس بات کی ہے کہ ان مجموعوں میں نقل کردہ روایات کی تعداد کی بھی تحقیق کی جائے اور انتہائی اور فیصلہ کن عدد دیدیا جائے کہ احادیث نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں اور اتنی تعداد میں احادیث عہد صحابہ میں احاطۂ تحریر میں لائی جا چکی تھیں۔

سوانح ایک نظر میں

۱، مکمل نام: محمد علی بن غلام نبی مردانی

تاریخ و مقام پیدائش: ۲۵ دسمبر ۱۹۱۰ء موضع پیر ضلع مردان

ابتدائی تعلیم: وطن مالوف

اعلیٰ تعلیم: دار العلوم دیوبند

ممتاز اساتذہ: مولانا حسین علی، مولانا نصیر الدین غورغشتوی، مولانا غلام رسول [illegible] مولانا عبید اللہ سندھی۔

تدریسی زندگی: مدرسہ العلوم کلاچی ضلع بلند شہر، انڈیا [illegible] تفسیر و حدیث۔

ممتاز تلامذہ: وطن مالوف کے بیشتر علماء

۸۰۔ عثمانی، [illegible] ص [illegible]

۸۱۔ عثمانی کتاب مذکور ص ۶۱ تا ۹۱۔

۸۲۔ عثمانی کتاب مذکور ص ۹۹ تا ۱۰۶

۸۳۔ عثمانی کتاب مذکور ص ۱۰۲ تا ۱۰۰

Marfat.com

مطبوعہ) البصائر للمتوسلین بالمقابر
سمط الدارفی آیات ربط الآیات والسور۔ الانتصار لسنۃ
الرسالۃ البیضانی مسئلہ
بعد العیدین منشور جماعت اشاعت توحید والسنۃ۔ ودیگر
الحواشی علی البخاری۔ غیر مطبوعہ)
زندہ۔

سوانح ایک نظر میں

مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ ابن مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ

۱۹۱۴ء / ۱۳۴۲ھ کاندھلہ

مظاہر علوم سہارنپور، دارالعلوم دیوبند

جامعہ اسلامیہ ڈابھیل

مولانا انور شاہ کاشمیریؒ۔ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ۔ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ۔ مولانا سید

درس تفسیر، حدیث، فقہ دارالعلوم اسلامیہ

جامعہ اسلامیہ ڈابھیل

درس تفسیر، حدیث و فقہ ۱۹۷۴ء / ۱۳۹۴ھ تاہنوز شیخ الحدیث

قاری سید الرحمٰن، مولانا سید آفتاب احمد مدنی، عبدالفتاح ابوغدہ

سراج الہدایہ جلد ۳، ۴۔ التحریر فی اصول التفسیر منازل العرفان فی علوم القرآن۔ پیغام مسیح۔ تاریخ حریص۔ رد قادیانیت۔ اسلام پر عیسائیت کے حملے اور ان کا جواب کلید لغت معارف القرآن ج ۶، ۷۔

اصول حدیث۔ غیر مطبوعہ) تجرید صحیح مسلم دو جلد۔

نام کتاب : تجرید صحیح مسلم، اردو ترجمہ صحیح مسلم۔

مؤلف : مولانا محمد مالک کاندھلوی۔

ناشر : لاہور ملک دین محمد اینڈ سنز

حصص : دو

حصہ اوّل : از ابتداء تا : باب وصیۃ النبی صلی اللہ باخراج المشرکین من جزیرۃ العرب و اجازۃ الوفد

صفحات ۱۰۰

حصہ دوم : از باب النہی ان یعود فی الصدقۃ تا اختتام کتاب صفحات

سنہ اشاعت : ۱۹۶۷ء

ترجمہ اور تشریح کا انداز یہ ہے کہ صفحہ کے دائیں نصف پر متن حدیث اور بائیں پر اس کا اردو ترجمہ درج ہے متن و ترجمہ کے بعد فائدہ کے عنوان سے "تشریح" کی سرخی کے ساتھ تشریح ہے۔

کتاب الایمان کی ابتداء میں مسئلہ ایمان بسط و تفصیل اور دلائل و براہین کے ساتھ ہے اور محدثین، فقہاء اور متکلمین کے اقوال سے یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ یہ اصطلاحی تعبیری اختلاف ہے، امام ابوحنیفہ پر یہ اعتراض کرنے والوں کا مدلل جواب دیا گیا ہے مرجئہ کا مسلک اختیار کرنے کی تردید کی گئی ہے، فقہاء، متکلمین اور محدثین کے اقوال کی توضیح و تطبیق ثابت کی گئی ہے۔ اور اہل منال کے قول کے ابطال کو بیان کیا گیا ہے۔

متن حدیث کے ترجمہ میں اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ تشریحی و توضیحی الفاظ کو ترجمہ سے ممتاز اور جدا کرنے کے لیے بین القوسین رکھ دیا گیا ہے ترجمہ عام فہم ہے اور اکثر جگہ یہ محسوس نہیں ہوتا کہ یہ کسی عبارت کا ترجمہ ہے۔ مختصر توضیحات اور تشریحات سے مفہوم میں آسانیاں پیدا ہو گئی ہیں۔

مولانا کی یہ کتاب صحیح مسلم کی اردو شروح میں ایک بلند مقام رکھتی ہے کتاب کے

---

(۱۹۴) محمد مالک کاندھلوی۔ تجرید صحیح مسلم۔ لاہور، ملک دین محمد ۱۹۶۰ء، ص ۴ تا ۱۰۰ حصہ اول

ماخذ میں صحاح ستہ، مشکوٰۃ المصابیح شرح فقہ اکبر، التعلیق الصبیح علی مشکوٰۃ المصابیح، معارف القرآن
ولائی اور ادریس کاندھلوی کے علاوہ علامہ شبیر احمد عثمانی کے دروس بھی شامل ہیں۔

مسائل فقہیہ کو احسن اسلوب کے ساتھ آسان زبان اور مختصر عبارت میں بیان کیا گیا ہے۔ اختلاف
ائمہ کی صورت ترجیح راجح کے بیان ائمہ کا ادب و احترام ملحوظ رکھا گیا ہے اور صرف علمی دلائل سے
ترجیح دی گئی ہے۔

کتاب مذکور خوبیوں سے آراستہ اور علمی محاسن سے مزین ہے لیکن کتابت وطباعت
معیاری نہیں کاغذ بھی ادنیٰ درجہ کا استعمال کیا گیا ہے اس وقت یہ کتاب نایاب ہے، ضرورت
اس بات کی ہے کہ اس مفید کتاب کو دوبارہ شائع کر کے منظر عامہ پر لایا جائے۔

سوانح، ایک نظر میں

۴۰۶: مکمل نام: مولانا سید محمود احمد رضوی ابن ابوالبرکات سید احمد
تاریخ و مقام پیدائش: ۲۲ رجب ۱۳۵۴ھ / ۲ اکتوبر ۱۹۲۵ء آگرہ
ابتدائی تعلیم: دارالعلوم حزب الاحناف لاہور۔
اعلیٰ تعلیم: ایضاً۔
ممتاز اساتذہ: مولانا عطاء محمد بندیالوی، شیخ الحدیث مولانا مہر الدین، مولانا محمد دین بدھوی
تدریسی زندگی: دارالعلوم حزب الاحناف۔
ممتاز تلامذہ: مختلف علماء وطن
مختلف علوم میں تصانیف: ذکر اخیار برکات شریعت، جواہر پارے، جامع الصفات، روح ایمان رزق حلال، مسائل نماز، المباح والمحظور، تذکرہ علمی (تین حصے) دین مصطفیٰ، شان مصطفیٰ، خصائص مصطفیٰ، معراج النبی بصیرت، شان صحابہ، اسلامی تقریبات، حدیث قرطاس۔
علم حدیث میں تصانیف: فیوض الباری (شرح بخاری) ۷ جلدیں۔
تاریخ و مقام وفات: زندہ (۸۵)

---

(۱۵۱) محمد صدیق ہزاروی، تذکرہ علمائے اہل سنت ص: ۲۴۲

Marfat.com

فیوض الباری میں احادیث کی تفہیم و ترجمانی کا انداز یہ ہے۔

(۱) حدیث کا متن اعراب کے ساتھ اور اس کے مقابل لفظی ترجمہ ہے (۲) الفاظ حدیث کی حسب ضرورت لغوی و شرعی تحقیق (۳) عنوان و زیر عنوان حدیث کی مناسبت و مسائل حدیث کا بیان (۴) حدیث زیر بحث سے ائمہ اربعہ کے استدلالات و مسلکات کا بیان (۵) ائمہ اربعہ کے مسلک و دلائل کا بیان (۶) امام بخاری نے ہر حدیث کو سند سے لکھا ہے مؤلف نے بوجہ اختصار ابتدائی سند حذف کر دی ہے (۷) امام ایک ہی حدیث متعدد عنوانات کے ماتحت متعدد بار ذکر کرتے ہیں شارح نے بخاری کا ہر عنوان قائم رکھا ہے۔ البتہ حدیث مکرر کو صرف ایک ہی جگہ ذکر کیا ہے (۸) جس عنوان کے ماتحت حدیث مکرر آئی ہے وہاں مؤلف نے عنوان سے اس کی مناسبت بلکہ اس حدیث سے کیے جانے مسائل بھی لکھ دیئے ہیں اور یہ تصریح بھی کر دی ہے کہ یہاں حدیث مکرر ہے فلاں باب میں گذر چکی ہے اس لیے یہاں اس کو ترک کیا گیا ہے (۹) ایک جگہ اگر کوئی حدیث مختصر آئی ہے اور دوسری جگہ تفصیل سے مفصل حدیث کو جہاں وہ آئی ہے ضرور باقی رکھا ہے۔ اس طرح جس مکرر حدیث میں کوئی ایسا جملہ ہے جس سے نیا مفہوم پیدا ہوتا ہے۔ تو ایسی حدیث کو جہاں وہ آئی ہے وہیں باقی رکھا ہے۔

تفصیل کے ساتھ ان مذکورہ خدمات کے علاوہ بھی بہت سی خدمات ایسی ہیں جن کو [illegible] سے ترک کر دیا گیا۔ ان میں محترم خالد علی علوی کی کتاب [illegible] حدیث جو ایک نصابی کتاب کی حیثیت رکھتی ہے محترم [illegible] نے نووی کے حاشیہ مسلم پر تالیف کیا شامل ہیں۔

ان خدمات کو دیکھ کر بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ عالم میں علم کی خدمات میں [illegible] کی خدمات میں خصوصاً پاکستان ان چند ممالک میں سے ہے کہ جن کو اس علم اس کی [illegible] کی بنا پر عزت و احترام کی [illegible] سے دیکھتے ہیں

اللہ تعالیٰ ہمیں ان علوم سے متعلق [illegible] کی ہمت عطا فرمائے [illegible] نبوت کے مطابق نکھارنے کی سعادت عطا فرمائے۔ آمین

[illegible]

[illegible] ۱۹۹۶ء

اشاریہ

رجال

Marfat.com

الف

آدم بن ایاس الطیالسی ـــــ ۱۷۳

آفتاب احمد مدنی، سید ـــــ ۴۰۶

آل احمد بن محمد امام پھلواری، مولانا ـــ ۳۲۴

ابراہیم المحدث ـــــ ۲۴۸

ابراہیم بن ابی خالد ـــــ ۱۸۶

ابراہیم بن احمد بغدادی ـــ ۲۴۴

ابراہیم بن الحسن ـــــ ۲۶۱، ۲۹۲

ابراہیم بن سعد بن ابراہیم

ابراہیم بن شریک کوفی ـــــ ۱۹۳

ابراہیم بن طہمان ـــــ ۱۸۶

ابراہیم بن عبدالسلام سندھی بغدادی، ـــ ۱۹۰

ابراہیم بن عبدالعلی آروی، مولانا ـــ ۳۲۸

ابراہیم بن علی بن سندھی ـــ ۱۹۰

ابراہیم بن محمد دیبلی ـــــ ۱۹۲

ابراہیم بن مرتضی بیجاپوری ـــ ۲۷۰

ابراہیم بن موسی الرازی ـــ ۱۷۰

ابراہیم نخعی مدنی، شیخ ـــ ۲۸۲

ابراہیم شطاری ـــــ ۲۷۵

ابراہیم عادل شاہ ـــــ ۲۶۱

ابوالاعلی مودودی، سید مولانا، ۳۵۷، ۳۹۵، ۳۹۶، ۴۰۰

ابوبکر غزنوی بن سید داؤد غزنوی، مولانا

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ـــ ۱۵۲

اثرم ـــــ ۱۹۵

اثیرالدین کاہانی ـــ ۲۴۳

احسان الحق، مولانا ـــ ۴۰۰

احمد الدین بن نور حیات بگوی، مولانا ـــ ۳۲۲

احمد اللہ نامی ـــ ۲۱۵

احمد اللہ بن دلیل اللہ ـــ ۲۱۳

احمد اللہ بن صبغۃ اللہ، مدراسی، مولانا ـــ ۳۲۰

احمد بن ابراہیم فراس المکی، ابوالحسن
دیکھئے ابوالحسن احمد

احمد بن العباد ـــ ۱۹۵

احمد بن حسن بن عبدالجبار الصوفی ـــ ۱۰، ۶۹۰

احمد بن خیثمہ ـــ ۱۰۹

احمد بن رزیع بن احمد سنباطی ـــ ۲۵۲

احمد بن سلیمان گجراتی ـــــ ۲۸۰

احمد بن سندھی الباغی الرازی ـــ ۱۵

احمد بن سندھی بن الحسن ـــ ۱۶

احمد بن سندھی بن جریر ابوبکر احمد ـــ ۹۰

احمد بن سندھی بن فروخ ـــ ۱۶، ۱۳۰

احمد بن عبدالاحد سرہندی،
دیکھئے مجدد الف ثانی

احمد بن عبدالرحمن سندھی ـــ ۲۹۳

احمد بن عبداللہ بن ابی الفتوح شیرازی ـــ ۲۲۵

احمد بن عبداللہ بن سعید، ابوالعباس دیبلی ۲۲۵/۲۲۶
دیکھئے ابوالعباس احمد

احمد بن عبداللہ بیجاپوری — ۲۶۱

احمد بن عثمان کی مراد آبادی، مولانا — ۳۲۹

احمد بن عرفان سہسوانی بریلوی ۲۱۲، ۲۱۵، ۲۱۷

احمد بن علی الباداء ۱۹۲، ۲۶۲

احمد بن عمیر — ۱۹۲

احمد بن کامل — ۱۸۴، ۱۸۷

احمد بن محمد بن اسمعیل — ۱۹۲

احمد بن محمد بن صالح بن عبدربہ منصوری ۱۹۵
ابوالعباس القاضی

احمد بن محمد بن صباح — ۱۹۶

احمد بن محمد بن محمود نہروالی

احمد بن محمد بن ہارون دیبلی — ۱۹۲

احمد بن محمد حسینی — ۱۹۸، ۳۰۴

احمد بن محمد سورتی، مولانا — ۳۲۷

احمد بن محمد نہروالی، ابوالعباس علاء الدین
دیکھئے ابوالعباس احمد

احمد بن مصطفیٰ کشمیری — ۳۱۹

احمد حسن بن اکبر حسن امروہی، مولانا — ۳۲۹

احمد حسن بن محمد نصیرآبادی، مولانا — ۳۲۸

احمد حسن دہلوی، مولانا — ۳۲۹

احمد دین بنیری، مولانا — ۳۹۹

احمد رضا خان بن نقی علی بریلوی، اعلیٰ حضرت ۳۱/۳۲۱

احمد سعید بن سید محمد مختار کاظمی سید، مولانا — ۸۹

احمد شاہ بخاری، سید — ۳۶۰

احمد شیر سزاواری، مولانا

احمد عطاردی

احمد علی بن لطف اللہ سہارنپوری، مولانا ۲۴/۳۱۳

احمد علی چڑیاکوٹی — ۳۱۵

احمد علی لاہوری، مولانا — ۳۵۷

احمد محب الدین ابن ابی القاسم محمد عقیلی، ۲۴۴

احمد یار خان بن محمد یار خان بدایونی نعیمی، مفتی ۶۲/۶۳

ادریس بن عبدالعلی بگرامی، مولانا — ۳۲۹

اسحٰق بن راہویہ — ۱۶۰، ۱۸۶

اسحٰق بن محمد افضل دہلوی
دیکھئے ابوسلیمان اسحٰق

اسد بن موسیٰ اموی — ۱۶۰

اسرائیل بن موسیٰ دیبلی

اسعد اللہ، مولانا، ۲۹۲، ۳۹۷

اسلم بن سنرھی — ۱۷۰

اسمٰعیل افریقی، مولانا — ۳۵۱

اسماعیل بن ابراہیم بن علیہ — ۱۷۹

اسمٰعیل بن اسحٰق القاضی — ۱۹۵

اسمٰعیل بن جعفر صادق — ۲۲۶

اسمٰعیل بن خالد — ۱۸۲

اسمٰعیل بن سندھی، ابوابراہیم ۱۸۵، ۲۲۷، ۲۲۶

اسمٰعیل بن محمد الصفار ــــ ۱۸۲، ۱۹۸

اسمٰعیل بن محمد بن رجاء السندی ــــ ۱۸۷

اسمٰعیل بن محمود شطاری سندھی ــــ ۲۷۲

اسمٰعیل بیجاپوری ــــ ۲۶۱

سمٰعیل فتح اللہ لاہوری ــــ ۲۷۵

سعید بن حضیر رضی اللہ عنہ ــــ ۱۵۲

شرف بن نعمت اللہ ــــ ۳۱۴

شرف علی بن عبدالحق تھانوی، مولانا
۲۳۱، ۲۴۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۷۰، ۲۷۸، ۲۸۲، ۳۹۲

فاق الرحمٰن بن عنایت الرحمٰن صدیقی کاندھلوی،
ولانا ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۴، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۵

فر حسین بن محمد حسن، دیوبندی، مولانا
۲۳۱، ۲۶۰، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴

عزاز علی دیوبندی، مولانا ــــ ۲۹۳، ۴۰۵

علی حضرت
دیکھئے احمد رضا بن نقی

ر بن ہمایوں ۲۵۱، ۲۵۰، ۲۹۵

ر شاہ تیمور ــــ ۲۶۷

ر علی بن [illegible] ان علی سہارنپوری، مولانا ۴۰۳ / ۳۹۵

[illegible] حسن کاندھلوی، مفتی ــــ ۳۰۸، ۳۱۰

الدین بن علی احمد [illegible] ــــ ۳۱۲

الدین بن یار محمد لونکی، مولانا ــــ ۳۲۱

ن اللہ، حاجی

احمد بن امیر حسن نگرنہسوی، مولانا ۳۲۶

امیر حسن بن لیاقت علی نہسوانی، مولانا ۳۲۰

امیر علی بن معظم علی حسینی لکھنوی، مولانا ۳۲۹

امیر نظام الدین علی شیر

امین الدین بن حمید الدین کاکوری ــــ ۳۰۲، ۳۱۱

امین الدین جونپوری ــــ ۲۰۹

امین بن احمد نہروالی ــــ ۲۴۹

انس بن مالک رضی اللہ عنہ ۱۴۹، ۱۰۰، ۱۹۶۰، ۳۹۹

انطاکی، فتح اللہ

انوار الحق کاکاخیل سیدھی، مولانا ــــ ۳۵۹

انی بابا غلام رسول مولانا ــــ ۳۵۹

اوزاعی، عبدالرحمٰن بن عمرو سندھی
۱۰۰، ۱۶۰، ۳۵۰

ایوب بن قمرالدین قاضی، مولانا ــــ ۳۲۸

ب

بابا داؤد مشکواتی ــــ ۲۰۵

بابا تقی بن کریال بن [illegible] البلدی
۲۰۶، ۲۰۰، ۲۰۹، ۲۱۰۰، ۲۱۰، ۲۲۱

بابا یوسف [illegible] ــــ ۲۶۴

بدر علی اخباری ــــ ۳۱۰

[illegible] بن محمد بن اسمٰعیل ۲۴۳، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰

بختیار بن عبداللہ العضاد البلدی المروزی، ابوالفتح ۲۰۱

بختیار بن عبدالبلدی، ابوالحسن

دیکھئے ابوالحسن

بخش بدایونی، حافظ ۲۶۰

بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنی، مولانا ۳۴۱، ۳۷۵، ۳۹۰، ۴۰۶
بدیع الزمان بن مسیح الزماں لکھنوی، مولانا ۳۲۶
برکات احمد بن دائم علی ٹونکوی، مولانا ۳۳۰
برکت الہ آبادی، مولانا ۳۰۴
برہان الدین ابراہیم بن حسن کردی ۲۸۲
برہان الدین برہانپوری
برہان الدین بن البرکج ۲۲۰
برہان الدین مرغینانی
برہان الدین ملتانی ۲۴۹
بشیر احمد قاضی، مولانا ۳۲۴، ۴۰۱، ۴۰۳
بشیر الدین بن قطب الدین کاکوری، مولانا
بشیر الدین بن کریم الدین عثمانی، مولانا ۲۰۵، ۳۲۴
بکر بن خلف ۱۷۷
بلال المحدث سندھی ۲۲۸، ۲۳۱، ۲۶۲
بہاؤ الدین، مولانا ۲۲۱، ۳۲۵
بہاؤ الدین صوفی برہانپوری ۲۳۳
بہلول دہلوی ۲۴۹
پناہ عطاء السلونی ۳۱۶
پیر ابو احمد ۳۵۱
پیر مہر علی شاہ گولڑی، مولانا
تاج الدین بن عبد الرحمٰن بن سعود ۲۶۲
تاج الدین بن عبد الرحمٰن، شیخ
تاج الدین قلعی مکی ۲۹۸
تقی الدین بن تیمیہ الحرانی ۲۲۰
تقی الدین علی الدوسی ۲۲۲
تھور علی گمینوی ۳۰۵
تیمور ۲۷۵
ثابت البنانی ۱۷۳
ثناء اللہ پانی پتی، قاضی ۳۰۶
ثناء اللہ سنبھلی ۳۰۹
ثوبان رضی اللہ عنہ ۱۹۳

ج چ

جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ ۱۵۱
جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما ۱۵۰، ۱۹۱، ۱۹۳، ۱۹۰
جاحظ
جار اللہ سانپوری ۲۲۸، ۲۷۹
جام فیروز
جانجاناں علوی ۲۹۱
جان محمد
جریر بن حازم ۱۷۸، ۱۸۶
جریر بن عبد الحمید ۱۵۹، ۱۷۳
جعفر بن احمد سراج، ابو محمد
دیکھئے ابو محمد جعفر
جعفر بن بلال، بدر عالم ۲۶۰
جعفر بن خطاب قصداری ۲۰۰

جعفر بن محمد الطیالیسی — ۱۷۹
جعفر بن محمد بن الحسن الفریابی — ۱۹۲
جعفر بن محمد بن شاکر — ۱۷۷
جعفر بن محمد بن علی حسینی
جعفر بن محمد فرمانی — ۱۹۲، ۱۹۳
جعفر حسین مدراسی — ۳۱۸
جلال الدین ابو عبداللہ محمد بن سلیمان قاضی، ۲۰۷
جلال الدین بن محمد نقی برہانپوری — ۳۲۰
جلال الدین حسین الشہید — ۲۲۰
جلال الدین رومی — ۲۰۸
جلال محمد حسینی گجراتی — ۲۴۳
جمال الدین اچی — ۲۱۹، ۲۲۰
جمال الدین المزی — ۲۲۰
جمال الدین برہانپوری — ۲۴۵، ۲۷۵
جمال الدین بن وحید الدین دہلوی، مولانا، ۲۲۵
جمال الدین کشمیری — ۲۲۱، ۲۲۵
جمال الدین محمد شانی — ۲۵۲
جمال گجراتی
جمال مسطری — ۲۱۹
جمیل احمد تھانوی، مفتی
جوہر المحدث، مولانا — ۲۷۳
جوہر نات کشمیری — ۲۷۱
جیش بن سندھی قانص — ۱۹۴

چن پیر قاضی عبدالحئی بن عبدالقادر ہاشمی بلگرامی ۳۹۳

ح

حاتم بن احمد ابدال — ۲۵۲
حاجی امداد اللہ بن محمد بن مہاجر مکی، مولانا، ۳۶۸
حاجی محمد کشمیری — ۲۶۴
حاکم، ابو عبداللہ نیشاپوری، ۱۹۱، ۱۹۲، ۹۶۰
حامد الرحمٰن صدیقی، مولانا — ۳۵، ۳۹۰
حامد علی دھلوی، سید — ۲۲۶
حبیب الرحمٰن صدیقی، مولانا — ۳۵، ۳۹۰
حجاج بن یوسف — ۱۶۰
حسام الدین متقی ملتانی
حسن الدین ہاشمی، مولانا — ۳۱۶
حسن الشاط مکی — ۳۸۲
حسن بصری — ۱۹۲، ۲۰۰
حسن بن حامد بن حسن دیلمی — ۹۵
حسن بن حسن الثعالبی — ۹۲
حسن بن داؤد دکوکنی — ۲۵۲
حسن بن علی ذکی الدین — ۵۱
حسن بن علویہ القطان — ۱۶
حسن بن علی العبیدی — ۱۹۲، ۲۹۳
حسن بن محمد بن اسعد دیلمی — ۱۹۲، ۹۰
حسن بن محمد بن حیدر الصغانی
۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹

Marfat.com

حسن بن مکرم ـــ ۱۹۶
حسن ثناء بن سید شاہ حسینی رامپوری، مولانا ۳۲۷
حسن علی بن عبدالعلی شافعی، مرزا ـــ ۳۱۱، ۳۶۰
حسین احمد بن علی احمد مرادآبادی، مولانا
حسین احمد مدنی سید، مولانا
۲۵۹، ۲۶۰، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۸
حسین الحسینی نہروی
حسین المروزی ـــ ۱۹۱
حسین بن سفیان ـــ ۱۸۳
حسین بن عبداللہ بن اولیاء کرمانی
حسین بن محسن انصاری الیمانی قاضی، مولانا
۳۲۶، ۳۴۰
الحسین بن محمد ـــ ۱۸۹، ۲۰۷
الحسین بن محمد بن اسد دیلمی ـــ ۱۹۲
حسین بن محمد بن معشر زیج ـــ ۱۸۱، ۱۸۳
حسین بن مسعود بغوی ـــ ۱۶۲
حسین بن مغز بہاری
حسین شیرازی، قاضی ـــ ۲۲۳
حسین علی، مولانا ـــ ۴۰۵
حفص بن غیاث ـــ
حفظ الرحمٰن سیوہاروی، مولانا ـــ ۳۴۱
حفیظ اللہ خان دہلوی، مولانا ـــ ۲۲۸
حماد بن سلمۃ ـــ ۱۵۹، ۱۷۳
حمزۃ الکنانی ـــ ۱۷۹
حمید الدین بن قاضی عبداللہ سندھی
۲۴۲، ۲۶۵، ۲۹۵
حمید الطویل ـــ ۱۷۳، ۲۳۲
حمیدی ـــ ۱۷۱
حیدر بن فیروز کشمیری ـــ ۲۷۳
حیدر حسن بن احمد حسن ٹونکی، مولانا ـــ ۲۷۳
حیدر علی بن حمداللہ سندیلوی ـــ ۳۱۱، ۲۱۶

خ

خانخاناں محمد بیرم شاہ ـــ ۲۲۲
خان محمد، مولانا ـــ ۲۷۵، ۳۸۲
خرم بن جہانگیر ـــ ۲۷۳
خلف بن سالم، ابومحمد، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۹، ۱۹۰
خلف بن محمد دیلی ـــ ۱۹۲
خلیل الرحمٰن بن قاضی فضل الرحمٰن نعمانی، مولانا
۳۹۱
خلیل احمد بن مجید علی انبیٹھوی، مولانا ـــ ۳۳۰
خلیل احمد سہارنپوری، مولانا، ۲۵۱، ۳۶۵، ۳۷۴
خلیل المالکی ـــ ۲۱۹
خلیل علوی، مولانا ـــ ۳۵۶
خواجگی الکردی، مولانا ـــ ۲۲۶
خواجہ محمد پارسا ـــ ۲۰۹
خواجہ میر کلاں ہروی، محمد سعید ـــ ۲۳۶
خوب اللہ جونپوری ـــ ۲۶۲
خیرالدین بن محمد زاہد سورتی ـــ ۲۹۳، ۳۰۲، ۳۰۴، ۳۰۵
خیر محمد بن الٰہی بخش جالندہری، مولانا ـــ ۳۶۰

Marfat.com

د، ذ، ر، ز

داؤد الاصبہانی ـــ ۱۹۵

داؤد بن محمد بن معشر نجیع ـــ ۱۸۱، ۱۸۴، ۱۸۰، ۱۸۹

داؤد غزنوی بن سید عبدالجبار، مولانا ۳۵۰، ۳۸۱

الدخاخ بن قیس رضی اللہ عنہ ـــ ۱۵۱

درویش حسین کشمیری ـــ ۲۵۲

راجح بن داؤد گجراتی ـــ ۲۲۰

راجہ داہر ـــ ۱۶۷، ۱۷۱

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ ـــ ۱۵۱

الربیع بن صبیح السعدی البصری ـــ ۱۵۹، ۱۹۰

رتن بن کرپال بن رتن الہندی

المعروف بہ بابا رتن الہندی

دیکھئے بابا رتن

رجاء بن سندھی نیشاپوری ابو محمد اسفرائی

رجا بن عبدالواحد الاصفہانی ـــ ۲۰۰

رحمت اللہ بن عبداللہ سندھی

رشید احمد بن ہدایت احمد گنگوہی، مولانا

رشید احمد جالندھری، ڈاکٹر ـــ ۳۶۶

رشید احمد لدھیانوی مفتی، مولانا ـــ ۴۰۱، ۴۰۳، ۴۰۴

رضی الدین بدایونی ـــ ۲۱۴

رضی الدین لالہ، شیخ ـــ ۲۰۹

الرضی الطبری ـــ ۲۱۹

رفیع الدین بن شاہ ولی اللہ دہلوی

رفیع الدین سہارنپوری ـــ ۲۵۰

رفیع الدین مراد آبادی ـــ ۳۰۵

رکن الدین احمد بن محمد سمنانی، علاء الدولہ

دیکھئے علاء الدولہ

زاہد الحسینی قاضی، مولانا ـــ ۳۹۳

زاہد شمس الدین مرزا جانجاں علوی

دیکھئے جانجاں علوی

زکریا بن محمد ملتانی ـــ ۲۲۰

زہیر بن معاویہ ـــ ۱۷۹

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ـــ ۱۵۲

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ـــ ۳۰، ۴۰، ۱۵۲

زین الدین علی جرجانی

الزین الطبری ـــ ۲۱۹

زین بن حسین بن فضل ـــ ۲۵۳

س

ساجی ـــ ۱۰۱، ۳۰۱

سالم بن عبداللہ البصری ـــ ۲۹۰، ۳۰۲

سبحان محمود، مولانا ـــ ۴۰۱، ۴۰۲

سبط احمد بن سید اولاد احمد بن سید

سخاوت علی بن ہدایت علی جونپوری، مولانا

سخاوی، شمس الدین

Marfat.com

سراج احمد بن مرتضیٰ رامپوری سرہندی، ۲۰۰، ۲۱۱
سراج بن عازب رضی اللہ عنہ
سردار احمد، مولانا ـــــ ۴۰۰
سرفراز خان صفدر بن نور احمد، مولانا ـــ ۳۶۱
سعد الدین لاری ـــــ ۲۲۹
سعد الدین، مولانا ـــــ ۳۶۲
سعد اللہ بلگرامی، سید
سعد اللہ سلونی، سید ـــ ۲۵۲
سعد بن ابراہیم بن سعد الزہری ـــ ۱۰۹
سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ ـــ ۱۵۱، ۳۸۹
سعید احمد اکبر آبادی، مولانا ـــ ۳۴۱، ۳۶۰، ۳۶۶
سعید الرحمٰن، قاری ـــ ۳۵۱، ۴۰۶
سعید القطان ـــــ ۱۷۲
سعید بن ابی عروبہ ـــ ۱۵۹، ۱۷۳
سعید بن المسیب ـــــ ۱۷۵، ۳۴۵
سعید بن رشید البخاری
سعید بن عروبہ
سفیان بن عیینہ ـــــ ۱۷۲، ۳۴۵
سفیان ثوری ـــ ۱۵۹، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۵، ۲۵۴
سلام اللہ بن شیخ الاسلام سرہندی ـــ ۳۰۷
سلامت اللہ بن رجب علی جہیراج پوری، مولانا ۳۴۸
سلامت اللہ صدیقی، بدایونی ـــــ ۳۱۸
سلطان احمد بریلوی، مولانا ـــــ ۳۶۱
سلطان احمد بن محمد بن المظفر گجراتی ـــ ۲۲۴
سلطان احمد پشاوری، مولانا ـــ ـــ ۳۶۱
سلطان احمد، مولانا ـــ ـــ ۳۶۱
سلطان التمش
سلطان غیاث الدین بلبن
سلطان محمود غزنوی ـــ ۲۰۰، ۲۲۹
سلطان مظفر شاہ ـــ ۲۲۹، ۲۳۱
سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ـــ ۱۵۲
سلمۃ بن فضل ـــــ ۱۸۵
سلیمان ابو احمد کردی ـــ ۲۶۱
سلیمان بن عبد الرحمٰن الصنع، شیخ ـــ ۲۸۲
سلیمان ندوی، سید ـــ ۲۱۲
سلیم اللہ خان، مولانا ـــ ۴۰۱، ۴۰۳
سلیم بن اکبر شہزادہ ـــ ۲۵۳
سلیم شاہ سوری ـــ ۲۳۶
سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ ـــ ۱۵۲، ۳۸۹
سندھی بن ابان ابو نصر
دیکھئے ابو نصر
سندھی بن شاہک ـــــ ۱۹۰، ۱۹۷
سندھی بن شماس البصری ـــ ۱۷۶
سندھی بن عبدویہ الکلبی الرازی ـــ ۱۷۸، ۱۸۶
سہل بن عبد الرحمٰن
سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ ـــ ۱۵۲

سہل بن عبدالرحمٰن سندھی بن عبدریہ

دیکھئے سندھی بن عبدریہ

سہل بن عبدریہ

دیکھئے سہل بن عبدالرحمٰن

سہل بن معبرہ —— ۱۷۹

سوادہ بن عیسی الاخمس —— ۱۹۵

سیبویہ بن اسمٰعیل بن داؤد قرزداری —— ۲۰۱

سید احمد بن متقی دہلوی، مولانا —— ۳۲۷

سید احمد دہلوی، مولانا

سید انور شاہ بن معظم شاہ کشمیری، مولانا

۳۳۱، ۳۴۰، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۴، ۳۵۸، ۳۶۲، ۳۶۶
۳۱۱، ۳۸۲، ۳۸۴، ۳۹۴، ۳۹۲، ۴۰۶، ۴۰۰، ۴۳۰

سید بادشاہ گل بن سید مہربان علی شاہ، مولانا ۳۹۲

سید داؤد بن سید عبدالجبار غزنوی، مولانا

سید علی بن عبداللہ حموی

سیف الدین سرہندی، خواجہ محی السنۃ
۲۵۴، ۲۶۱، ۲۹۵

سیف الرحمٰن کابلی، مولانا —— ۳۵۸

سیف اللہ بن نور اللہ بخاری دہلوی ۳۲۵/۶۰

ش

شاکر العقاد —— ۳۰۲

شاہ عبدالعزیز دہلوی ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۶
۲۹۹، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۰

شاہ عبدالغنی بن ابی سعید دہلوی، مولانا ۲۲۴، ۲۲۶

شاہ محمد اسحاق دہلوی —— ۲۹۹، ۳۱۰

شاہ ولی اللہ بن عبدالرحیم ۲۲۵، ۲۳۰، ۲۳۲، ۲۳۰، ۳۰۹
۲۲۱، ۲۲۰، ۲۲۲، ۲۹۵، ۲۹۰
۲۳۱، ۲۲۰، ۲۲۲، ۲۲۱

شبیر احمد عثمانی بن فضل اللہ —— ۳۲۳، ۳۲۱، ۳۰۸، ۳۰۲، ۳۰۱، ۳۰۵، ۳۵۳، ۳۵۲، ۳۵۰، ۳۴۸، ۳۴۵

شجاعت علی قادری، مفتی —— ۳۸۹

شداد بن ابی عمار —— ۱۷۶

شرف الدین رامپوری، مفتی —— ۲۱۱

شرف الدین، عبدالرحیم بن عبدالکریم

شرف الدین، عبداللہ المرزوقانی —— ۲۲۲

شرف الدین منیری، مخدوم

شریف حسین بن سید نذیر حسین دہلوی، سید —— ۳۲۶

شریف محمد سیورتی

شریک بن حازم —— ۱۷۸

شعبہ —— ۱۷۶

شعیب بن محمد بن احمد دیبلی، ابوالقاسم

دیکھئے ابوالقاسم

شعیب عمر افریقی، مولانا —— ۴۰

شمس الحق افغانی بشاوری، مولانا

شمس الحق بن امیر علی ڈیانوی، مولانا —— ۳۲۹

شمس الدین ذہبی —— ۲۲۰

شمس الدین علقمی

شمس الدین محمد بن الجزری

شمس الدین محمد بن [illegible] —— ۲۲

شمس الدین محمد ملتانی —— ۲۶

شمس بن تتیلہ —— ۳۰۲

شہاب الدین احمد بن [illegible] —— ۲۲۴

شہاب الدین سندھی ___ ۲۶۴
شہاب الدین عمر بن محمد سہروردی عارفی ___ ۲۱۳
شہاب الدین غورغشتوی، مولانا ___ ۳۵۹
شیخ الاسلام بن فخرالدین دھلوی، مولانا ___ ۲۸۱
شیخ الہند دیکھئے محمود حسن بن ذوالفقار
شیرزمان ہزاروی، مولانا ___ ۳۶۵
شیر شاہ سوری ___ ۲۳۶

ص۔ض۔ط۔ظ

صادق الیقین بن سراج الیقین کرسوی، مولانا
صبغۃ اللہ بن محمد غوث مدارسی، قاضی ___ ۳۱۸
صفدر بن حسین اورنگ آبادی ___ ۳۰۴
صلاح الکبتی شیخ علاء الدین علی بن مظفر ___ ۲۰۷
دیکھئے علاء الدین
ضیاء الدین مدنی، مولانا ___ ۲۴۵
ضیاء الدین جونپوری ___ ۲۵۹
ضیاء اللہ اکبر آبادی ___ ۲۴۹
ضیف اللہ امروہی ___ ۳۱۲
طاہر بن ابراہیم بن الحسن کورانی ___ ۲۹۲
طاہر بن یوسف سندھی ۲۶۴، ۲۷۵، ۲۸۲، ۲۹۵، ۲۲۲، ۲۳۹، ۲۶۳
طاہر پٹنی ___ ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۵، ۲۵۹، ۲۶۲
الطبری، ابوجعفر محمد بن جریر ___ ۱۷۴، ۱۸۱، ۱۹۵
طحاوی، ابوجعفر احمد بن محمد ___ ۱۶۲
طفیل بن محمد شکر اللہ ___ ۲۷۸
طیب بن ابی طیب سندھی ___ ۲۳۲، ۲۳۹، ۲۶۳
طیب بن عبدالواحد بلگرامی ___ ۲۷۷
ظفر احمد بن شیخ لطیف احمد عثمانی، مولانا
۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۹۵، ۴۰۳
ظفیر احمد، قاضی ___ ۴۰۱
ظہور اللہ، مفتی ___ ۳۱۶
ظہیر احسن بن سلمان علی بیموی، مولانا ___ ۲۲۸

ع

عابد الرحمٰن صدیقی کاندھلوی، مولانا ۳۹۵، ۳۹۶، ۴۵۱، ۴۷۵
عادل شاہ فاروقی، امیر برہانپور ___ ۲۷۰، ۲۷۲
عاشق الٰہی بن صوفی محمد صدیق بلند شہری، مولانا
عاشق الٰہی بن یاد الٰہی میرٹھی، مولانا ۲۵۲، ۳۹۶
عاشق بن عمر ہندی ___ ۲۵۰
عالم علی بن کفایت علی مرادآبادی، مولانا ۳۱۳، ۳۲۴
عباس بن جعفر حنفی، شیخ ___ ۳۲۶
عباس بن سندھی ___ ۱۷۰، ۱۸۴، ۲۴۳
عبدالاحد بن محمد سعید سرہندی ۲۷۸، ۲۹۱، ۲۹۵
عبدالاحد قاضی، خانپوری ہزاروی، مولانا ۳۳۷
عبدالاول غزنوی، مولانا ___ ۲۵۸، ۲۶۴
عبدالباری بن عبدالوہاب لکھنوی، مولانا ۳۳۰، ۳۵۵
عبدالجبار بن عبداللہ غزنوی، مولانا ___ ۳۲۹
عبدالجبار کھنڈیلوی، مولانا

Marfat.com

عبدالجلیل بن احمد حسینی — ۲۷۸

عبدالجلیل بن منیر احمد حسینی بلگرامی — ۲۷۹

عبدالجلیل شہید — ۳۱۲

عبدالجلیل، مولانا — ۳۵۸

عبدالحفیظ بن مولانا عبدالمجید حقانی، مولانا — ۳۵۵

عبدالحق بن سیف الدین دہلوی — ۲۵۹، ۲۶۱

عبدالحق بن فضل اللہ عثمانی، بنارسی — ۳۱۷

عبدالحق محدث دہلوی ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۰، ۲۵۸

عبدالحکیم، مولانا — ۲۵۰

عبدالحلیم بن امین اللہ لکھنوی، مولانا ۳۱۶، ۳۲۳، ۳۲۶

عبدالحمید — ۲۷۵

عبدالحئی بن عبدالحلیم لکھنوی، مولانا — ۳۲۶

عبدالحئی بن عبدالقادر

دیکھئے چن پیر

عبدالحنی بن فخرالدین — ۲۲۰

عبدالحنی بن ہبۃ اللہ بڈھانوی ۳۱۲، ۳۱۵، ۳۱۷

عبدالخالق بن ابی بکر مزجاجی — ۳۰۳

عبدالخالق حسینی دہلوی — ۳۱۲

عبدالخالق راجکوٹی، مولانا — ۳۲۹

عبدالرحمٰن الحاج، مولانا — ۳۹۳

عبدالرحمٰن القاری الصوفی

عبدالرحمٰن المخزومی — ۱۹۱

عبدالرحمٰن بن احمد بن الحسن امروٹی، ابومحمد

عبدالرحمٰن بن ستقاف — ۲۵۹

عبدالرحمٰن بن سندھی — ۱۰۰

عبدالرحمٰن بن سید امیر مردانی، مولانا — ۳۱۰

عبدالرحمٰن بن عبدالرحیم مبارکپوری، مولانا — ۳۳۰

عبدالرحمٰن بن عبدالکریم انصاری — ۲۵۲

عبدالرحمٰن بن عمرو اوزاعی

دیکھئے اوزاعی

عبدالرحمٰن بن عمرو دمشقی، ابوزرعہ

دیکھئے ابوزرعہ

عبدالرحمٰن بن عمرو سندھی، اوزاعی — ۱۰۶

عبدالرحمٰن بن عیسیٰ عمری، مفتی حرم مکی — ۲۶۲، ۲۶۳

عبدالرحمٰن بن محمد — ۳۱۳

عبدالرحمٰن بن مہدی — ۹۰

عبدالرحمٰن بھوجیانی، مولانا

عبدالرحمٰن مٹھوی — ۲۴۵

عبدالرحمٰن یامی — ۲۶۲، ۲۶۳

عبدالرحمٰن زمزمی — ۲۵

عبدالرحمٰن سلطان پوری، مولانا — ۳۶۱

عبدالرحمٰن کاپلپوری، مولانا ۳۸۵، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲

عبدالرحمٰن محدث سرہندی، مولانا — ۳۳۱، ۳۳۵

عبدالرحیم بن حماد سنانی البصری — ۱۰۷

عبدالرحیم بن عبدالکریم حنفی پوری — ۳۶۰

(دیکھئے ابومحمد عبدالرحمٰن)

عبدالرحیم بن مرزمت حسین سادقپوری، مولانا ۳۲۰
عبدالرزاق اسکندر، ڈاکٹر ۳۸۲
عبدالرزاق بن جمال الدین
عبدالرزاق بن حسان الشیبی، ابو الفتح
دیکھئے ابو الفتح
عبدالرزاق بن ہمام ۵، ۱۷، ۱۹، ۱۸۱
عبدالرشید زرگر
عبدالرشید نعمانی، مولانا ۳۹۸
عبدالسبحان قاضی بن مظہر جمیل، مولانا ۳۵۶
عبدالستار بن عیسی سندھی ۲۷۲
عبدالسلام بن ابی القاسم حسینی فتحپوری، مولانا ۳۲۵
عبدالسلام نلتھی، مولانا ۳۶۰
عبدالسلام قاضی، سندھی
عبدالشکور مولانا ۲۵، ۳۸۵، ۳۹۲
عبدالصمد بن عبدالرحمٰن لاہوری، ابو الفتوح
دیکھئے ابو الفتوح
عبدالصمد بن علی طنشی ۱۸۵
عبدالعزیز ابہری، عماد الدین ۲۳۰، ۲۳۲، ۲۴۳
عبدالعزیز اردبیلی ۲۳۰
عبدالعزیز بن عبدالسلام عثمانی، ہزاروی ۳۳۷
عبدالعزیز بن علی الازجی ۱۹۸
عبدالعزیز بن محمد ہلاوی ۳۲۰
عبدالعزیز عیون الاسد شامی، شیخ ۳۸۲
عبدالعزیز محدث سہالوی، مولانا ۳۳۸، ۳۲۹
عبدالعلی بن نظام الدین لکھنوی ۳۱۲، ۳۱۸
عبدالعلی نصیر ابادی ۳۱۲
عبدالغفور ۳۰۴
عبدالفتاح ابوغدہ، شیخ ۲۷۸، ۳۸۲، ۴۰۱، ۴۰۶
عبدالقادر بن احمد بن عبدالقادر ۲۹۲
عبدالقادر بن شیخ خضر می عیدروس ۲۷۳
عبدالقادر بن عیسی عمری، مفتی حرم مکی
عبدالقادر بن محمد، امام ۲۶۲
عبدالقادر جیلانی، سید ۲۴۴
عبدالقادر خلیل کدک ۲۹۲
عبدالقادر صدیقی، مفتی ۲۹۱، ۲۹۴
عبدالقادر ہزاروی، قاضی ۳۳۴
عبدالقدیر قاضی، مولانا ۳۸۱
عبدالقیوم بن عبدالحئی ۲۱۲، ۳۲۵
عبدالقیوم ہزاروی، مفتی ۴۰۰
عبدالکریم بن احمد شراباتی ۲۹۲
عبدالکریم بن عبدالرحیم ۲۹۳
عبدالکریم بن نجم الدین کلاچوی، قاضی ۳۹۱
عبدالکریم لاہوری ۲۷۵
عبدالکریم مراد ابادی، مولانا ۳۳۰
عبدالکریم نگرامی ۳۱۶
عبداللطیف، سید ۲۹۱

Marfat.com

عبداللطیف، مولانا ___ ۳۸۵، ۳۹۲، ۳۹۶
عبدالمالک بن عبدالعزیز بن جریج بصری
عبدالمقتدر بدایونی، مولانا ___ ۳۶۱
عبدالمقتدر بن عبدالنبی بہاری ___ ۲۷۹
عبدالمعطی باکثیر مکی ___ ۲۳۸
عبدالملک بن عبداللطیف گجراتی ___ ۲۳۵، ۲۶۱
عبدالمنان، مولانا ___ ۳۹۲
عبدالنبی اکبرآبادی ___ ۲۶۲
عبدالنبی بن احمد گنگوہی ___ ۲۴۰
عبدالنبی شطاری گجراتی ___ ۲۵۴
عبدالواحد، قاضی ___ ۳۹۰
عبدالواحد، مولوی ___ ۳۶۰
عبدالولی کشمیری
عبدالوہاب منورآبادی، میر
عبداللہ المعمری
عبداللہ انصاری سلطان پوری
عبداللہ بن ابراہیم برمی ___ ۲۹۲
عبداللہ بن ابراہیم سندھی، قاضی ___ ۲۳۲، ۲۶۵
عبداللہ بن ادریس الکوفی ___ ۱۰۹
عبداللہ بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن عیسیٰ بن ابی جعفر المنصوری
دیکھئے ابوجعفر عبداللہ
عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ ___ ۱۵۰
عبداللہ بن خضرمی ___ ۲۵۳
عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ___ ۱۵۱
عبداللہ بن سالم بصری ___ ۲۸۳، ۲۹۳، ۳۲۲
عبداللہ بن سعدالدین ___ ۲۳۰، ۲۴۲، ۲۴۹
عبداللہ سندیلوی ___ ۲۴۵
عبداللہ بن سید ___ ۲۵۲
عبداللہ بن صبغۃ اللہ مدراسی، مولانا ___ ۳۲۴
عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ۲۹۰، ۲۹۶، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۶، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰
عبداللہ بن عبدالباقی بخواجہ ___ ۱۰۰
عبداللہ بن عبدالرحیم غازی پوری، مولانا ___ ۳۰۵
عبداللہ بن عبدالقادر مدراسی ___ ۳۱۳
عبداللہ بن عبدالوہاب سورتی، مولانا ___ ۳۲۰
عبداللہ بن عتبہ ___ ۱۵۱
عبداللہ بن عدی جرجانی ___ ۱۹۳
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ۱۳۹، ۱۴۲، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰
عبداللہ بن عبدالوہاب منورآبادی، میر
عبداللہ المعمری
عبداللہ انصاری سلطان پوری
عبداللہ بن ابراہیم برمی ___ ۲۹۲
عبداللہ بن ابراہیم سندھی، قاضی ___ ۲۳۲، ۲۶۵
عبداللہ بن ادریس الکوفی ___ ۱۰۹
عبداللہ بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن عیسیٰ بن ابی جعفر المنصوری
دیکھئے ابوجعفر عبداللہ
عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ ___ ۱۵۰
عبداللہ بن خضرمی ___ ۲۵۳
عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ___ ۱۵۱
عبداللہ بن سالم بصری ___ ۲۸۳، ۲۹۳، ۳۲۲
عبداللہ بن سعدالدین ___ ۲۳۰، ۲۴۲، ۲۴۹
عبداللہ سندیلوی ___ ۲۴۵
عبداللہ بن سید ___ ۲۵۲
عبداللہ بن صبغۃ اللہ مدراسی، مولانا ___ ۳۲۴
عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ۲۹۰، ۲۹۶، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۶، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵

عبداللہ بن یافعی مکی — ۲۲۰
عبداللہ پشاوری، حافظ — ۳۸۱
عبداللہ جان، مولانا — ۳۹۲
عبداللہ سراج — ۲۱۴
عبداللہ صدیقی محمدی، الہ آبادی — ۳۱۴
عبداللہ عیدروسی — ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۵۹
عبداللہ غازی پوری، مولانا — ۳۵۸
عبداللہ قطب شاہ بن حبیب شاہ عباسی، ۳۲۷
عبداللہ کشمیری — ۲۱۹
عبدان بن احمد بن موسی العسکری — ۱۹۲
عبد بن حمید نصر الکسی سندھی، حافظ — ۱۸۱، ۱۸۲
عبید الرحمٰن، مولانا — ۲۵۱
عبید اللہ انور، مولانا — ۳۶۶
عبید اللہ بن جعفر بن حمرہ، ابو محمد منصوری حاکم نیشاپور
دیکھئے ابو محمد
عبید اللہ بن عباس بن ربیع الحارثی
عبید اللہ بن محمد العائشی — ۱۸۴
عبید اللہ بن موسی عبسی — ۱۶۰
عبید اللہ حافظ — ۳۶۰
عبید اللہ سندھی، مولانا — ۳۵۷، ۴۰۵
عبید الرحمٰن، مولانا
عتیق الرحمٰن عثمانی، مفتی — ۳۶۶
عثمان بن ابی شیبہ — ۱۶۰
عثمان بن سندھی — ۲۷۲
عراک بن خالد دمشقی — ۱۷۷
عزیز احمد بن مولانا علاء الدین بدایونی قادری، مفتی (۳۹۹)
عزیز الرحمٰن سیوہاروی، مولانا — ۳۹۰
عزیز الرحمٰن، مفتی — ۲۴۱، ۳۶۶
عصام الدین بن ابراہیم — ۲۳۶
عطاء اللہ لکھوی۔ مولانا
عطاء بن ابی رباح — ۱۷۳، ۱۷۶، ۳۷۹
عفان بن مسلم — ۱۷۳
علاء الدولہ رکن الدین احمد بن محمد سمنانی — ۲۰۹، ۲۲۲
علاء الدین ابو العباس احمد بن محمد نہروالی
دیکھئے ابو العباس احمد
علاؤ الدین علی بن مظفر، صلاح الکتبی — ۲۰۷
علم اللہ امیٹھوی، مولانا — ۲۷۰
علی الصائغ مکی — ۱۹۲
علی بن ابراہیم بن جمعہ — ۲۹۲
علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ۱۹۶، ۳۵۲، ۳۷۹، ۳۸۹، ۱۴۴، ۱۴۶، ۱۵۰
علی بن احمد بن نصر — ۱۸۰
علی بن اسحٰق الحمادرائی — ۱۸۳
علی بن اسعد حسینی
علی بن المدینی — ۱۸۶
علی بن حسام الدین متقی برہانپوری ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۴۷، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴
علی بن سلطان القاری — ۲۳۷

Marfat.com

علی بن شہاب حسینی ـــــ ۲۲۵

علی بن شہاب ہمزانی ـــــ ۲۲۲

علی بن صادق داغستانی ـــ ۲۹۲

علی بن علاؤ الحسینی جونپوری ـــ ۲۳۲

علی بن عمر لاہوری، ابوالحسن
دیکھئے ابوالحسن علی

علی بن محمد الحسینی، ابوالقاسم
دیکھئے ابوالقاسم

علی بن محمد خراسانی ـــ ۲۱۱

علی بن موسیٰ دیلمی ـــــ ۱۹۲

علی محمد مزاد حموی، شیخ ـــ ۳۸۲

علی مرزا حسن علی المحدث ـــ ۳۱۴

علی نعمت بن عنایت رسول جعفری پھلواری مولانا ۳۲۹

علیم اللہ بن عبدالرشید لاہوری ـــ ۳۹۳

علیم الدین حسین بن تصدق حسین نگرنہسوی، مولانا ۳۲۷

عماد الدین محمد بن محمود طاری ـــــ ۲۴۲

عمر بن عبدالعزیز ـــ ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۷۲، ۲۱۰

عمر بن عبدالکریم ـــــ ۳۱۳

عمر فاروق رضی اللہ عنہ ۱۹۹، ۲۵۰، ۲۴۶، ۲۶۹، ۲۸۹، ۱۴۶۰، ۱۴۷۰، ۱۶۷۰

عمرو بن رافع ـــــ ۱۷۸

عمرو بن سعید لاہوری ـــــ ۲۱۵

عمرو بن مالک الراسی ـــ ۱۸۸

عمرو بن مسلم الباہلی ـــ ۱۷۰، ۱۷۱

عنایت احمد کاکوروی، مفتی ـــ ۳۱۳

عنایت اللہ شمال کشمیری ـــ ۲۸۲

عیسیٰ بن قاسم سندھی ـ ۲۳۹، ۲۵۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۹۵

غ

غازی الدین خان ـــــ ۲۹۱

غضنفر بن جعفر حسینی، سید ـــ ۲۳۰، ۲۶۳

غلام رسول، مولانا
دیکھئے انی بابا

غلام رسول، مولانا ـــــ ۳۴۱، ۳۶۰، ۳۰۵

غلام رسول بن چودہدری بخش، مولانا ۳۳۹، ۴۰۰

غلام سرور قادری، مولانا ـــ ۳۹۰

غلام علی بن عبداللطیف دہلوی ـــ ۳۰۶، ۳۰۷

غلام علی بن نوح واسطی بلگرامی ـــ ۲۹۳

غلام محمد بن ولی اللہ سورتی ـــ ۳۰۹

غلام محمد معین شمشٹوی

غلام مصطفیٰ قاسمی، ڈاکٹر ـــ ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹

ف

فتح بن عبداللہ سندھی، ابوالنصر
دیکھئے ابوالنصر

فتح محمد برہانوری ـــــ ۲۰۳، ۲۹۵

فتح محمد بن عیسیٰ سندھی ـــ ۲۰۲

Marfat.com

فخر الحسن بن عبد الرحمٰن گنگوہی، مولانا — ۲۰۲
فخر الدین بن عبد العلی بریلوی، مولانا — ۲۲۹
فخر الدین بن محب اللہ دہلوی — ۲۸۱، ۲۰۱
فرحت حسین بن فتح علی عظیم آبادی — ۳۱۶
فرخ شاہ بن محمد سعید، مولانا — ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۹۵
فرید الدین احمد آبادی — ۲۱۸، ۲۸۰
فرید الدین بن مسیح الدین کاکوری، مولانا — ۳۲۹
فرید الدین عطار — ۲۴۹
فضل احمد، مولانا — ۳۶۱
فضل الرحمٰن بن ابل اللہ، مولانا — ۳۲۷
الفضل بن سکین سندھی بغدادی — ۱۷۸
فضل بن محمد جندی — ۱۹۲
فقیر اللہ جالندھری، مفتی — ۳۶۱
فیاض علی بن الٰہی بخش صادق پوری، مولانا — ۳۲۴
فیروز شاہ سلطان التدریس — ۲۱۸
فیض الحسن بن علی بخش سہارنپوری، مولانا — ۳۲۶
فیض الدین بلخی، مولانا — ۳۹۶
فیض اللہ، مولانا
فیض عالم بن ملا جیون ہزاروی، مولانا — ۳۲۵

ق

قاسم بن عباس معتزی — ۱۸۴
قاسم بن قیصر — ۱۷۶
قاضی محمد، مولانا — ۳۲۷
قتیبہ بن مسلم الباہلی — ۱۷۰
قدرت علی رودولوی — ۳۱۵
قدیر بخش بدایونی، مولانا — ۶۰، ۳۶۲
قطب الدین بن علاء الدین، مفتی گجراتی — ۲۶۱
قطب الدین بن محی الدین دہلوی، مولانا — ۳۱۳، ۳۲۴
قطب الدین رازی — ۲۱۸
قطب الدین سرہندی — ۲۷۴، ۲۸۱، ۲۹۵
قطب الدین غورغشتوی، مولانا — ۳۶۴
قطب الدین محمد النہروالی، مفتی مکہ
قطب الدین نہروالی، مفتی
قطب الہدی بن محمد واضح بریلوی — ۳۰۶، ۳۰۸
قطب شاہ حیدرآبادی
قمر الدین، قاضی — ۳۵۹
قمر الدین سونی، پتی
قوام الدین محمد کشمیری — ۲۹۳
قیس بن ابی حازم — ۱۸۲

ک، گ، ل

کرامت علی بن حیاۃ علی اسرائیلی، دہلوی
کمال الدین بن محمد الیمانی
کمال الدین زاہد، محمد بن احمد المرکلی — ۲۱۴، ۲۱۶، ۲۱۸
گدا علی — ۳۹۱
گل محمد، مولانا — ۳۴۱، ۳۵۷
گیسو دراز — ۲۲۳

Marfat.com

لشکر محمد العارف سطاری سہارنپوری ـــ ۲۷۲

لیث بن سعد ـــ ۱۷۳، ۱۷۵

م

مالک بن انس رضی اللہ عنہ ۲۶۵، ۲۴۵، ۳۵۳، ۱۵۹، ۱۶۰

مبارک الفاضل گوالیری ـــ ۲۴۹

مبارک بن ارزانی عمری بنارسی ـــ ۲۳۶

مبارک بن عبدالجبار الطیوری، ابوالحسن
دیکھئے ابوالحسن مبارک

مبارک بن فخرالدین بلگرامی ۱۰۳، ۲۵۹، ۲۷۷، ۲۰۹

مجاہد بن جبیر ـــ ۱۷۳، ۳۵۴

مجدد الف ثانی احمد بن عبدالاحد سرہندی ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۹۵

محب احمد قادری، مولانا ـــ ۳۶۰، ۳۹۹

محبوب علی بن صاحب دہلوی ـــ ۲۱۸

محدث پشاوری، دیکھئے محمد ایوب بن عبداللطیف

محسن بن یحییٰ ترہتی ـــ ۲۱۸

محمد ابراہیم بلیاوی، مولانا ـــ ۲۹۲، ۳۹۳

محمد ابراہیم شاہ قادری، مولانا ـــ ۳۹۹

محمد ابراہیم مفتی، مولانا ـــ ۳۶۰

محمد احمد بن عمر، مولانا ـــ ۲۳۵، ۲۴۰

محمد ادریس بن محمد اسمٰعیل کاندھلوی، مولانا ۳۴۱، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۸، ۳۹۹، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۶

محمد ادریس طوردی، مولانا ـــ ۳۵۰

محمد اسحٰق بردوانی، مولانا ـــ ۲۷۴

محمد اسحٰق بھٹی، مولانا

محمد اسحٰق حافظ، مولانا

محمد اسعد سہارنپوری، مولانا ـــ ۲۰۵

محمد اسمٰعیل لاہوری ـــ ۱۹۹، ۲۰۰

محمد اسمٰعیل، مولانا ـــ ۳۵۸

محمد اسمٰعیل، مولوی ـــ ۳۹۲

محمد اشرف، مولانا ـــ ۳۶۰

محمد اشفاق احمد، مولانا ـــ ۲۴۱

محمد اعظم بن سیف الدین گجراتی ـــ ۲۹۵، ۲۰۰

محمد افضل سیالکوٹی ـــ ۲۹۱

محمد اکرم بن عبدالرحمٰن نصیرپوری، قاضی ۲۶۶، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۰۰

محمد العلقمی شافعی ـــ ۲۶۵

محمد امین، شیخ ـــ ۲۶۲، ۳۰۸

محمد امین، مفتی ـــ ۳۰۴

محمد انوری ـــ ۳۶۲

محمد ایوب بن لطیف اللہ محدث پشاوری ۲۲۶

محمد بن ابراہیم التمیمی ـــ ۱۰۶

محمد بن ابراہیم العقدی ـــ ۵۱

محمد بن ابراہیم بلیانی ـــ ۵۰

محمد بن ابراہیم دیبلی، ابوجعفر
دیکھئے ابوجعفر

محمد بن ابی الحسن بکری

محمد بن ابی الفوارس ـــ ۱۹۶، ۲۲۴

Marfat.com

محمد بن ابی بکر دمیانی
محمد بن ابی معشر نجیح ــــ ۱۷۵، ۱۸۱، ۱۸۳، ۱۸۷، ۱۸۹
محمد بن احمد الحکیمی ــــ ۱۸۲
محمد بن احمد المرغلی، کمال الدین زاہد ــــ ۲۱۴
دیکھئے کمال الدین زاہد
محمد بن احمد نہروالی ــــ ۲۴۴
محمد بن اسحٰق بن خزیمہ ــــ ۱۵۹، ۱۸۱
محمد بن اسماعیل یعقوبی ــــ ۲۰۳
محمد بن الحارث ــــ ۱۷۱
محمد بن الحسن گجراتی ــــ ۲۵۲
محمد بن بشیر العہدی ــــ ۱۸۲
محمد بن بکار ــــ ۱۷۵
محمد بن تاج حنفی ــــ ۲۲۷
محمد بن جریر الطبری، ابوجعفر
دیکھئے الطبری
محمد بن جعفر گجراتی ــــ ۲۷۶، ۲۸۰
محمد بن حداد، ابوالفتح
دیکھئے ابوالفتح محمد
محمد بن حسین انصاری لیمانی، مولانا ــــ ۳۲۰
محمد بن حسین پٹنی
محمد بن حماد طہرانی ــــ ۱۷۸
محمد بن خلف لاہوری، ابوالقاسم محمد
دیکھئے ابوالقاسم محمد
محمد بن ربیعہ
محمد بن رجاء السندی، ابوعبداللہ
دیکھئے ابوعبداللہ محمد
محمد بن سیرین ــــ ۱۷۶
محمد بن شاد ــــ ۲۴۴
محمد بن صادق ٹھٹھوی
دیکھئے ابوالحسن مغیر
محمد بن صالح بن ہانی ــــ ۱۸۶
محمد بن طاہر پٹنی ۲۳۷، ۲۴۹
محمد بن عباس المؤدب ــــ ۱۹۶
محمد بن عبدالرحمٰن البیلمانی الکوفی ــــ ۱۷۱
محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی ذئب ــــ ۱۵۹
محمد بن عبدالرحمٰن سہارنپوری، مولانا
۲۴۴، ۱۷۲، ۲۸۲، ۳۲۷
محمد بن عبدالرزاق حسینی ــــ ۲۰۴
محمد بن عبدالرسول برزنجی ــــ ۲۸۳
محمد بن عبدالعزیز مچھلی شہری، قاضی ــــ ۳۱۸، ۳۲۸
محمد بن عبدالعزیز ہاشمی منصوری، ابوالفضل
دیکھئے ابوالفضل
محمد بن عبدالسلام انصاری، ابوالفضل
دیکھئے ابوالفضل محمد
محمد بن عبدالقادر سندھی
دیکھئے ابوطیب محمد
محمد بن عبداللہ الاسدی ــــ ۱۷۹

محمد بن عبداللہ بن یزید المقرمی ـــ ۱۹۷

محمد بن عبداللہ جیون بن نورالدین ہزاروی، مولانا، ۲۴۰

محمد بن عبداللہ خلیفتی ـــ ۲۹۳

محمد بن عبداللہ غزنوی، مولانا ـــ ۲۹۲

محمد بن عبدالہادی

دیکھئے ابوالحسن کبیر

محمد بن عبد بن نمیر ـــ ۱۷۹

محمد بن عثمان بن ابی سرید بصری ـــ ۱۹۲

محمد بن علاءالدین مزجاجی ـــ ۳۰۲

محمد بن علاءالصیرفی ـــ ۱۸۰

محمد بن علی بن احمد البامیانی ـــ ۱۰۸

محمد بن علی بن خاتون العاملی ـــ ۲۷۱

محمد بن علی بن محمد خشاب نیشاپوری، ابوسعید

دیکھئے ابوسعید

محمد بن علی بن یعقوب، ابوالعلاء القائنی

دیکھئے ابوالعلاء

محمد بن علی شروان ـــ ۲۹۲

محمد بن عمر خسرمی ـــ ۲۳۰

محمد بن فضل اللہ برہانپوری ـــ ۲۶۵، ۲۷۲

محمد بن قاسم ـــ ۱۶۰، ۱۶۹، ۱۷۰

محمد بن کعب ـــ ۱۷۵

محمد بن محمد الجابی، ابوالحسن

دیکھئے ابوالحسن محمد

محمد بن محمد الحسن المنصوری ہاشمی، ابوالعباس

دیکھئے ابوالعباس

محمد بن محمد ایجی ـــ ۲۲۹

محمد بن محمد بن رجاء السندی، ابوبکر ـــ ۱۰۰

دیکھئے ابوبکر محمد

محمد بن محمد بن عبدالرحمٰن

محمد بن محمد بن عبدالرحمٰن مالکی

دیکھئے ابن سوید

محمد بن محمد بن عبداللہ دہلی ـــ ۹۲

محمد بن محمد دمرامی دہلوی، نجیب الدین ـــ ۲۲۱

محمد بن محمد سخاوی مصری ـــ ۲۳۰، ۲۳۳

محمد بن محمد لاہوری، اسفرائنی ـــ ۲۰۵

محمد بن محمد موسیٰ برہانپوری

محمد بن مخلد ـــ ۱۸۵

محمد بن معصوم صفائی ترمذی ـــ ۲۲۱

محمد بن ہاشم سورتی، مولانا ـــ ۲۲۸

محمد بن یحییٰ اسفرائنی ـــ ۱۸۱

محمد بن یعقوب ابوعبداللہ

دیکھئے ابوعبداللہ

محمد بن یوسف بن علی الکرانی الفیروزآبادی ـــ ۲۳۰

محمد بن یعقوب عباسی

محمد بن یوسف [illegible]

محمد بن یوسف فریابی ـــ ۱۰۶

Marfat.com

محمد لبشیر بن بدرالدین سہسوانی ـــــ ۳۲۸
محمد تقی عثمانی بن محمد شفیع، مولانا ۵، ۳۷، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۴
محمد جعفر بدر عالم گجراتی ـــــ ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۳۴۹
محمد جمال چشتی ـــــ ۳۲۰
محمد حبیب اللہ نعمانی، مولانا
محمد حسن الشاط المکی ـــــ ۴۰۱
محمد حسن بن ظہور حسن سنبھلی، مولانا
محمد حسن حقانی، مفتی ـــــ ۳۸۹
محمد حسن حکیم، مولانا ـــــ ۳۴۱
محمد حسین اسرائیل بن عبدالستار ـــــ ۳۳۴
محمد حسین مدارسی ـــــ ۳۱۳
محمد حنیف، مولانا
محمد حیات ابن ابراہیم سندھی ۹۵، ۳۰۲، ۳۰۴، ۳۲۲، ۲۸۳، ۲۹۳
محمد خلیل بن سید محمد مختار کاظمی، مولانا ـــ ۳۸۹، ۳۹۲
محمد رسول خان ہزاروی، مولانا ـــ ۳۶۰، ۳۹۴
محمد رشید بن مصطفی عثمان جونپوری ـــ ۲۵۹
محمد رشید کانپوری، مولانا ـــ ۲۷۴
محمد رفیع عثمانی مفتی بن محمد شفیع، مولانا ۴، ۴۰۵، ۲۸۵، ۴۰۳
محمد زاہد شاہ ہمدانی ـــــ ۳۱۹
محمد زبیر بن ابی لیلی سرہندی ـــــ ۳۱
محمد زکریا کاندھلوی، مولانا ـــ ۲۷۵، ۳۸۵، ۳۹۶
محمد سالم طبلاوی مصری ـــــ ۲۶۵
محمد سعید بن حسین کوکنی ـــ ۲۷۷
محمد سعید بن صبغۃ اللہ مدراسی، مولانا ـــ ۳۲۷
محمد سعید بن مولانا خواجہ حنفی
دیکھئے خواجہ میر کلاں
محمد سعید بن مولانا خواجہ کوہی، شیخ المسند ـــ ۲۶۲
محمد سعید بن واعظ علی عظیم آبادی، مولانا ـــ ۳۲۶
محمد سعید سرہندی ـــــ ۲۵۹، ۲۹۵
محمد سعید صفر ـــــ ۲۹۳
محمد سعید کوکنی ـــــ ۲۹۲
محمد سلیمان گیلانی، مولانا
محمد شاہ بن حسن شاہ حسینی رامپوری، مولانا ـــ ۳۲۹
محمد شاہ تغلق ـــــ ۲۲۰
محمد شفیع اوکاڑوی، مولانا ـــــ ۳۹۰
محمد شفیع دیوبندی، مفتی ۳۹۲، ۳۹۳، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۳۴۱، ۳۵۰، ۳۹۱
محمد صادق بن محمد غنی گجراتی، مولانا ـــ ۲۷۷، ۳۹۶
محمد صالح قیلنوی افغانی، شیخ ـــ ۳۸۱
محمد صدیق بن شریف ـــــ ۲۵۳، ۳۹۲
محمد طاہر بن غلام نبی مرادانی، مولانا ـــ ۴۰۵
محمد طیب قاسمی، مولانا قاری ـــ ۱۳۴، ۳۵۰، ۴۰۳
محمد عابد انصاری سندھی ـــــ ۳۰۲
محمد عابد سندھی
محمد عاشق بن عبیداللہ پھلتی ـــــ ۳۰۰، ۳۰۸
محمد عبدالحامد بن حکیم عبدالقیوم قادری بدایونی، مولانا
محمد عبدالحکیم شرف قادری، مولانا ـــ ۴۰۰

Marfat.com

محمد عبدالرحیم ماجابر

محمد عبید بن محمد عرب

محمد عتیق بہاری ـــــ ۲۷۹

محمد عثمان مٹیاروی ـــــ ۲۶۷

محمد عطاء اللہ حنیف بن میاں صدرالدین حسن، مولانا

محمد علی، مولانا

محمد علی بن عبدالعزیز لکھنوی، مولانا ـــــ ۳۱۴

محمد علی بن عنایت علی رامپوری، مولانا ـــ ۳۱۲، ۴۰۰

محمد عیسیٰ، حافظ ـــــ ۳۶۰

محمد غوث شافعی ـــــ ۳۱۲

محمد فاخر بن محمد یحییٰ عباس الہ آبادی ـــ ۲۹۳

محمد قاسم بن شیخ اسد علی نانوتوی، مولانا ـــ ۳۲۸

محمد قاسم سندھی ـــــ ۲۹۱، ۲۹۷

محمد قدیر بخش بدایونی، مولانا ـــــ ۲۹۹

محمد گوندلوی، مولانا ـــــ ۳۸۱

محمد لاہوری، مولانا

محمد مالک بن محمد ادریس کاندھلوی، مولانا

محمد متین ہاشمی سید، مولانا ـــــ ۲۶۶

محمد محترم فہیم عثمانی، مولانا ـــــ ۳۱۷، ۳۹۸

محمد محدث تھانوی، مولانا ۳۲۵

محمد مخدوم بن ظہیر الدین ـــــ ۳۰۵

محمد مخدوم بن محمد نواز لکھنوی ـــ ۳۰۷

محمد معروف

محمد معصوم بن عبدالرشید دہلوی، مولانا ـــ ۳۲۰

محمد معین ٹھٹھوی ـــــ ۲۹۱، ۲۹۳، ۲۹۵

محمد مقبول ریدال ـــــ ۳۰۳

محمد میاں دیوبندی، سید، مولانا ـــــ ۲۶۶

محمد نافع، مولانا ـــــ ۲۶۰

محمد نذیر بن فضل احمد، مولانا صاحب حق ـــ ۳۶۴

محمد نعیم الدین سید مراد آبادی، مولانا ـــ ۳۶۲

محمد نعیم بن عبدالحکیم لکھنوی، مولانا ـــ ۲۲۱

محمد یٰسین سرہندی، مولانا ـــــ ۳۰۰

محمد یعقوب، پیر

محمد یوسف بن سید محمد زکریا بنوری، مولانا ۳۶۲، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۶۶، ۳۵۰، ۴۰۲

محمد یوسف بن مفتی محمد اصغر، مفتی ـــ ۳۲۴

محمد یوسف طلال، مولانا ـــــ ۳۶۲

محمود

محمود احمد بن ابوالبرکات سید احمد رضوی، مولانا

محمود بن ابی الخیر بلخی، برہان الدین ۲۱۴، ۲۱۶

محمود بن محمد ـــــ ۲۰۲، ۲۱۵، ۲۲۰

محمود حسن بن ذوالفقار حسن دیوبندی، شیخ الہند ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۵۰، ۲۵۳

محمود شاہ سلطان الہند ۲۲۱، ۲۲۹

محمود شیخ، خادم تین الہنائی

محمود عثمانی، مولانا ـــــ ۲۳۷

محمود گاوان

Marfat.com

محمود نقشبندی، خواجہ ـــــ ۲۷۴
محی الدین لکھوی، مولانا
مخدوم بن برہان الدین ـــــ ۲۲۰
مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھائی ـــــ ۲۶۷، ۲۹۴
مراد بن اکبر
مرتضیٰ بن محمد بلگرامی ـــــ ۳۰۲
مرتضیٰ حسن چاندپوری، مولانا ـــــ ۳۴۱
مرتضیٰ زبیدی ـــــ ۳۰۲
مرتضیٰ کونی، سید
مرزا باقی امیر بن مرزا عیسیٰ ترخان
مرزا جان برکی ـــــ ۲۶۲
مرزا عیسیٰ ترخان
مسدد بن مسرہد ـــــ ۱۶۰، ۱۸۴
مسعود احمد دہلوی، مولانا ـــــ ۳۵۱
مسلم بن ابراہیم الوراق ـــــ ۱۷۲، ۱۸۵
مشتاق احمد کانپوری، مولانا ـــــ ۳۶۰، ۳۶۲
مصباح اللہ شاہ، مولانا ـــــ ۳۸۲
مصطفیٰ بن طیب رفیقی کشمیری، مولانا ـــــ ۳۲۵
مظفر بن شمس الدین بلخی ـــــ ۳۲۲
معز الدین بخاری
معصوم بن احمد سرہندی ـــــ ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۹۵
معمر بن راشد ـــــ ۱۵۹، ۱۷۳
معن بن عیسیٰ القزاز ـــــ ۱۷۹
معین الدین، خواجہ ـــــ ۲۷۴
معین الدین شافعی، مولانا ـــــ ۴۰۰
معین الدین لکھوی، مولانا
مغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ـــــ ۱۵۱
مفضل ابن مہلب ابن ابی صفرۃ ـــــ ۱۶۴
مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ ـــــ ۱۹۶
مکی بن ابراہیم بن علی الزہلی ـــــ ۱۸۱
ملا محمود دیوبندی ـــــ ۳۲۶
ممتاز بیگ کاندھلوی، مولانا ـــــ ۳۹۱
منظور احمد خان، مولانا ـــــ ۳۹۷
منور بن عبد المجید لاہوری ـــــ ۲۶۵
منور علی بن مظہر الحق رامپوری، مولانا ـــــ ۳۳۰
منہاج السراج جزجانی، قاضی ـــــ ۲۱۳، ۲۱۴
منیب احمد، مولانا ـــــ ۴۰۱، ۴۰۳
مودودی، ابوالاعلیٰ سید
دیکھئے ابوالاعلیٰ
موسیٰ بن جعفر کشمیری ـــــ ۲۵۲، ۲۷۳
موسیٰ بن سندھی جرجانی، ابو محمد ـــــ ۱۸۰
موسیٰ بن ہارون البزاز ـــــ ۱۹۲
موسیٰ بن ہارون الحافظ ـــــ ۱۹۶
مہر علی شاہ، گولڑی، پیر
مہر محمد، مولانا ـــــ ۳۹۷، ۴۰۰
مہروک بن رائق ـــــ ۱۸۷

میر الوالغیث بخاری ــــ ۲۴۲
میر سید عبد الاول ــ ۲۳۲، ۲۳۹

ن

نثار علی بن محمد صادق ظفر آبادی ــــ ۲۰۴
نجم الدین ابی المیامن محمد بن احمد الموافق الاذکانی ۲۳۲
نجم الدین الکبری، شیخ ــــ ۲۰۹
نجم الدین محمد بن احمد غیطی مصری ــ ۲۶۵
نجیح بن عبد الرحمن سندھی، المعروف بابی معشر
نذیر حسین بن جواد علی دہلوی، سید ۲۳۴، ۲۳۷، ۲۹۹، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۲۸، ۳۳۱
نسائی ابو عبد الرحمن شعیب بن محمد ۲۱۶، ۲۸۷، ۲۹۸
نسیم الدین میرک شاہ، سید ۱۰۰، ۱۷۳، ۱۷۹، ۲۱۶
نصر اللہ بن احمد بن السندی ــــ ۱۹۹، ۳۰۴۷
نصیب الدین ــــــ ۲۰۳
نصیر الدین برہانپوری، قاضی ــــ ۲۷۲
نصیر الدین چراغ دہلی ــ ۲۲۱، ۲۲۷
نصیر الدین غور غشتوی، مولانا ــ ۲۵۹، ۴۰۵
نضر بن منصور النہری ــــ ۱۸۱
نظام الدین اولیاء ــ ۲۱۵، ۲۱۶۰، ۲۱۹، ۲۲۱۰، ۲۲۷
نظام الدین بن سیف الدین ــــ ۲۴۵
نظام الدین عثمان امیٹھوی ــــ ۲۰۰
نظام الدین ملاحی، زبدۃ المحدثین ــ ۲۱۹
نعمان بن بشیر ــــــ ۱۰۹
نعیم بن حماد خزاعی مصری ــــ ۱۰۰
نواب صدیق حسن خان بن اولاد حسن بقنوجی ۳۲۱، ۳۲۰
نور الاسلام بن سلام اللہ رامپوری، مولانا ــ ۳۲۵
نور الحسن بخاری، سید ــــ ۳۳۵
نور الحق دہلوی، مفتی ــــ ۲۶۰، ۲۷۸، ۳۱۶۰
نور الدین ابو الحسن علی بن ابی عبد اللہ قاضی ۲۰۷،
نور الدین ابو الفتوح ــــ ۲۴۴
نور الدین بن محمد صالح گجراتی ــــ ۲۰۰، ۲۰۲
نور الدین علی بن العراقی الطیب ــــ ۲۶۵
نور اللہ شیخ ــــ ۳۰۴، ۳۰۸
نور الہدی لیسوی کشمیری ــــ ۳۱۹

و

واحد حسین فلسفی، مولانا ــــ ۲۶۰، ۳۹۱
وجیہ الدین سہارنپوری، مولانا ــــ ۲۰۳
وجیہ الدین عبد الرحمن ــــ ۲۴۴
وجیہ الدین علوی گجراتی ــــ ۲۵۲، ۲۰۹
وحید الزمان بن مسیح الزمان حیدر آبادی، مولانا ۳۱۹
وفد اللہ مکی ــــ ۲۹۱
وکیع بن الجراح ــــ ۲۰۳، ۹۰، ۱۰۲، ۱۳۰،
ولایت علی بن فتح علی صادق پوری ۲۰۳، ۳۹۱
ولی اللہ، مولانا ــــ ۲۶۰
ولی حسن، مفتی ــــ ۴۰۱

ولید بن عبد الملک

ولید بن مسلم ـــ ۱۷۶

ھ

ھبۃ اللہ بن سہل سندھی ـــ ۲۰۱

ہداد بن سعد اللہ ـــ ۲۴۹

ہشام بن عروہ ـــ ۱۷۴

ہشیم بن بشیر ـــ ۱۵۹، ۱۷۹

ی

یحیی بن ابراہیم النحول ـــ ۲۰۰

یحیی بن ابی کثیر ـــ ۱۷۶

یحیی بن عبد الحامد الحمانی ـــ ۱۸۵

یحیی بن عبد الرحمن بن ابی الخیر ہاشمی ـــ ۲۲۵

یحیی بن عبدک القزوینی ـــ ۱۷۹

یحیی بن قطان ـــ ۱۷۲، ۱۷۶

یحیی بن موسی البلخی ـــ ۱۸۱

یحیی علی بن الٰہی بخش صادق پوری، مولانا ـــ ۳۲۲

یزید بن ہارون ـــ ۱۸۱، ۱۸۲

یزید رقاشی ـــ ۱۷۲

یعقوب البنانی لاہوری ـــ ۲۷۶

یعقوب بن ابراہیم بن سعد الزہری ـــ ۱۷۹

یعقوب بن ابراہیم دورقی

یعقوب بن حسن صرفی کشمیری ۲۵۰، ۲۶۳، ۲۶۴

یعقوب بن سعد الزہری ـــ ۱۸۲

یعقوب بن شیبہ ـــ ۱۷۹

یعقوب بن عبد العزیز ـــ ۳۰۷

یعقوب بن ملوک علی صدیقی نانوتوی، مولانا

یعلی بن عبید ـــ ۱۷۱

یعیش لبطای ـــ ۱۸۰

یوسف بن جمال ملتانی ـــ ۲۱۸

یوسف بن عبد الکریم ـــ ۲۹۲

یونس سندھی ـــ ۲۲۹

یونس عثمانی، مولانا ـــ ۴۰۱

الکنیٰ۔ ابناء

ابن ابی الدنیا ـــ ۱۷۷

ابن ابی حاتم

ابن اثیر ابو الحسن علی بن ابی الکرم محمد بن محمد عبد الکریم

ابن ادریس ـــ ۱۷۷

ابن الحزم

ابن السندی، نصر اللہ بن احمد

دیکھئے نصر اللہ بن احمد

ابن الشرقی ـــ ۱۸۶

ابن المبارک ـــ ۱۹۱

ابن بطوطہ، محمد بن عبد اللہ بن محمد ابراہیم

ابن بویہ، ابو جعفر عبد اللہ بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن عیسیٰ

دیکھئے ابو جعفر

Marfat.com

ابن جریج
دیکھئے عبدالملک بن عبدالعزیز
ابن جریر الطبری، ابوجعفر محمد
دیکھئے الطبری
ابن حبان ۱۶۲، ۱۶۹، ۱۷۳، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۹، ۱۸۱
ابن حجر ۲۶۹، ۲۲۹، ۲۳۳، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۶۴
ابن خلدون، عبدالرحمٰن بن محمد
ابن رزقویہ ـــــ ۱۹۶
ابن سعد، محمد بن سعد ـــــ ۲۰۳
ابن سکر ـــــ ۲۱۹
ابن سوید محمد بن محمد بن عبدالرحمٰن مالکی ۲۲۸، ۲۲۹
ابن شہاب زہری ۱۵۵، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۷۰، ۳۰۵، ۳۵۴، ۴۰۰
ابن سنان
ابن عدی ـــــ ۱۷۳، ۱۷۹
ابن عساکر ـــــ ۲۰۱
ابن عماد حنبلی ـــــ ۱۹۱
ابن فہد، ابوالقاسم بن احمد مکی ـــــ ۲۱۹
ابن محمد ارشد خیرآبادی، امام
ابن معین ـــــ ۱۷۳
ابن نظیف ـــــ ۱۹۸
ابن نمیر ـــــ ۱۹۶

آباء

ابوابراہیم، اسمٰعیل بن سندھی
دیکھئے اسمٰعیل
ابواحمد الحاکم ـــــ ۱۰۳
ابواحمد زبیری ـــــ ۱۰۹
ابواسحٰق ابراہیم بن عمر بن ابراہیم ـــــ ۱۹۲، ۲۰۲
ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا
ابوالحسن احمد بن ابراہیم فراس المکی ـــــ ۱۹۱
ابوالحسن بختیار بن عبداللہ سندھی ـــــ ۲۰۳
ابوالحسن حاجی سندھی ـــــ ۱۹۲، ۲۲۲
ابوالحسن شافعی، بجری ـــــ ۲۲۳، ۲۳۸، ۲۶۵
ابوالحسن صغیر، محمد بن صادق تھٹھوی
ابوالحسن علی بن عمر لاہوری ـــــ ۲۰۱
ابوالحسن علی ندوی، [illegible]
ابوالحسن کبیر محمد بن عبدالہادی [illegible]
ابوالحسن محمد بن محمد الحجاج ـــــ [illegible]
ابوالحسن میاں ـــــ ۲۹۱
ابوالحسن بن الجندی ـــــ ۱۹۳
ابوالحسین مبارک بن عبدالجبار الطیوری ۲۰۳
ابوالحسین محمد رزق ـــــ ۱۹۵
ابوالعباس احمد بن عبداللہ بن حمید دیبلی ۱۹۱
ابوالعباس احمد بن محمد بن صالح بن عبدربہ [illegible]

Marfat.com

ابوالعباس احمد بن محمد نہروالی، علاء الدین
ابوالعباس بن الاثرم ـــ ۱۹۶
ابوالعباس محمد بن محمد الحسن المنصوری ہاشمی ۱۹۵
ابوالعباس محمد بن محمد بن عبداللہ دیبلی
دیکھئے محمد بن محمد
ابوالعلاء الفانی، محمد بن علی بن یعقوب
ابوالفتح عبدالرزاق بن حسان المنیعی ـــ ۲۰۲
ابوالفتح محمد بن حداد
ابوالفتوح عبدالصمد بن عبدالرحمٰن لاہوری ۲۱۵، ۲۰۴
ابوالفتیان عمرو بن ابوالحسن الرواسی ـ ۲۰۱
ابوالفضل محمد بن عبدالسلام بن احمد انصاری ۲۰۲
ابوالفضل محمد بن عبدالعزیز ہاشمی منصوری ۱۹۴
ابوالفضل محمد بن نصیر السلمی بغدادی ـ ۲۰۲
ابوالفوارس طراد بن محمد ـــ ۲۰۳
ابوالقاسم البغوی ـــ ۱۷۹
ابوالقاسم الحسین بن محمد بن اسد دیبلی
دیکھئے الحسین بن محمد
ابوالقاسم بن احمد مکی
دیکھئے ابن فہد
ابوالقاسم بن سابنک ـــ ۱۹۹
ابوالقاسم شعیب بن محمد بن احمد دیبلی
ابوالقاسم صیدلانی ـــ ۱۹۵
ابوالقاسم عبدالملک بن علی بن خلف ـ ۲۰۲
ابوالقاسم عبداللہ البغوی ـــ ۱۹۵
ابوالقاسم علی محمد الحسینی
ابوالقاسم محمد بن خلف لاہوری ـــ ۲۰۲، ۲۱۵
ابوالقاسم نقشبندی
ابوالمظفر السعیدی السمعانی ـــ ۲۰۶، ۲۰۲، ۲۰۴
ابوالمعالی البغدادی ـــ ۲۰۱
ابوالمواہب احمد بن علی ـــ ۲۶۲
ابوالنعمان محمد بن فضل ـــ ۱۸۲
ابوالولید ـــ ۱۷۰، ۱۷۳، ۱۸۲، ۱۸۴
ابوبردۃ بن ابی موسیٰ ـــ ۱۷۵
ابوبکر احمد بن سندھی بن بحر الحداد
دیکھئے احمد بن سندھی
ابوبکر الخطیب ـ ۱۹۵، ۱۹۸
ابوبکر برقان ـــ ۱۹۶
ابوبکر بن ابی الخیر جونپوری، مولانا ـــ ۳۳۰
ابوبکر بن ابی داؤد سجستانی ـــ ۱۹۵
ابوبکر بن المحذور ـــ ۱۸۱
ابوبکر بن حزم ـــ ۱۷۲
ابوبکر بن خلف شیرازی ـــ ۲۰۲
ابوبکر بن سید داؤد غزنوی، مولانا ـــ ۳۸۰
ابوبکر بن شیبہ ـــ ۱۸۶
ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن شہاب

ابوبکر بن عیاش ـــ ۱۷۷، ۱۷۹

ابوبکر شلی باعلوی

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ۱۶۶، ۱۸۲، ۲۱۰، ۲۸۹، ۲۹۰
۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۵، ۱۵۴، ۱۵۵

ابوبکر محمد بن محمد بن رجاء السندی ـ ۱۷۷، ۱۹۰

ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی

دیکھئے طحاوی

ابوجعفر سندھی

ابوجعفر عبداللہ بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن عیسی بن ابی

جعفر المنصوری ـــ ۱۹۵

ابوجعفر محمد بن ابراہیم دیبلی ـــ ۱۸۸، ۱۹۱۰، ۱۹۲

ابوجعفر محمد بن جریر الطبری

دیکھئے الطبری

ابوحاتم الرازی ـــ ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۰۰، ۱۰۹، ۱۸۱

ابوحازم الاشجعی ـــ ۱۰۲

ابوحامد خضری ـــ ۱۸۱، ۱۸۶۰

ابوحذیفہ البخاری

ابوحفص الربیع بن نبیح السعدی البصری ۱۰۳، ۱۰۵،
۱۰۲

ابوحنیفہ نعمان بن ثابت ۲۹۶، ۲۰۶، ۲۰۰، ۲۰۱،
۲۰۴، ۲۹۰، ۲۱۶، ۴۰۰

ابوخلیفہ الفضل بن حباب الجمحی

ابوخلیفہ قاضی ـــ ۱۹۲

ابوداؤد الطیالسی ـــ ۱۶۰، ۱۰۲۰

ابورافع رضی اللہ عنہ

ابورزاق البرانی ـــ ۱۹۶

ابورضا بن اسمٰعیل دیبلوی ـــ ۲۰۹

ابوزرعہ عبدالرحمٰن بن عمرو دمشقی ـــ ۱۰۲، ۱۰۹

ابوزہیر عبدالرحمٰن بن مغراء ـــ ۱۸۵

ابوسعد الادریسی ـــ ۹۵، ۲۰۳۰

ابوسعید بن صفی دیبلوی ـــ ۳۱۰

ابوسعید محمد بن علی بن محمد خشاب نیشاپوری ـــ ۲۰۱

ابوسعید محمد شرف الدین، مولانا ـــ ۳۱۱

ابوسلیمان اسحٰق بن محمد افضل دیبلوی

ابوسہل احمد بن اسمٰعیل بن رشید الفرجانی ـــ ۲۰۸

ابوطاہر محمد بن ابراہیم کردی ـــ ۲۹۹، ۳۰۰

ابوطیب محمد بن عبدالقادر سندھی ۲۵۰، ۲۹۵

ابوعاصم النبیل

ابوعبداللہ محمد بن رجاء السندی ۱۹، ۱۰۰، ۹۰۰،
۱۰۰۰

ابوعبداللہ محمد بن یعقوب ـــ ۱۰۹، ۱۱۱

ابوعلی بن احمد علی التستری ـــ ۲۰۳

ابوعلی بن شاذان ـــ ۱۵۶

ابوعلی ثقفی ـــ ۱۲۳

ابوعمرو بن سماک ـــ ۱۲، ۱۴۰

ابوعمرو بن نجید ـــ ۹۲

ابوعوانہ ـــ ۱۶

ابوعون البیزوری ـــ ۱۲

ابوالقاسم یحییٰ بن عمار

ابومحمد اسفرائنی، رجاء بن سندی نیشاپوری

دیکھئے رجاء بن

ابو محمد الہندی البغدادی ـــــ ۱۸۸

ابو محمد مختیار بن عبداللہ الفصاد الہندی المروزی

دیکھئے مختیار بن عبداللہ

ابو محمد جعفر بن احمد سراج ـــــ ۲۰۳

ابو محمد خلف بن سالم

دیکھئے خلف بن سالم

ابو محمد رزق اللہ بن عبدالوہاب ـــــ ۲۰۳

ابو محمد عبدالرحمٰن بن احمد بن الحسن الدوقی ۲۰۳

ابو محمد عبداللہ بن جعفر بن مرہ منصوری حاکم نیشاپور ۱۹۶

ابو مسعود احمد بن الفرات ـــــ ۱۸۶

ابو معاویہ الضریر

ابو معشر نجیح بن عبدالرحمٰن سندھی
۱۷۵، ۱۷۶، ۱۸۴، ۱۸۹

ابو موسیٰ اسرائیل بن موسیٰ البصری ـــــ ۱۷۲

ابو موسیٰ المدینی، حافظ ـــــ ۲۰۴

ابو نصر سندھی بن ابان ـــــ ۱۸۵

ابو نصر فتح بن عبداللہ سندھی ـــــ ۱۸۳

ابو نصر محمد بن محمد الباہان ـــــ ۲۰۲، ۲۰۳

ابو نعیم ـــــ ۱۷۳، ۱۷۵، ۱۹۶

ابو نوح الانصاری ـــــ ۱۸۱

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ۱۵۳، ۲۶۱، ۳۴۵، ۳۸۹، ۴۴۸

ابو یعلی احمد بن حسن الموصلی ۱۹۱، ۱۹۳، ۲۰۳، ۱۷۸، ۱۸۱

خواتین

اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا ـــــ ۱۵۱

امۃ النفور بنت اسحٰق اہلیہ عبدالقیوم بن عبدالحئی

بڈھانوی ـــــ ۳۲۵

عائشہ صدیقہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا
۱۵۲، ۱۹۴، ۳۵۴، ۳۸۹

فاطمہ بنت محمد رضی اللہ عنہا ـــــ ۱۵۱

اصطلاحات

الاثر ۶۰، ۶۱

اسوۃ ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹

اصحاب صفہ ۱۲۷، ۱۳۸

اطاعت الٰہی ۷۳، ۱۰۰، ۹۲، ۹۴، ۹۵

اطاعت رسول ۶۹، ۷۰، ۷۲، ۷۷، ۱۰۰، ۱۰۲

ایمان ۸۵، ۹۵، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۸

بدعت ۶۷، ۱۲۹، ۵۴، ۵۹، ۶۰

تام الضبط

تزکیہ نفس ۱۰۷

تعلیم کتاب وحکمت

تقریر ۵۰، ۵۷، ۶۰

ثم ۸۱، ۸۲۰

حبط اعمال ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۱۵۰

حدیث ۶۱

حدیث مردود

حدیث مقبول

حسن ۱۲۲، ۱۲۹، ۱۳۱، ۲۵۰

حسن لذاتہ ۱۲۳، ۱۲۶، ۱۳۰، ۱۳۱

حسن لغیرہ ۱۲۳

الخبر ۶۰، ۶۱، ۱۱۲

سنت ۱۰۸، ۵۹، ۹۰، ۹۶، ۹۸، ۹۹

سندحالی ۱۳۵، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۳۱، ۳۲۰

شاذ ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۷، ۱۲۸

صحیح ۱۲۰، ۱۲۸، ۱۳۴، ۱۴۲، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۲۲، ۱۲۴، ۱۵۰

صحیح لذاتہ ۱۲۲، ۱۲۵، ۱۲۹، ۱۳۸

صحیح لغیرہ ۱۲۳، ۱۲۵، ۱۲۹، ۱۳۱

ضعیف ۱۲۲، ۱۲۹، ۱۳۰، ۲۵۰

عزیز ۱۲۰، ۱۲۹

غریب ۱۱۹، ۱۲۰

فعل نبی ۳۲، ۹۳، ۹۲، ۱۰۰، ۵۹۰

قول نبی ۸۰، ۱۰۰، ۱۰۳، ۹۳، ۵۹۰

متصل ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۸، ۱۲۹، ۳۲۰

متواتر ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۳۰، ۱۳۵

متواتر لفظی ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵

متواتر معنوی ۱۱۳، ۱۱۴

مدرج ۱۲۵

مدرج الاسناد ۱۲۵

مدرج المتن ۱۲۵

مدلس ۱۲۵، ۱۳۲، ۱۳۴

مرسل ۱۲۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۲۶۲

موضوع ۱۲۲

المسند ۳۲

مشہور ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۷

معجزات

معضل ۱۲۲
معلل ۱۲۲، ۱۲۷، ۱۳۵
معنعن ۱۳۳، ۱۳۴
معیار برہانی ۱۰۸، ۱۰۹
معیار وجدانی ۱۰۹
مقطوع ۱۳۳
مقلوب ۱۳۵، ۱۳۶
ملنکۃ ۷۱، ۹۴، ۹۵
منقطع ۱۲۹، ۱۳۲، ۱۶۲
موضوع ۱۰۹، ۱۲۰، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۶۲، ۱۷۰
موقوف ۶۰، ۱۳۲
ناقص الضبط ۱۲۷
نقل عدل ۱۲۷، ۱۲۸
واؤ ۸۱، ۸۲
وحی ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۹۶
وحی غیر متلو ۶۴، ۶۹، ۹۷
وحی متلو ۶۲، ۹۷
وصف بنی

ماخذ و مصادر

Marfat.com

- آمدی، سیف الدین ابی الحسن علی بن علی ، الاحکام فی اصول الاحکام بیروت، دارالکتب س ن ، ۔
- ابن اثیر، مبارک بن محمد الجزری ، جامع الاصول من احادیث الرسول بیروت، دارالاحیا التراث ، ۱۹۶۰ ۔
- ابن بطوطہ، محمد بن عبداللہ ، رحلہ ابن بطوطہ ، بیروت، دارالکتب البنانی ، س ن ۴۶۳
- ابن حجر احمد بن علی العسقلانی ، الاصابہ فی تمییز الصحابہ، بیروت، دارالاحیاء التراث العربی ۱۳۲۸ھ
- ایضاً تہذیب التہذیب ، حیدرآباد، مجلس دائرہ المعارف النظامیہ ۱۳۲۵، ۱۴
- ایضاً شرح شرح نخبۃ الفکر، کوئٹہ، مکتبہ اسلامیہ ، ۱۳۹۷، ۲۶۹
- ایضاً فتح الباری شرح صحیح البخاری ، بیروت، دارالمعرفۃ ، س ن ، ۱۴۰
- ایضاً لسان المیزان ، بیروت، موسسۃ الأعلمی للطبوعات ، ۱۹۸۱ ء
- ابن خلدون، عبدالرحمٰن ، مقدمہ ابن خلدون ، بیروت، موسسۃ الاعلمی للطبوعات ۔
- ابن خلکان، شمس الدین ابی العباس احمد بن محمد، وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان ، بیروت دار اصادر، ۱۹۷۸ ۔ ۸
- ابن سعد الطبقات الکبریٰ، بیروت دار اصادر ، ۱۹۵۷ ۸
- ابن عبدالبر، الوعمر لیوسف قرطبی اندلسی، جامع بیان العلم وفضلہ وما ینبغی فی روایتہ معہ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ ، س ن ۔
- ابن عساکر، تاریخ الدمشق الکبیر ، دمشق، ۱۳۲۲ھ
- ابن کثیر، ابی الفداء اسمٰعیل بن عمر، البدایۃ والنہایۃ ، لاہور، مکتبہ قدوسیۃ ،

larfat.com

- ایضاً تفسیر القرآن العظیم، لاہور ۱۹۰۳ء ۴
- ابن منظور، جمال الدین ابوالفضل محمد بن محمد بن مکرم لسان العرب، قاہرہ دار المعارف، س ن ۶
- ابن ہشام ابو محمد عبدالملک، السیرۃ النبویۃ، بیروت دار الاحیاء، ۱۹۳۶ء ۲
تدوین مصطفیٰ السقا، ابراہیم الابیاری، عبدالحفیظ شلبی۔
- ابوالحسن، عبید اللہ بن عبدالسلام مبارکپوری، مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، سانگلہ ہل المکتبۃ الاثریہ، س ن ۶
- ابوالحسن کبیر، محمد بن عبدالہادی، حاشیہ الجامع الصحیح للبخاری، بیروت، دار المعرفۃ، ۱۹۰۰ء ۲
- ایضاً حاشیہ الجامع الصحیح لمسلم، کراچی، اصح المطابع، س ن ۲
- ایضاً حاشیہ سنن المصطفیٰ لابن ماجہ، مصر مطبع تازیہ، س ن ۲
- ایضاً حاشیہ کتاب السنن للنسائی، بیروت، دار الاحیاء التراث العربی س ن ۱
- ابو داؤد، سلیمان اشعث، کتاب السنن، بیروت، دار الفکر، س ن ۲
- ابی نعیم، احمد بن عبداللہ الحافظ حلیۃ حلیۃ طبقات الاصفیاء بیروت، دار الکتب العربی ۱۹۸۰ء ۱۰
- احمد بن حنبل، امام، مسند الامام احمد بن حنبل، بیروت، المکتبۃ الاسلامی، س ن ۶
- اطہر مبارکپوری، القاضی، رجال السند والہند الی القرن السابع بمبئی، ادارۃ البلاغ، ۱۹۸۰ء ۱۲
- اکرم نصر پوری، محمد، امعان النظر شرح شرح نخبۃ الفکر، حیدر آباد، شاہ ولی اللہ اکیڈمی، س ن، صفحات ۲۹۱، تزوتب و تدوین قاسمی، غلام مصطفیٰ ڈاکٹر۔
- انطاکی، فتح اللہ، الہند، کما رأیتہا، مطبع ودیع الوفا فاضل، ۱۹۳۲ء۔
- بخاری، محمد بن اسمٰعیل، التاریخ الکبیر بیروت، دار الکتب العلمیۃ، س ن ۹
- ایضاً الجامع الصحیح المسند من حدیث رسول اللہ ﷺ وسننہ وایامہ، بیروت، التراث العربی وشکلہ وابوابہ
- بلاذری، فتوح البلدان۔
- نوری، محمد یوسف، معارف السنن شرح سنن الترمذی، کراچی، ایچ ایم سعید ۱۹۳۰ء ۰

- ترمذی، محمد بن عیسی جامع الترمذی، ملتان، نشر السنة. س ن ۴۔
- حاکم، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ۔ المستدرک، حیدرآباد، دائرۃ المعارف ۱۳۳۴ھ ۲
- الحسنی، عبدالحی، الثقافہ الاسلامیۃ فی الہند، دمشق مجمع اللغۃ العربیۃ، ۱۹۸۲ء ۴
ترتیب وتدوین، ابوالحسن علی الندوی
- ایضاً نزھۃ الخواطر حیدرآباد دکن، مجلس دائرۃ المعارف الاسلامیہ ۱۹۶۲ء ۸۔
وبہجۃ المسامع والنواظر۔
- خضری بک، محمد، اصول الفقہ، مصر، مکتبہ التجاریہ الکبریٰ، ۱۹۶۹ء ۲۹۱
خطابی معالم السنن،
- خطیب، ابوبکر احمد بن علی البغدادی۔ تاریخ بغداد، المدینۃ المنورہ المکتبہ السلفیہ، س ن ۱۴
- الخطیب، محمد عجاج۔ السنۃ قبل التدوین، قاہرہ مکتبہ وھبیۃ، ۱۹۶۳ء ۶۵۶
- دارمی، ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن سنن الدارمی، ملتان، نشر السنۃ۔ س ن، ۲
- ذہبی، محمد بن احمد بن عثمان تذکرۃ الحفاظ،
- ایضاً میزان الاعتدال فی نقد الرجال، سانگلہ ہل، مکتبہ اثریہ ۱۹۶۳ء ۶
- رازی، فخرالدین ابوعبداللہ محمد بن عمر، التفسیر الکبیر، تہران، دارالکتب العلمیہ س ن ۱۶
- راغب الاصفہانی، ابوالقاسم الحسین بن محمد، المفردات فی غریب القرآن، بیروت دارالمعرفۃ ۵۴
- سمعانی، ابوسعید عبدالکریم بن محمد، الانساب، بغداد، مکتبہ المثنیٰ، س ن، ۴۰۶ ورق
- السیوطی، جلال الدین بن عبدالرحمٰن تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، بیروت دارالکتب العلمیہ ۱۹۷۹ء صفحات تدوین عبدالوہاب عبداللطیف
- الشاشی، نظام الدین، اصول الشاشی، لاہور، مکتبہ مدینہ، س ن، ۱۰۷
- صبحی صالح الدکتور، علوم الحدیث ومصطلحہ، دمشق، مطبعہ جامعہ، ۱۹۵۹ء ۲۵۴
حسن بن محمد، مشارق الانوار مع شرح مبارق الازہار، القاہرۃ، دارالطباعۃ، ۱۳۲۸ھ ۲
- طبری، ابوجعفر محمد بن جریر تاریخ الامم والملوک، بیروت دارالفکر ۱۹۷۹ء ۶
- عبدالعزیز سہالوی، نبراس الساری علی اطراف البخاری، لاہور، مطبع کریمی، ۱۲۴۵ھ ۲

Marfat.com

- عتر، نور الدین الدکتور، منہج النقد فی علوم الحدیث، دمشق، دار الفکر ۱۹۷۱ء۔
- عثمانی، شبیر احمد علامہ، فتح الملہم شرح صحیح المسلم، کراچی، المکتبۃ الرشیدیۃ، ۱۹۶۲ء، ۳
- عثمانی، ظفر احمد مولانا، اعلاء السنن، کراچی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، س ن، ۱۱
- عثمانی، محمد تقی مولانا، تکملہ فتح الملہم بشرح صحیح الامام مسلم، کراچی، مکتبہ دار العلوم، ۱۵۱۵ھ
- عینی، بدر الدین العلامہ، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، دمشق ۱۹۷۹ء
- القسطلانی، ابی العباس شہاب الدین احمد بن محمد، ارشاد الساری الشرح صحیح البخاری، بیروت، دار صادر، ۱۹۶۳ء، ۱۰
- الکتانی، محمد بن جعفر، الرسالۃ المستطرفہ مشہور کتب السنۃ المشرفہ، کراچی، نور محمد، ۱۹۶۰ء، ۲۱۲
- الکتبی، محمد بن شاکر، فوات الوفیات، بیروت، دار صادر ۱۹۷۳ء، ۵
- تدوین، احسان عباسی الدکتور۔
- الکرمانی، افضل الدین ابو حامد احمد بن حامد، تصحیح البخاری بشرح الکرمانی، بیروت دار الاحیاء التراث العربی، ۱۹۶۱ء۔
- المالکی، ابو عبد اللہ بن فرحون، قضیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیروت، دار الکتب ۵۱۲ء۔
- محمد حمید اللہ الدکتور، مجموعہ الوثائق السیاسیہ، قاہرہ، لجنۃ التالیف والترجمۃ والنشر ۵۴ء۔
- محمد شفیع دیوبندی، مفتی، ملا زیاد السنی علی البیانع الجنی، کراچی، ادارۃ المعارف ۹۱۲ء، ۲۰۰۰ء
- محمد محمد ابو زہو، الحدیث والمحدثون، قاہرہ، شرکۃ مساہمۃ مصریۃ، ۱۹۶۱ء، ۵۹۶
- محمود الطحان، الدکتور، تیسیر مصطلح الحدیث، بیروت، دار القرآن الکریم ۱۹۷۵ء، ۲۳۷
- نووی، یحیی بن شرف، التقریب للنووی فی اصول الحدیث، بیروت، ۹۲۰ء۔
- یاقوت، شہاب الدین ابی عبد اللہ الحموی، معجم البلدان، بیروت، دار الاحیاء التراث العربی، ۲۲۲ء۔

Marfat.com

اُردو کتب

- ابو یحییٰ امام خان نوشہروی، تراجم علماء حدیث ہند لاہور، سبحانی اکیڈمی ۱۹۳۸ء، ۴۴۰
- ایضاً، ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات، چیچہ وطنی، مکتبہ نذیریہ، صفحات ۴۴۴
  جمع و ترتیب بزرانی، محمد حنیف مولانا۔
- اختر، احسان الحق، حضرت شاہ ولی اللہ۔ لاہور، سنگِ میل پبلی کیشنز، س ن۔ ۲۰۰
- اختر راہی، تذکرۂ علمائے پنجاب۔ لاہور، مکتبہ رحمانیہ ۱۹۸۱ء ۲
- استفاق الرحمٰن کاندھلوی، مولانا، علم حدیث، لاہور، کتب خانہ شانِ اسلام، ۱۹۷۷ء، ۲۳۸
- انصاری، عبد العظیم، تذکرۂ علماء بھوجیاں، لاہور، سبحانی اکیڈیمی، ۱۹۸۴ء، ۲۳۶
- برکاتی، مسعود احمد، شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان، لاہور، مجلس اشاعتِ اسلام ۱۹۷۶ء، ۲۰۸
- پرویز، غلام احمد، مفہوم القرآن، لاہور، ادارۂ طلوعِ اسلام، ۱۹۶۱ء، ۳
- رحمٰن علی، تذکرۂ علمائے ہند، اُردو ترجمہ، قادری، محمد ایوب، کراچی، پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی، ۱۹۶۱ء ۷۰۹
- رضوی، سید محبوب، تاریخ دار العلوم دیوبند، دیوبند، ادارۂ اہتمام دار العلوم ۱۹۷۹ء، ۲
- رضوی، سید محمود احمد، فیوض الباری شرح صحیح البخاری۔
- سلیمان ندوی، سید، عرب و ہند کے تعلقات، کراچی، کریم سنز پبلشرز ۱۹۷۶ء، ۴۰۲
- ایضاً، مقالاتِ سلیمان، اعظم گڑھ، مطبع معارف، ۱۹۶۸ء
  ترتیب و تدوین شاہ معین الدین ندوی۔
- ایضاً، یادِ رفتگان، کراچی، مجلس نشریات اسلام، ۱۹۸۲ء ۴۵۲
- شاہ عبد العزیز، بستان المحدثین، ترجمہ، عبد السمیع، مولانا، کراچی، میر محمد، س ن، ۲۲۶
- صمد، عبد الصمد، تاریخ الحدیث،
- عبد الحی، محمد میاں، تذکرہ مولانا محمد ادریس کاندھلوی، لاہور، مکتبہ عثمانیہ ۱۹۷۷ء ۴۰۰
- عبد الحی، سید، یادایام، علی گڑھ، مطبع السٹی ٹیوٹ، ۱۹۱۹ء، ۱۴

- عثمانی، شبیر احمد علامہ، فضل الباری شرح اردو صحیح بخاری، کراچی ادارۂ علوم اسلامیہ ۱۹۷۲ء، ۲
- عثمانی، محمد رفیع، کتابت حدیث عہد رسالت و عہد صحابہؓ میں، کراچی، ادارۃ المعارف، ۱۹۰۰ء، ۱۹۲
- عثمانی، محمد محرم فہیم، حفاظت و حجیت حدیث، لاہور، دار الکتب ۱۹۷۹ء، ۵۹۲
- عزیز الرحمٰن، مفتی، تذکرہ مشائخ دیوبند، کراچی، قرآن محل ۱۹۶۴ء، ۴۱۴
- غلام سرور لاہوری، خزینۃ الاصفیاء ترتیب و ترجمہ، فاروقی، اقبال احمد، لاہور، مکتبہ نبویہ، ۱۹۸۳ء، ۴۰۶
- فاروق، خورشید احمد، حضرت عمرؓ کے سرکاری خطوط، لاہور ادارۂ اسلامیات، ۱۹۷۱ء، ۳۰۶
- فتح محمد جہلمی، حدائق حنفیہ، لاہور، مکتبہ حسن سہیل، س ن، ۵۳۶
- فیوض الرحمٰن قاری، مشاہیر علمائے دیوبند، لاہور، المکتبہ العزیزیہ ۱۹۷۰ء، ۶۴۰
- قادری، عبدالحکیم شرف، تذکرہ اکابر اہل سنت، لاہور، مکتبہ قادریہ ۱۹۷۶ء، ۵۲۲
- کاندھلوی، محمد ادریس مولانا، الابواب والتراجم، لاہور، مکتبہ عثمانیہ،
- ایضاً — حجیت حدیث لاہور ناشر ایم ثناء اللہ، س ن، ۱۹۹
- ایضاً — سیرت المصطفیٰ، لاہور مکتبہ عثمانیہ، ۳
- ایضاً — معارف القرآن — ایضاً — ۱۹۷۲ء — ۔
- محمد اسحٰق بھٹی، فقہائے ہند، ادارۂ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۷۹ء
- محمد اسحٰق، ڈاکٹر، علم حدیث میں پاک و ہند کا حصہ، اردو ترجمہ رازق، رضا، حسین، لاہور ادارۂ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۷۰ء، ۲۰۱
- محمد انور شاہ کاشمیری، مولانا، مقدمہ انوار الباری شرح صحیح البخاری، گوجرانوالہ، ۹۱ بتدوین احمد رضا بجنوری، مولانا،
- محمد بدر عالم میرٹھی، سفیر، جمعیت حدیث، لاہور، المطبع العربی السعودی، ۲۰۲
- محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، سیاسی وثیقہ جات، ترجمہ مجموعہ الوثائق السیاسیہ، مکتبہ الوفا بین الممالک نو مشہور مولانا، لاہور، نفیس ترقی ادب، ۱۹۶۰ء، ۳۴۴
- ایضاً — صحیفہ ہمام بن منبہ، فیصل آباد، ملک سنز، ۔۔۔ دیباچہ، ترجمہ، غلام، ۱۹۷۲ء، ۱۴۶
- محمد شفیع گکھڑوی، مظفر المحصلین باحوال المصنفین، کراچی، مرتبہ ۱۳۹۱ھ، ۲۱۰

- محمد صدیق، تعارف علماء اہل سنت۔ لاہور، مکتبہ قادریہ، ۱۹۷۹ء ۴۲۷
- محمد طیب، مولانا، تاریخ دارالعلوم دیوبند، کراچی، دارالاشاعت، ۱۹۷۶ء ۱۲۸
- محمد لطیف، سید، تاریخ پنجاب، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز ۱۹۸۲ء ۳۸۲
- محمد مالک کاندھلوی، مولانا، تجریدِ صحیح مسلم، لاہور، ۲
- مودودی، سید ابوالاعلیٰ، سنت کی آئینی حیثیت، لاہور، اسلامک پبلی کیشنز ۱۹۶۳ء ۳۹۲
- نعیمی، احمد یار خان مفتی، مرآت المناجیح اُردو ترجمہ مشکوٰۃ المصابیح، گجرات، نعیمی کتب خانہ ۱۹۵۹ء، جلدیں۔
- ولی حسن، فتنۂ انکارِ حدیث، کراچی، المعلمین ٹرسٹ، ۱۴۰۵ھ ۲۵۶

مخطوطات

کاندھلوی، محمد ادریس، تحفۃ القاری (حصہ غیر مطبوعہ)

ایضاً مقدمۃ الحدیث

انگریزی کتب

Azami, Muhammad Mustafa. Studies in Early Hadith Literature; 1978, Indiana, American Trust Publication, 342 + 164.

Gibb, H.A.R. Muhammedanism An Historical Survey; 1964, London, Oxford University Press, 208.

Marfat.com

دائرہائے معارف ولغات

اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ، لاہور، دانش گاہ پنجاب، ۱۹۷۱ء

الموسوعہ العربیہ المسیرۃ، غرباں محمد شفیق، قاہرہ، ۱۹۶۵ء

قاموس الیاس، العصری، الیاس انطون الیاس، بیروت، ۱۹۷۲ء

(مد القاموس)

Arabic English Lexicon Lahore,

Dictionary Persian, Arabic and English, Lahore, 1984.

The Encyclopadia of Islam; London, 1979.

رسائل وجرائد

الحق، ماہنامہ،

۱۹۷۶ء

الرحیم، ماہنامہ، حیدرآباد، شاہ ولی اللہ اکیڈمی،

جون، جولائی، اگست، ستمبر، اکتوبر، نومبر، دسمبر ۱۹۶۳ء

مارچ، جون، جولائی، اگست، ستمبر، اکتوبر، نومبر ۱۹۶۴ء

مئی ۱۹۶۵ء

جون، اگست، نومبر ۱۹۶۶ء

فروری، اپریل، جون، نومبر ۱۹۶۷ء

جنوری، فروری، مارچ، اپریل ۱۹۶۸ء

الولی، ماہنامہ، حیدرآباد، شاہ ولی اللہ اکیڈمی۔

Marfat.com

اپریل، ستمبر، ۱۹۷۲ء

مارچ، اگست، ۱۹۷۳ء

دسمبر ۱۹۷۴ء

اپریل، مئی، ۱۹۷۵ء

اگست، ستمبر، اکتوبر، نومبر، دسمبر ۱۹۷۶ء

نومبر، دسمبر ۱۹۸۰ء

معارف ماہنامہ اعظم گڑھ، دار المصنفین،

فروری، ۱۹۲۷ء

اپریل جون، ۱۹۲۸ء

اپریل مئی، اکتوبر، نومبر ۱۹۲۹ء

اکتوبر، نومبر ۱۹۴۵ء

فروری، مارچ، اپریل ۱۹۴۷ء

جنوری ۱۹۴۸ء

مقام حدیث، کراچی، ادارہ مطلوعِ اسلام

نقوش

رسول نمبر،

لاہور نمبر،

Marfat.com

مطبوعاتِ شعبہ تحقیق قائداعظم لائبریری
باغ جناح لاہور

علم حدیث اور پاکستان میں اس کی خدمت
(محمد سعد صدیقی) قیمت

مسلمان مؤرخین کا اسلوب تحقیق
(محمد سعد صدیقی) قیمت ۳۰/۰۰ روپے

اسلامی قانون میں مصلحت کا تصور
(سید عبدالرحمٰن بخاری) زیر طبع

اصطلاحاتِ حدیث
(محمد سعد صدیقی) زیر طبع

Marfat.com

بچوں کے لیے خوبصورت اور دیدہ زیب کتب

ابتدائی فلکیات

(خالد مسعود) قیمت ۲۰/۰۰ روپے

پودوں کی دنیا

(خالد مسعود) زیرِ طبع

کلیاں میرے گلشن کی

(عبدالرحمٰن خالد) قیمت ۲۰/۰۰ روپے

کرۂ زمین

(خالد مسعود) قیمت ۲۰/۰۰ روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

علمِ حدیث
اور
پاکستان میں اس کی خدمت

محمد سعد صدیقی

ریسرچ آفیسر

شعبۂ تحقیق قائداعظم لائبریری

باغ جناح ○ لاہور

Marfat.com